قال اللہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا
الحمد للہ کہ نسخہ مسعین مقلدین بجواب هفوات ومغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین
المسمّٰی بالفتح المبین
فی کشف
مکائد غیر المقلدین
مع ضمیمہ
تنبیہ الوہابیین
بہ ثبت مواہیر و دستخط علمای دین باہتمام مولانا محمد یعقوب صاحب در مطبع نجم العلوم واقع لکھنؤ محلہ
دار العلوم فرنگی محل طبع گردید

مقدمہ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۰ھ کے ہین کہ جسکا یہ مصرع تاریخی بحکم حق برزبان جاری سکے اوسی کتاب مین مرقوم ہی ع پکارا وٹھا ہاتف خرافات ہی۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۰ھ سے نہ ملادین اسواسطے کہ جب معترض نے اس فتح المبین کا چھپنا سنا تو گھبرا کر ظفر المبین کی عبارتین گھٹا بڑھا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چھپوا دیا غیر اس فریب سے کیا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چھاپی جائیگی تو بعد اضافہ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب سکے اوپر تحت قال لکھوا دیجائیگی

(۲) معترض نے جو چھبیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکھا ہی کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب و سنت سے بتا دیا ہی اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکھا ہی اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن و طعن کو جائز نہین رکھا ہے

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ مسمی بہ تنبیہ الوہابیین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ وجہ تالیف و بیان بدگوئی مولف ظفر	۹	غیبت اور جھوٹ کی وعید —	۱۴	دینداری ظاہر الفاظ پر نہین ہی	۱۹
وجہ اختلاف احکام شرعیہ بتقریر معقول	۱۰	لعن طعن کرنیوالا مسلمان نہین ہی	۱۵	ظاہر یہ نعمت باطنی سے محروم ہین	〃
اختلاف روایات بخاری و مسلم کا	۱۱	ہر مسلمان [illegible] نہین	۱۶	ائمہ اربعہ کو فہم مطالب حدیث مین	۲۰
خبر آحاد ناسخ قرآن نہین ہوسکتی	〃	فریب دہی مولف ظفر کی نقل عبارت		محدثین پر ترجیح ہی —	
قوت و ضعف حدیث کا راویون		ملا علی قاری مین —	〃	مخالف ہونا اجتہادات امام بخاری	〃
پر موقوف نہین —	〃	مسلم فقہ دین مین داخل [illegible] اور جواب		کا صریح حدیث سے —	
وجہ ضرورت تقلید حنفیت بمذہب امام اعظم	۱۲	باصواب مع [illegible]	۱۷	دفع طعن تکفیر امام بخاری کی نسبت —	〃
بیان دروغگوئی و افترا پردازی مولف		راویان حدیث [illegible] معصوم نہین —	〃	تحقیق طائفہ منصورہ کی	۲۱
ظفر و ترک عمل حدیث صحیحین و آیت کا	۱۳	ہونا [illegible] حدیث سے	۱۸	حصر محدثین کا اصحاب صحاح ستہ مین نہین	
دروغگوئی دوزخ مین پہونچاتی ہی	〃	فقاہت [illegible]	۱۹	[illegible] مولف ظفر کا شرح مسلم [illegible]	

مضمون	صفحہ
اور نہ ماننا قول بخاری کو ۔	۲۲
ثبوت قیاس کا حدیث صحیحین سے	۲۲
مشروع ہونا قیاس کا ۔	۲۳
اثبات قیاس کا احکام میں اور نفی تدبر کی توحید میں متعلق ہے [illegible] داؤد ظاہر اسکا منکر ہے	۲۴
مسائل مستنبطہ حدیث و قرآن بھی داخل قیاس ہیں ۔	〃
داؤد ظاہری منکر قیاس کا علماء میں شمار نہیں جواب عبارت تہذیب الاسماء	۲۵
جواب طعن ترمذی کا دربارہ قیاس	〃
ابو حنیفہ کئی شخصوں کی کنیت تھی اور دارمی کی حدیث [illegible] قیاس میں امام صاحب پر گمان کرنا محض تعصب ہے	۲۶
مغالطہ مؤلف ظفر کا تفسیر کبیر میں	۲۶
جائز ہونا قیاس ابن عباس کا	〃
ہر شخص قرآن و حدیث سے مسائل فقہیہ کا استنباط نہیں کر سکتا ۔	۲۷
مؤلف ظفر کا معمور قائل تقلید ہونا	۲۸
مسائل اجتہادیہ میں تقلید ضروری ہے	〃
عامی کو تقلید کرنے میں بڑی [illegible] نفع ایمان ہیں ۔	〃
داؤد ظاہری کا مسئلہ [illegible] مخالف [illegible] ۔	۲۹
[illegible] تقلید کے چارہ نہیں	〃

مضمون	صفحہ
جواب مجتہد [illegible] ان و ابرار بائکا	۳۰
مصالحت تقلید کی اور فساد غیر مقلدی کا	۳۱
اعتبار مذاہب اربعہ و عدیم المثل ہونا ائمہ مجتہدین کا ۔	۳۲
کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف قرآن اور حدیث کے نہیں ۔	〃
جواب اسکا تقلید قاضی ثناء اللہ کا حنفیہ بعض مسائل میں تقلید امام صاحب کے نہیں کرتے ہیں ۔	〃
مصداق آیات مشرکین کے غیر مقلد ہیں	۳۳
کسی امام کا اجتہاد مخالفت میں [illegible] نہیں	〃
امام طحاوی باوجود ملکہ اجتہاد مقلد ہے	〃
عامی کو مسائل استنباطی میں تقلید ضروری ہے مجتہد کو نہیں	۳۳
مؤلف ظفر کا اقوال صحابہ کو نہ ماننا اور غیر صحابہ کے کہنے کو معتبر جاننا ۔	۳۴
تقلید ائمہ درحقیقت تقلید خدا اور رسول ہے	〃
وجہ التزام مذہب معین کے ۔	〃
مسائل منصوصہ حدیث میں تقلید واجب نہیں	۳۵
[illegible] قرض کا نفقہ [illegible] میں	〃
تعریف مجتہد و شرائط اجتہاد کی ۔	۳۶
[illegible] قرآن و حدیث [illegible] اجتہاد [illegible]	〃
[illegible] مسائل [illegible] ہرگز نہیں	〃
[illegible] حدیث [illegible]	[illegible]
[illegible]	〃

مضمون	صفحہ
بیان اختلاف صحت و ضعف احادیث کا	۳۸
فقہا کو برا کہنا موجب گناہ ہے ۔	۳۹
اسناد کو ضروری جاننے میں اعتراض برالزام	〃
تطبیق اور فہم حدیث میں ائمہ مجتہدین اور مقلدین کامل ہیں ۔	۴۰
ظاہر [illegible] نیم حکیم خطرہ جان کے خطرہ ایمان ہے	۴۱
بقول ابن حجر کی حدیث بغیر معرفت فقہ کے مانند دوائی عطار اور فقیہ مثل حکیم ہے	〃
اختلاف فقہا اختلاف حدیث سے بہت کم ہے	۴۲
احادیث ہدایہ موضوع نہیں اور نہ حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل ہے	۴۳
ثابت ہونا عمل محدثین کا ترمذی سے حدیث ضعیف پر باوجود صحیح حدیث کے	〃
مسائل اجتہادیہ میں خطا و صواب دونوں کا احتمال ہے مگر جانب صواب کو غالب ہے	۴۳
کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ جسقدر امام بخاری کو حدیثیں پہنچیں اوس قدر امام صاحب کو نہیں پہنچیں ۔	۴۴
کوئی حدیث ایسا نہیں کہ جسکو تمام مجتہدین پہنچی ہوں ۔	۴۵
باوجود صحیح حدیث کی عمل صحابہ اور اقوال مجتہدین کے ضرورت پڑتی ہے	〃
بلا تحقیق کے حدیث صحیح پر بھی عمل کرنا مقتضای احتیاط ہے ۔	〃
تحقیق کم و بیش ہونی ایمان کے ۔	۴۶

مضمون	صفحہ
حوایمان بدون عمل کے صرف تصدیق و اقرار ہے وہ کم و بیش نہین ہوتا	۴۸
کمی و بیشی ایمان مین نزاع لفظی ہے	۴۹
تصرف مؤلف ظفر کا عبارت مجمع البحار میں	۵۰
نقص ایمان کے کم و بیش نہونیکا ثبوت حدیث و قرآن سے۔	۵۲
جواب اسکا کہ عمل جب رکن ایمان ہوا تو بغیر اسکے ایمان نہ پایا جاوے	۵۳
ایمان کی دو تفسیرین ہین۔	〃
قصہ خضر و موسی کی حکمت قرآن مین	۵۵
آیت ثلثون شہرا سے حمل کے دو برس اور رضاع کے ڈھائی برس ثابت ہوتے ہین	۵۶
پہلا جواب اعتراض آیۂ حملہ و فصالہ کا	۵۷
دوسرا اور تیسرا جواب اعتراض کا	۵۸
جواب شبہہ آیت حولین کاملین و حدیث لا رضاع بعد حولین کا۔	〃
شان نزول آیۂ حولین کاملین کا	۵۹
رضاع کے دو برس اس آیت سے نہین نکلتے	۶۰
تعیین دو سال مین کوئی حدیث مرفوع نہین آئی مذہب امام صاحب کا موافق آیت ہے	۶۱
دو برس سے زائد رضاع کو آیت مانع نہین	۶۲
آیت سے رضاع دو برس کا یا استحقاق اجرت دو برس کا ثابت ہوتا ہے۔	〃
آیۂ حملہ و فصالہ سے کمتر مدت فصال و حمل کے ثابت ہوتی ہے	۶۳

مضمون	صفحہ
مدت ڈھائی برس لیے۔ آیت حولین سے معاملہ والدین کا جاتا ہے نہ حرمت رضاعی۔	〃
مسئلہ رضاع مین ایک روایت امام صاحب کی موافق صاحبین کے ہے۔	۶۵
محرمات ابدی کے ساتھ نکاح کرکے صحبت اسے حد نہ آنیکا جواب	۶۶
فرق درمیان حد اور تعزیر کے	〃
نکاح محارم داخل شبہات عقد ہے	۶۷
معترض کا عبارت فتح القدیر کو نہ سمجھنا	〃
شبہہ عقد سے حد ساقط ہو جاتی ہے	۶۸
دفع حد مین حیلہ جائز ہے	۶۹
قرآن سے نکاح محرمات مین حد ثابت نہین البتہ تعزیر قتل وغیرہ سے جائز ہے۔	۷۰
نکاح وغیرہ عقد و فسخ مین حکم قاضی کا ظاہر و باطن مین نافذ ہوتا ہے۔	۷۱
حدیث قطعة من النار جاس اموال مین ہے سو مال مین حکم ظاہراً ہوتا ہے نہ باطنا	
حدیث موقوف و معلق حجت ہے۔	۷۲
تقلید صحابی کی واجب ہے۔	〃
حکم تعلیقات بخاری کا۔	۷۳
بعد زمانہ تبع تابعین کے موضوع حدیثین شروع ہوئین قبل اسکے نہ تھین	〃
وجہ اختراع شروط بخاری	〃
سند اتصال الحادیث بخاری ضروری نہین	〃

مضمون	صفحہ
تعلیقات امام محمد مثل تعلیقات امام بخاری کے [illegible] ہین۔	۷۴
امام [illegible] ہے	〃
لا مذہب اقوال صحا[illegible]	
غیر مقلدین کے عقائد فاسدہ کا بیان۔	
تطبیق احادیث مین مذہب حنفیہ کا قوی ہے	۷۵
عجیب حکایت اخراص لامذہب کی	〃
بقول شاہ ولی اللہ سوای ان چار مذاہب کے کوئی مذہب قابل اعتبار نہین	۷۶
اعتماد کرنا سلف پر متفق علیہ ہے	〃
تتمہ بحث قضای قاضی کا کہ قضا ظاہر باطن مین سوای مال کے نافذ ہوتی ہے	〃
بیان نقض عہد ذمی کا۔	۷۸
سمجھنا معترض کا اجر مثل کو زنا کی اجرت	۸۱
بیان اجارۂ باطل و اجارۂ فاسد کا	〃
اجرت زنا حرام ہے نہ منافع خدمت زانیہ	۸۲
چلپی کے عبارت اجارۂ فاسد مین ہے نہ اجارۂ باطل مین۔	۸۳
اجتہاد بیجا معترض کا عبارت چلپی پر	۸۴
اختلافات علما کا فن کلام مین۔	۸۵
مطلق کتے کی بیع حدیث سے ثابت ہے	۸۶
بیان روایات و مسانید امام صاحب کا	۸۸
امام صاحب کو ستره حدیثیں	
جسطرح بزرگو	
کرنے احادیث	

مضمون	صفحہ
فضیلت امام صاحب کے تمام محدثین پر	
تتمہ بحث بیع کالی کا [illegible]	
[illegible] سے ثابت ہی	″
[illegible] سود کو چھہ چیزون مین منحصر جانتے ہین حالانکہ جمہور امت کے نزدیک سود اور چیزون مین بھی ثابت ہی	۹۱
ابن جریج کی فضیلت فقاہت اور ثقاہت کو معترض نے قصداً اوڑا دیا	۹۱
مراسیل مطلقاً حجت اور مقبول ہین	۹۲
مرسل اور منقطع ایک شے ہی اور دونون قابل احتجاج ہین	۹۳
پہلی کی بیع جائز ہی اور حدیث نہی کو جمہور نے نہی تنزیہی یا عدم نفع پر محمول کیا ہی	۹۴
شاۃ مصراۃ کا مع لبن پھیرنا [illegible]	۹۵
حدیث الخراج بالضمان کو حدیث مصراۃ پر ترجیح ہی	″
[illegible] معترض کا کہ شافعیہ کا [illegible] لکھا اور حنفیہ کا مذہب اوڑا دیا	۹۸
[illegible] نہی حدیث مین [illegible]	۹۹
[illegible] کی [illegible] ثلاثہ مین	۱۰۰
[illegible] امام طحاوی کی [illegible]	۱۰۱
[illegible]	۱۰۲
بیع [illegible] کیواسطے قیاس اور دلیل عقلی بیان کیجاتی ہی	۱۰۳
وجہ جواز نماز عصر وقت غروب آفتاب کے	۱۰۳
مسئلہ فقہ کا حدیث سے ثابت ہی کہ بائع کسی مال کا قرضخواہان دیگر کے مساوی ہی	۱۰۴
خمر کو شراب انگوری پر اطلاق کرنے مین امام صاحب کے پانچ دلیلین قوی ہین	۱۰۶
قرآن و حدیث و لغت و کلام شعرا سے ثابت ہوا کہ اطلاق خمر کا شراب انگوری پر حقیقی ہی	۱۰۷
اطلاق عام خمر کا حکماً یا مجازاً ہی	۱۰۸
جواب شبہہ تسمیۃ معنی مخامرت کا	″
چار قسم کی شراب بالاتفاق حرام ہی اور چار قسم مین اختلاف ہی اور مختلف فیہ کا مباح صحابہ اور تابعین سے مروی ہی	۱۰۹
نبیذ پختہ حلال اور نبیذ خام حرام ہی	″
فرق کیفیت شراب اور نبیذ کا	۱۱۰
جواب شبہہ حدیث کل مسکر خمر و کل مسکر حرام	۱۱۱
نچوڑ انگور کا جبکہ پکایا جاوے دو تہائی اوسکی جلکر ایک تہائی باقی رہجاوے تو حلال ہی	″
چار قسمون کی شراب حلال ہین حد نہین	۱۱۲
نبیذ کا حلال ہونا آثار صحابہ و تابعین سے باسناد صحیح ثابت ہی	۱۱۳
ان چار شرابونکا پینا حلال ہی بشرطیکہ نشہ نہ لاوے ورنہ حرام ہی مگر اسمین حد نہین	۱۱۴
حرمت نبیذ مین نشہ بالفعل معتبر ہے	۱۱۵
حرمت خمر کی منصوص ہی اگرچہ قلیل بے نشہ ہو	۱۱۶
تحقیق معنی اعتکاف کہ روزے کے اعتکاف مین شب ضرور داخل ہی	۱۱۷
ممانعت نفل بعد غروب قبل نماز مغرب	۱۱۸
باوجود حدیث مرفوع اجماع پر عمل ہوگا	۱۱۹
جواب حدیث ابن حبان کا فتح القدیر سے	″
بخاری اور مسلم مین بہت سے راوی مجروح اور مطعون ہین	۱۲۰
حدیث صحیح کبھی غلط ہوجاتی ہی اور کبھی ضعیف صحیح ہوجاتی ہی	″
ظاہریہ کے نزدیک حدیث صحیحین کو اقوال جمہور صحابہ پر ترجیح ہی بلکہ آیت پر بھی	۱۲۲
فجر کی فرض و سنت کے درمیان کلام فضول نہ چاہیے ہان کلام ضروری جائز ہی	۱۲۳
قبل دو رکعتون فجر کے یا بعد اوسکے لیٹنا سنت نہین بلکہ استراحت ہی	۱۲۴
تاکید و اہتمام سنت فجر کا	۱۲۵
ہونا تبدیل مکان سے تبدیل احکام کا	۱۲۶
کبھی حدیث ضعیف قرائن سے قوی ہوجاتی ہی	۱۲۷
جوابات مسائل رجم کے	۱۲۸
احصان کیواسطے اسلام شرط ہی	″
نماز فجر و مغرب مین دوبارہ شرکت نچاہیے	۱۲۹
بیان نفل کا بعد نماز صبح اور عصر کے	۱۳۰
چوتھی رکعت مین قعدہ نکیا ہو تو پانچوین رکعت کا سجدہ کرنیسے نماز کا باطل ہو[illegible]	۱۳۱

ہو جانا حدیث کے مخالف نہین ۔ ۱۳۱
خیانات مولف ظفر کی کہ جس صورت مین قعدۂ اخیرہ کرنیسے نماز ہو جاتی ہی اوسکو بیان نکیا اور جزالکلی شرط اوڑادی ۱۳۱
امام صاحب کے نزدیک اشعار مسنون نہین اور جو سنت سی تجاوز ہو وہ مکروہ ہی ۱۳۳
اشعار مین نزاع لفظی ہی ۔ ۱۳۴
جواب اسکا جو تعصب سے کہتے ہین کہ کل مسائل فقہ حنفیہ کے مخالف احادیث ہین 〃
اکثر اقوال ظاہریہ مخالف قرآن وحدیث ہین ۱۳۵
شراب کا سرکہ بنانا حلال ہی ۔ 〃
بیان مستحب ہونے جلسۂ استراحت کا درمیان رکعت اول وسوم کے ۱۳۶
باجماع صحابہ نماز جنازہ مین چار تکبیرین ہین اور حدیث پانچ کی منسوخ ہی ۔ ۱۳۷
نماز جنازہ مین حدیث وعمل صحابہ سے قراءت فاتحہ ثابت نہین بلکہ خاص دعا ثابت ہی ۔ ۱۳۹
نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پڑہنا بعض صحابہ کا بطریق ثنا و دعا کے تہا نہ بطریق قراءت کے ۔ ۱۴۰
نماز جنازہ مسجد مین نہ چاہیے بلکہ خارج مسجد کے افضل اور بہتر ہی ۔ ۱۴۱
مولا کو غلام پر حد لگانی باذن امام جائز ہی ۱۴۲
تہمت زنا سی لعان ہوتا ہی نہ انکار حمل سے ۱۴۴

حیا للہ کی معترض کی لعان انکار حمل مین ۱۴۴
موافق آیت وحدیث کے فقط عمامہ پر بغیر سر کے مسح کرنا درست نہین ۔ ۱۴۵
آنحضرت نے سوای مزدلفہ اور عرفات کے دو نمازونکو جمع نہ فرمایا ۔ ۱۴۶
قرآن دیکھکر پڑہنا مفسد نماز ہی ۔ ۱۵۱
موافق مذہب جمہور کے نماز اکیلے کی پیچھے صف کے جائز ہی بشرطیکہ صف مین جگہ نہو والا مکروہ ۔ ۱۵۲
محرم کو سیا ہوا کپڑا پہننا موافق احادیث صحاح ستہ کے جائز نہین ورنہ دم لازم ہو ۱۵۳
عورتکو امامت عورتونکی نکرنے چاہیے ۔ ۱۵۴
نکاح حرۂ بالغہ بدون اجازت ولی جائز ہی ۱۵۵
حدیث اشتراط اذن ولی کے امام بخاری کے نزدیک بہی صحیح نہین ۔ ۱۵۷
در حالت شرک وکفر کے ادا کریکا وجوب کسی حدیث سی ثابت نہین ہوتا ۔ ۱۵۸
مذہب جمہور کا یہی ہی کہ میت کیطرف سے ولی کو نماز وروزہ کا ادا کرنا نچاہیے ۱۵۹
عورت زانیہ کو شہر بدر کرنا حد مین داخل نہین بلکہ از راہ سیاست ہی ۔ ۱۶۱
ثبوت رضاعت مین گواہی عورتونکی معتبر نہین ۱۶۲
بیع غلام مدبر کے جائز نہین ۔ ۱۶۳
بیان حدیث بیع مدبر کا ۔ ۱۶۴
خلاف کرنا ظاہریہ کا باوجود ثابت ہونے

[illegible] نکاح جدید [illegible] حدیث صحیح سے ۱۶۵
دخول دار الاسلام [illegible] نکاح [illegible] ۱۶۵
حج مین کسی امر کے تقدم [illegible] دم دینا لازم نہین [illegible] اگر جانت لاعلمی مین کیا گناہ نہیں اور مفرد [illegible] پر دم بہی نہین آتا ۱۶۷
گھوڑے کا گوشت کہانا جائز نہین ۔ ۱۶۸
تحقیق تفرق بالابدان یا بالاقوال کی ۱۶۹
[illegible] ایجاب وقبول کے بیع تمام ہوجاتی ہی 〃
[illegible] مردہ نکلے تو اوسکو کھانا چاہیے اور کسی حدیث سے حلال ہونا بچہ مردہ کا ثابت نہین ہوتا ۔ ۱۷۰
تحقیق حدیث زکاۃ الجنین زکاۃ امہ ۱۷۱
مہر دس درم سے کم جائز نہین ۔ ۱۷۲
خدمت وغیرہ پر مہر باندہنا درست نہین ۱۷۴
اسلام یا تعلیم قرآن پر نکاح ہونیسے مہر مثل ساقط نہ ہوگا [illegible] 〃
باتفاق [illegible] قصاص غلام کا مولا سے نہ لیا جائیگا اور حدیث مین [illegible] بطور زجر [illegible] ۱۷۶
شغار یعنی نکاح سے نکاح کا بدلا کرنا جائز نہین مگر طرفین سے مہر مثل دیا جاوے تو جائز ہی ۱۷۷
[illegible] ۱۷۸
[illegible] احکام ۱۷۹

مضمون	صفحہ
۔۔۔ بطریق حفاظت جائز ہی۔	۱۸۰
کسی کا پڑا ہوا مال غنی اپنے صرف مین لاوی تو وقت طلب صاحب مال کے قیمت اوسکی دینی ہوگی۔	۱۸۱
درخت پر سی میوہ چورانیوالیکا ہاتہ نہ کاٹا جائیگا۔	۱۸۲
مغالطہ مولف ظفر کا مسئلہ ہدایہ مین	۱۸۳
جہرین مین سی میوہ چورانیوالیکا ہاتہ کاٹا جائیگا۔	〃
حاجیون کی گری ہوئی چیز کا بخیال حفاظت اوٹھا لینا جائز ہی۔	۱۸۴
سرقۂ دہ درم مین قطع ید بالاتفاق ہی اور اس سی کم مین اختلاف ہی۔	۱۸۵
شیرخوار لڑکے کا پیشاب کسی شی پر پڑجاوے تو اوس پر پانی بہانا کافی ہی	۱۸۷
بول شتر بلا ضرورت پینا جائز نہین۔	۱۸۹
مرد کو واسطے دفع مرض خارش کے پاجامہ حریر پہننا جائز ہی۔	۱۹۰
کتے کا جھوٹا برتن تین بار دہونیسے پاک ہو جاتا ہی۔	۱۹۲
ثمر بیع درخت مین بلا شرط داخل نہوگا	۱۹۳
جس چیز کی بیع علیحدہ درست ہے شرط اوسکی جائز ۔۔۔ نا۔ درخت پر پہل ۔۔۔	۱۹۴
درخت پر بیع میوہ کی قبل پختگی کے بلا شرط قطع کے جائز ہی۔	۱۹۵
تر کھجورونکی بیع سوکھی کھجورونکے ساتہ جائز ہی مگر اودہار جائز نہین	۱۹۶
شہر سی باہر جاکر غلہ خریدنا جائز ہی بشرطیکہ شہر والونکو ضرر نہ پونہچے	۱۹۷
اجرت لیکر بیع کرانا جسمین بائع کا ضرر ہو جائز نہین۔	۱۹۸
مدینۂ منورہ مثل مکۂ معظمہ کے حرم نہین	〃
حرم مکہ و حرم مدینہ کا ایک حکم نہین	۱۹۹
طمانینت رکوع و سجود کی اور قومہ اور جلسہ واجب ہی فرض نہین۔	〃
قربانی شہر مین قبل نماز کے جائز نہین مگر باہر شہر سی تیس کوس پر جائز ہی	۲۰۲
عقیقہ جائز ہی واجب نہین۔	۲۰۳
وتر کی تین ہی رکعت ہین دوسری رکعت مین تشہد کرکے تیسری مین سلام پہیرے	۲۰۴
وتر کی تین رکعتون پر اجماع ہی	۲۰۶
قوی اور تندرست کو بشرطیکہ مالک نصاب نہو زکوۃ دینی جائز ہی	۲۰۷
مولف ظفر کی افترا پردازی حنفیہ پر اور اجتہاد بیجا خلاف حدیث کے۔	۲۰۸
حدیث سی تیمم کیواسطے دو ضربین ہین	۲۰۹
رضاع سی حرمت آجاتی ہی قلیل ہو یا کثیر	۲۱۱
مالک اپنی چیز چور کو بخشدی تو ۔۔۔	〃
قاضی کو چور کا ہاتہ کاٹنا جائز نہین	۲۱۱
بجز وتر کے قنوت اور نماز و نمین جائز نہین مگر نماز صبح مین بضرورت جائز ہی	۲۱۲
سواری پر بیٹھکر نماز وتر جائز نہین	۲۱۵
نماز وتر پڑہنا سواری پر منسوخ ہو گیا	〃
سنتین فجر کے بعد نماز فرض کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑہے۔	〃
امام صاحب کے نزدیک نماز استسقا بغیر جماعت و خطبہ کے جائز ہی مگر فتوی صاحبین کے قول پر ہی کہ خطبہ و جماعت مسنون ہی	۲۱۷
چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز استسقا مین بطریق نیکفالی کے تہا	〃
امام احمد کے نزدیک خطبہ نماز استسقا مین مسنون نہین۔	〃
ثیبہ اور باکرہ باری مین دونو برابر ہین	۲۱۸
قسم مدعا علیہ پر ہی نہ مدعی پر۔	۲۱۹
حدیث قسم مدعی کے منکر اور مردود ہی	۲۲۰
قسم مدعی و گواہ مدعا علیہ کا اعتبار نہین	〃
کج بحثی مولف ظفر مبین کے	〃
تحقیق حدیث نماز کسوف کی۔	۲۲۱
نماز کسوف کی دو رکعتین ہین مدو رکوع	۲۲۲
نماز کسوف مین خطبہ مسنون نہین	۲۲۳
نماز کسوف مین قراءت آہستہ کیجاوے	۲۲۴
نماز جمعہ گانوں والون پر واجب نہین	〃
نابینا اگر عالم محتاط ہو تو نماز اوسکی ۔۔۔	۲۲۶

۲ پیچھے جائز ہی ورنہ مکروہ — ۲۲۶
کراہت اکل سمک طافی کے — ۲۲۷
مخالفت مولف ظفر کی باحادیث صحیحہ — ۲۲۸
مخابرت اور مزارعت ممنوع ہی — ″
مولف ظفر کا انکار احادیث صحیحہ سے — ۲۳۰
ذی رحم محرم کو کوئی چیز ہبہ کر دیجاوے تو واپس نہ لیجاوے — ۲۳۱
نیت روزۂ رمضان قبل زوال درست ہی — ۲۳۲
تحقیق روزۂ عاشورا کی — ۲۳۳
نیت روزہ کی نفی دن مین باعتبار کمال کے ہی — ۲۳۴
زمین سے جو کچھ نکلے دسوان حصہ اوسمین زکوۃ کا ہی — ″
مال مستفاد پر زکوۃ واجب ہی — ۲۳۵
حدیث صحیحین سے ثابت ہی کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہی اور امام دونو جمع کرے — ۲۳۶
وقت تکبیر تحریمہ مرد کانون تک اور عورتین مونڈھو تک ہاتھ اوٹھاوین — ۲۳۷
قعدۂ نماز مین داہنا قدم کھڑا کرے اور بایان بچھاوے — ۲۳۹
ایک سلام سے آٹھ رکعتین یا زیادہ پڑھنے کی تحقیق — ۲۴۰
ظہر کی دونو رکعتوں مین قرات برابر چاہیے — ۲۴۱
پچھلی دو رکعتوں فرض مین سبحان اللہ پڑھے — ″

۲ خواہ چپکا رہے اختیار ہی — ۲۹۸
قراءت رکعتین اخیر آنحضرت سے — ″
نہ بطریق وجوب صحابہ سے — ۳۰۱
تسمیہ اللہ و آمین مخفی کو بدعت کہنا معترض نے شیوۂ صحابہ سے ثابت ہی — ۳۰۳
لکھین ہر ایک کا جائز ہی بشرطیکہ جواب پہلی شوق ہو — ۳۰۵
جواب دوسرے شبانہ روز مین اور جواب تیسرے پہنا اولیا ممکن ہے — ۳۰۷
پھر دو جواب امام صاحب کے — ″
پھر جواب تہ لے نماز عشا کے وضو جواب چوتھی پڑھے — ۳۰۸
جواب پانچین ختم قرآن کرتے تھے — ۳۰۹
جواب چھٹے ملامت — ۳۱۰
جواب ہفتم کے — ″
جواب ساتوین فقیہ کے — ۳۱۱
جواب آٹھوین کے — ″
جواب مالک کے — ″
جواب بخاری کے — ۳۱۲
کبھی پہر کسی طرح معتقدین کے تمام گردین — ″
یعقوب صاحب کے شاگرد بالواسطہ مثل کا وقت زیارت امام صاحب — ۳۱۳ ، ″
جواب امام صاحب کے والد
جواب اولاد کی دعا دی — ۳۱۴

حاصل ہونا کمال قوت طہارت و عبادت کا امام صاحب کو بہ برکت دعا دو آیتون کے — ۳۱۴
وجوہ تفضیل امام صاحب کے پہلون پر — ۳۱۵
فقہا چار ہین ابو حنیفہ سفیان مالک اوزاعی سے اور فقہ ابو حنیفہ کی ہی کہ انہوں نے خوب تنقیح کی — ۳۱۶
دوست امام صاحب کا ناجی ہی اور دشمن بدعتی — ۳۱۷
امام صاحب کی گریہ و زاری نزد جناب باری — ″
بیان سخاوت امام صاحب کا — ″
امام صاحب کا تیس برس برابر روزے رکھنا اور چالیس برس نہ لیٹنا — ۳۱۸
حال انتقال و نماز جنازہ امام صاحب کا — ″
بعد دفن امام صاحب کے تین دن تک غیب سے آواز کا آنا — ″
شب انتقال امام صاحب کو جنات کا رونا — ″
قبر امام صاحب کے وسیلہ قضائے حاجات ہی — ۳۱۹
امام صاحب کی قبر سے امام شافعی کو برکت لینا — ″
امام صاحب نے خدا کو سو مرتبہ جناب باری کو خواب مین دیکھا — ″
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تعیین مذاہب اربعہ و تقلید ثابت ہی — ۳۱۹

مضمون	صفحہ
حال طاعنین امام صاحب کا —	۳۲۰
نماز جنازہ امام صاحب کے چار بار پڑہی گئے	۳۲۱
طاعن امام صاحب کا جو طریق رکہتا ہو اوسی طریق کے جوابات —	۳۲۲
مغالطہ معترض کا مسائل حنفیہ مین	〃
عمل حنفیہ کا صریح احادیث پر ہی اور مسائل استنباطی مین جانب احتیاط پر —	۳۲۳
مس ذکر سی وضو نہین ٹوٹتا —	〃
حدیث قیس بن طلق کے قوی ہی اور حدیث بسرہ عورت کی معلول —	۳۲۴
وضو مس ذکر کے سب حدیثین مخدوش ہین	〃
نماز کے اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو سرنو سے پڑہنا افضل ہی —	۳۲۵
حدیث الوضوء مما مست النار کی حدیث ترک الوضوء مما مست النار سی منسوخ ہی	۳۲۶
اکل لحم شتر سے وضو نہین جاتا کہ حدیث اوسکی منسوخ ہی —	〃
نماز پشت خانہ کعبہ پر اور راستہ اور حمام اور مقبرہ مین مکروہ ہی اور حدیث نہی اسکی ترمذی کے نزدیک ضعیف ہی	۳۲۷
مغالطہ معترض کا حسب عادت —	۳۲۸
جواب افترای معترض کا اونکے پیشوا نواب بہوپالی کی کتاب سی کہ قصہ کنیز خلیفہ ہارون رشید کا منقول بے اصل ہی اور نسبت اوسکی امام ابو حنیفہ کی طرف بالکل لغو	۳۲۸
اعتراض بیجا مولف ظفر کا حنفیہ کے مسائل غیر مفتی بہ پر —	۳۲۹
تکرار اعتراضات معترض کے لغویت	〃
حیلہ خنزیر و آدمی باعث سی مستثنی ہی —	۳۳۰
اعتراض الزامی غیر مقلدین پر —	〃
حد بوجہ شبہہ کے ساقط ہو جاتی ہی	〃
اگر شی حرام مین شفا منحصر ہو اور بدل اوسکا نملے تو بضرورت استعمال اوسکا جائز ہی	۳۳۱
غیر مقلدین کے نزدیک استعمال پیشاب کا بلاضرورت بہی جائز ہی —	〃
قرات امام کی مقتدیونکو کافی ہی —	۳۳۲
معترض صاحب چند لامذہبون کے مدرسی مصنف بن بیٹھے —	〃
احادیث ہدایہ کو موضوع کہنے کی جوابات	۳۳۳
جب روایت بالمعنی جائز ہی تو پہر بوجہ تغیر الفاظ کے احادیث ہدایہ پر طعن بیجا ہی	〃
خیانت معترض کے نقل عبارت عینی مین	۳۳۴
آنحضرت کا ہر کام مین جامن کو دوست رکہنا	۳۳۵
جواب اعتراض ہدایہ کا —	〃
کہڑے ہو یا سجدہ مین سو جاوی تو وضو نہین جاتا مگر جبکہ لیٹے کروٹ پر —	۳۳۶
کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہی اور وضو مین سنت —	۳۳۷
موافق ظفر کی چالاکی اور دہوکے بازی	〃
حدیث ہدایہ کے موافق حدیث ابن ماجہ ہی	۳۳۸
معترض کے خیانت عبارت حدیث مین	۳۳۹
حدیث ہدایہ کی مسح مین —	〃
طریق طہارت کپڑے کا خون حیض سی	۳۴۰
ثبوت نجاست منی کا حدیث سی —	۳۴۱
زمین خشک ہونیسے طاہر ہو جاتی ہی	۳۴۲
بیان سند احادیث و تبحر صاحب ہدایہ	〃
روایت بالمعنی مین تغیر الفاظ کا ہونا محل طعن نہین —	۳۴۳
آخر وقت عشا کا طلوع فجر تک ہی —	۳۴۴
افضل وقت عشا کا تہائی رات تک ہی	〃
بوجہ اختلاف الفاظ کے احادیث ہدایہ کو موضوع کہدینا محض تعصب ہی —	〃
خیانت معترض کے شرح سفر السعادۃ مین	۳۴۵
بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام ابن الہمام کا تحقیق احادیث ہدایہ مین	〃
مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو بدعت کہنے کا جواب —	۳۴۶
اجتہاد جدید معترض کا معنے آیت مین اور جواب الزامی اوسکا —	〃
تفسیر آیۃ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی	۳۴۷
معترض کا اجتہاد بیجا و مغالطہ رکیک	۳۴۸
غیر مقلدین سواد اعظم سے خارج ہین	۳۴۹
بیان جواز مخالفت بعض احکام فقہیہ ائمہ مجتہدین کے —	۳۴۹
مقلدین [illegible] سخت اعتراض	۳۵۰

مضمون	صفحہ
حالات وخیالات غیر مقلدین کے	۳۵۱
حدیث قلتین ضعیف ہی اور حدیث بئر بضاعہ قوی ہی	۳۵۳
کوفہ ڈیڑہ ہزار صحابی کا مسکن تہا	۳۵۴
وجوہ ضعف حدیث قلتین	″
باوجود صحیح حدیث کی غیر مقلدین کا حدیث ضعیف پر عمل کرنا	″
بہوپال کے لامذہب روپٹیونکا مذہب رکہتے ہین جسکا کہائین اوسیکا گائین	۳۵۵
ضعف اور اضطراب حدیث قلتین	″
اختلاف لفظی ومعنوی قلہ کا	″
حدیث قلال ہجر منقطع ومجہول الرواۃ ہی	″
غیر مقلدونکا صاحب معیار کے تقلید کرنا	۳۵۶
آب دہ دردہ کے کوئی مقدار معین نہین	″
صحت حدیث قلتین ومقدار آب قلہ کے ثبوت پر دس ہزار روپیہ کا انعام	۳۵۷
تعیین معنی قلہ مین غیر مقلدین کا اپنی رای کو دخل دینا	″
غلط فہمی معترض کے عقود الجواہر مین	″
حنفیہ کے نزدیک ضعیف حدیث بہی رای سی بہتر ہی	۳۵۸
بیان تعصب بدیع الزمان مقلد نواب بہوپال کا	″
بیان ناسخ ومنسوخ کا	۳۵۸
حنفیہ کسی حدیث کو امام صاحب کے قول سی منسوخ نہین کہتے	۳۵۹
بددیانتی معترض کے تبدیل الفاظ مین	۳۵۹
سوای حدیث متواتر کے سب حدیثین ظنی ہین مفید یقین نہین	۳۶۰
خبر واحد ثقہ کے قابل حجت ہی	″
جو فعل اخیر آنحضرت ﷺ کا بروایات صحاح ثابت ہی وہ ناسخ ہی	۳۶۱
ظاہریہ پر الزامی اعتراض	″
حنفیہ بغیر دلیل کے کسی آیت وحدیث کو منسوخ نہین کہتے	″
معترض کا اتہام دربارۂ مسائل حنفیہ	۳۶۲
تطبیق حدیث مین اور ظاہریہ کا	″
تحقیق شمار آیات واحادیث منسوخہ	۳۶۳
حصر آیات منسوخہ کا پانچ مین اور احادیث کا دس مین خلاف جمہور محققین ہی	″
تعداد احادیث منسوخہ	۳۶۴
بیان منسوخ ہونے حدیث رفع یدین وحدیث مصراۃ کا	۳۶۶
پیشاب کرنا آنحضرت ﷺ کا کہڑے ہوکر بوجہ عذر تہا	۳۶۷
بلا عذر کہڑے ہوکر موتنا مکروہ ہی	۳۶۸
دباغت سی کتے کا چمڑا پاک ہونے پر کوئی دلیل نہین	″
مخالفت معترض کے امام بخاری سی	۳۶۸
معترض کا امام بخاری کو چہوڑکر صاحب دراسات کی تقلید کرنا	۳۶۹
مکہ مین کراہت نماز کی اوقات ممنوعہ مین	۳۶۹
بیان اوقات نماز مکہ معظمہ کا	۳۷۰
بیان حدیث جمع بین الصلاتین کا بجمع حقیقی وصوری	″
حدیث جمع بین الصلاتین منسوخ ہی یا محمول ہی جمع صوری پر	۳۷۱
معترض نے حدیث صحیح وآیت صحیح کو چہوڑکر حدیث ضعیف پر عمل کیا	۳۷۲
بیان تقلید جامد معترض کا	″
حدیث فجر سے پہلے رمضان مین غسل کرنے کی منسوخ ہی	۳۷۳
بحال رکہنا معترض کا اوس حدیث کو جس سے ابو ہریرہ راوی نے رجوع کر لیا	″
بیان استحباب روزۂ عاشورا کا	″
مسائل ظفر المبین کا اکثر ماخذ کتب مردودۂ نواب بہوپال ہین	۳۷۵
مولانا عبدالحی صاحب نے باظہار اغلاط فاحشہ کتب نواب بہوپال کو مردود کردیا	″
مولف ظفر کی ناانصافی اور ہٹ دہرمی	″
عجز معترض بجواب صاحب انتصار الاسلام	۳۷۶
قول فیصل ومحاکمہ درمیان مولف ظفر ومولف انتصار الاسلام کے	″
توجیہ حدیث وطی فی الدبر بخاری کی	۳۷۶
ہر حدیث بخاری کی قابل عمل نہین کیونکہ اوسمین منسوخ حدیثین بہی ہین	″

مضمون	صفحہ
غیر مقلدین کا از راہ تعصب نفسانیت کے تمام مقلدین کو مشترک لعد کا ذکر لکھنا اور تقلید کو شرک و حرام جاننا اور مکہ معظمہ کے چارون مصلونکو ضلالت و بدعت سمجھنا اور صحابۂ کرام کو خاطی و مخترع بدعت ضلالہ کا لکھنا نعوذ باللہ منہا	۴۲۰
مختصر بیان خروج وہابیہ نجد کا۔	۴۲۱
وہابیان ہند کا حال بر سبیل اجمال	۴۲۲
حرمت عمل تلفیق کے۔	״
تقلید مذہب معین کے واجب ہے	۴۲۳
احادیث پیشین گوئی سے سب اسمال واقوال فرقۂ ظاہریہ کے ظاہر ہو گئے	۴۲۴
۲۹ انتیسوان مسلہ غیر مقلدین نے دربارۂ تعظیم اہل حرمین و دیگر مقامات مقدسۂ عرب کے اکثر آیات صریحہ و احادیث صحیحہ کے خلاف کیا ہے	״
فضائل حرمین و حجاز و شام و مسجد بیت الحرام کے آیات و احادیث سے	۴۲۵
دین محمدی کا ثبوت و بقا حقیت مذہب مقلدین پر موقوف ہے۔	۴۲۶
ملقب اہل سنت و مصداق سواد اعظم کے جماعت مقلدین ہے نہ گروہ غیر مقلدین	۴۲۷
۳۰ تیسوان [illegible] غیر مقلدین نے واسطے [illegible] اور شک مین ڈالنے عوام کے ایک نیا طریقہ اشتہار [illegible] جواب طلب [illegible]	״
تجاہل مولوی محمد حسین لاہوری کا کہ باوجود جواب باصواب پانیکے مکر گئے اور انعام دینے مین وعدہ خلاف ہوئے	۴۲۸
نقل اشتہار سوالات مولوی محمد حسین لاہوری	״
تفصیل جوابات اشتہار مذکور کے	۴۲۹
قریب قریب ہی مولوی محمد حسین لاہوری کے سوالات مشتہرہ ہین۔	۴۳۰
اشتہار جدید مقلدین کے طرف سے ۱۴ چودہ سوالات نمبر اول کا بوعدۂ انعام بیس روپیہ فی جواب۔	۴۳۱
ایضاً اشتہار ۳۰ تیس سوالات نمبر دوم بوعدۂ انعام دس اشرفی فی جواب۔	۴۳۲
تنبیہ دربارۂ شرائط جوابات۔	״
۳۱ اکتیسوان مسلہ عقائد و اعمال غیر مقلدین مین کہ خلاف اہل سنت کے ہین بعضے انمین سے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع۔	۴۳۳
نقل [illegible] جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد۔	״
وہابیہ مثل رافضی و خارجی گروہ ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہین۔	״
تفصیل عقائد غیر مقلدین قابل ملاحظہ ناظرین انمین ۲۸ عقیدے ہین ہر ایک بحوالہ صفحہ کتاب ہے۔	۴۳۴
نقل عبارت نواب بھوپال کی حاشیہ ص	۴۳۵
پر کہ فقہ کو جعلسازی و مکاری اور فقہا و مقلدین کو مشرک و بدعتی اور دغاباز لکھا ہے اور صدقات ثواب رسانی اموات کو طریقۂ ہنود قرار دیا ہے۔	۴۳۵
ثبوت امام بخاری کے شافعی ہونیکا	۴۳۶
الزام غیر مقلدین پر بوجہ مذمت تقلید	״
خطا مولوی نذیر حسین کے تعریف متقی مین	۴۳۷
تحقیق آیات متشابہات صفات باری مین	۴۳۹
نواب بھوپالی نے حضرت عمر رض کو خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ ٹھیرایا۔	״
غیر مقلدین کو جو سنت پر چلنے کا دعوا کرتے ہین اور عمل آدھی پر بھی نہین	۴۴۰
مانعین زیارت نبوی کا قرآن سے ملعون ہونا	۴۴۲
غیر مقلدین نے حضرت سعدی و جامی و حافظ کو بوجہ تضمین و اقتباس کے کافر بنا دیا	۴۴۵
تصریح حیلیات غیر مقلدین کی [illegible] انمین ۱۷ سترہ اعمال ہین بحوالہ صفحہ کتاب	۴۴۶
سور کے چربی کھانیکا اتہام آنحضرت صلعم پر	۴۵۰
ہونا غیر مقلدین کا اہل بدعت سے	״
جو کوئی اس زمانے مین مذاہب اربعہ سے خارج ہوا وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔	۴۵۱
غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہین	״
حکم لامذہبونکا مثل حکم [illegible]	۴۵۳
حقیقت حال دستخط [illegible] علمای دہلی	״

تمت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد خاکسار ازلی محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن علی مراد آبادی غفر لہما اللہ ذوالایادی عرض کرتا ہی کہ ان دنون ایک کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف ہری چند بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال براے نام مسلمان ہوکر نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ائمہ سلف پر طعن وتشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی جسقدر اوسکی زبان نے یاوری کی ہی اوسقدر درگذر نہین کیا اور اپنے زعم مین یون سمجھا ہی کہ سب ائمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے چنانچہ سو مسئلے فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہین اور چارون امامون خصوصًا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسئلے مین یہی دعوا کیا ہی کہ امام صاحب نے اس مسئلے مین قرآن یا حدیث کی مخالفت کی ہی اور ہر مسئلے مین ایک حدیث یا کہین آیت بھی لکھدی ہی کہ یہ مسئلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف ہی اور جو حدیث اور آیت اوس مسئلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسئلون کی وجہ سے

جسقدر راوی اسمین تغیر لکھا ہی اوسکو دیکھنے والے اوس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تغیر اور حقیقت قرآن
و حدیث پر ہو نعوذ باللہ کیونکہ کوئی مسلمان سے مسلمون مین سے ایسا نہین کہ جسکا ماخذ قرآن
و حدیث نہو بلکہ یہ بعض ... اس طعن کی باعث ہوئی کہ حنفیون کیطرف ... مخالفات
فرض کیے ہین کہ وہ مخالطے محض مصنوعی ہین حنفیہ اونکے ہرگز قائل نہین غرض حنفیکی ہی اوس سے
مولف ظفر مبین بالاصل دور ہی اور حدیث مین واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
تحریف کردی ہی ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہی تو
دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہین کہ جسکا
کسیکو اونپر طعن کرنا نہین پہونچ سکتا اور اگر ایسی ہی مخالفت مورد الزام ہی جیسا کہ یہ سمجھے ہین تو کوئی
متقدمین و متاخرین سے ایسا نہین کہ من وجہ مخالفت حدیث کی اوس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اونپر
طعن کرتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہین غرض من وجہ مخالفت
سے حقیت مذہب کی باطل نہین ہو سکتی اور اماموں پر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول پر
اعتراض ہوا جاتا ہی نعوذ باللہ منہ کہ اونھون نے مختلف طرق کیون بیان کیے یا ہر امر کی
تصریح قرار واقعی کیون نہین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جسقدر بعید ہوتا گیا اوسی قدر
راویون مین بوجہ عدم عصمت و اتفاق کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات شارع کی طرف سے
نہین فقط راویون کے سہو اور نسیان پر مبنی ہین مگر اسمین بھی کلام نہین کہ اختلاف امت شارع
کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
ہو جائینگے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسیطرح اونکے سوا اور کو بھی سمجھنا
چاہیے کیونکہ تنقیح حدیث کی جیسی ان چارون اماموں نے کری ہی ایسی کسی نے نہین کی اسیوجہ سے
جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہی الا ما شاء اللہ غرض کہ تقلید
اینکی کوئی معیوب امر نہین بلکہ اسکو برا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اسمین تو بڑے بڑے مصالح
دینوی و اخروی موجود ہین اور قاعدہ ہی کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام نکرے

وہ اوس صادر ہونا دشوار ہی پس حنفیہ کا التزام کرنا اسکو مقتضی نہین کہ تقلید کے وجوب مین کوئی نص
قطعی وارد ہی البتہ بعضے حنفیہ نے اسمین ایسا غلو کر لیا ہی کہ محققین اوسکو پسند نہین کرتے ہین جیسے
فرقہ ظاہری نے بخاری اور مسلم مین اس درجے کا غلو اور انہماک کیا ہی کہ اوسکے سامنے اوسکے خصم
کی حدیث بھی نہین مانتے ہین بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑھتا ہی تو برا جانتے ہین اور کہتے ہین
کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قرآن نہین سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑون برس کے بعد یہ کتابین تصنیف ہوئی
ہین راویون مین صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ روایت ہی اور دوسرے کی کچھ ہی علی ہذا القیاس
بہت راوی ضعیف بھی موجود ہین ایک حکم کچھ بیان کرتا ہی اور دوسرا اوسکے مخالف کہتا ہی خود فقہ
راویون کے مسلک مین بھی اختلاف پڑا ہوا ہی پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
ترجیح دیجائیگی ہان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
سے اسمین غلطی کبھی نہین ہوئی تو اوس وقت وہ حدیث ناسخ ہوجائیگی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی
نے اپنے کانون سے سنا ہو اوسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہی مگر جب تک اوسکے راوی
اس کثرت سے روایت نکرین کہ اونکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اوسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے
زیادہ التزام کیا ہی اور قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پر بخاری کے
راویون کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہی حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام اوسی
شخص کا ہی فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہی اور فاسق
فاجر سچ کہدیتا ہی کہ کبھی [illegible] کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہو سکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا غلط
واقع ہی بسا امور قراین سے قوی ہو جاتے ہین گو راوی اوسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات
جسکو ثقہ نے روایت کیا ہو قراین سے ضعیف معلوم ہوتی ہی پھر خود حدیث مین وہ فقہ
اختلاف کہ ایک شخص اوسکو منسوخ جانتا ہی اور دوسرا معمول بہ سمجھتا ہی ایک کے نزدیک ضعیف اور اوسکے

ایک امر پہ ہی اور دوسرے کے نزدیک اور امر پر بنی ہی اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا توہم ایمہ کیطرف ہرگز رجوع نکرتے
ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کردیا ہی ورنہ ظاہر ہی کہ تقلید سے مقید ہونا ناگوار طبیعت کو گذرتا ہی
بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تنقیح مین کافی نہین سمجھتے ہین خصوصًا
متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہی اونکے اقوال توہم لوگ بادہوائی اور خانہ ساز
باتین اونکی سمجھتے ہین پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہی اوسیقدر اوسمین شان حقیت زیادہ
ہی اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پہونچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ
ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصًا اس کتاب ظفر مبین مین تو تعصب اسدرجے کا موجود
ہی جسکا کچھ پایان نہین ناظرین با انصاف خود ملاحظہ کرلین گے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے
بالکل بعید تھی اسلیے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر بوجہ اصرار
بعض خلص احباب کے مجبور ہو کر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدون
تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر مسئلے کا ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت کردیا
چونکہ مولف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن و حدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین
خصوصًا امام اعظم رح کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن و
حدیث کے معنی بیان کرنے مین دھوکے دیے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا
الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیان
اونکی ظاہر ہوگئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہوگئے اللہ تعالی
اسکو مقبول خاص و عام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پہونچاوے آمین ثم آمین

قال ایک مغالطہ یہ ہی کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہی
کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالے نے تو قرآن مجید مین جابجا
یہی فرمایا ہی کہ اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے بخلاف
بتلاتا ہی کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین ہی **اقول** یہ محض مغالطہ اور

افترا پردازی معترض صاحب کی ہو کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر جائز نہین بلکہ
حنفیہ اسکے مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث
ہی بس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہی مسمی ایک ہی یا فرق اجمال و تفصیل کا ہی حاصل دونون کا
ایک ہی یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہی معا ایک ہی غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت
نہین علی ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہین اور حنفیہ کے
نزدیک اوس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم مین لکھی ہو پس
مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اوسکے جواب مین آیتین اور حدیثین
پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افترا ہی کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسئلہ
مخالف اسکے ہو اوس پر چلنا جائز نہین رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدۂ حنفیہ کے برعکس حدیثین
اور آیتین لکھنی شروع کین اور کذب و افترا کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہی مطلق
خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہو وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
یعنی خلط ملط نکرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حالانکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم مین ہی
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ
وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي
إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ
حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہی اور نیکی جنت کیطرف
پہونچا دیتی ہی اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہی اور قصد کرتا ہی سچ بولنے کا یہان تک کہ لکھا جاتا ہی نزدیک خدا کے
سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہی اور بدی دوزخ کیطرف پہونچا دیتی ہی
ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہی اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہی یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا

جانا ہی انتہی اور صحیح مسلم مین ہی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَۃُ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ
اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ
فَقَدْ بَھَتَّہٗ یعنی ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا تم
جانتے ہو غیبت کیا چیز ہی کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی فرمایا یاد کرنا تیرا اپنے بھائی کو
ساتھ اوس چیز کے کہ جو بری ہی کہا گیا بتلائیے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا
اگر وہ شی جسکو تو کہتا ہی اوسمین موجود ہی تو تونے اوسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہی اوسمین نہین ہی
پس تونے بہتان باندھا اوسپر انتہی اور ترمذی مین ہی قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ
کُلَّھَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰہَ فِیْنَا فَاِنَّا نَحْنُ بِکَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا
وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے جسوقت آدمی صبح کو اوٹھتا ہی تو
کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی ہی
تو ہم بھی سیدھے رہین گے اور اگر تو ٹیڑھی ہی تو ہم مین بھی کجی آجاویگی انتہی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی
کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ
تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ یعنی ابن عمر رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ سلم نے جب جھوٹ بولتا ہی بندہ دور ہو جاتا ہی اوس سے فرشتہ ایک میل بھر اوسکی بدبو
کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث ترمذی کی عَنْ سُفْیَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِہٖ وَقَالَ ھٰذَا یعنی
سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ کون شی کہ
زیادہ خوفناک ہی اون اشیاسے کہ جنکا مجھپر آپ خوف کرتے ہین کہا اونھون نے پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ سلم اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہی انتہی اور چوتھی حدیث ترمذی عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا

بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش کہنے والا اور نہ فحش بے شرم
انتہی اور پانچوین حدیث ترمذی کی عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ
قَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ
سے روایت ہی کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ نجات کیا شی ہی فرمایا قابو مین کر تو زبان اپنی
اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث بخاری اور ترمذی
کی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَوَكَّلْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ
رِجْلَيْهِ اَتَوَكَّلْ لَهٗ بِالْجَنَّةِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے ضامن ہو جائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اوسکے واسطے جنت
کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ
یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے
کہ گمراہ ہو گئے آدمی پس وہ اون سب مین زیادہ گمراہ ہی انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین یہ
حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسلے کے لیے سند اوسکی رسول اللہ تک پہونچانی ضرور
نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہین ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے
شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو نیچے اوسکے حدثنا اور جو سوا اسکے ہی وہ وسواس ہی شیطانون کا۔
اقول جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہی وہ بھی قابل دید ہی خود اونھین کا اعتراض اول سے بڑا
بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان جواب از ریسمان آہا دیکھو بخاری اور مسلم کو

کہ اونمین بھی ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی
تابعی تک ہی پس اگر آپکی یہ غرض ہی کہ ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض
تمام حدیثیون کی کتابون پر ہو جائے گا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد
نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے نزدیک
اسناد دین مین سے ہی اور غرض اونکی یہ نہین کہ لفظ حَدَّثَنَا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان ہوگا بلکہ مراد
اونکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند بات لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو امام بخاری
تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے معترض صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت
نہین کہتے ہین اور خود تبع تابعین کی سند لاتے ہین اونکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا موقوف
یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین پتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راوی کے
نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علما نے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض مبتدعین
جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کیواسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بدین لوگ موضوع حدیثین دین مین داخل نکرین
اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تو فقط ایمان دریافت کر لیتے تھے اور جتنے شروط ہین اون سے تعرض نہین کرتے تھے اب لوگون نے
اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنے ادنے باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ
دیتے ہین **حاصل تقریر** یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اوسکا تو معترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
دوسری بات جواب مین بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کر دی حالانکہ اسناد ضروریات
دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس معترض صاحب نے
جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کیطرف اس قول کی نسبت
ہرگز نہین ہی اونھون نے اپنا قول نہین کہا بلکہ امام شافعی کے اقوال اونھون نے نقل کیے ہین اوسمین اونکا
بھی اونکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وَقَالَ اَیْضًا کُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَی
الْقُرْاٰنِ مُشْغِلَةٌ اِلَّا الْحَدِیْثَ وَاِلَّا الْفِقْهَ فِی الدِّیْنِ اَلْعِلْمُ مَا کَانَ فِیْهِ قَالَ

حَدَّثَنَا وَمَا سِوَى ذٰلِكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِيْنِ یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہی کہ کل علوم سوائے قرآن کے شغل دنیا مین ڈالنے والے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ ہی جسمین قَالَ حَدَّثَنَا ہو اور ماسوا اسکے وسواس شیطانون کا ہی انتہی پس معترض صاحب نے نصف عبارت نقل کی جس سے دھوکا ہوتا ہی کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حال آنکہ وہ فقط ناقل ہین اونکا یہ مسلک ہی نا کسی کی عبارت کے نقل کرنے سے نہین سمجھا جاتا معترض صاحب حنفیہ کیطرف مغالطون کو منسوب کرتے ہین اور خود مغالطے دیتے ہین پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہین بلکہ دین مین داخل ہی اسکے بعد جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم مین حَدَّثَنَا ہی وہ تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہی کہ مراد اس سے لفظ حَدَّثَنَا نہین ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہوگا خود امام شافعی کی بعض کتابین حَدَّثَنَا سے خالی ہین علاوہ اسکے اونھون نے فقہ کو پہلے ہی مستثنی کردیا ہی پس مراد امام شافعی کی یہ ہی کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہی اور جو موافق قرآن اور حدیث کے ہی وہ منجملہ دین کے ہی گو اوسمین لفظ حَدَّثَنَا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاویگا کہ خود اونکی بہت کتابون مین اسناد نہین پس اس سے مراد اونکی یہ ہوگی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اوسکے راویون کو ہرگز برا نہین جانتا بلکہ حنفیہ رُوات حدیث کو مانتے ہین اور اونکو متقی اور بزرگ جانتے ہین مگر معصوم نہین سمجھتے برخلاف فرقۂ ظاہریہ کے کہ اونکے نزدیک حدیث کا راوی کل رواۃ قرآن سے بھی بڑھکر ہی اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حَدَّثَنَا بیان کردے تو پھر اوسکے مقابلے مین آیت قرآن کی بھی نہین مانتے ہین اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہین سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اونھون نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اوسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن مین جمہور روایت کرتے چلے آئے ہون اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائین پس ظاہر ہی کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث متواتر کے ترک کی جائیگی اور اوسوقت یون نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

کے معنی نہین جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل تقریر یہ ہی کہ اسناد مین فرقہ ظاہریہ نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہی کہ باقی طریقے یقین کے بالکل چھوڑ دیے پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحۃ واسطے مخالفین اہل سنت وجماعت کے نکالا تھا اوسکے بدعت حسنہ ہونے مین کلام نہین مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت وجماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری اور مسلم کے مقابلے مین اگر دوسری حدیث صحیح سمجھی ہو تو بھی اوسپر عمل کرنے کو خلاف اتباع نبوی صلعم جانتے ہین غرض کہ اونکے نزدیک ہمارا اسلام کا اسناد پر ہی ہے جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نکرے گا اپنے زعم فاسد مین اوسکے واسطے نعوذ باللہ ابد الآباد جہنم سمجھتے ہین حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے مین کچھ کلام نہین اور بخاری اور مسلم مین ہی عن عایشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنی عایشہ رض سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین مین نئی بات نکالے کہ وہ اوس سے نہو لیس وہ مردود ہی انتہی اور امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل حادث امور بدعت ہوتے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصرا اور طائفہ منصورہ کو صرف اہل حدیث ٹھیرانا بعض کا قول ہی جو ہمپر حجت نہین ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث مین چارون امام بدرجہ اولے داخل ہین کیا اہل حدیث محض ناقلین کو نہین کہتے ہین بلکہ اصلی اہل حدیث وہ لوگ ہین جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہون محض روایت سے کام نہین چلتا پس چارون امام خصوصا امام اعظم حقیقی محدث ہین باقی محدثین کو اس درجے کی فقاہت حدیث حاصل نہین امام شافعی اور امام احمد اور ابو داود ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی عن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ

مِنۡہُ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تر و تازہ کرے اللہ اوس بندے کو کہ میرے کلام کو سنکر
یاد رکھے اور نہ بھولے اور پہونچا دے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوٹھانیوالے حدیث کے فہیم نہین ہوتے
اور اکثر حامل اوسکے ہین کہ پہونچا دیتے ہین طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اون سے ہوتا ہے
انتہی اور بخاری و مسلم مین ہے عَنۡ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ
وَسَلَّمَ مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّہۡہُ فِی الدِّیۡنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعۡطِیۡ یعنی معاویہؓ سے
روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالے خیر دینے کا
ارادہ کرتا ہے اوسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہے اور مین تو تقسیم کرنیوالا ہون اور اللہ عطا کرتا ہے انتہی پس ان
حدیثون سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شی ہے اور سمجھ اوسکی اور ہی پس اگر محض ظاہر الفاظ
پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقاہت کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
تھے اخفا کو معنی ہر اور جو کو معنی اخفا نہین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کنہ کو پہونچنا ہے فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہے نہین
بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھیگا چنانچہ قرآن شریف مین ہے لَقَدۡ
مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ
اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ یعنی احسان کیا ہے اللہ نے مسلمانون پر
جبکہ بھیجا اونمین ایک رسول اون ہین سے کہ پڑھتا ہے اونپر آیتین اوسکی اور تزکیہ کرتا ہے اونکا
اور تعلیم کرتا ہے اونکو کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
الفاظ پر نہین کیونکہ اللہ تعالے نے یہان چار درجے بیان کیے ہین پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا
جسمے ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوسپر ترقی کرکے دوسرا درجہ تزکیہ نفس کا
بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونون مرتبون سے بڑھکر ہے ارشاد کیا
پھر اوسکے بعد جو تھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
اور مدارج بھی ہین مگر حضرات ظاہریہ اونسے بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ائمہ دین کے محروم ہین لیکن

انکار کرنا اونکا نص قطعی کا انکار ہی غرض حدیث اور قرآن دونوں سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہائے مجتہدین
رواۃ ظاہریہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین مین فہم کی ہی جن لوگونکو فہم حدیث نہین
محض راوی ہین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پہنچاوین اور نقل کر دین کہ
سمجھنے والے آپ سمجھ لین گے اس لیے حنفیہ چارون امامون سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث
مین نہین جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
ہین مگر ائمہ اربعہ پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہین دیتے ہین حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اون
محققین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہریہ کے قول کو حجت نہین گردانتے کیونکہ اس
فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہین
ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جاے تو خوب
واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہین جیسا کہ بیان ترجمۃ
الباب مین با تجر وغیرہ سے پیدا ہی علمانے کسقدر اوسکی تطبیق مین تکلف اور تاویلات کیے ہین البتہ امام
بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہین مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
قرآنی پیدا ہو جائے اونکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہریہ اوسکو پسند نہین
کرتے اور اپنے تخیلات محضہ مین خلاف حدیث جانتے ہین اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر
اکتفا کر کے دوسری صحیح حدیثون آیتون اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہین پس حنفیہ
درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون امامون پر ترجیح نہین دیتے اگر اسکا
نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو
اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسیطرح خلفاے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہین
اسکا نام تحقیر سمجھنا وضع الشئ فی غیر محلہ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رضؓ اور امام حسینؓ کی فضیلت
مین اسقدر بیجا غلو کیا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور تمام صحابہ کو اونسے افضل نہین جانتے
اور اہل سنت وجماعت کا انکار فقط اونکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ اونکی فضیلت کے منکر

نہین پس حنفی بھی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق
پر ہین البتہ اونکی فضیلت اور تقوی اور حدیث کا انکار محض جہالت ہی اسمین کوئی حنفی کرے یا
شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہی حاصل
کلام یہ ہی کہ طائفہ منصورہ کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین و
اَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَمْ
يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ
مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْهُمْ فُقَهَاءُ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُوْنَ
وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰى
مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ
الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور اور کہا امام احمد نے
اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا مین کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے
اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ
گروہ انواع مسلمین مین متفرق ہو بعضے اونمین کے بہادر لڑنیوالے اور بعضے اونکے فقہا
اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور اونمین سے اور اقسام
کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ مجتمع ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین
انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد بقول
قاضی عیاض کے اہل سنت وجماعت ہین لے لیا اور باقی صورتین ترک کردین امام بخاری
خود کہتے ہین کہ مراد طائفہ منصورہ سے اہل علم ہین اور امام نووی نے تمام فرقے اوسمین داخل کیے ہین
معترض صاحب نے عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کردیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانتا
ظاہریہ نے اونکے ذہن نشین کردیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہین

اور امام صاحب تو اہل حدیث سے نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھ دیا اور امام بخاری کا قول
چونکہ مخالف اونکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اوس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر سمجھتے غرض مغالطے
دینا معترض صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اسسے بری ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایمہ خصوصًا حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا مشروع
ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابو داود اور ترمذی اور دارمی مین روایت ہی
معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے (یعنی
قاضی و حاکم کر کر) فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا
واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرونگا مین بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو (یعنی
صراحتہً کتاب اللہ مین) کہا پس حکم کرونگا مین بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
تو بیچ سنت رسول اللہ کے کہا اجتہاد کرونگا مین اپنی عقل سے اور نہ قصور کرونگا مین کہا معاذ
نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
جواب اسکا تین طرح ہی **اقول** حنفیہ اثبات قیاس مین فقط یہی حدیث نہین لاتے
ہین بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہین مگر ظاہریہ قیاس کا مطلقًا انکار کرتے ہین
حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہونچی ہین ظاہریہ محض تعصب سے انکار
قیاس کرتے ہین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ فَاَصَابَ
فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو
اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت
حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہونچ جائے تو اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت
حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مجتہد کو بصورت صواب دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

مجتہد کو استنباط مسائل مین خطا واقع ہوگی تو ایک اجر بمقابلہ اجتہاد کا اوسکو ملے گا اور ظاہر ہی کہ اجتہاد
قیاس کو شامل ہی پس ثبوت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہوگیا اور دوسری حدیث
نمبر ۲ بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتیٰ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَھُوَ
اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس عرض کیا کہ ہمشیر میری نے حج کی نذر مانی تھی
اور وہ مر گئی ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اوسپر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا
کہا ہان فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہی انتہی اس حدیث سے بھی معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض
ادا کیا جاوے تو اللہ کا ادا قرض بدرجہ اولے چاہیے اور عمر رض نے ابو موسے اشعری کو جو خط لکھا
ہی اوس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ دارقطنی اور بیہقی مین روایت ہی اَلْفَھْمَ
اَلْفَھْمَ فِیْمَا یَخْتَلِجُ فِیْ صَدْرِکَ مِمَّا لَمْ یَبْلُغْکَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ اِعْرِفِ
الْاَشْبَاہَ وَالْاَمْثَالَ ثُمَّ قِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاعْمِدْ اِلٰی اَحَبِّہَا اِلَی اللّٰہِ وَ
اَشْبَہِہَا بِالْحَقِّ فِیْمَا تَرٰی الحدیث یعنی سمجھ سمجھ کر چلنا اوس کی خلجان کرے قلب تمہارے مین
اوس شی سے کہ نہین پہونچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث مین پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر
اوس وقت قیاس کرو امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر
اوسکے ساتھ حق کے اوس چیز مین کہ راے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
قیاس کرنا امور دین مین مشروع ہی اور علامہ تفتازانی نے تلویح مین لکھا ہی کہ عمل صحابہ سے
دو وجہین قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہین ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا وقت
نہونے نص کے متواتر ثابت ہی اگرچہ تفصیل اونکی آحاد کو پہونچتی ہی اور عادت حکم کرتی ہی کہ ایسا نہین

ہوتا اگر چہ کہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جائے گو تعیین اوسکی ہمکو معلوم نہو اور
دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا ترجیح بعض مین بعض پر شایع ہو گیا ہی بغیر انکا
کے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر آور وہ جو مذمت رائے کی عثمان رض اور علی رض
اور ابن عمر اور ابن مسعود رض سے مروی ہی وہ بعض صورتون مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے
شرائط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی انتہے اور جامع العلم مین
ابن عبد البر نے لکھا ہو لَا خِلَافَ بَيْنَ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ وَسَائِرِ اَهْلِ السُّنَّةِ فِي نَفْيِ
الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَاِثْبَاتِهِ فِي الْاَحْكَامِ اِلَّا دَاؤُدَ فَاِنَّهُ نَفَاهُ فِيهِمَا جَمِيعًا
یعنی نہین اختلاف ہی درمیان فقہاے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توحید
مین اور ثابت کرنے قیاس کے احکام مین مگر داؤد ظاہری کہ اونھون نے دونوں مین قیاس کی
نفی کی ہی انتہے اور ابو داؤد مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ
عَادِلَةٌ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی کہا اونھون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسرے حدیث صحیح تیسرے
احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہے
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون اونھین کے
حکم مین ہین اور علامہ حسن چلپی حاشیہ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہ نے بعد اختلاف کے قتال
مانعین زکوٰۃ مین حضرت ابو بکر رض کی راے کی طرف رجوع کیا اور ابو بکر صدیق رض نے اول نانی
کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ کہنے
بعض انصار کے رجوع کیا اور عمر رض نے اوس عورت کو جو مرض الموت مین تین طلاقین دی گئی ہو
اپنی راے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین شک
کیا پھر علی رض کے قول کی طرف بوجہ قیاس کرنے اونکے کے اوپر شریک ہونے جماعت کے سرقے مین

رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جبکہ اُس نے اپنے باپ کیطرف سے حج کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اوسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے مقبول نہ ہوتا کہا اونسنے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہے اسیطرح فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ سے جبکہ اونھون نے بوسۂ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کُلی کرکے پھیر ڈالدو کیا تمکو اوس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین انتہے پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے ثابت ہے البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی راے ہی کو دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہے جتنی روایتین راے کی برائی مین وارد ہین وہ یہی قیاس اور راے ہے جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات و احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجانے گا اور ایمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ داؤد ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اونکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا اور نہ کوئی مسلہ اجماعی نہوگا الاماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ اونکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض اطاعت سے حجت لائے مگر صحابہ نے اوسپر قیاس کیا کہ ہمتو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے اور یہ آگمین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اطاعت نکرنے کو پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث اونکے پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترمذی نے امام وکیع کی جو روایت لکھی ہے وہ تبع تابعین کا قول ہے کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب کے مسلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز مکروہ نہین جانتے تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہوجانے کا خوف ہوتا تھا مکروہ جانتے ہین چنانچہ تحقیق اسکی مسلہ نسبت ابن وکیع کے جواب مین مذکور ہے اور حدیث

دارمی کی حسب مین قیاس کی مذمت ہی وہ مطلق قیاس نہین جیسا کہ ظاہریہ کا مذہب ہی ورنہ احادیث
مین تناقض ہو جاویگا اور تواتر کا انکار لازم آویگا اور صاحب دراسات نے جو لواقح کی
عبارت نقل کی وہ بلا سند کوئی حجت او سپر نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ کبھی شیطان کی او سن تائے
یت گذشت تھی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہی شیعہ کا آنا تم صاحب
پر اعتراض ہی چنانچہ نواب الاجاہ امیر بھوپال نے کشف الالتباس مین جواب اسکا لکھا ہی بعینہ نقل کیا
جاتا ہی یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب شیطان الطاق کی ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
کیونکہ یہ لوگ بسبب بے علمی کے عبارت ایمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا انسے
ممکن نہ تھا اسلیے ایمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ رض وغیرہ کو بلحاظ کثرت علم و
قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضایل اہلبیت مین اجازت
صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہی انتہے اور تفسیر کبیر کی عبارت سے جو
صاحب واسطے مغالطہ دہی کے اول چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہی وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰى
اَنَّ التَّكَبُّرَ عَلَى اللّٰهِ يُوجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِيْدَ وَالْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاِدْخَالَ فِيْ زُمْرَةِ الْمَلْعُوْنِيْنَ
ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ النَّصِّ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ الْوَاحِدِيُّ
فِي الْبَسِيْطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض یعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اسپر واجب
کرتا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیا سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو
ثابت ہو گیا یہ امر کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جائز ہی اور یہی مراد اوس
حدیث سے ہی جسکو واحدی نے بسیط مین ابن عباس سے نقل کیا ہی انتہے علاوہ اسکے اس قول
ابن عباس رض سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس ہی جسکی سند کلام شارع سے ماخوذ
نہوتی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس رض نے کہ
جسوقت ابوہریرہ رض نے تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ کی حدیث بیان کی اونکو بطور
قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس رض کے نزدیک جائز نہوتا تو خود قیاس نکرتے

باقی رہا قول مدارک اور دراسات کا حال انکا اونھون نے اسمین اجماع بیان کر دیا پھر بھی معترض
صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست
نہین ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین اس کا کون قائل ہی جو معترض صاحب نے
ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہی کہ قیاس ائمہ کے مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیون کہ قیاس
خدا و رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہی نیا حکم قیاس سے برآمد نہین ہوتا چونکہ فرقۂ ظاہریہ مقلد
امام داود ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون
مین تاویلات رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث
پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث کے جو جو مسلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین اونپر
تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لین گے لیکن جو جو مسلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین انکے
لیے کیا کرین گے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنین گے
جواب اسکا یہ ہی کہ اگر کوئی شخص غور سے از راہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے
اور دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہی کسی مسلے کے لیے بھی
کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین الخ **اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی
سے گفتگو شروع کی ہی اور حنفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم
ہو سکتا ہی کسی مسلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور
بے معنی ہی معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب نے چند مسائل فروعی
کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر
استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل فروعی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا سوائے
اوسکے شروط کے جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی نفس معنی قرآن اور حدیث کے
سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہی اور اگر ہوگا تو رجما بالغیب ہوگا اتفاقیہ

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائین ہون گی تو غیر مجتہد علما سے پچاس خطائین سرزد
ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر ملا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اجتہاد
کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن
اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا او
ہلا سر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی بات پر تعرض کرتا ع آدمیان گم
شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جب کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
مسئلہ معلوم نہوسکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے
کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست
ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے
کیونکہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً او نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ
نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضروری ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ
مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلید ہی مسئلے کی تحقیق کی فکر
مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم
اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہوسکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اس لیے
کہ یہ مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی
تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی رائے فاسد سے اوس کو درست جاننا
اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل تو یہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
پھر وہ کیونکر با وجود کم علمی کے ایکو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی
ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہوگیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا
نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابو حنیفہ
اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون اماموں نے اوسکی علتین جدا جدا
بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھ چیزون کے اورون مین بھی
حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے
ہین اسواسطے کہ یہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقہ ظاہریہ کیواسطے
یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے
امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شی
مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور
فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہو سکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم
فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو
مسائل فروعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک بعد ہا قرن کے
کوئی بات محقق او منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ
مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی
تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور
کوشش اوسکی تکلیف مالا یطاق مین داخل ہو گئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن
لوگون کو درجۂ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبہ
اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین
پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا
صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائیگا تو خلاف آیۂ فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئیگا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

اہل دین کا جو اوس سے نا ممکن ہے خلاف آیہ لا یکلف اللہ کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ کم علم کو فقط
اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے
خلاف ہے البتہ جو ایسا شخص ہے کہ گو اوسکو بالفعل ملکہ استنباط نہیں مگر لیاقت اور ذکاوت
ایسی رکھتا ہے کہ اوس سے امید ہے کہ اگر ہمت حاصل کرے گا اور جلد تحقیق کو پہونچ جائے گا اوس
شخص کو بوجہ شرکت جہت تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زماننا جیسے کہ بعض خصوصاً حضرات ظاہریہ کہ بدیہیات
بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہیں اور بالکل اون سے امید نہیں کہ یہ لوگ کسی
مسئلے میں پایہ تحقیق کو پہونچ جائیں اونکے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کردے
تو پھر دوسرا کوئی کب پہونچ سکتا ہے کہ اونکو تکلیف مالا یطاق میں ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ
صریح اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کے مخالفت کرے گا **قال** تفسیر نیشاپوری میں ضمن آیت اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے مذکور ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں
اختلاف کیا ہے الخ **اقول** اس آیت کا مصداق ایمہ مجتہدین کو ٹھیرانا غایت درجہ کی
گستاخی اور بیباکی اور سوء ادبی ہے یہ راہبین اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اونکا
ماخذ انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ محض شرک ہے اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے
احکام مستنبط کرتے ہیں کیونکر ہو سکتے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید میں
لکھتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَخْذِ بِھٰذِہِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ مَصْلِحَۃً عَظِیْمَۃً وَفِی
الْاِعْرَاضِ عَنْھَا مَفْسَدَۃً کَبِیْرَۃً وَنَحْنُ نُبَیِّنُ ذٰلِکَ بِوُجُوْہٍ اَحَدُھَا اَنَّ
الْاُمَّۃَ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّعْتَمِدُوْا عَلَی السَّلَفِ فِیْ مَعْرِفَۃِ الشَّرِیْعَۃِ فَالتَّابِعُوْنَ
اِعْتَمَدُوْا فِیْ ذٰلِکَ عَلَی الصَّحَابَۃِ وَتَبَعُ التَّابِعِیْنَ اِعْتَمَدُوْا عَلَی التَّابِعِیْنَ وَھٰکَذَا
فِیْ کُلِّ طَبَقَۃٍ اِعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی مَنْ قَبْلَھُمْ وَالْعَقْلُ یَدُلُّ عَلٰی حُسْنِ ذٰلِکَ
لِاَنَّ الشَّرِیْعَۃَ لَا تُعْرَفُ اِلَّا بِالنَّقْلِ وَالْاِسْتِنْبَاطِ وَالنَّقْلُ لَا یَسْتَقِیْمُ اِلَّا
بِاَنْ یَّاْخُذَ کُلُّ طَبَقَۃٍ عَمَّنْ قَبْلَھَا بِالْاِتِّصَالِ وَلَا بُدَّ فِی الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ اَنْ

کیا جاتا ہے اسناد صحیح سے مروی ہو اکتب مشہورہ مین جمع ہون اور راجح محتملات سے بیہ جاوے اور عام بعض مواضع مین خاص کیا جاوے اور بعض مواقع مین مطلق مقید کیا اور مختلف اوس سے جمع ہون اور احکام کی علتین بیان ہون ورنہ اعتماد اوس پر صحیح نہو گا اور مذہب ان زمانون اخیر مین اس صفت کا نہین ہے مگر یہی چار مذہب انتہے اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ان مذاہب اربعہ کا بہت بڑا اعتبار ہے اور مثل ائمہ مجتہدین اب ہونا دشوار اور جو کچھ آپ از راہ نفسانیت و تعصب کے ان کی منقصت اور عیب جوئی مین تقریرین کرین سب مہمل و محض بیکار اور قول امام فخرالدین رازی کا کہ مین نے کئی آیتین مخالف اونکے مذہب کے پڑھین اونھون نے قبول نکین خدا جانے کون سے مقلد کے حق مین وارد ہے اپنی رائے سے اونکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہے کوئی حجت اسپر نہین وجہ اوسکی یہ ہے کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب دعوا ہو پیش کرے اور فقط قصے کہانیون سے تو کام نہین چلتا ہان مقلدین ظاہریہ سے عجب نہین جو ایسی گفتگو آئی ہو کیونکہ یہ اسناد کے مقابلے مین قرآن نہین مانتے ہین فقط یہی جو کافی سمجھتے ہین کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھتے تھے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول بھی انکار تقلید پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اونھون نے حدیث [illegible] ہے کہ اوسکے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم [illegible] صحیح پر عمل کرنا ضرور ہے اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے مین نہین چاہیے [illegible] کیا کہ ہر مسلمان کو یون ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی [illegible] پانی پتی نہین کہی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اوسکے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہے تو [illegible] موافق ہے علاوہ اسکے بعض مسائل مین حنفیہ کے یہان امام صاحب کے قول پر [illegible] علاوہ بلکہ امام ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہم اللہ کے موافق عمل ہوتا ہے تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات [illegible] ہر مسئلے مین امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب [illegible] مفتے بہ نہوتا حالانکہ ایسا نہین اور یہی مراد علامہ شامی کی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول

بجی یہی معلوم ہوتا ہی کیون کہ وہ اوس تقلید کو برا کہتے ہین لیکن تقلید یون سمجھے کہ اس امام سے
خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صواب کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی نچھوڑونگا
اگرچہ خلاف پر دلیل قایم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی
کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور گو خلاف پر دلیل قایم ہو تقلید نچھوڑے اگر یہ عقیدہ مقلدین
کا ہوتا تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور بمن وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی مسئلہ کسی مذہب کا
لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کا خود ظاہر یہ ہی مصداق
ہین کیون کہ اپنی راے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے
ہین تو تکلیف مالایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہی اوسپر لازم جانتے ہین وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ
بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی راے سے جسکو چاہتے ہین
ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے مقابلے مین ایمہ کی راے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی
خدمت مین گستاخیان کرتے ہین ایسے لوگ تو موحد اور محمدی آپکو نغلبا مشہور کرین اور مسلمانون کو
مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا اونکو اس ورطۂ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
ایمۂ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جاے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ایمہ
یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ اونکو درجۂ
اجتہاد حاصل تھا مگر با [illegible] صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار مین امام صاحب کے
مذہب کی تمام حدیثین [illegible] لاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر یہ قول امام
طحاوی کا ٹھیک منقول [illegible] ہو اونھون نے باوجود علامۂ دہر ہونے کے تقلید کیون ترک
کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت [illegible] وی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہے
جنکو قرآن و حدیث سے مسا [illegible] ستنباط کی قوت نہین امام طحاوی یہ ہم بھی تقلید دا
نہین جانتے مبحث کچھ ہی [illegible] کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہمیں ہرگز حجت نہین ہو
سکتے جب تک سند اوسکی امام طحاوی تک نہ پوہنچادو **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ تقلید

شخصی کو واجب نہین جانتے ہین محققین حنفیہ نے کہ جس مسلے مین اونکو خلاف حدیث معلوم ہوا
ترک کردیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہین اور تعجب ہے کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو
جو قرن اول مین تھے نہین مانتے اور پھر اقوال بعد قرون ثلثہ کے حجت لاتے ہین ع ببین تفاوت
راہ از کجاست تا بکجا + اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف
جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ بحث مفصل
لکھی ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پہ چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون
امامون مین سے ایک کی تقلید اگر واجب ہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور
مفسر اور فقیہ اونمین سے کسی کے بھی مقلد ہوتے جواب اسکا دو طرح ہے اول یہ کہ
بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہین کہتا الخ
اقول معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنمین بعض ظاہریہ بھی داخل ہین بدون
تحقیق لکھدیا یہ جتنے نام لکھے ہین سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل مین خلاف
تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہین ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہین کہ خاص امام کا قول مستقل
معمول بہ ہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہے چونکہ وہ مخفی تھا ایمہ نے اوسکو ظاہر کردیا
اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہین مگر درحقیقت تقلید خدا
اور رسول کی ہے ایمہ کی طرف نسبت مجازی ہے **قال** التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب
شارع کا صادر نہین ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبورًا کرنا پڑا کیونکہ
ایک ایک مسلے مین اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا
اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اسصورت مین تو ارتکاب حرام مین بوجہ دوسرے
قول کے شبہہ تھا مگر جب دونو قولون پہ عمل کریگا تو اب یقینًا مرتکب حرام کا ہو جاوے گا
اور اسی قسم کے مسائل مین تقلید ضروری ہے جو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہین
اونمین تقلید محض بے اصل اور لغو ہے علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو تو ایسا اوا

اور فہن سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ مانین حالانکہ مین قرآن اور حدیث سے ایسا التزام
مفہوم نہین ہوتا اور حنفیہ پر باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے التزام دین یہ حدیث توہم
پہلے ہی اونکی رد مین لکھ چکے ہین اور حجت اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کا رد نہین
ہو سکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین
نے ان ائمہ کے اقوال کو دوسرون کے اقوال پر ترجیح دیکھی لامحالہ تقلید شروع کی حاصل
کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہین اور واقف ہونیکے
کئی صورتین ہین اگر ایسے امور ہین کہ جن مین عام لوگ بھی شریک ہین اور خاص بھی اونکو جانتے
ہین جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالی علی ہذا القیاس زنا اور لواطت
اور قتل بغیر حق کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام و خاص کو معلوم ہے تو یہ کسی مذہب
معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہین ہر مسلمان اسکا معتقد ہے البتہ جو امور کہ بغیر فکر اور
اجتہاد کے معلوم نہین ہوتے تو جو شخص اونکے استنباط پر قادر ہو جیسے ائمہ مجتہدین اسکو
اسمین کسی کی تقلید کرنی نچاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے
کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اوسوقت اوس سے تکلیف بحث اور نظر
کی بوجہ عجز کے بحکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اوسپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
کسی کا بھی قول نہین معترض صاحب نے جہان تقلید کی عبارتین نقل کی ہین سب جگہ اپنے
مطلب کے موافق تصرف کیا ہے اور موافق معقول کے پوری عبارت نہین لکھی یہان معترض صاحب
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کی چال چلے ہین کوئی انکی بات مغالطے سے خالی نہین ہوتی ناحق
حنفیہ بیچارون کی طرف منسوب کرتے ہین اور خود دھوکے کی ٹٹی مین شکار کھیل رہے ہین
جو نسمجھے کہ آئی می شناسم **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہین سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

یہ بات غلط اور واہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہی
اقول اللہ ری بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کردیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ بے
مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کرسکتا معنی قرآن کے
سمجھنے اور چیز ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی ہر شخص کا کام نہین یہ کام
اوس شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد
ہین سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق او مقید او مجمل او مبین او ناسخ او منسوخ وغیرہ احکام خوب
جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل او منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا
حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین او
تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی اور
خفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب
اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین اور معترض صاحب جو اجتہاد
کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اونکے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ توکس
شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعوا ہوا ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مولانا
عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہین اور اونکی جامعیت شہرہ
آفاق تھی مجتہد نہ ہو سکے تو اورون کو بجز اپنے مونہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا آتا ہی
غرض قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ
اجتہاد اور استنباط مسائل فرعیہ کا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جسمین اتنے
شروط پائے جائین اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی ودونہ خرط القتاد
قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل
کرینوالا احال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق رواۃ کی کسطرح
سمجھ پہچانیگا جواب اسکا یہ ہی کہ پہچاننا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف

اقول سند الخ موضوع کا اٹھارہ قسمون سمیت موقوف ہی تحقیق رواۃ اور حال سند پر
کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہین کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب
تک ہوتی یا اور کوئی صورت جس سے سلسلۂ اسناد وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمائیے
کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
نہین دی آپ اوس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعوا پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
کا التزام کیجیے ظاہر ہی کہ جب کا قول ثابت کیا جاے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت یا کتب
مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہو جاتا ہی چنانچہ عقد الجید مین لکھا ہی کہ ثبوت مسلہ کے دو طریق
ہین یا تو اوسکے واسطے سند پائی جائے یا اوس کتاب مشہور سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون
ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین
کے اس لیے کہ وہ بمنزلۂ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اوسکا
مدون ہوا اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون پس اوسکے
ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسینے سنا نہو جیسے کتابین امام
محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا انکے اون کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین
اس لیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا بمنزلۂ تواتر اور خبر مشہور کے ہی کہ مثل اوسکے نہین محتاج
ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت
نہین فقط ظاہریہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے چوتھے مغالطے کے جواب مین جو ہمنے
دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
اسناد کی ضرورت نہین بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
پس معترض صاحب نے کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب کی شاید اسوجہ سے معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین آیت

نہین مانتے اور بوجہ نہونے اسناد کے انکار قرآن کا کردیتے ہین خدا ایسی اسناد سے
محفوظ رکھے جسپر یہ دیوانے اور فریفتہ ہین اور محض بنا بر اسناد کے لعن اور طعن او خلاف قرآن
سبھی کچھ کرتے ہین مجکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہین اسناد کی پرستش نکرنے لگین غرض کلام حنفیہ کا
اسمین نہین ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہین ہوسکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
فروعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی اوسمین صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہین چلتا
علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع مین اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات
طی نہین ہوئی جسنے جس مسلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہی وہ اوسکے نزدیک
صحیح ہی اسیطرح ایک راوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لاباس کہدیا ہی
غرض اگر صحت اور ضعف حدیث مین ہی فیصلہ ہوگیا ہوتا تو بھی آنسو پونچھ جاتے دشوار ہی
تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کرین اگر ایک کے قول کو درست
کہتے ہین تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اوس سے بڑھکر ہی ایک شخص
کی راے مین مسائل مستنبط مین ایک مسلے کا یقین ہی اور دوسرے کی راے مین دوسرا مسلہ
متناقض اوسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلاۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
تحریم معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہین اور دارقطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم
(مثل رباب وغیرہ ۱۲)
نے بخاری کے بعض احادیث مین کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونون
کے بعض رجال مین کلام ہی گو مسلم مین بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہین اور امام بخاری
شاگرد ابن حجر نے بخاری مین قریب اسی ادمیون کے اور مسلم مین ضعفا اسکے ضعیف کہا ہی پھر تقریب
مین علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی مین سماع اونکا اپنے والد سے ثابت
کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہین پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا ماہر
درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہین آتا ہی
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ذرا دو چار مسلے ہی معترض صاحب

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف

اپنے اجتہاد کے پیش کریں ورنہ فقہائے مجتہدین کے شکرگذار ہوں اور طعن اور تشنیع سے باز آئیں دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف[١٥] میں لکھتے ہیں اَمَّا هٰذِهِ الطَّبَقَةُ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَالْاَثَرِ فَاِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَدُّهُمْ فِي الرِّوَايَاتِ وَجَمْعِهِمُ الطُّرُقَ وَطَلَبِ الْغَرِيْبِ وَالشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ اَكْثَرُهٗ مَوْضُوْعٌ اَوْ مَقْلُوْبٌ وَلَا يُرَاعُوْنَ الْمُتُوْنَ وَلَا يَفْهَمُوْنَ الْمَعَانِيَ وَلَا يَسْتَنْبِطُوْنَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَخْرِجُوْنَ رِكَازَهَا وَفِقْهَهَا وَرُبَّمَا عَابُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاوَلُوْهُمْ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ السُّنَنِ وَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغِ مَا اُوْتُوْهُ مِنَ الْعِلْمِ قَاصِرُوْنَ وَبِسُوْءِ الْقَوْلِ فِيْهِمْ اٰثِمُوْنَ یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہی ہونے شک اکثر اونکے سعی کرتے ہیں روایات ہی میں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اوس حدیث سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہی اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے معنونکو اور نہیں استنباط کرتے اونکے اسرار کا اور نہیں نکالتے اون کے خزانہ اور فقاہت اور ربسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں اور اونپر مخالفت حدیث کا دعوا کرتے ہیں اور نہیں جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسلک کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور فقہا کے حق میں برے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں انتہے کیھہ فقہ کا الکیا ایک بخریہ موجود ہی اگر کسی مسالے میں اختلاف ہی تو مسلہ مفتی بہ میں تمام حنفی شریک ہیں مگر معترض صاحب تو روایت اور اسناد کو جب تک فقہ میں نہیں دیکھ لیں گے ہرگز اونکو اعتبار نہ آئے گا ورنہ اونکے مسالک کے خلاف ہو جائے گا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے اقوال اونھوں نے بزرگوں سے نقل کیے ہیں کوئی قابل اعتبار نہیں کیونکہ کسی کتاب میں اسناد اونکی نہیں ہے اسیطرح اسماء الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابیں سبکی سند لائیے کہ یہ کتابیں تو نہیں شخصونکی ہیں جنکی طرف منسوب ہیں ان سب کتابوں کے اونکا کہیں بھی

بتانہیں پس معترض صاحب کے قول سے کتابین اسماء الرجال وغیرہ کی سب بے سند ٹھیرین کیونکہ
سند کو وہ ضروری جانتے ہین پس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نرہے گی **قال**
اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف
ہون معنوان اور حکم مین تواب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرین گے جواب
اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ایمہ آپسمین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر مین ایک دوسرے
کی ضد اونکو معلوم ہوتی ہین یہ سبب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی الخ **اقول**
حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ مین ایمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی
اور معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ
حاصل نہین قول شئی دیگر ہی عمل شئی دیگر دعواسب کرتے ہین کوئی اوسکا مصداق دکھلانیوالا
سوائے ایمۂ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے
ہین ہم پوچھتے ہین کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی
لکھہ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثونکی ہی) کہ ابن عباسؓ
فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف سفر وغیرہ شہر مین جمع کیا ہی اور ابن
مسعودؓ فرماتے ہین ہمنے سوائے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہین جمع کرتے نہین دیکھا) ہوجاتی
اسی طرح ایک صحیح حدیث مین صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبد اللہ
ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہین دیکھا ان
دونو نین بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونون صحیح ہین علے ہذا القیاس بہت ایسی احادیث
ہین جنمین اختلاف ہی مگر ایمۂ اربعہ نے بالکل خلاف اوٹھا دیا ہی خصوصا مذہب حنفی مین تو
حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام اور مقلدین اونکے حدیث کو خوب
سمجھے ہین اور ظاہریہ نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو
بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے آنکھیں

بند کر لیتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہین اسیطرح بہت
قواعد اونکے جمہور کے خلاف ہین جسکو ایمہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار
کرے پھر ہم حیران ہین کہ اسمین معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے
ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور امامون کے اقوال سے فرار
کرتے ہین کیا ایمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب
ایمہ نے بتلایا ہی وہ کسی کو بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوئے ہین چنانچہ طب
کے قاعدے تمام کتابون مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہی ہر دوا کی خاصیت اور
ماہیت اور افعال و خواص بالتصریح موجود ہین اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر
مطب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہی مگر معترض صاحب اگر ان کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ
کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گین تو اوس نسخے
کی اور سنکیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ آدمی کو علم شی کا ہوتا ہی
جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطب دشوار ہی پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہی
جتنا زیادہ زکی اور قوی الحافظہ ہوگا اوتنا ہی علم طب اور مطب اوسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر
ہوا کرین تو پھر بڑے طبیبون کو کون پوچھے خود کتابین دیکھکر دوا پی لیا کرین جیسے
آج کل کے نیم حکیم خطرۂ جان ہین ویسے ہی حضرات ظاہریہ خطرۂ ایمان ہین دعوایہ کہ جسکے
بوتے اجتہاد پائی جاوے اور علم ایسا کہ جس سے فاش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا
علم وسیع ہوگا اوتنا ہی قول اوسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب
کی درایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی رح
خیرات الحسان کی فصل بست وششم مین لکھتے ہین مَن یَطلُبُ الحَدِیثَ وَلَا یَتَفَقَّہُ
کَمَن یَجمَعُ الاَدوِیَۃَ وَلَا یَدرِی مَنَافِعَہَا حَتّٰی یَجِیءَ الطَّبِیبُ کَمَا اَنَّ
المُحَدِّثَ لَا یَعرِفُ وَجہَ حَدِیثِہٖ حَتّٰی یَجِیءَ الفَقِیہُ یعنی جو شخص حدیث

طلب کرتا ہی اور فقیہ نہین ہوتا مثل اوس شخص کے ہی کہ جمع کرے دوا ؤنکو اور نہ جانے منافع اونکے
یہانتک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہین پہچانتا وجہ حدیث کی یہانتک کہ فقیہ
آوے انتہی اور فقہ کا اختلاف کچھہ مضر نہین اس لیے کہ اسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر مسئلہ
مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہی الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف
ہی کہ جسقدر چارون مذاہب مین بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے مذاہب
مختلف کیون ہوجاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے
بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اوسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا
نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھہ معیوب نہین فقط معترض صاحب کے
اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور
یہ محض غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے
کم ہوا ور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغویات ہی محض واہیات ہی **قال**
بتلائیے کہ متبع رائے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک
مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے
فقہ کی کتابین بڑی ہی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث
کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھہ درجے آسان ہی الخ **اقول**
جناب معترض صاحب تمنے کچھہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اور ضعیف باتین
بیچارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کردین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید
یہ فرضی صورتین ہون فقہا نے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو
تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ
نہ پڑھے اور نہ اوسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین اسیطرح

کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علماے سنت کے ہیں دیکھے
اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کر لے اور ہدایہ
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اوسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر
مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کر دیا ہے مطلب ثبوت
سے ہے کہین ہو البتہ ضعف اور صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہے اسکا خود محدثین نے بھی اعتبار
کیا ہے اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کر لیا ہے چنانچہ ترمذی مین لکھا ہے
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلَى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
مین بڑی کھری ہے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے انتہے پس تعجب ہے کہ خود تو صحیح کو محدثین
چھوڑ کر ضعیف پر عمل کر لین اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کر لین تو مقصود وار تکفیر ین
سے ہر کسے ناصح براے دیگران + ناصح خود یافتم کم در جہان **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
اہلحدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہین ہے اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدون نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمداً ترک کر دیا ہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور قائل نہونا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہے الخ **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہے کہ احتمال خطا اوسمین
نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہے اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی احتمال خطا ہے
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہے اگر مجتہد عمداً کسی حدیث کو
کسی علت سے ترک کر دے اوسکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسئلہ استنباطی اوسکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا اور صواب ہر صورت مین ہوتا ہے مخالفت اور موافقت کو اوسمین کیا دخل

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کہنے مین بھی تماشا
ہی مشق ہی بیان صواب او رخطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال دانائی
کیا حنفیہ ہر صورت مین خطا او صواب دونون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب
ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین کہ ائمہ نے بعض مسائل مین بعضے
احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کردیا ہی اور دوسرا ماخذ اوسکا قرار دیا ہی **قال**
اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام
مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین اور اونکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا
یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت بڑے اعتقاد والا بیوقوف ہی افسوس ہے کہ بڑے بڑے
اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت
مین رہتے تھے اونکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پونہچی ہی نہین تھین ان امامون کو کیا
پونہچی ہون گی انتہا **اقول** حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہین کرتے کہ اونکو کل حدیثین
بالیقین پونہچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری
یا امام مسلم ہون کسی کی نسبت کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ اوسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین
پس جسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسی طرح کوئی
اس دعوے کو بھی نہین ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اسقدر حدیثین نہین پونہچین جسقدر
امام بخاری وغیرہ کو پونہچی تھین پس معترض صاحب نے یہان دو مغالطے دیتے ایک تو حنفیہ
کی طرف سے کل حدیثون کا دعوا کر دیا اور دوسرے اوسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین
بیان کر دین اور صحبت اوسپر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جوبات معترض صاحب
نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل
حدیثین صحابہ کو معلوم ہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک اونکو حدیثین نہین پونہچی تھین اس سے
بھی معلوم ہوا کہ بعد بعثت کے وہ حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اوسکی تصریح کر دی ہی پس

دفع مغالطۂ دوم

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ آکر مقیم ہوے تھے
اونکا علم حدیث کہان گیا کیا ظاہر یہ نے سیکھا اور کسیکو میسر نہوا لہذا امام صاحب کو کہ تھا
کوفے سے اعلم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب
کی مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث
جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہوا وسکو کہدیا کہ امام صاحب کو نہین پونہچی محض بے دلیل بات اور
رجم بالغیب ہی خدا ایسے سوء ظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول
موجود نہو مگر یون دعوا نہین کر سکتے کہ اوسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت حدیثین
صحیح دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کردیا ہی کیونکہ محض صحت پیدار و مدار عمل
کا نہین ورنہ جمہور صحابہ سے خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا ایس سبب صحیح حدیثونکو واجب العمل
جانین تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور بر خلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ
باللہ موافق حدیث فقط ظاہر یہ اپنے خیال مین ہون گے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ
مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصًا جو راوی اوس حدیث کے ہون اگر وہ اوسکے
خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
چاہیین کیونکہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہو مگر عرف
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی پس بے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کرلینا
حسن ظن تو ہی مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین ؎ درمیر و وزیر و سلطان را + بیوسیلت مگرد پیرامن
سگ و دربان چو یافتند غریب + این گریبان گرفت وآن دامن حاصل یہ ہی کہ معترض
صاحب دوسرون کے مغالطے فرضی نقل کرتے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے
ہین بلکہ اونکے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت
کار کیا ہی اونکی نظر مغالطون پہ ڈالکر ٹٹی کی آڑ مین اون بیچارون کو پھانس لیتے ہین

اسکے بعد معترض صاحب نے سو مسلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالاے طاق
رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ائمہ حدیث پر نہین بلکہ اس پردے
مین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث
کا ایسا کوئی مسلہ نہین ہی جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو یا اونھون نے کسی مسلہ پر قرآن و حدیث
کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے
تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اوس حدیث
صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی راے پر ہی چنانچہ نمونہ مشت از خروارے چند قول اوسکے
یہان نقل کرتا ہون دیکھ لیجئے مسلۂ اول اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث
کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ ھُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ
وَاِیْمَانُ اَھْلِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور
تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا اسمین
امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی
اس لیئے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا تُلِیَتْ
عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اونکے نشانیان اوسکی
زیادہ کرتی ہین اونکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث
کی مطلق نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ
کے کتب مین ہین فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری اور
داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالے نے اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین کہ جنکے دلونمین اللہ نے ایمان کو ثابت
کردیا ہی وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہی ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ

الایمان فی قلوبکم یعنی نہین داخل ہوا ایمان تمھارے دلون مین قالت الاعراب
آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا یعنی کہا بدوی نے جو منافق تھے ایمان لائے ہم تو کہدے
کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد و مطیع ہو گئے
اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت اونھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اوسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا ہلا شققت
قلبہ فنظرت اصادق ہو ام کاذب یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تو نے دل اوسکا
کہ وہ سچا ہی یا جھوٹا والایمان ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ
یعنی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے
اور رسولون اوسکے کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی سندین
قرآن اور حدیث مین اوسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہی اور
امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک ایمان عبارت ہی تصدیق قلبی اور
اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق اور اقرار اور عمل کے ہین اور قرآن
اور حدیث مین بھی ایمان بانہین معنی آیا ہی اسی وجہ سے حنفیہ اور شافعیہ مین اختلاف
کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہی یا نہین پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل ایمان کر چکے
اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی
ہین امام رازی شافعی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فقد احتجوا بھذہ الآ
وجھین الاول ان قولہ زادتھم ایمانا یدل علی ان
یقبل الزیادۃ ولو کان الایمان عبارۃ عن المعرفۃ
قبل الزیادۃ یعنی تحقیق حجت گردانا اونھون نے اس آیت کو
یہ کہ قول اللہ تعالی زادتھم ایمانا دلالت اسپر کرتا ہی کہ ایما
اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو اللہ

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب لیتے ہین وہ ہرگز زیادتی اور کمی قبول نہین کرسکتی جتنی آیتین آپ نے بیان کین سب مین ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکورہ مراد ہین اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہین تو بجا ہی سو ان معنون سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہین کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائین جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہی تو معنی آیت کے یہ ہون گے جو تفسیر کبیر مین لکھے ہین اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہین وَالْوَجْهُ الثَّانِي مِنْ زِيَادَةِ التَّصْدِيقِ أَنَّهُمْ يُصَدِّقُوْنَ بِكُلِّ مَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَلَمَّا كَانَتِ التَّكَالِيْفُ مُتَوَالِيَةً فِيْ زَمَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوْثِ كُلِّ تَكْلِيْفٍ كَانُوْا يَزِيْدُوْنَ تَصْدِيْقًا وَإِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّ مَنْ صَدَّقَ إِنْسَانًا فِيْ شَيْئَيْنِ كَانَ تَصْدِيْقُهُ لَهُ أَكْثَرَ مِنْ تَصْدِيْقِ مَنْ صَدَّقَهُ فِيْ شَيْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُهُ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كُلَّمَا سَمِعُوْا آيَةً جَدِيْدَةً أَتَوْا بِإِقْرَارٍ جَدِيْدٍ فَكَانَ ذٰلِكَ زِيَادَةً فِي الْإِيْمَانِ وَالتَّصْدِيْقِ یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہ ہی کہ وہ تصدیق کرتے ہین کل اوس شی کی جو پڑھی جاتی ہی اونپر اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھین تکلیفین زمانۂ رسالت پناہ مین سے درپے اور یکے بعد دیگرے پس وقت حادث ہونے ہر تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہی یہ کہ جو شخص تصدیق کرے کسی انسان کی دو امر مین زیادہ ہی تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر مین تصدیق کرے اور قول جناب باری وَإِذَا تُلِيَتْ الخ یعنی جب وہ سن لیتے ہین کوئی آیت جدید کرتے ہین اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان مین اور تصدیق مین دوسری جگہ کہتے ہین وَالْمَعْرِفَةُ وَالْإِقْرَارُ لَا يَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ یعنی تصدیق اور اقرار

کمی بیشی قبول نہین کرتی اور جس صفحے کا آپنے حوالہ دیا ہی اوسمین تو اونھون نے بلکہ اور کسی
جگہ کہین ان معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی اور بیشی کو نہین لکھا بلکہ منع
کیا ہی چنانچہ عبارت اونکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا نزاع لفظی ہی ہاں
ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوے جو اونکو نوفی
مجازی لینے پڑے سو جواب دسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لیتے ہین بیا
بلکہ میری راے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت درست معلوم ہوتا ہی اگر بخوف طول خیال نہ
ہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی راے قرآن و حدیث سے
موافق زیادہ ہی مگر دو چار سندین اسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین اب
رہی حدیث سو اوسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی
بلکہ خود آپکی سندین جو بخاری سے لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
زیادہ ہوتا ہی علاوہ اوسکے اسکا حدیث ہونا ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا بخاری کی عبارتین قول نبی پر ہی نبی پر نہین
گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہے اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
لکھتے ہین قَالَ الْإِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِيٌّ لِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْإِيمَانِ إِنْ كَانَ هُوَ
التَّصْدِيقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَإِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا فَكُلُّ مَا قَامَ
مِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اس لیے کہ مراد ایمان سے اگر
فقط تصدیق ہی تو یہ زیادتی اور کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہی تو یہ کمی اور بیشی قبول

کرتی ہی پس جو دلیل قائم ہو اسپر کہ ایمان کمی اور بیشی قبول نہین کرتا سو مراد اوس سے اصل ایمان
ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو اوس سے مراد ایمان کامل ہی جس مین عمل
داخل ہی انتہے اور مجد الدین فیروز آبادی شافعی مذہب لکھتے ہین وانچہ مشہور ست کہ
اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ از آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم درین معنی چیزے صحیح نشدہ وآن از اقوال صحابہ وتابعین ست یعنی جو کہ مشہور
ہی کہ ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسمین کوئی حدیث صحیح نہین آئی بلکہ اقوال صحابہ اور تابعین سے ہی انتہے اور
شیخ الہند شارح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہین اوسکے بعد لکھتے ہین کہ حاصل
کلام تحقیق یہی ہی کہ دونون طرف کی کوئی حدیث صحیح نہین آئی اور جتنے اقوال آپنے نقل
کیے ہین ذرا غور سے اوسمین ملاحظہ فرمائیے کسین یہ لکھا ہی کہ ایمان بمعنی تصدیق یا تصدیق
مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ اسکی تصریح کردی ہی کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی
چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہین اوسمین بھی تصریح کردی ہی کہ ایمان
اقرار لسانی اور تصدیق جنانی اور عمل ارکانی ہی زیادہ ہوتا ہی بندگی سے اور ناقص ہوتا ہی گناہ سے
اور قوی ہوتا ہی علم سے اور ضعیف ہوتا ہی جہل سے انتہے اور سلف کی عبارت مین جو قول
وعمل فقط آیا ہی تصدیق کا ذکر نہین ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ
قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت مین کردی گئی ہی اور مجمع البحار کی عبارت
جو آپنے نقل کی ہی اوس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہی اوسکو آپنے کیون قلم
انداز فرمایا چنانچہ وہ عبارت یہ ہی اِلَّا الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْھُمْ فَاِنَّھُمْ قَالُوْا مُفَسَّرُ التَّصْدِیْقِ
لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ الشَّرْعِیُّ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بِزِیَادَۃِ ثَمَرَاتِہٖ وَبِہِ التَّوْفِیْقُ
بَیْنَ ظَوَاھِرِ النُّصُوْصِ وَاَقَاوِیْلِ السَّلَفِ یعنی مگر محققین اونمین سے پس تحقیق کہا اونھون
نے مصداق تصدیق کا نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہی بسبب زیادتی

سفر السعادة

مجمع

ثمرون اپنے کی اوران معنی سے موافقت درمیان ظاہر نص اور اقوال سلف کے ہوگئے انتہے
باقی رہا قول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معصر اور مربی آپکے ہین اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
اوسی صفحے مین لکھتے ہین وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْإِيمَانِ هُوَ زِيَادَةُ انْشِرَاحِ الصَّدْرِ
وَطُمَانِيْنَةِ الْقَلْبِ وَانْفِلَاجِ الْخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشادہ ہونے
سینے کی ہے اور اطمینان قلب کا اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہے انتہے سو اس زیادتی کے حنفیہ بھی
قائل ہین چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ہین لکھا ہے فَالتَّحْقِيْقُ اَنَّ الْاِيْمَانَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ
الرَّازِيُّ لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ مِنْ حَيْثِيَّةِ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ لَا مِنْ جِهَةِ
الْيَقِيْنِ فَاِنَّ مَرَاتِبَ اَهْلِهَا مُخْتَلِفَةٌ فِيْ كَمَالِ الدِّيْنِ یعنی تحقیق یہ ہے کہ ایمان
جیسا کہ امام رازی نے کہا ہے زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہین
کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہے اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہین کمال دین
مین انتہے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہین چنانچہ اسپر کلام الٰہی بھی دلالت کرتا ہے
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ اس لیے کہ مراتب عین الیقین کے رتبہ
علم الیقین سے فوق ہین اسیواسطے آیا ہے کہ سننا مثل دیکھنے کے نہین ہوتا اگرچہ بعضون کا
قول ہے کہ اگر حجاب بھی اوٹھا دیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو
بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہین زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
کیا گیا ہے واسطے اوس شخص کے کہ علم ہوا اوسکو خانہ کعبے کا غیبت مین پھر اوسکو مشاہدہ اوسکا ہو حضور ہی
مین اسی بنا پر پس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہے اس لیے کہ تصدیق ساتھ
طلوع آفتاب کے قوی تر ہے تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونون مساوی ہین
اصل تصدیق مؤمن بہ مین یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہے انتہے اسکے آگے لکھتے
ہین فَالْخِلَافُ لَفْظِيٌّ یعنی پس اختلاف اسمین لفظی ہے حقیقی اختلاف نہین انتہے اور
رد المقول علی النہج المقبول مین لکھا ہے کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہین ہوتا نزدیک

عام حنفیہ کے لیکن فرق اوسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہی اس لیے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق
قلبی سے کہ حد اذعان کو پہونچ جاوے اور اسمین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو حقیقت
تصدیق کی حاصل ہو جائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی بر حال خود باقی رہیگی
اوسمین کچھ تغیر نہین آتا ہی اور دلیل ہماری قول جناب باری ہی وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ
أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي یعنی جس وقت
کہا ابراہیمؑ نے اے رب میرے دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کر دیتا ہی کہا کیا تو ایمان نہین
لایا کہا ابراہیمؑ نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور
نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیمؑ کا وَلَكِنْ لِيَزْدَادَ إِيمَانِي ہوتا یعنی مگر اس لیے کہ زیادہ ہو جاوے
ایمان میرا پس قول ابراہیمؑ کا لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي دلیل یقینی ہی اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور
نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہی اسیطرح قول اللہ تعالے کا أُولَئِكَ
كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالے نے ایمان ثابت کر دیا ہی اور
ظاہر ہی کہ مثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالت مآب کا حدیث ابو سعید مین
من رأى منكم منكرا وارد ہی وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ دلالت کرتا ہی اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی
اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہو جاتا ہی جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی انتہے اور جوامع قادریہ مین لکھا ہی
وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي دلیل یقینی ہی کہ ایمان کم و بیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی
ہو جاتا ہی چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہی انتہے اور الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر مین ہی اِنَّ الْإِيمَانَ لَا يَزِيدُ
وَلَا يَنْقُصُ مِنْ حَيْثُ أَصْلِ التَّصْدِيقِ وَالْإِذْعَانِ إِلَّا أَنَّهُ يَقْوَى وَيَضْعُفُ
مِنْ جِهَةِ الْيَقِينِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور کم بھی نہین ہوتا ہی باعتبار اصل تصدیق
اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہی باعتبار یقین کے انتہے البتہ محدثین کے قول پر
یہ شبہ وارد ہوتا ہی کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب
کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہی قَالَ الْإِمَامُ هَذِهِ فِي غَايَةِ الصُّعُوبَةِ لِأَنَّ الْعَمَلَ

اِذَا كَانَ رُكْنًا لَا يَتَحَقَّقُ الْاِيْمَانُ بِدُوْنِهٖ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْاِيْمَانُ فِيْ كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَآءَ بِمَعْنٰى اَصْلِ الْاِيْمَانِ
وَهُوَ الَّذِيْ لَا يُعْتَبَرُ فِيْهِ كَوْنُهٗ مَقْرُوْنًا بِالْعَمَلِ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْاِسْلَامُ اَنْ
تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ اَلْحَدِيْثَ وَقَدْ جَآءَ بِمَعْنَى الْاِيْمَانِ الْكَامِلِ
وَهُوَ الْمَقْرُوْنُ بِالْعَمَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْاِيْمَانِ الْمَنْفِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ اَلْحَدِيْثَ وَكَذَا كُلُّ مَوْضِعٍ جَآءَ بِمِثْلِهٖ
فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْاَلَةِ لَفْظِيٌّ لِاَنَّهٗ رَاجِعٌ اِلٰى تَفْسِيْرِ الْاِيْمَانِ وَاَنَّهٗ فِيْ اَيِّ
الْمَعْنَيَيْنِ مَنْقُوْلٌ شَرْعِيٌّ وَفِيْ اَيِّهِمَا مَجَازٌ یعنی کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہے
اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اوسکے پایا نہ جائے گا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر
نکلے گا اور جنت مین کیونکر داخل ہوگا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی
نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار
نکیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو
ساتھ اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولون اوسکے کے اور اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو
اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اوسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہی
اور ایمان کامل وہ ہی جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول
نبی علیہ السلام مین نہین زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ
ایمان رکھتا ہی اور اسیطرح ہر جگہہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیے پس خلاف اس مسلہ مین
لفظی ہی اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کون سے
دو معنون مین سے منقول شرعی ہی اور کون سے دو معنون مین مجاز ہی انتہے اس عبارت سے
بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے یہ معنی اس لیے بیان ہوے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جاے کیونکہ معتزلہ نفس ایمان مین
عمل کو اصل کہتے ہین پس اس سے لازم آتا ہی کہ جو عمل ترک کرے اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا پڑے
حال آنکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہی پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
فقط نزاع لفظی ہی معنی مین نزاع نہین جہان قرآن اور حدیث مین عمل پر اطلاق آیا ہی
وہان ایمان کامل مراد ہی اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہی وہان فقط اصل ایمان مراد
ہی اور لغت بھی ان معنون کے مطابق ہی قاموس مین ہی اٰمَنَ بِہٖ اِیْمَانًا صَدَّقَہٗ یعنی ایمان
لایا وہ ساتھ اوسکے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لمعات شرح مشکوۃ کے کتاب
الایمان مین ہی ثُمَّ نُقِلَ فِي الشَّرْعِ اِلَى تَصْدِيْقِ الشَّارِعِ فِيْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَهٗ
وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُحَقِّقِيْنَ اَوْمَعَ الْاِقْرَارِ اِنْ لَمْ يَمْنَعْ مَانِعٌ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ
اَوْمَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ وَاَمَّا مَا يُحْكَى مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ اَنَّ
الْاِيْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ فَالْمُرَادُ الْاِيْمَانُ
الْكَامِلُ لَا اَصْلُهٗ كَمَا اشْتَبَهَ عَلَى اَقْوَامٍ مِنَ النَّظَرِ فِي ظَوَاهِرِ عِبَارَاتِهِمْ وَقَدْ
صَرَّحُوْا بِمَا ذَكَرْنَا یعنی پھر نقل کیا گیا شرع مین طرف تصدیق شارع کے اوس چیز
مین کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہی یا مع اقرار کے اگر کوئی
مانع نہو اور یہ قول جمہور کا ہی یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے
منقول ہی کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہی پس مراد اوس سے ایمان کامل
ہی نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہہ ہو گیا ہی بعضون کو اونکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
کر دی ہی اونھون نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہے اور مرقات شرح مشکوۃ کے کتاب
الایمان مین ہی وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْهِ عَلَى اَقْوَالٍ اَوَّلُهَا وَعَلَيْهِ الْاَكْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِيُّ
وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّهٗ مُجَرَّدُ تَصْدِيْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا عُلِمَ مَجِيْئُهٗ بِهٖ
بِالضَّرُوْرَةِ یعنی اختلاف کیا ہی علماے ایمان مین کئی قول پر اول اونکا اور اوسپر اکثر لوگ اور

قاموس اللغات

لمعات شرح مشکوۃ

کتاب الایمان

مرقات شرح مشکوۃ

کتاب الایمان

مختار مین مجرد تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اوسمین کہ جانا گیا ہی لانا اکی

اشہر ہین انہ محققین ہین نہ المحتار اسکے بعد لکھا ہی اور نہین ظاہر ہوتی ہی مخالفت درمیان قول

ضروری ایما اوسمی تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اوامر اور نواہی کا کمال ایمان سے

ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کمی اور بیشی ایمان

مین لفظی ہی انتہے پس ہم حیران ہین کہ آپکو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شئی باعث ہوئی

اول آپکو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے

کمی اور بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب

نے صریح مخالفت کی ادنی استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بین ہی اور یہ آیت سلف

سے آجتک کسی کو نہ سوجھی تھی فقط آپکو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپکو لکھتے

وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلم بند

کرون خیر قطع نظر اون کتابون کے جن کتابون کو آپنے لکھا ہی اُنھین مین غور کرتے تو جواب

موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے تو شرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نکرتا مگر آپنے

باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرأت کی ہی کہ آجتک کسی نے نہین کی تھی آپکو گفتگو سے تہذیبی

مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا اپنا شیوہ نہین ورنہ بحکم ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست

جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑون کو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا ہوتا ہی اللہ محفوظ

رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک یہ

بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیے کہ فلانے بزرگ نے

مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین پر چارون طرف سے

نفرین اور ملامت ہونے لگی سچ ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ

پاکان برد + **قال** مسلۂ دوم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی

جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ

فقہ کی کتابوں میں ہی مُدَّۃُ الرِّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا عِنْد
پھرانے کی تیس مہینے ہیں نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے
کیا ہی اس مسئلے میں کلام اللہ کی صریح تین آیتوں کا بھی اور حدیث
پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہی انتہی **اقول** امام صاحب نے ہرگز صریح آیتوں اور حدیثوں کا خلاف نہیں
کیا بلکہ امام صاحب نے اوسی آیت حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا سے کہ جس سے دو برس بھی لیے ہیں اور
ڈھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ میں لکھی ہی وَوَجْہُہٗ اَنَّہٗ تَعَالٰی
ذَکَرَ شَیْئَیْنِ وَذَکَرَ لَہُمَا مُدَّۃً فَکَانَتْ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْہُمَا بِکَمَالِہَا کَالْاَجَلِ الْمَضْرُوْبِ
لِلدَّیْنَیْنِ اِلَّا اَنَّہٗ قَامَ الْمُنْقِصُ فِیْ اَحَدِہِمَا فَبَقِیَ الثَّانِیْ عَلٰی ظَاہِرِہٖ یعنی وجہ امام
صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے دو چیزوں کو ذکر کیا (یعنی حمل اور رضاع) اور دونوں کے واسطے
مدت بیان کی پس مدت ہر ایک کیواسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرض کیواسطے مقرر کیا جائے
مگر ایک میں ناقص کرنے والی شی موجود ہی پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے
مثال رد المحتار اور بنایہ میں یہ لکھی ہی اَجَّلْتُ الدَّیْنَ الَّذِیْ عَلٰی فُلَانٍ وَالدَّیْنَ الَّذِیْ
عَلٰی فُلَانٍ سَنَۃً یعنی وقت معین کیا میں نے اوس دین کا جو فلاں شخص پر ہی اور اوس دین کا جو
فلاں شخص پر ہی ایک برس انتہی اس سے سمجھا جاتا ہی کہ دونوں کیواسطے ایک ایک برس ہے چنانچہ تصریح
اسکی کتب مذکورہ میں موجود ہی اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید میں طحطاوی اور عنایہ میں یہ ہی
لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْہَمٍ وَخَمْسَۃُ اَقْفِزَۃِ حِنْطَۃٍ اِلٰی شَہْرَیْنِ یَکُوْنُ
الشَّہْرَانِ اَجَلًا لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الدَّیْنَیْنِ بِکَمَالِہٖ یعنی واسطے فلاں شخص کے اوپر میرے
ہزار درہم ہیں اور پانچ قفیز گیہوں ہیں دو ماہ تک اس عبارت میں دو ماہ ہر ایک دین کی بکمالہ
اجل ہوں گے انتہی اور منقص کی مثال حدیث عائشہؓ کی ہی کہ فرماتی ہیں اَلْوَلَدُ لَا یَبْقٰی فِیْ
بَطْنِ اُمِّہٖ اَکْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ یعنی لڑکا نہیں باقی رہتا ماں کے پیٹ میں زیادہ دو برس سے
انتہی چنانچہ یہ حدیث کتب مذکور میں موجود ہی اور دار قطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہیں

چنانچہ تخریج زیلعی اور رد المحتار مین ہی وَمِثْلُهُ لَا يُعْرَفُ اِلَّا سَمَاعًا یعنی اس قسم کی حدیث سنی ہوئی ہی ہوتی ہی اور رد المحتار مین فتح القدیر سے نقل کیا ہی اسلیے کہ مقدرات کیطرف عقل ہرگز راہ نہین پا سکتی پھر کہا اوسمین بس ہو گی یہ حدیث حکم مین مرفوع حدیث کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر مین اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہین کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی ہو گئی اور رضاع کی مدت وہی ڈھائی برس جسپر آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورت مین دو اعتراض واقع ہوتے ہین ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کر دینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ لفظ ثَلٰثِيْنَ کا ایک اطلاق مین ثَلٰثِيْنَ یعنی تیس۳۰ اور اَرْبَعَة وَعِشْرِيْنَ یعنی چوبیس۲۴ کے معنون مین استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سوال اول اعتراض کا جواب در المختار مین یہ لکھا ہی وَالْاٰيَةُ مُؤَوَّلَةٌ لِتَوْزِيْعِهِمُ الْاَجَلَ عَلَى الْاَقَلِّ وَالْاَكْثَرِ فَلَمْ تَكُنْ دَلَالَتُهَا قَطْعِيَّةً یعنی آیت تاویل کی گئی ہی بسبب تقسیم کرنے اونکی اجل کو اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی دلالت اوسکی قطعی انتہے اور کہا رد المحتار شرح در المختار مین قوله اَلْاٰيَةُ مُؤَوَّلَةٌ اَیْ قَابِلَةٌ لِلتَّاوِيْلِ بِمَعْنًى اٰخَرَ فَلَمْ تَكُنْ قَطْعِيَّةَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمَعْنَى الْاَوَّلِ فَجَازَ تَخْصِيْصُهَا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ یعنی قول اوسکا الآية مؤولة کے معنی یہ ہین کہ آیت قابل تاویل کے ہی بمعنی دوسری کے پس یہ آیت اول معنی پر قطعی دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہے وَقَوْلُهُ لِتَوْزِيْعِهِمْ اَیِ الْعُلَمَاءِ كَالصَّاحِبَيْنِ وَغَيْرِهِمَا اَلْاَجَلَ اَیْ ثَلٰثِيْنَ شَهْرًا عَلَى الْاَقَلِّ اَیْ اَقَلِّ مُدَّةِ الْحَمْلِ وَهُوَ سِتَّةُ اَشْهُرٍ وَالْاَكْثَرِ اَیْ اَكْثَرِ مُدَّةِ الرَّضَاعِ وَهُوَ سَنَتَانِ فَالثَّلٰثُوْنَ بَيَانٌ لِمَجْمُوْعِ الْمُدَّتَيْنِ لَا لِكُلٍّ وَاحِدَةٍ یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اونکے کے یعنی علما کے مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس۳۰ ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وہ چھہ ماہ ہین اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہین پس تیس۳۰ ماہ بیان ہی دونون

مدتون کا نہ ہر واحد کا انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اونکی طرف اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس لینی مناسب تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کر دیا گیا ہی اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح در مختار مین لکھا ہی کہ حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ دو مبتدا ہین اور ثَلٰثُوْنَ فِصَالُهٗ کی خبر ہی حَمْلُهٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُهٗ کی خبر اپنے معنی حقیقی مین اور حَمْلُهٗ کی خبر معنی مجازی مین ہی پس اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ مین واقع نہوا اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین مجازاً داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ عَشَرَةٌ اِلَّا اثْنَيْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِيَةٌ مراد لیتے ہین ہان البتہ اسمین یہ شبہ ہوتا ہی کہ یہ استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا تکلف ہی بلکہ سوا استثنا کے بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آئی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر جسوقت انحضرت صلی الله علیہ وسلم مبعوث ہوے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً یعنی جب چالیس برس کو پونہچے یہ کہا اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس پر ہو جو ہی ایسا بہت استعمال آتا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے آگاہ نہونا ہی اور ایک شبہ اسمین ہی وارد ہوتا ہی کہ حدیث عائشہ آیت حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اوسکے باپ پر ہی اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہین اور امام شافعی درست کہتے ہین علی ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت کا استحقاق نہین پس ان معنون سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق مین خوب مطابقت ہو جاویگی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

[illegible]

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت ابو بکر صدیق وغیرہم کے لیے لین جیساکہ اکثر تفسیرون مین مذکور ہی خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق کے حق مین نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ وَاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ اور دوسرون نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور اونکے والدین کے حق مین نازل ہوئی انتہے اور تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَقِیْلَ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ خَاصَّةً حَیْثُ کَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَاَرْتَضَعَ بَعْدَهٗ حَوْلَیْنِ وَیَدُلُّ عَلَیْهِ سِیَاقُ الْاٰیَةِ وَتَمَامُهَا وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ الْاٰیَةَ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ آیت خاص حضرت ابو بکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے ہین اور دودھ پیا ہی اونھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالے کا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ آخر آیت تک ہی انتہے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اونھون نے دلیل اسپر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال مین پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہو تاکہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع اونکا اسی مقدار ہو پھر فرمایا اللہ تعالے نے اسی شخص کی تعریف مین یہان تک کہ جسوقت پونہچا وہ اپنی جوانی کو اور پونہچا چالیس برس کو کہا اے رب میرے الہام کر تو مجھکو کہ شکر کرون مین تیری نعمت کا جو مجھپر تو نے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہی یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس واجب ہوا کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اوسنے اس قول کو لیکن ابو بکر پس تحقیق کہا ہی

اونھون نے اس قول کو قریب اس سن کے اس لیے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس
کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوے چالیس برس مین اور ابو بکر صدیق قریب
چالیس برس کے تھے اور اونھون نے تصدیق کی آپکی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے
کہ یہ آیتین صلاحیت رکھتی ہین کہ مراد انسے حضرت ابو بکر صدیق ہون اور جب صلاحیت رکھنا
ثابت ہوا تو اب ہم دعوا کرتے ہین کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رض ہی ہین انتہے پس اس صورت
مین اس آیت سے ہر شخص کیواسطے دو یا ڈھائی برس لینے درست نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
حال ہوگا اور درصورتے کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر مدت
پر قطعی نہوسکے بلکہ آیت مؤول ہو جاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
بیان ہو گئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیونکہ
ان معنون سے تاویل کھلاتی ہی ہان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہین اگر شبہہ
ہوتا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہین سو یہ امام صاحب کے نزدیک
جائز ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع مین اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس
اسی آیت سے لیتے ہین اور امام مالک دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہین اور ایک روایت مین ایک
مہینہ اور ایک مین کچھ حد معین نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جب تک بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
اور بغوی نے معالم التنزیل مین حضرت علی رض سے روایت کی ہی کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رض
کی شان مین نازل ہوئی ہی انتہے پس اس صورت مین البتہ اقل اور اکثر مدت حمل اور رضاع کی
لینا درست ہو جائے گا کیونکہ قرینہ قائم ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت مین
کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہون اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف
ہی البتہ ان معنون سے بھی بیشک اسمین تاویل ہی پھر قطعی الدلالت نہین چنانچہ صاحب عنایہ
لکھتے ہین کہ تائید کرتی ہی اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
چھٹے مہینے مین وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان رض کے پاس لائی گئی پس آپنے مشورہ لیا

اوسکے رجم کرنے مین اور کہا ابن عباسؓ نے کہ اگر مین کتاب اللہ سے اسمین مخاصمہ کرون تو کرسکتا

ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا آپس حضرت عثمانؓ نے چھوڑ دیا اوسکو انتہے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونو

معنی خالی نہین امام صاحب کے معنی گو ظاہر ہین لیکن اونمین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے

معنون مین بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہوگئی یہی وجہ ہی کہ دوسال کے تعین مین کوئی حدیث

صحیح مرفوع نہین آئی ہی بلکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہی کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیساکہ

قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہی اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو

برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول ہی ایسے ہی امام صاحب کا قول ہی تصریح آیت مین دونون کے قول

کی نہین لیکن سیاق آیۃ مؤید مذہب امام صاحب کے ہی البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہی اِنَّمَا

الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہی انتہے سو اس عبارت سے

دو برس کا تعین کیسے ہوسکتا ہی بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہی

مطلق ارضاع ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کین

مائین تمہاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہی انتہے باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور دوسری آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ سو اسکا جواب تفسیر احمدی

مین مذکور ہی وَبِالْحَقِيْقَةِ لَيْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِيْمَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ مِنْ عَدَمِ زِيَادَةِ

الرَّضَاعِ عَلٰى حَوْلَيْنِ لِاَنَّهٗ قَيْدٌ لِوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا يَعْنِيْ اَنْ لَيْسَ

الْوَاجِبُ عَلَى الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَالزِّيَادَةُ

تَبَرُّعٌ مِّنْهَا اَوْ قَيْدٌ لِوُجُوْبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَى الْاَبِ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ

عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ يَعْنِيْ لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَلَا يُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ لَّا يَجُوْزَ زِيَادَةُ الرَّضَاعِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ

یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اونکے لیے حجت نہین ہوسکتین اوس چیز مین کہ گئے ہین وہ طرف

بخاری و مسلم

تفسیر احمدی صفحہ ۱۱۱

اوسکے نہ زیادہ ہونے رضاع مین دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید ہین واسطے وجوب دودھ
پلانے ماکے اپنے بچے کو یعنی نہین واجب ہی والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو
سال اور زیادتی اُسکی طرف سے احسان ہی یا دو سال قید ہین واسطے واجب ہونے اجرت
دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینۂ قول اللہ تعالے کے اور والد پر ہی کھانا اور کپڑا اونکا یعنی
نہین واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اور نہین سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی
رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتین اس بارے مین ہین
کہ ماں کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہی رضاع
جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے
نہین نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہی اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہین اوسمین مطلق
رضاع سے حرمت ہی البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا
جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ لڑکپن ہی مین پینا معتبر ہی کیونکہ رضاع کیواسطے رضیع چاہیے
اور ظاہر ہی کہ جوان رضیع نہین ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری مین لکھا ہی وَجْہُ

شرح قدوری

قَوْلِہِمَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ
اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ وَقَالَ وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ وَالْجَوَابُ اَنَّ رَضَاعَ الْاُمِّ لَا یَتَعَلَّقُ
بِہٖ تَحْرِیْمٌ فَعُلِمَ اَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْکُوْرَ لَیْسَ ھُوَ فِصَالٌ فِی التَّحْرِیْمِ وَاِنَّمَا ھُوَ فِیْ وُجُوْبِ
النَّفَقَۃِ عَلَی الْاَبِ یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونون آیتین ہین اور جواب یہ ہی کہ رضاع والدہ
کی ساتھ حرمت کے متعلق نہین ہوتی پس جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصال نہین جو حرام
کر دیتا ہی بلکہ یہ تو فقط نفقے کے واجب ہونے مین ہی والد پر انتہے مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ یہان
والدہ کا اور اوسکے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہی پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی بلکہ
حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہین ہی کہ جس سے
حرمت ثابت ہو جاتی ہی بلکہ یہان اس کا بیان ہی کہ دو برس تک عذر مین دودھ پلانا اون کو ضروری ہے

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سب کا اتفاق ہی کہ استحقاق اجرت کے دو برس ہین
چنانچہ قاضی خان اور بحر رائق مین اسکی تصریح کر دی ہی او تبیین الحقایق مین لکھا ہی پس اس تقریر سے
جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا مراد ہی نہ فصال مدت رضاع
کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہی اس صورت مین یہ بیان ہی کمتر مدت رضاع کا
نہ یہ کہ وہ واجب کر دیتا ہی حرمت کو بعد اوسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہی اور ارادہ
کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہی کہ
اللہ تعالی نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا رضامندی اپنی اور مشورے سے او
ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے اوپر باقی رہنے مدت رضاع
کی بعد حولین کے اور اسیواسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے او سیر او دودھ
چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہی جسطرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہی دودھ چھڑایا ہو یا نہ انتہے
اور شرح قدوری مین لکھا ہی وَقَوْلُهُ تَعَالَى حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا لَيْسَ هٰذَا بَيَانًا
لِغَايَةِ الْفِصَالِ وَاِنَّمَا هُوَ بَيَانٌ لِاَقَلِّ مُدَّةِ انْفِصَالٍ اَلَا تَرٰى اَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ
الْحَمْلِ وَالْفِصَالِ وَاَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ كَذٰلِكَ اَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْفِصَالِ
یعنی یہ اللہ تعالی کا قول انتہاے فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہی کمتر مدت فصال کا کیا نہین
دیکھتا تو کہ درمیان حمل و فصال کے فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی
کمتر مدت فصال کا انتہے اور تفسیر مدارک مین آیہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا کے بعد لکھا ہی زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی زیادہ کرین والدین دو برس
یا کم کرین اور یہ وسعت ہی بعد تعیین کے انتہے اور تفسیر کشاف مین لکھا ہی فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا
صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ
پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی او مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اونپر نہین ہی

قاضی خان بحر رائق تبیین الحقایق

شرح قدوری

تفسیر مدارک

تفسیر کشاف

زیادہ کردین دو برس سے بالکل کردین اور یہ وسعت ہی بعد معین کرنے کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالکؒ کہتے ہین کہ دو برس سے
زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہین کیونکہ اسمین
خوب تغیر واقع ہوجاتا ہی کیونکہ ہر فصل کی عادت ہوجاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہوگی
اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
دشوار اور باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شی کھانے کی عادت
ہوجاوے اور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہوجاوے کیونکہ یہ چھ ماہ ادنے
مدت حمل کے ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہوسکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین
کی غذا اوسکی ماں کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہوکر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی
ہی فطیم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی دیا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی
پس معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان
ہوا اسلیے یہان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی
علاوہ اسکے وہ آیت ثلثون شھرا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اوسکی
اوپر ہمنے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
حدیث مین تو جسکی حرمت مین شبہ ہو جائے اوس سے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر
دلائل موجود ہین اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ
کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوسپر حرام ہوجائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی
تصریح کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت مین حرمت رضاع
مین احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح
ہوجائے کہ یہان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا پتہ بھی نہین آپکو حولین کا
لفظ دیکھکر شبہ ہوگیا اور مخالفت کا حکم لگادیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا بھی ملاحظہ فرماتے

تو بھی ایسے شبہے آپکو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپکو حنفیہ کی کتابون پر نظر ہوتی تو اونمین تو سب کچھ موجود ہی کوئی بات نہین چھوڑی جسقدر ہمنے لکھا ہی یہ ایک شمہ ہی اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب تک یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے حرمت متعلق ہوتی ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا والد غریب ہو کہ دائی کو نوکر رکھ سکتا ہو یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو ضرور ہی ہرگز مخالفت نہین ہو سکتی بلکہ اسقدر اختلاف جو ہمنے بیان کیا اسیوجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہی ورنہ ایسے محققین اپنی طرف سے کوئی بات نعوذ باللہ منہا کہہ سکتے ہین جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہو جائے کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہین کی بلکہ اوسی سے اخذ کیا ہی چنانچہ خوب مدلل ہو گیا البتہ فتوی اسوقت درمختار مین دونون پر ہی اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین پر ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی الاصح قولہما وھو مختار الطحاوی یعنی صحیح تر قول صاحبین کا ہی اور یہی مختار امام طحاوی کا ہی اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وعن ابی حنیفۃ روایۃ اخری کقول ابی یوسف و محمد یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی ہی اور رد المحتار حاشیہ درمختار مین بھی اسکو ترجیح دی ہی اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت کیا ہی علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہی وبقولہما ناخذ یعنی ساتھ قول صاحبین کے ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہی ایک کے قول پر عمل ہی دوسرے کا متروک ہی اس سے اون پر کوئی اعتراض نہین آ سکتا بلکہ اسکو من قبیل اختلاف امتی رحمۃ کے کہتے ہین صحابہ رضی اللہ عنہم مین بھی تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے ہم چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسکی جگہ مین بیان کرینگے

قال مسئلہ سوم اور ایک مسئلہ امام

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل مان
اور بہن اور بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کرلے اور صحبت کرے اوسسے تو بھی
اوسپر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیان آدم کی موضوع ہین اولاد کے لیے اور وہ
مقصود اس جگہہ بھی حاصل ہی الخ **اقول** آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت
نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسلہ کچھ ہی اور آپ حدیث کچھ لاتے ہین حدیث
مین تو یہ آیا ہی جو شخص اپنی مان یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوسکا
کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اوسکی وجہ یہ تھی کہ
وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات
مین آیا ہی کَانَ الرَّجُلُ اِعْتَقَدَ حِلَّہٗ وَاَنْکَرَ حُکْمَ الشَّرِیْعَۃِ فَکَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِكَ
اَمَرَ بِقَتْلِہٖ وَاَخْذِ مَالِہٖ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اوسنے حلال ہونے اس نکاح کا اور
انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہوگیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپنے
اوسکے قتل کا اور اوسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسلہ اس حدیث کے مخالف کیسے
ہوسکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی
سب تعزیر مین داخل ہی نصاب التعزیر مین آیا ہی وَالْفَرْقُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْحَدِّ عَلٰی مَا فِی
فَتَاوٰی نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْزِیْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰی رَاْیِ الْاِمَامِ
وَاَنَّ الْحَدَّ یُدْرَأُ بِالشُّبُھَاتِ وَالتَّعْزِیْرُ یَجِبُ مَعَ الشُّبُھَاتِ یعنی فرق درمیان
تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر رائے امام پر ہی اور
فرق یہ ہی کہ حد شبہہ سے زایل ہوجاتی ہی اور تعزیر شبہہ سے واجب ہوجاتی ہی اور درمختار وغیرہ مین
لکھا ہی وَیَکُوْنُ التَّعْزِیْرُ بِالْقَتْلِ یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہے پس اس عبارت سے
معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر جب ہوگی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہوجاتی ہی چنانچہ

حدیث اِدرَءُوا الحُدُودَ بِالشُّبہَاتِ مَا استَطَعتُم یعنی ساقط کردیا کرو حدود کو شبہہ جہان تک استطاعت رکھتے ہو انتہے اسپر دلالت کرتی ہی کہ کچھ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرا جیا ہیے باقی رہا شبہہ اسکے تعین کا سو کچھ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ ہر ایک نے استنباط کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی پھر آپکا یہ فرمانا کہ بغیر حق شبہ اعتقاد کرنا ہی کہ اونھون نے اس مسلے کو نہین سمجھا انتہے جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا شبہہ وارد کیا بیشک آپکے حق مین ہمارا ابھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے چنانچہ دیکھو خلاصہ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے مین شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اوس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دوسرون کے جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہو گا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہین یا عمداً تغیر کردیا اور کہا عمداً نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمد اور غیر عمد کو کچھ دخل نہین بلکہ امام صاحب کے نزدیک نفس عقد ایسی شئی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پس امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اوس نے نکاح محارم سے کیا اور پھر وطی کی تو حد اوسپر واجب نہو گی گو جانتا ہو لیکن پھر واجب ہو جائے گا البتہ اوسکو تعزیر اشد جو سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاسۃً دیجائے گی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہے اور وہ حدیث جسمین آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے آپنے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیئے کہ وہ مرتد ہو گیا ورنہ فقط نکاح سے یہ نہین لازم آتا کہ اوس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہین احادیث مین وطی کا ذکر ہی بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا کیونکہ سواے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین آئی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہے سو اسمین قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن مارنا اور مال لے لینا نہین ہی بلکہ یہ تو لوازمات کفر سے ہی پس صاحبین تو کہتے ہین کہ محارم محل عقد

فتح القدیر

نہین اور امام صاحب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہی اس لیے کہ جو نفی کرتے ہین
وہ باعتبار اس عاقد یعنی نکاح کرنیوالے کے کہتے ہین کہ اسکے لحاظ سے محل عقد نہین ہو سکتے اور جو محل
عقد کا ثبوت کرتے ہین اونکے نزدیک قطع نظر اس عاقد کے محل عقد ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
کو امام صاحب ثابت کرتے ہین خاص بنظر ناکح کے نہین کہتے اسوجہ سے اوسکی علت یہ بیان کی کہ اونمین
قابلیت مقاصد نکاح کی ہی ورنہ ظاہر ہی کہ اس ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ ہی یہی
امام صاحب کا مقصود ہی اس لیے کہ شبہ وہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہی کہ یہان
شبہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہی اسیوجہ سے امام صاحب اشد تعزیر اوسپر واجب کہتے ہین مگر
حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہان زنا سے محض ہی مگر اوسمین شبہہ
عقد واقع ہوگیا ہی پس مہر اور تعزیر ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہی اَيُّمَا امْرَأَةٍ
نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ
مِنْ فَرْجِهَا یعنی جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس اگر وہ وطی کرے
اوس سے پس واسطے اوس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اوسکے انتہے یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہوجاویگی اس سے معلوم ہوا کہ نفس
عقد کو اتنا دخل ہی کہ حد ساقط کر دیتا ہی ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
باطل ہونے کے مہر لازم ہوگیا اور حد بالاتفاق ساقط ہوگئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت نتھی
پھر نکاح محرمات باطل سے تو کسی طرح زیادہ نہین اسمین کیونکر شبہہ عقد نہوگا اور کیونکر حد ساقط نہوگی علی ما
القیاس بروایت ابن عباس حدیث اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اوپر گذر چکی اور حضرت
عمر کا قول ہی لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُقِيْمَهَا بِالشُّبُهَاتِ
یعنی البتہ اگر موقوف کر دون مین حدود کو شبہات سے تو اچھا جانتا ہون اس سے کہ قائم کرون
مین اونکو شبہات سے انتہے اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوْا اِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ الْحَدُّ فَادْرَأْهُ یعنی کہا

اونھون نے جسوقت مشتبہ ہوجاوے تجھیر حد مع توقف رکھہ اوسکو اتقدے او اصحاب ظاہر کہتے ہین
کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہین ہی کہ موقوف کردی جائے اوران آثار مین جرح کرتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ
منقول ہی اسلیے کہ بعض اوسکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھہ مضائقہ نہین اور یہان
موقوف بھی حکم مین مرفوع کے ہی اس لیے کہ واجب کو ساقط کردینا بعد ثبوت اوسکے کسی شبہہ سے
خلاف مقتضاے عقل ہی یا بہ مقتضے عقل ہی کہ بعد متحقق ہونے ثبوت کے شبہہ سے مرتفع نہو پس جبکہ اسکو صحابی
نے ذکر کیا تو اوسکو رفع ہی پر محمول کیا جائے گا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع ہوا ہے
کہ حدود شبہات سے ساقط کردیے جاتے ہین کفایت کرتا ہی اسیواسطے بعض فقہانے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہی اور یہی یہ ہی کہ قبول کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ سے اس مسلہ مین یقین ہوجاتا ہی کیونکہ جب ماعز سے آپنے باوجود اقرار صحیح کے یہ فرمایا
کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھہ لگایا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تلقین کرتے تھے کہ کسی طرح
ہان کہدین اور اسے دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اسکے کہ اونھون نے ہان کہا اور جھوٹے ورجسنے
اقرار قرض کا کرلیا اوس سے آپنے کبھی یہ نفرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہوگئی ایسے
چورسینہ فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی مجکو تو گمان نہین کہ تو نے چوری کی ہو اور رضاھدیہ سے بھی اسی
قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی رض نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر پڑا
یا زبردستی کی ہو یا تیرے موالے نے تیرا نکاح کردیا ہی اور تو اوسکو چھپاتی ہی اور بہت اسکی نظیرین
ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہی پس حاصل ان سب تقریرون سے یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ
کرنا بیشک جائز ہی اور ان استفسارات سے بھی جوکہ دفع حد کے لیے قصد احتمال کا فائدہ دیتی ہین
معلوم ہی کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار ہی کے ثبوت ہوتا ہی جو یہان پایا گیا اور یہی ان
آثار کا حاصل ہی پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہوگئے اب اسمین کسیطرحکا
شک نکرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

البتہ کبھی بعض مواقع مین اختلاف تھا مین واقع ہوا ہی کہ آیا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہی یا نہین
سو ہمارا قول یہ ہے کہ یہ شبہہ ہی جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہو انتہی ملخص فتح القدیر اور
زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے رسالہ القول الجازم
فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین کی ہے پس امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہی
اگر انکے اسمین شبہہ ہی تو اسکے دفع مین آپ نے کوئی حدیث پیش کیون نہین کی یا کسی آیت سے سند
لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ مین مذکور ہی اوسکی رد مین آپنے دو جواب لکھے
ہین جسکا خلاصہ یہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا کہنا چاہیے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ
اسمین محض آپنے اپنی راے کو دخل دیا ہی جب آپکو کوئی حدیث نہین ملتی تو حنفیہ سے ایسی عنایت
کیون ہی کہ خود آستین چڑھا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین پھر اس سے کچھ بحث نہین کہ الفاظ او
معنی کو ربط ہو یا نہو بلکہ تا مقدور ربط کلام نہین دیتے اتفاقیہ کہین ہو جائے تو معذور ہین
جب کچھ نہ بن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین
اور نہ حدیث کی انتہی جناب من قرآن او حدیث کی مخالفت سے حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہین مگر
فرقہ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہین خلاصہ یہ ہی کہ قرآن شریف مین نکاح
محرمات کے لیے کہین حد نہین آئی ہی باقی رہی حدیث سو اول تو وہ ہرنا کے واسطے ہی چنانچہ عبارت
لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیر ہے البتہ کسی حدیث مین رجم یا سو درے آئی
ہوتی اور خاص اسی واقعہ مین ہوتا تو اوسوقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دینگے
اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہین جو مثل
آپکے بے انصافی کرین اللہ ایسے تعصب سے بچاوے **قال** مسئلہ چہارم ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف
حدیث کے یہ ہی کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور فسوخ مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے
نزدیک نافذ ہی ظاہرا او باطنا الخ **اقول** آپکو ابھی تک خبر بود او خلط کلام آتا ہی عام کو خاص
اور خاص کو عام کرنا آپ ہی کا کام ہی یہ حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہین خاص

اموال مین ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہین
وَاحْتَجُّوْا اَيِ الْحَنَفِيَّةُ بِاَنَّ الْحَاكِمَ قَضٰى بِحُجَّةٍ شَرْعِيَّةٍ فِيْمَا لَهٗ وِلَايَةُ الْاِنْشَاءِ فِيْهِ
فَيُجْعَلُ اِنْشَاءً تَحَرُّزًا عَنِ الْحَرَامِ وَالْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِي الْمَالِ وَلَيْسَ النِّزَاعُ
فِيْهِ فَاِنَّ الْقَاضِيَ لَا يَمْلِكُ دَفْعَ مَالِ اَحَدٍ اِلٰى الْغَيْرِ وَيَمْلِكُ اِنْشَاءَ الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ
یعنی اور حجت لائے حنفیہ بایں طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ سے اوس چیز مین کہ اوسکو ولایت انشا
کی اوسمین ہی پس گردانا جاوے گا حکم اوسکا انشا واسطے بچنے کے حرام سے اور یہ حدیث مال مین صریح ہی اور
نہین ہی گفتگو مال مین اسواسطے کہ قاضی نہین مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا طرف دوسرے کے
اور مالک ہوتا ہی بنا کرنے عقد نکاح وغیرہ و فسخ نکاح وغیرہ کا انتہے اور امام طحاوی لکھتے ہین وَذَهَبَ
اٰخَرُوْنَ اِلٰى اَنَّ الْحُكْمَ اِنْ كَانَ فِيْ مَالٍ وَكَانَ الْاَمْرُ فِي الْبَاطِنِ بِخِلَافِ مَا اسْتَنَدَ اِلَيْهِ
الْحَاكِمُ مِنَ الظَّاهِرِ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مُوْجِبًا حِلَّهٗ لِلْمَحْكُوْمِ لَهٗ وَاِنْ كَانَ فِيْ نِكَاحٍ اَوْ طَلَاقٍ
فَاِنَّهٗ يَنْفُذُ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَحَمَلُوْا حَدِيْثَ الْبَابِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا الْبَابِ عَلٰى مَا وَرَدَ
فِيْهِ وَهُوَ الْمَالُ یعنی اور گئے ہین دوسرے فقہا طرف اسکے کہ حکم اگر مال مین ہو اور واقع مین اختلاف
ہو اوسکے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہوگا یہ حکم واجب کرنے والا حلال ہونے اوسکے کا واسطے اوس
شخص کے کہ حکم کیا گیا ہی اوسکے لیے اور اگر ہوگا حکم نکاح مین یا طلاق مین تو تحقیق جاری ہوگا ظاہر
اور باطن مین اور حمل کیا اونھون نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہی اوپر اوسکے کہ وارد
ہوئی ہی اوسمین حدیث اور وہ مال ہی انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
مین وارد ہوئی ہی چنانچہ لفظ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ اور فَاَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ اس پر دلالت
کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ حدیث خاص ہی اوس حکم
مین کہ متعلق ہوتا ہی کلام خصم کے سن نے سے اور گواہ اور قسم وہان نھون سو اسمین نزاع نہین
کیونکہ نزاع تو اوس حکم مین ہی جو گواہی پر مرتب ہوا انتہے کیونکہ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ جسکے معنی خوب
گفتگو کرنے والے کے ہین جھوٹی بات کو بھی سچی کردے اوس مین گواہ اور قسم کا کہین ذکر نہین جسمین

عینی جلد ۱۱ صفحہ ۵۰
بخاری صفحہ ۱۰۶۵

طحاوی جلد ۲ صفحہ ۲۸۶
بخاری صفحہ ۱۰۶۶

بخاری صفحہ ۳۳۲ و صفحہ ۳۶۵ و صفحہ ۱۰۶۵ و صفحہ ۱۰۶۶

اختلاف ہی البتہ اگر فقط اونکی گفتگو پر کفایت کی جائیگی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اسپر دال ہین
تو اوسوقت ظاہر اقضا واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہین کہتے البتہ جسمین گواہ اور
قسم ہو تو اوسمین امام صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
حدیث سے نہین نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہی اسلیے کہ اسپر سب متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام مین خطا
نہین ہوسکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نووی جو محدثین مین سے
ہین اس بات کو تسلیم کرتے ہین بلکہ اسکو خاص کرتے ہین ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمین گواہ اور قسم
ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہی عام نہین البتہ فرق اتنا ہی کہ محدثین بینہ اور
یمین غیر اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام صاحب اموال مین خاص کرتے ہین غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد رح اسکو مقید کرتے ہین اب ظاہر الفاظ حدیث کا اہل انصاف خود سمجھ
لین گے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہی یا غیر اجتہاد کا علاوہ اوسکے حدیث حضرت علی رض کی جسکو آپ موقوف
بتلاتے ہین اور قابل حجت نہین کہتے اس قول کی مؤید ہی اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہان
حجت نہین چنانچہ خلاصۃ الخلاصہ مین لکھا ہی وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
نہین ہی حجت نزدیک شافعی کے انتہے اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہی چنانچہ لمعات مین آیا ہی
وَمِنْ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ رض وُجُوبُ تَقْلِيدِ الصَّحَابِيِّ فِيمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام صاحب
کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہی اوس چیز مین کہ کہا اونھون نے انتہے اور اتقانی مین لکھا ہی اِعْلَمْ
أَنَّ تَقْلِيدَ الصَّحَابِيِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہی انتہے اور یہ جو آپ
لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہی سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہین ہی
بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین اور اوسکی عبارت منقول کے
بعد موجود ہی اگر ایسا نہوتا تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعف
ہوتا حالانکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ انکی تصریح پر اوسکی صحت موقوف

نہین اور بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغۂ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ
یا ذَكَرَ فُلَانٌ تو یہ صحیح ہی اور جو صیغۂ مجہول لائے ہین جیسے قِیْلَ یا یُقَالُ تو اوسکی صحت
مین البتہ کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی کوئی اصل اوسکی ہوگی پس ایسے شخصون کی
تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی کہ
کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ
تصریح اسکی مقدمۂ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین
کرتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف
کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اِلٰی مَا قَالَ ثُمَّ یَفْشُو الْكَذِبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر پھیل جاویگا
جھوٹ انتہی اور ظاہر ہی کہ آپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اوسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا انکے بعد
تبع تابعین کا پھر اونکے بعد ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین
اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین
یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اوسمین اتنی باتین
دیکھلی جائین جب اوس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہین ہین کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری
کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اون مین بھی سند اتصال ضروری ہی حاشا و کلا یہ فقط فروع انکا سرہی
کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمد رح کے تعلیقات حکم مین اتصال کے ہین مثل امام بخاری کے
چنانچہ اتفاق جمہور علمائے حنفیہ و مصنفین شافعیہ کا اسپر دلیل بین ہی اور تنقیح الاصول مین بحث
شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اسکے کسی مصلحت کے واسطے
جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اوسکے پابند ہو کر تحقیقات
سابق کسطرح ترک کر سکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر کہین مخالفت دیکھین تو
اوسمین تطبیق کر دین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرینگے تو پھر موافقت کس سے ہوگی الا

کون آئے گا پس جو ضرور ہو اُنکا افعال صحابہ مین اور احادیث مرفوعہ مین حتی الامکان تطبیق دین
جیسا خلفاے راشدین کے فعل اور قول کی نسبت حق مین حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاے راشدین کا آئی ہے اور
بہت سا قول تو ضرور ہی سند ہوگا علی الخصوص حضرت علیؓ کے حق مین اَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ وارد ہے
یعنی سب صحابہ مین زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین پھر یہ فرمانا حضرت علیؓ کا کہ تیرے
گواہون نے تیرا نکاح کر دیا صاف دلالت کرتا ہے کہ ایسے معاملات مین جو عقود سے تعلق رکھتے
ہین ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہو جاتی ہے اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہے کہ
اموال مین وارد ہوئی ہے چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہے پھر باوجود ایسی ظاہر تطبیق کے
کے انکار کرنا انکو یون سمجھنا ہے کہ جیسے فرقہ ظاہریہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علیؓ بھی نہین سمجھے
اور ایسے بخاری و فقہا سارے خطا پر تھے یہ لوگ یون سمجھتے ہین کہ قول پیغمبرؐ کے معنی جو ہم کہتے ہین
وہی مراد ہین اور دوسرے کی اٹکل ٹانگ کہے جاتے ہین انکے اعتقاد مین صحابہ مرفوع حدیث کے
بالکل مخالف تھے اور ایسے صحابہ کا قول نہین مانتے نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ
یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہین ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہین انھین کے حق مین صادق ہے
چونکہ صاف صاف سب وشتم صحابہ کو کرتے ہوے ڈرتے ہین اس لیے حدیث مرفوع کے پردہ مین
بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان مین کر جاتے ہین فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہے جو صحابہ کے
خلاف قرآن وحدیث کے عمل کرنے پر قائل ہین اور انصاف مطلق نہین کرتے اپنی راے
کو مقدم سمجھتے ہین یون نہین تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے مین قصور ہوا ہوگا
صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمین تطبیق دین کیا امکان ہے یا دوسرے کی بات مانین یہ تو
دور تک پہونچتے ہین اور ہم کوئی بات الزاما بھی کہین تو کہتے ہین توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کیون نہ کہین
کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہین دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوے پر
عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہین کہ اگر امام صاحب قرآن اور حدیث کے معنی لینے مین

ایکہزار مین سو غلطیان ہون گی تو دوسرون سے ہزار مین نوسو غلطیان ہون گی اور [illegible] بعض صحابہ کو معاویہ بحضیص ان کو سدًا ہمگیہ پیش کرتے ہین اب حدیث [illegible] ہی الرف [illegible] اور یون سمجھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یون ہی سمجھا [illegible] جواب دیتے [illegible] متعدد ہو گئے [illegible] مخالف دوسری حدیث صحابہ کی اس وجہ سے ہو گی کہ انکو بہت حدیثین نہین پہنچین [illegible] قول قرآن اور حدیث کے مخالف نہین ماننا چاہیے [illegible] لوگون [illegible]

ع بہرین عقل و دانش بباید گریست ۔ بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق [illegible] اور رسول نے حکم نہین دیا کہ قرآن اور احادیث مین باوجود تطبیق اور موافقت عقل [illegible] عقل کرنا ہان جہان تطبیق نہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اوسکو قبول کر لینگے اور [illegible] تصدیق سمجھین گے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسری لفظ کو غور نکرنا بلکہ [illegible] فرقہ ظاہریہ کا کام ہے عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انھین کا شیوہ ہے [illegible] سمجھتے ہین کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہے دین مین اس سے [illegible] کوئی کام [illegible] دوسرا کہے تو اوسپر طعن کرتے ہین چنانچہ ایک ظاہریہ کی نقل ہے کہ معقولیون پر بہت طعن کیا کرتے [illegible] کہتے تھے ان کم بختون نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہے اکثر باتین خلاف [illegible] ہین ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہے جو مخالف ہے کہا ایک ہو تو بتاؤن سیکڑون ہین مگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہون دیکھیے یہ سب منطقی [illegible] کہ اجتماع نقیضین محال ہے اور اثبات اور نفی جمع نہین ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہے قرآن اور حدیث کے کیونکہ دیکھیے لا الہ نفی ہوئی اور الا اللہ اثبات ہے انکو کلمہ بھی تو یاد نہین ورنہ ایسی صریح [illegible] نکرتے حاصل کلام یہ ہے کہ آدمی کو یون سمجھنا کہ جو مین سمجھا ہون دوسرا نہین سمجھا بلکہ صریح مخالف قرآن اور حدیث کی سمجھا ہے عین خطا ہے تمام کتابین ائمہ اربعہ کے اختلافیات کی مع دلائل موجود ہین دیکھ لیجیے اور یہ نکیجیے کہ آنکھون پر پٹی باندھ کے ایک طرف کی بات لکھدی اور دوسری طرف کو چھوڑ گئے اور نرے سمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہے اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین موجود ہین پیش کر دیتا اور ایسے ہی اقوال ونکے مقلدین
کے نقل کر دیتا سر اسر ہٹ دہرمی او کج بحثی ہے بلکہ اسمین قول اونکا چاہیے تھا کہ جنکو طرفین تسلیم کرتے
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو
کہ تحقیق امت نے اجماع کیا ہے اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کی پہچان نے مین پس تابعین
اعتماد کرین اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کرین تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین اعتماد کرین
پچھلے علما اگلے علما پر اور عقل اوسکی خوبی پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر
ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر بایں طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بالاتصال اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہو جاوے
اونکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کرین اوسپر اور استعانت کرے
اوس مین اون سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہوں
اقوال اونکے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہے روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابون مشہورہ مین مجتمع ہوں
اور یہ کہ ہوں مخدومہ یعنی بیان کیا جاے راجح محتملات اونکی سے اور خاص کیا جاے عموم اونکا بعض
مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اونکا بعض جا اور جمع کیا جا مختلف فیہ اور بیان کیے جاوین
سبب اونکے احکام کے اور نہین تو صحیح نہوگا اعتماد اون پر اور نہین ہے کوئی مذہب اس زمانہ اخیر مین
اس صفت کا مگر یہ چار مذہب بالالتزام مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت ہین نہین جائز ہے اعتماد
اوسپر انتہی مختصرا باقی تحقیق اس کتاب کی اول مین گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرما لیجیے اب امام
صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا مال کے جاری ہو جاتی ہے
شروع کرتے ہین فتح القدیر مین ہے کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہوگی
کہ جسمین قاضی کو انشاء عقد ممکن ہو پس اگر دوسرے کی عدت مین ہوگی یا مطلقہ الثلث غیر کی ہوگی
تو اس صورت مین قاضی کو انشاء عقد کا اختیار نہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک کا بغیر
عوض کے مالک نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہے اور اس صورت مین جھگڑا طے نہین ہوسکتا

مگر جب قضا باطن میں نافذ ہوا اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہیگی تو پھر منازعت وطی کی طلب میں مکرر ہوگی
اور دوسرا منع کریگا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی پس ضرور ہوا پہلے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
کہدیا کہ میں نے تمہارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا اوسکے بعد لکھا ہی وَقَوْلُ اَبِی حَنِیْفَةَ رض اَوْجَہُ
یعنی اور قول امام صاحب کا مدلل زیادہ ہی انتہے اور امام طحطاوی لکھتے ہین فَیَثْبُتُ الْحِلُّ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی
وَاِنْ اٰثِمَ الْمُدَّعِیْ اِثْمَ اِقْدَامِہٖ عَلَی الدَّعْوَی الْکَاذِبَۃِ یعنی پس ثابت ہوگی حلت
نزدیک اللہ تعالے کے اگرچہ گنہگار ہوگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے دعوے کے
انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اوسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح
ہوتا ہی لَایَلْزَمُ مِنَ الْقَوْلِ بِحِلِّ الْوَطْیِ عَدَمُ اِثْمِہٖ فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ بِسَبَبِ اِقْدَامِہٖ عَلَی
الدَّعْوَی الْبَاطِلَۃِ وَاِنْ کَانَ لَا اِثْمَ عَلَیْہِ بِسَبَبِ الْوَطْیِ یعنی نہین لازم آتا قائل ہونے حلت
وطی سے نہ گنہگار ہونا اوسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اوسکے اوپر دعوا باطل کے
اگرچہ نہین گناہ ہی اوسپر بسبب وطی کے انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اوسکے ذمے پر رہیگا
پھر اوسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور طحطاوی مین لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین
سب کا اجماع ہی کہ جو شخص کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے پس قاضی
حکم کردے تو بایع کو وطی اوس کنیز کی حلال ہوگی اور اوس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے
اوسکے کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حالانکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی خلاصی پاسکتا ہی گو اوسکے مال کا تلف
ہی انتہے اسیطرح امام صاحب کہتے ہین کہ یہان مابہ الفرق کونسی شی ہی جسسے یہان وطی جائز ہو اور
وہان جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے یہان بیان نہین ہوے ورنہ اس
بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور حدیث
کے بتلانا دو حال سے خالی نہین یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہین سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہی
مگر یہ احتمال تو ہم نہین لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو ایسی باتین دانستہ کرکے اپنے تئین دائرہ دین

بحر الرائق

اسلام سے خارج سمجھے ہان آپکے فہم مین خطا واقع ہوئی خیر یہ خطاے اجتہادی ہے اس مین آپ
معذور ہین خدای تعالے آپکو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرماوے آمین ثم آمین **قال**
مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی دو حدیثون کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ او کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہے مَنِ امْتَنَعَ
مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰی بِمُسْلِمَةٍ لَمْ
يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو
مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور سے اوسکا
عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا الخ **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ
حدیث مین آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین كَانَتْ تَشْتِمُ کا لفظ اسپر دلالت
کرتا ہے کہ جو مکرر سب وشتم واقع ہو اور عادت ہو جائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ
کے معنی ہین کہ سب وشتم کیا کرتے تھے یہہ معنی نہین کہ ایکبار اوسنے شتم کیا ہو اور قتل کی گئی ہو
اور اگر ایکبار مراد ہوتی تو كَانَتْ تَشْتِمُ نہوتا شَتَمَتْ ہوتا جسکے معنی ہین شتم کیا تھا اوسنے پس لفظ
حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف
نہین کہتے اس لیے کہ ردالمحتار مین جسکی عبارت آپنے نقل کی ہے اوسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہے
قَوْلُهٗ وَبِهٖ اَفْتٰی شَيْخُنَا اَيْ اَبُو السُّعُوْدِ مُفْتِي الرُّوْمِ بَلْ اَفْتٰی بِهٖ اَكْثَرُ الْحَنَفِيَّةِ
اِذَا اَكْثَرَ السَّبَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ وَهُوَ مَعْنٰی قَوْلِهٖ اِذَا ظَهَرَ
اَنَّهٗ مُعْتَادُهٗ وَمِثْلُهٗ مَا اِذَا اَعْلَنَ بِهٖ كَمَا مَرَّ وَهٰذَا مَعْنٰی قَوْلِ ابْنِ الْهُمَامِ اِذَا
اَظْهَرَهٗ يُقْتَلُ یعنی یہہ قول صاحب درالمختار کا اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہے ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود
مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہے ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جسوقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا کہ بیان کیا ہے ہمنے
اوسکو صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جسوقت ظاہر ہو جاوے کہ یہہ عادت اسکی ہے اور مثل اسکے
وہ صورت ہے کہ اعلان کرے ساتھ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہین قول ابن ہمام کے جسوقت ظاہر کرے اوسکو قتل کیا جاوے

بسبب اوسکے انتہے اور منتقی مین لکھا ہی اِذَا لَمْ یُعْلِنْ فَلَوْ اَعْلَنَ بِشَتْمِهٖ اَوِ اعْتَادَهٗ قُتِلَ وَلَوِ امْرَأَةً

یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اوسکی قتل کیا جاوے گا اگرچہ

عورت ہو انتہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث مین عادت

اور کثرت کیوجہ سے قتل ہی سو اسکا امام صاحب انکار نہین کرتے امام صاحب غیر معتاد کیواسطے

یہ حکم بیان کرتے ہین کہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپنے نقل کی ہی اوسمین لفظ سَبَّ

کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قَتَلَ مُسْلِمًا سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسے ہی سَبَّ سے ایک ہی سب مراد

ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہی

بلکہ لفظ کَانَ فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین

بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ ردالمحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس

چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اوسکے کرنے

والے کو قتل کرے انتہے اسکے بعد لکھا ہی فَقَدْ اَفَادَ اَنَّهٗ یَجُوْزُ عِنْدَنَا قَتْلُهٗ اِذَا تَكَرَّرَ

مِنْهُ ذٰلِكَ وَاَظْهَرَهٗ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل

اوسکا جسوقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اسکو انتہے اور شرح قدوری کے فصل جزیہ مین لکھا ہی

کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک جماعت یہود نکی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی پس کہا اونھون نے اَلسَّامُ عَلَیْكَ

کہا عائشہ صدیقہ نے پس سمجھ گئی مین اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تمپر ہلاکت او لعنت ہو پس

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمت کہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل

کام مین پس کہا مین نے کیا آپنے سنا نہین جو اونھون نے کہا آپس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تمپر پس یہ گالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان

سے تو حلال ہو جاتا خون اوسکا حال آنکہ نہین قتل کیا آپنے اونکو انتہے اسیطرح کہا امام طحاوی

نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو علامہ عینی نے شرح بخاری

مین ہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَیکُم بواو عطف کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطف نہین بلکہ واسطے استیناف کے سر جملہ لا ئے ہین دوسرا شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوسکے قتل کا ذمہ کرتا ہی اوس نے اللہ اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا جس نے اوسکو دھوکے مین قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکو مجرد شتم کے آپنے قتل نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح بخاری مین پس باوجود بخاری کی حدیث کے اب عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے استنباط کون اوٹھا کر لے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح موجود ہو فقط اپنی راے کو اوسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون بازپرس کرتا ہی مگر فرداے قیامت اگر حق تعالے آپ سے حجت طلب کریگا کہ کونسی وجہ سے شیوہ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر تو بغلین جھانکتے آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ آپکا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال مین کچھ سمجھین

قال ششم مسئلہ اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون سے یہ ہی جو کہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اَنَّ مَا اَخَذَتْہُ الزَّانِیَۃُ اِنْ کَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَۃِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَیِّبٌ وَاِنْ کَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنیوالی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ کسبیان اپنی خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کر لیتی ہین تو حلال ہی امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتی ہی حرام ہی ہی انتہے اسی سبب امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد واجب نہین الخ

جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہین سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل مین فرق نہین کر سکتے تو پھر
کیون ائمہ پر طعن کرتے ہین او گنہگار ہوتے ہین آنکھین بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلپی
مین اجر مثل اور اجارہ فاسد مین یہ گفتگو کی ہی اور معترض صاحب نے اوسکو اجارہ باطل قرار دیا او
اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گیے اتنا بھی غور نفرمایا کہ اجارہ فاسد مین چلپی نے اس اختلاف کو
لکھا ہی زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہی اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہی
اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہین کہ اجارہ باطل وہ ہی کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ ہی
کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو کہ کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اوسمین فساد آیا ہی
ورنہ اصل مین وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سبکا ہی کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت
ہووے گا وہ باطل ہوگا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق اور متفق علیہ ہونے کے
وہ کون عاقل ہی کہ زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکے اور کسی ادنے عالم کی بھی یہ شان نہین کہ اوس مین
تامل کرے چہ جائے صاحب محیط و چلپی و در مختار خصوصًا جب نص صریح حدیث کی اوسمین وارد
ہووے پس بالضرورت واجب ہی کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنے عامی کا بھی
اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا تَأْخُذُهُ
الزَّانِيَةُ عَلَى الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِكَوْنِهِ عَلَى صُوْرَتِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِإِجْمَاعِ
الْمُسْلِمِيْنَ یعنی لیکن خرچی زانیہ کی پس وہ شی ہی کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اوسکا
نام اس لیے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہی اور حرمت اوسکی تمام مسلمانون کے نزدیک اجماعی
ہی انتہے لہذا ضرور ہی کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہون گے جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا
ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسد مین کرتا ہی اور حلت اجرت کا در صورت فساد قائل ہوا ہی
نہ در صورت بطلان اب سنیے وہ کہتا ہی کہ کسی نے کسیکو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور
یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام مین زنا بھی کرون گا سو اصل معقود علیہ خدمت ہی کہ امر حلال ہی اور شرط حرام
اوسکے ساتھ لگی ہی پس یہ اجارہ فاسد ہی نہ باطل اسکی اجرت مثل مین خلاف ہی خاصیت مشروط کی

کیونکہ اجرت مشروطہ و مسمی تو خبث سے خالی نہین بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے
جو در اصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آگئی لہذا مسمی بھی
خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو
نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اونکو ضائع نہ کیا اوسکی اجرت مثل دلائی اوس مین کیا قبح ہے خدمت
کے منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سو اوس مین
کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہے اور حدیث مین اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
زنا کی اجرت کو حرام کیا ہے زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگرکھا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ مین لے اور یہ بھی شرط
کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اوسنے انگرکھا بھی سیدیا اور اوس شخص کے ساتھ بعدہ زنا کا بھی ہو گیا پس اسصورت مین فقط
اجرت مثل یعنی انگرکھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اوسکو دلائے جائینگے اور دو روپیہ جو اجارہ زنا
کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائینگے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو
قطعی حرام ہے اوسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اوس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ سیاجت
امر مباح کی ہے ہان اگر زنا کی خرچی یا کل دام اوسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہے وہ حرام نہین
پس اسیطرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے مین فضول
لگادی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیونکہ اوس مسمی کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی
جس مین شرط زنا کا نام و نشان بھی نہین پس کسب البغی کا جو حکم ہے اوس مین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا اور
مصداق اس حدیث کا ہرگز یہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہے ہان اجرت مسمی فسخ ہو کر
الفرق وتبت الحق حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا امر ملحوظ ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت مثلیہ بوجہ مباح بھی حرام ہو جائے پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا
خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارہ فاسد ہے
اوس مین یہ طور کہ اصل معقود علیہ خدمت تھی اور شرط زنا کی لگائی اوس مین فرض ہوا کہ مسمی مین شرط کا بھی حصہ خبیث

ہے جیساکہ معقود علیہ حرام تھا مگر بعد رد مثل خبیث ہو سکے کے اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہو وے تو
وہ درست ہے یہ بات وجہ کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسدہ تھی معدوم کر دیا جسکے سبب مسمی بھی
نہ دلایا گیا اور یہی یا نشان رد اجارہ کا ہے ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہو سکتی تھی
جب شارع نے مسمی یعنی اجرت فاسدکی نہ دلائی تو گویا اوس معقود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع
کا اجر مثل جو مباح ہے اپنی طرف سے تشخیص کر کے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہان اگر
اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہو جاتی یا زنا کی رعایت اجرت مین ہوتی تو بھی بیشک
اجرت حرام ہوتی مگر یہان تو کوئی امر محرم موجود نہین نہ زنا کی اجرت دلائی ہے نہ اجارۂ فاسدہ کا
مسمی دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت مباح کی ہوئی ہے وہ دلوائی ہے پس یہ
اجرت حلال ہے اگرچہ کسب اصل اور سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہے حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارۂ
فاسدہ تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب قریب وہی سبب واقع ہوا ہے ورنہ کیون
یہ اجر مثل لاتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا
تو اس صورت مین اجارۂ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمانا یا بسبب احتیاط کے ہے یا بسبب
علم زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے انکے زمانے مین ہوا ہے بہرحال صاحبین کو اس تقریر
امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اونھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہے کیونکہ زانی کو مقصود
زنا ہوتا ہے نہ دیگر منافع کہ وہ یا زوائد ہین یا جزو مقصود ہین بہرحال یہ وجہ خلاف کی ہے اور یہ خلاف
اختلاف زمانے پر محمول ہو سکتا ہے فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب
اس عبارت کے لیتے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہین ہو سکتے سیاق اور سباق کے
بالکل خلاف ہے گفتگو چلپی نے اجارۂ فاسدہ مین کی ہے معترض صاحب اوسکو اجارۂ باطلہ بناتے
ہین جو سب کے نزدیک حرام ہے کسی مسلمان کا اوسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنو نسے
اجارہ باطل ہو گا جس سے یہان بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے ان معنون سے اجارہ کا
ثابت کر دین تو ہم سمجھے کہ چیرہ دستی ہا اونکی نظر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ کی

خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین کہا بلکہ مقتضیٰ بنایا ہی اور اب اس زمانے مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اوس وقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ تقریر در صورت وجود اجارہ فاسد ہی اگر کہین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کی صورت مین نہین لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین پس یا تو معترض صاحب ان معنون کو جو انھون نے عبارت چلپی سے اجتہاد فرمائے ہین ثابت کرین بشرطیکہ اون معنون سے اجارہ فاسد بنجائے جس مین چلپی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین ورنہ ایسے بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بغیر مطلب سمجھے دخل نہ دیا کرین **قال** مسئلہ ہشتم اونکا مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی تین حدیثوں کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَیَجُوْزُ بَیْعُ الْکَلْبِ وَالْفَھْدِ وَالسِّبَاعِ الْمُعَلَّمِ وَغَیْرِ الْمُعَلَّمِ فِیْ ذٰلِکَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہی بیع کتے کی اور چیتے کی اور درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوئے ہون یا بے سکھائے ہوئے **اقول** علامہ عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہی وَفِیْہِ اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَرَبِیْعَۃُ وَحَمَّادُ بْنُ اَبِیْ سُلَیْمَانَ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَدَاؤُدُ وَمَالِکٌ فِیْ رِوَایَۃٍ ثَمَنُ الْکَلْبِ حَرَامٌ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ رَبَاحٍ وَاِبْرَاھِیْمُ النَّخَعِیُّ وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَاَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَابْنُ کِنَانَۃَ وَسَحْنُوْنٌ مِنَ الْمَالِکِیَّۃِ الْکِلَابُ الَّتِیْ یُنْتَفَعُ بِھَا یَجُوْزُ بَیْعُھَا وَیُبَاحُ اَثْمَانُھَا وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّ الْکَلْبَ الْعَقُوْرَ لَا یَجُوْزُ بَیْعُہٗ وَلَا یُبَاحُ ثَمَنُہٗ وَاَجَابَ الطَّحَاوِیُّ عَنِ النَّھْیِ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ کَانَ حِیْنَ کَانَ حُکْمُ الْکِلَابِ اَنْ تُقْتَلَ وَکَانَ لَا یَحِلُّ اِمْسَاکُھَا وَقَدْ وَرَدَتْ فِیْہِ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ فَمَا کَانَ عَلٰی ھٰذَا الْحُکْمِ فَثَمَنُہٗ حَرَامٌ ثُمَّ لَمَّا اُبِیْحَ الْاِنْتِفَاعُ بِالْکِلَابِ لِلِاصْطِیَادِ

وَتَحْرِيْمِ وَنَهْيِ عَنْ قَتْلِهَا اُنْسِخَ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِهَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِهَا يعنی ثمن
کلب مین اختلاف ہی علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی
اور احمد اور داود اور مالک نے ایک روایت مین کہ قیمت کتے کی حرام ہی اور کہا عطا بن رباح اور ابراہیم
نخعی اور ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ مین سے کہ جن کتون سے نفع
لیا جاتا ہی اونکی بیع درست ہی اور قیمت اونکی مباح ہی اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہی کہ دیوانے کتے
کی بیع جائز نہین اور نہ دام اوسکے مباح ہین اور جواب دیا ہی علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو احادیث
مین اور اوسکے غیر مین وارد ہی یا بین طور کہ یہ ممانعت اوسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا
دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا اونکا اور تحقیق وارد ہین اسمین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر
تھا اوسکے دام حرام تھے پھر جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اونکے
قتل سے تو منسوخ ہوگیا حکم نہی بیع کا اور اونکے دام لینے کا انتہی ملتقطا اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہی
فَبِذِكْرِ الرُّخْصَةِ تَبَيَّنَ اِنْتِسَاخُ مَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ وَهٰذَا لِاَنَّهُمْ كَانُوْا
اَلِفُوْا اِقْتِنَاءَ الْكِلَابِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ فِيْهِمْ تُؤْذِي الضِّيْفَانَ وَالْغُرَبَاءَ فَنُهُوْا
عَنْ اِقْتِنَائِهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَاُمِرُوْا بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَنُهُوْا عَنْ بَيْعِهَا
تَحْقِيْقًا لِلزَّجْرِ عَنِ الْعَادَةِ الْمَالُوْفَةِ ثُمَّ رُخِّصَ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَمَنُ مَا يَكُوْنُ
مُنْتَفَعًا بِهِ وَهُوَ كَلْبُ الصَّيْدِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ یعنی پس بسبب بیان کرنے رخصت
کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اونھون نے الفت پکڑی تھی پالنے کتون کی اور تھے
کتے اون مین کہ تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی پالنے اونکے سے
پس شاق گذرا یہ امر اوپر پس حکم کیے گئے واسطے مارڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی بیچنے اونکے
سے تاکہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اونکو اوس کتے کی قیمت کی جس سے
منتفع ہون وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ کا ہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم پیشتر تھا بعد
موقوف ہوگیا اس صورت مین ممانعت اور اجازت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہوجاوے گی

اور اگر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثون کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ دونون طرف کی حدیثین
صحیح موجود ہین اور یہ صورت قرین قیاس اور بظاہر تر معلوم ہوتا ہے آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ ایک
وقت مین آپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہے کہ پھر قتل کی ممانعت
کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہے اَمَرَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ
ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مار ڈالنے کتون کا پھر فرمایا ان سے اور کتون سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور
کتے گلہ بکریون کے انتہے البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہے جنمین
شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین
جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود آپ عقلا خود غور کرلین گے کہ کون عقل اور
نقل کے زیادہ موافق ہے ہان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہین تو جبتک اس بات کو
ثابت نہ کردین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپنے فرمائی ہے یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی
ہے ہرگز مدعا اونکا جو عدم نسخ ہے ثابت نہوگا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا
کہ بیع کی ممانعت مطلق ہے وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہے ورنہ اختلاف درمیان
ائمہ کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپکا کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اون سب حدیثون سے
شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض
غلط ہے اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اس لیے کہ حنفیہ کا ماخذ
قرآن اور حدیث ہے جب کہین ان دونون مین نہین ملتا تو وسعت قیاس صحیح کرلیتے ہین کہ جسپر اتفاق ہے
اور سب ائمہ نے ایسا ہی کیا ہے بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہے کہ حتی المقدور جب حدیث
ملے قیاس کو ترجیح نہین دیتے اسی واسطے کتب حنفیہ احادیث سے مالامال ہین فتح القدیر مین جو

وَقَدِ اسْتَدَلَّ فِي الْأَسْرَارِ وَغَيْرِهِ مِنَ الشُّرُوحِ عَلَى عُمُومِ بَيْعِ الْكَلْبِ بِأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَضَى فِي كَلْبٍ
بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا وَلَمْ يُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ أَنْوَاعِ الْكِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا ہی کتاب اسرار
وغیرہ میں شروح سے اوپر عام ہونے بیع کلب کے بایں طور کہ عبد اللہ بن عمرو رض نے روایت کی رسول
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے میں چالیس درہم کا اور نہ خاص کیا کسی قسم کو
کتون کے اقسام سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہی قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي كَلْبٍ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فَذَكَرَهُ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَخْصِيصٍ فِي أَنْوَاعِ الْكَلْبِ
بِالتَّضْمِينِ وَتَضْمِينُ الْمُتْلِفِ دَلِيلٌ عَلَى تَقَوُّمِهِ وَمَالِيَّتِهِ وَنَقُولُ ثَبَتَ جَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ
الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِهِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ وَجَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ الْغَيْرِ الْمُعَلَّمِ سِوَى الْعَقُورِ بِقَوْلِهِ وَمَا
شِيَةٍ فَإِنَّ كُلَّ كَلْبٍ يَصْلُحُ لِحِرَاسَةِ الْمَاشِيَةِ إِذْ مِنْ عَادَتِهِ النُّبَاحُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ
أَوِ السَّارِقِ انتہی یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
کتے میں چالیس درہم کا پس ذکر کیا اوسکو انہون نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب میں ساتھ ضمان
دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہی اوسکی قیمتی اور مال ہونے پر اور کہیں گے ہم کہ ثابت
ہوا جواز بیع کتے تعلیم یافتہ کا قول آنحضرت إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ سے اور جائز ہونا بیع کتے غیر معلم کا
سوا دیوانے کتے کے قول آنحضرت وَمَاشِيَةٍ سے پس تحقیق ہر کتا صلاحیت رکھتا ہی
بکریون کی نگہبانی کی اس لیے کہ اوسکی عادت سے بھونکنا ہی وقت دریافت کرنے بھیڑیے کے
یا چور کے انتہے اور کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے
ہین اور کہا اونہون نے کہ اسمین روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہی انتہے **قال**
اس مسند کو امام اعظم رح کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہے **اقول** مسند درست ہے بیشک
امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کیا بلکہ اونکے شاگردون وغیرہ نے لکھا ہی جیسے مسند
امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کی ہی لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثین غیر معتبر ہین

صحیح حافظ ذہبی لیے راس کتاب کو ابو المؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ مسندون سے جسمین مسند
امام ابو یوسف و مسند امام محمد او مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہے جمع کیا ہے چنانچہ
سب نام اونہون نے مقدمہ کتاب مین لکھے ہین اور یہ بھی مقدمے مین لکھا کہ جب مینے بعض
جاہلون سے ملک شام مین سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت روایت حدیث کے نسبت
دیتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہین اور امام صاحب چند حدیثون کے
سوا نہین روایت کرتے تھے پس مجکو حمیت دینی آئی پس ارادہ کیا مین نے کہ جمع کرون مین پندرہ
مسندون سے جنکو بڑے بڑے علماے حدیث نے جمع کیا ہے انتہے پس یہ کہنا آپکا کہ قاضی القضاۃ
اور امام صاحب مین سلسلہ ندارد ہے محض بے اصل ہے آپنے اونکی کتاب نہین دیکھی فقط تاریخ
سے جواب دیا اگر اونکی کتاب بھی ملاحظہ فرما لیتے کہ اون کتابون سے لکھا ہے جنمین واسطے کی
ضرورت نہین تو ایسا ہرگز نفرماتے پس یہ حدیثین طبقۂ رابعہ کی باعتبار جمع کے ہین اور درحقیقت
پہلی کتابون سے جمع کی گئی ہین چنانچہ اس کتاب کے مقدمے مین لکھا ہے ایسی ہی شاہ صاحب
کی تحریر سمجھنی چاہیے کیونکہ وہ فقط اتنا لکھتے ہین کہ بالفعل جو مسند امام مشہور ہے اسکو قاضی القضاۃ
ابو المؤید خوارزمی نے جمع کیا ہے امام صاحب کی لکھی ہوئی نہین نہ یہ کہ اسکی حدیثین عیاذاً باللہ
موضوع ہین پھر دعوا تو آپکا یہ کہ امام صاحب کو سترہ حدیثون کے سوا نہین پہنچین اور دلیل اوسپر
عبارت لائے يُقَالُ بَلَغَتْ رِوَايَتُهُ إِلَى سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِيثًا أَوْ نَحْوِهِ یعنی کہا جاتا ہے
کہ پہنچی روایت امام صاحب کی طرف سترہ حدیث کے یا قریب اوسکے اور ظاہر ہے کہ لفظ یقال سے
ضعف اور قول بعض غیر معتبر کے لاتے ہین علاوہ اسکے روایت کرنا سترہ حدیثون کا اسکو مقتضی
نہین کہ اونکو اور حدیث نہین ملی جو کہ دعوا آپکا ہے پس اس عبارت کو اپنے دعوے کی حجت لانا
عین مغالطہ ہے پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت آپنے نقل کی ہے گو وہ بھی فرقۂ ظاہریہ مین سے
ہین مگر اس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کر دی اور کہا ہے کہ احتیاطاً یہ امر ہوا ہو کہ حجاج کیا
حاشا و کلا بعض صحابہ بھی مثل ابوبکر صدیق و عمر وغیرہ کے بوجہ احتیاط کے روایت کم کرتے تھے حالانکہ

حدیث اوروں سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا تھی دیگر ہیچ جانمانہ جانتا امر آخر بقول آپ اگر لیاقل
فقاہت ورثقاہت دینداری کا اکثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام
بخاری ومسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہوجاتی لانسے کثرت روایت وتدوین احادیث
ثابت نہیں ہوتی حالانکہ صحابہ کو باوجود جمع کرنے احادیث کے سا ہی است پر علق افضلیت وبزرگی
ہے اسیطرح امام اعظمؒ کی فضیلت وبزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہیں پر دیگر محدثین متاخرین
پر سمجھنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جیسے ہی کتابیں حدیث کی مدون ہوچکی تھیں اور فقہ کا استنباط
قرآن او حدیث سے شہرۂ آفاق ہوچکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی
حدیث کا انکار کرنا جیسے دن میں طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہے چنانچہ بحث اسکی تیرہویں مغالطے کے جواب
میں مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہاں سے استنباط ہوئے اور علم اصول او فقہ کہاں سے
اخذ کیا سبکا ماخذ قرآن اور حدیث ہے یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہیں مانتے تو
اصول کیا ہے اصول بھی حدیث ہی سے ماخوذ ہے غرض جو بات تحقیق او تدقیق کی حنفیہ کے یہاں موجود
ہے کہیں نہیں امام شافعی او امام احمد بن حنبل کے یہاں تو یہ بات میسر ہی نہیں یہ فرقہ ظاہریہ
کس شمار میں ہیں جو خلاف مجتہد اپنا مذہب جانتے ہیں جسوقت وزارل میں خدا کی طرف سے
مطالب قرآن او احادیث اور غرض او معقول وکلام تقسیم ہوا تھا حضرات نے یہ لوٹ لیمن تھے جو اسی
نعمت عظمیٰ سے محروم رہ گئے بجز جزرہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق پر بے سمجھے بوجھے طعن کرنا
کیا علاج قاعدہ ہے جو بزرگی میں بڑا ہوتا ہے اوسپر لوگوں کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہے یقین امام اعظمؒ کا تو ہونا
جانب اللہ تمام عالم میں مشہور ہوگیا ہے ظاہر ہے کہ مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا سے چراغی را کہ
ایزد برفروزد * ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد * اگر رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد
کیوں ہیں ہزاروں تدبیریں کیں کہ کسی طرح انمیں تفرقہ پڑے کچھ نہ ہوا اگر آج تک انکی حدیثیں ضعیف
ہیں کبھی کہا کہ اپنی عقل سے یہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہ کہیں آخر آپ کو لا لیا سب ہی لوگ ہیں غیر
ذوی العقول تو نہیں جو اپنی عقل کو بالائے طاق رکھدیں خدا نے عقل اسیواسطے دی ہے کہ غرض کلام الٰہی

سمجھا کرین اس لیے کہ اہل روایت محدثین ہوے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر
نہین ہان روایت انکی معتبر ہی اوسکے پرکھنے والے وہ لوگ ہین یہ لوگ فرقۂ ظاہریہ مطلق نہین
سمجھتے کہ امر ہمیشہ وجوب کے لیے ہی واسطے مستحبات کے یا بیان جواز کیواسطے ہی علی ہذا القیاس نہی
تحریمی تنزیہی ہوتی ہی اسکے سمجھنے کی نہین اعتراض لینے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام
ہی پھیر عبارتین کتابون کی جو نقل کرتے ہین اونمین ایسا خلط ملط کرتے ہین کہ عامی اوسکو دیکھکر
دھوکا کھاجاوے جیسا البغی مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابین اس سے
بھری ہین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اونھون نے
ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہین کہا یہ فقط انکا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانونکا
لکھا ہی اسمین تو اونھون نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک یہ
بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف کردے اوسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت
واجب ہی اور تیسری مین نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ اکثر علما ایک طرف ہوتے ہین
وہ اپنی عادت کے موافق جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے
ہین جہان چارون مذہب کے علما متفق ہون پس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت
نہین ہوا بلکہ نہی تنزیہی کہنا اوس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبداللہ بن عباس سے
شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی
اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انھلے روایت کیا اوسکو
بخاری اور مسلم نے حالانکہ جسطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اوسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت
حجام کو بھی خبیث کہا ہی حالانکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی
لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایک مین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا معلوم
ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شی کی ممانعت ہو اوسکو خود کرین پس معلوم ہوا کہ جہان منع کیا ہی
اوس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت پکڑی

حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور حمل کیا اونھون نے احادیث نہی کو تنزیہہ پر اور منتفع ہونے پہنچنے
کسب سے اور برانگیختہ کرنے پر عمدہ کاموں کے اور شریف پیشوں کے اونھتے اسی قسم کی توجیہ بلی کی
قیمت میں بھی کی ہی چنانچہ سوال آیندہ کے جواب میں ہم لکھیں گے پس کون سی وجہ ہے جو مانع ہے
کہ کتے کی قیمت میں یہ تقریر نکریں کہ یہاں بھی نہی تنزیہی ہے اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہے کہ
آدمی کو خصوصا شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہیں کہ کتے اور بلی کو بیچتے پھرا کریں بلکہ عالی ہمت ہون
اور رذیل پیشہ اختیار نکریں اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے لگانے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہریہ تو ہرگز یہ توجیہ سنتے گو کیسی ہی موافق عقل کے ہوتی پس مقلدین تو جو نص
مخالف قیاس کے آوے اوسکو اوسکے مورد پر رکھتے ہیں اور اگر موافق قیاس ہو تو اوس میں
قیاس کرکے علت اوسکی نکالتے ہیں اور فرقہ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہو اوسکو اوسکے
مورد پر رکھتے ہیں اس لیے ربا میں جو حدیث وارد ہوئی ہے اوسمیں فقط سونا چاندی گیہون جو
چھوارے نمک کا ذکر ہے قیاس نہیں کرتے چنانچہ شرح مسلم میں امام نووی لکھتے ہیں فقال اهل
الظَّاهِرِ لَا رِبَا فِي غَيْرِ هٰذِهِ السِّتَّةِ بِنَاءً عَلٰى اَصْلِهِمْ فِي نَفْيِ الْقِيَاسِ قَالَ جَمِيعُ
الْعُلَمَاءِ سِوَاهُمْ لَا يَخْتَصُّ بِالسِّتَّةِ بَلْ يَتَعَدّٰى اِلٰى مَا فِي مَعْنَاهَا وَهُوَ مَا يُشَارِكُهَا
فِي الْعِلَّةِ وَاخْتَلَفُوْا فِي الْعِلَّةِ الَّتِيْ هِيَ سَبَبُ تَحْرِيْمِ الرِّبَا فِي السِّتَّةِ یعنی کہا اہل ظاہر
نے نہیں ہے سود سوا ان چھ چیزون کے بنا بر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس میں ہے کہا تمام
علماے نے جو سوا اونکے ہیں کہ نہیں خاص ہے ساتھ چھ چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہے طرف اوسکے جو
انکے معنون میں ہے اور وہ وہ ہے جو شریک ہو انکی علت میں اور اختلاف کیا اونھون نے اوس علت
میں کہ جو سبب ہے حرام کرنے سود کا ان چھ چیزوں میں انتہی اور ابن جریج راوی کو آپنے ضعیف
کہا ہے اور دلیل اوسپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہیں جنکے یہاں مرسل میں دوسری وجہ سے
اگر قوت ہو جاوے تو اوسکو مانتے ہیں ورنہ حجت نہیں گردانتے اور تقریب میں تو ابن جریج کو ثقہ
فقیہ فاضل لکھا ہے اسکو آپ خلاف دیانت قصدا چھوڑ گئے بیشک تدلیس آپکی مذہب ہے نہ محمدیہ

ایسے ثقہ اور فقیہ نا منظور نہیں بلکہ وہ مقبول ہیں چنانچہ سند آگے آتی ہے خیر ہمنے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی تو
قوت کثرت طرق سے ایسی ہے کہ کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا گو مرسل ہی تو کیا ہوا حالانکہ حنفیہ
کے نزدیک مرسل بھی حجت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے وَذَہَبَ جُمْہُوْرُ
الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ مُطْلَقًا یعنی اور اسیواسطے کہا جمہور علمانے کہ تحقیق مرسل
حدیث حجت ہیں مطلقاً انتہے اور مقدمہ مشکوٰۃ شریف میں ہے وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَالِكٍ
اَلْمُرْسَلُ مَقْبُوْلٌ مُطْلَقًا یعنی اور نزدیک ابو حنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہے مطلقاً انتہے
اسکے بعد لکھا ہے وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ اِنِ اعْتَضَدَ بِوَجْهٍ اٰخَرَ مُرْسَلٍ اَوْ مُسْنَدٍ وَاِنْ کَانَ
ضَعِیْفًا قُبِلَ یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا مسند
اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہے انتہے اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہے وَالْاَصَحُّ التَّفْصِیْلُ فَمَا رَوَاهُ
بِلَفْظٍ مُحْتَمِلٍ لَمْ یُبَیِّنْ فِیْهِ السَّمَاعَ فَحُکْمُهٗ حُکْمُ الْمُرْسَلِ وَاَنْوَاعِهٖ وَمَا رَوَاهُ
بِلَفْظٍ مُبَیِّنٍ لِلْاِتِّصَالِ کَسَمِعْتُ وَاَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا وَاَشْبَاهِهَا فَهُوَ مُحْتَجٌّ بِهٖ یعنی صحیح تر
اسمیں تفصیل ہے پس جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اوسمیں
سننا پس حکم اوسکا حکم مرسل کا ہے اور اوسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ ایسے
لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہے واسطے اتصال کے جیسے سنا میں نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی
ہمسے اور مثل اسکے پس یہ حجت ہے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہاں دونوں قسمیں
معتبر ہیں۔ اور مقدمہ بخاری شریف میں ہے وَاَمَّا الْمُرْسَلُ فَهُوَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَاَصْحَابِ الْاُصُوْلِ
وَالْخَطِیْبِ الْحَافِظِ اَبِیْ بَکْرٍ الْبَغْدَادِیِّ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مَا انْقَطَعَ اِسْنَادُهٗ
عَلٰی اَیِّ وَجْهٍ کَانَ انْقِطَاعُهٗ فَهُوَ عِنْدَهُمْ بِمَعْنَی الْمُنْقَطِعِ یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک
فقہا اور اصولیوں اور خطیب حافظ ابوبکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہے کہ منقطع ہو اسناد اوسکی
کسی وجہ سے ہو انقطاع اوسکا پس مرسل نزدیک اونکے بمعنی منقطع کے ہے انتہے اسکے بعد لکھا ہے وَمَذْهَبُ
مَالِكٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدَ وَاَکْثَرِ الْفُقَهَاءِ اَنَّهٗ یُحْتَجُّ بِهٖ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ اَنَّهٗ

اِذَا انْضَمَّ اِلَى الْمُرْسَلِ مَا يُعَضِّدُهٗ اُحْتُجَّ بِهٖ یعنی اور مذہب مالک اور ابوحنیفہ اور احمد
تینوں اماموں کا اور اکثر فقہا کا یہ ہی کہ مرسل ساتھ حجت پکڑی جاوے اور مذہب امام شافعی
کا یہ ہی کہ جسوقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اوسکو حجت گردانی جائے انتہی
پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل اور منقطع ایک شی ہی اور مرسل حجت ہی پھر آپکا لکھنا کہ مرسل
او منقطع حجت نہیں محض بے اصل ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ بمقابلہ صحیح کے حجت نہیں سو مقابلہ محض
آپکے خیال میں ہی ورنہ دونوں حدیثیں اپنی اپنی جگہ پر درست اور بجا ہیں مطلق ایک دوسرے کے
خلاف نہیں چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی نہایت معتبر کتاب ہی اوسکو ہم
نہیں کہتے کہ مثل بخاری اور مسلم کے ہی البتہ جن احادیث سے اوسنے استخراج مسائل کیا ہے
وہ احادیث بیشک صحیح ہیں گو بعد کے لوگ اوسکو ضعیف کہیں اونکے وقت میں ہرگز ضعیف
نہ تھیں **قال** مسئلہ ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کے یہ ہی جو کہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہی بَيْعُ السِّنَّوْرِ وَالسِّبَاعِ الْوَحْشِ
وَالطَّيْرِ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا كَانَ اَوْ لَمْ يَكُنْ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور
کا جائز ہی نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا نہ سکھایا ہوا الخ **اقول** نہیں مخالف حدیث
کی نہیں آپنے کتابیں نہیں ملاحظہ فرمائیں ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی
شرح مسلم میں لکھتے ہیں اَمَّا النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَنْفَعُ
اَوْ عَلٰى اَنَّهٗ نَهْيُ تَنْزِيْهٍ حَتّٰى يَعْتَادَ النَّاسُ هِبَتَهٗ وَاِعَارَتَهٗ وَالسَّمَاحَةَ بِهٖ كَمَا
هُوَ الْغَالِبُ فَاِنْ كَانَ مِمَّا يَنْفَعُ وَبَاعَهٗ صَحَّ الْبَيْعُ وَكَانَ ثَمَنُهٗ حَلَالًا هٰذَا
مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً اِلَّا مَا حَكَى ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ
طَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ بَيْعُهٗ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِيْثِ وَاَجَابَ
الْجُمْهُوْرُ عَنْهُ بِاَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فَهٰذَا هُوَ الْجَوَابُ الْمُعْتَمَدُ یعنی
ممانعت بلی کی قیمت سے پس محمول ہی اسپر کہ نفع نہیں دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہی تاکہ آدمی

حادت پکڑین اسکے منفعت دے ٹالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھ
دینے اوت کے جیسا کہ یہی الترہی پس اگر ہوا وس تین سے کہ نفع دے اور بیچے اوسکو صحیح ہے
بیع اور ہوگی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر
نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہے بیع اوسکی اور حجت لاتے
وہ ساتھ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہے اوس پر
جو ذکر کیا ہمنے پس یہی جواب عمدہ ہے انتہے اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان
نہی تنزیہی ہے اور بیع بلی کی جائز ہے مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جانتے
ہین اس لیے ہم کہتے ہین کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
جسکا کام ہوتا ہے وہی اوسکی تہ کو پہونچتا ہے اپنا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ہان گھر
کے اندر بیٹھے کے جس پر چاہیے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قال مسئلہ نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہے کہ جو در المختار مین لکھا ہے۔
بخلاف الشاۃ المصراۃ فلا یردھا مع لبنہا او صاع تمر بل یرجع بالنقصان
یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے پس واپس کرے خریدار اوسکو ساتھ دودھ اوسکے کے یا ساتھ
ایک صاع کھجوروں کے بلکہ لیوے اوسکو کم قیمت کرکے انتہے **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان
کیا ہے کہ حنفیہ نے حدیث مصراۃ کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا وکلا امام
صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حالانکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل درآمد ہے موجود ہے اور قاعدہ ہے کہ جو حکم
شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اوسکو مورد خاص پر
جسکی وجہ ہماری عقل مین نہین آتی محمول کیا جائے گا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
خاص کا ناسخ ہے بہرحال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص پر
ترجیح دی ہے محض قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر بینان قیاس اور گمان ہے البتہ امام شافعی حکم

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ علماء اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہی اور حق یہی ہی کہ
حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہی اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لہذا امام صاحب حنفی حکم
حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصا اوسوقت جبکہ حکم خاص مین چند وجہ تین مختلف وارد ہون
اور نیز قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بہ رجحان حکم عام قابل نسخ ہوگا یا خاص
بوجہ تعارض علم کے صورت خاص پر محمول کیا جائیگا ترمذی شریف مین ہی عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ یعنی
عائشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
ہوتا ہی اور یہ حدیث صحیح ہی اسکا حاصل اسکا یہ ہی کہ مثلاً کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
اوسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہی خود رکھلے تو وہ اوسکا مستحق ہی کیونکہ وہ شی جو اوسنے خریدی ہی
اگر ہلاک ہوجاتی تو اوسیکا مال ہلاک ہوتا جب وہ شی اوسکی ضمانت مین ہی تو جو منافع اوسکے ہونگے
اونکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور بایع کو وہ منافع واپس نکیے جائینگے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
کے اونکا مستحق ہی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مصراۃ جو اوسکی ضمان مین آگئی ہی اوسکا
دودھ مشتری کو مباح ہی اور وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہی پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہی کہ ان دونون حدیثون مین تعارض ہوگا حالانکہ دونون
حدیثین صحیح ہین پس حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کو بسبب جمہور امت کا عمل درآمد ہی چنانچہ قول امام ترمذی
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی حدیث مصراۃ پر ترجیح دیجائیگی اس لیے کہ اوسکے الفاظ مین نہایت
اختلاف ہی کیونکہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہی یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَیْرِ سَمْرَاءَ مرقوم ہی یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
ابوداؤد کی روایت مین مِثْلَ اَوْ مِثْلَیْ لَبَنِھَا قَمْحًا ہی یعنی برابر دودھ کے یا دونے اوسکے
گیہون دے پس اس معاملے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اونپر عمل نہ کیا جاویگا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اونکو خاص محل پر حمل کیا جاویگا لہذا امام صاحب نے تو اسی اونکو

قضیۂ شخصیہ پر حمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصیہ مین جو ہماری عقل مین نہین آتا حکم فرمایا تھا اور یہ درآمد دین کا خلاف قیاس پر نہین ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الخراج بالضمان خود ارشاد ہو چکی ہے غرض امام صاحب نے اس باب مین حدیث صحیح پر جو معمول بہ تمام امت کے ہے عمل کیا اور امام شافعی نے اوسکو خاص کر لیا ہے اور امام صاحب نے اوس قضیۂ شخصیہ کو مخصوص کیا ہے اونکی نظر مین اسکو ترجیح ہے انکی نظر مین اوسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہے اور عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین ہے کہ عیسی بن ابان محدث نے کتاب الحجۃ مین لکھا ہے کہ حکم مصرات کا اوسوقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہے جو زکوۃ مین روایت ہے کہ جو شخص زکوۃ کو بخوشی ادا کرے گا اوسکا اجر پاوے گا ورنہ ہم اوس سے زکوۃ اور نصف مال اوسکا لین گے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو عمرو بن شعیب سے دربارۂ سارق ثمر غیر محرز کے روایت ہے کہ اوس سارق کے چند درے عقوبۃً مارے جاوین اور دو مثل اوس ثمر کا اوس سے لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام مین ایسا حکم تھا یہانتک کہ ربا کو بھی اللہ تعالی نے منسوخ کر دیا تو اشیاے ماخوذہ جنکے امثال ہین اپنے امثال کی طرف عود کر آئین اور جن کے امثال نہین وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغابازی ہے اور مسلمانون کو فریب دینا حلال نہین پس جس شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گیا اوسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے دیوے اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزاے مالی منسوخ ہو گئی اور اشیا نے اپنے امثال یا قیمت کیطرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہے بعض اوسکا ملک بائع مین قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری مین بعد شرا پیدا ہوا ہے کیونکہ اوس سے کتنی بار اوسکو دوہا ہے پس وہ دودھ جو ملک بائع مین تھا مبیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اوس دودھ کی بھی بیع فسخ کیجاے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصرات کیواسطے

بعد رد اوسکے کے سبب دودھ بعوض ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری کے رد کرنا واجب گردانا ہی اور دودھ
اوسوقت مین کل صرف ہوگیا ہی یا بعض پس مشتری لبن دین کا بعوض تمر دین کے مالک ہوگا پس
یہ صورت بیع الدین بالدین مین داخل ہوجائے گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے
بیع الدین بالدین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع
الکَالِئِ بِالکَالِئِ سے یعنی بیع دین سے بعوض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس قول کو جو مصرات مین مروی ہی منسوخ کردیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بروایت ابو ہریرۃ رضہ وغیرہ کے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا اَلخَرَاجُ بِالضَّمَانِ یعنی منافع مبیع
کا بوجہ ضمان کے مشتری مستحق ہی اور علماے امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہی اور
تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اوسکو دودھ لے پھر اوسکے عیب پر سوا تصریہ کے
مطلع ہوجاوے تو وہ شخص اوس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اوسکا ہی اسیطرح اگر وہ بکری کوئی
بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اوسکی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اوس
خراج سے ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطے مشتری کے مقرر فرمایا ہی
پس وہ صاع جسکو تم مشتری مصرات پر وقت واپس کرنے بکری کے بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو دو
حال سے خالی نہین یا تو بعوض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید حادث
ہوا ہی یا بعوض اوس دودھ کے کرتے ہو جو اوسکے تھن مین وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
صاع بعوض دونون کے ہی تو تم نے اوس حدیث کو ترک کردیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ
اور بچے کا استحقاق بعد رد شاۃ ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونون کا حکم خراج کا حکم ہی جسکو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مشتری کے بوجہ ضمان مبیع کے مباح کیا ہی اور اگر یہ صاع بعوض
اوس دودھ کے ہی جو اوسکے تھن مین وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج
کہا جاوے تو اس صورت مین ایک صاع دین بعوض لبن دین کے ہوجاویگا حال آنکہ بیع دین
بعوض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہین [illegible] کی

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہے اور تم فسخ حکم مصرات کے قائل ہونے مین غیر سے اولے ہو کیونکہ
تم لبن کو حکم خراج مین کرداتے ہو اور غیر ایسا نہین کرتا تھے پس معلوم ہوا کہ طرفین کا ماخذ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کوئی قیاس نہین کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہے پس معترض صاحب
کا طعن بے سود ہے اونکو ایسے ماخذ تو معلوم ہی نہین مگر دخل در معقولات ضرور دیتے ہین اور یہ
نہین جانتے کہ فیما بین حنفیہ و شافعیہ متنازع فیہ کونسا امر ہے جس سے اختلاف مسائل استنباطیہ
واقع ہوا ہے البتہ اوسمین گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یک قلم اوڑا
کے شافعیہ کا ماخذ لکھدیا اس سے بڑھکر اور کیا دھوکا اور فریب ہوگا اللہ تعالی ایسی فریب
دہی سے عوام کو بچاوے وہ بیچارے تو نئے مسلمان ہوتے ہین وہ کیا جانین کہ حنفیہ کس پایہ
کا مسالک رکھتے ہین بظاہر اقوال انکو معترض صاحب کے اقوال دیکھکر یون ہی معلوم ہوگا کہ حنفیہ نے
محض قیاس کو دخل دیا ہے حاشا و کلا کوئی شخص ایسو دیناوی مین جو کہ ناپائدار ہین دیدہ و دانستہ
نے احتیاطی نہ کرتا تو امور دینی مین باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا
اختراع کیونکر کرے گا عامی کی بھی یہ جرات نہین نہ کہ ایمہ کرام خصوصا امام اعظم جنکا علم و فضل
اظہر من الشمس ہے اور جنکے مقلدین لاکھون اولیاے کاملین بدولت اسی تقلید کے ہوئے
کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہین جبتک کوئی ماخذ اونکا نہ پایا جاوے خدا معترض
صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشے اور اونکی عفو تقصیر کرے خدا جانے
کہ ان لوگون سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہے جسکی سزا کیواسطے مطاعن ایمہ کرام انکی
تقدیر مین لکھدی گیا ہے ہے چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکان برد
نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا **قال** مسئلہ دہم اور
ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور در المختار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان مین لکھا
ہے و الصلوۃ جنازۃ لما مر ویناہ و لا سجدۃ تلاوۃ لانہا فی معنی الصلوۃ

اِلَّا عَصْرَ يَوْمِهٖ عِنْدَ الْغُرُوْبِ یعنی آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور جس وقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدہ مکروہ ہے کا اور نماز جنازہ بھی جائز نہیں ہے مگر آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی نماز عصر کی تو البتہ جائز ہے انتہیٰ **اقول** معنی اس حدیث کے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اِذَا اَدْرَكَ مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ رَكْعَةً مِنْ وَقْتِهَا لَزِمَتْهُ تِلْكَ الصَّلٰوةُ وَذٰلِكَ فِي الصَّبِيِّ يَبْلُغُ وَالْمَجْنُوْنِ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ يُفِيْقَانِ وَالْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ تَطْهُرَانِ وَالْكَافِرِ يُسْلِمُ فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ لَزِمَتْهُ تِلْكَ الصَّلٰوةُ یعنی جس وقت پاوے وہ شخص کہ واجب نہیں نماز اوس پر مقدار ایک رکعت کے اوسکے وقت سے تو لازم ہے اوسکو یہ نماز اور یہ صورت لڑکے میں ہے کہ بالغ ہو جاوے اور مجنون اور بیہوش میں کہ افاقہ پا جائیں اور حائض اور نفسا میں کہ پاک ہو جائیں اور کافر میں کہ مسلمان ہو جاوے پس جو شخص انمیں سے ایک رکعت پہلے خارج ہونے وقت کے پاوے تو نماز اوس پر واجب ہو جاویگی انتہیٰ یعنی یہ حکم کافر وغیرہ میں ہے کہ ایسے وقت میں مسلمان ہو یا بالغ ہو کہ ایک رکعت کے مقدار وقت باقی ہو تو اس صورت میں نماز اوس پر واجب ہو جاویگی اور پوری نماز پڑھنی لازم ہوگی یا یہ معنی حدیث کے ہیں جیسا کہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں اِذَا اَدْرَكَ الْمَسْبُوْقُ مَعَ الْاِمَامِ رَكْعَةً كَانَ مُدْرِكًا لِفَضِيْلَةِ الْجَمَاعَةِ بِلَا خِلَافٍ یعنی جو شخص کہ بعد آکے ملے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پاوے تو وہ شخص جماعت کی فضیلت بلا خلاف پاویگا انتہیٰ یعنی یا حدیث کو باعتبار فضیلت جماعت کے لیا جاوے کہ جسکو ایک رکعت بھی جماعت کے ساتھ ملجاوے گویا نماز پوری ملگئی اگر اس حدیث کے یہی معنی لیے جاوینگے کہ وقت طلوع آفتاب کے بھی نماز پڑھنی چاہیے تو یہ معنی دوسری حدیث کے جو مسلم میں آئی ہے مخالف ہو جاوینگے وہ حدیث یہ ہے وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ یعنی اور وقت نماز صبح کا طلوع فجر سے اوس وقت تک ہے کہ جبتک آفتاب نے طلوع نہ کیا ہو پس وقت طلوع کرنے آفتاب کے

ٹھہرجا تو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق یہ آفتاب طلوع کرتا ہے درمیان دو قرنون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی جو عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہے ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً
حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ
حَتّٰى تَغْرُبَ وَهُوَ اِنَّمَا يُفِيْدُ عَدَمَ الْحِلِّ فِيْ جِنْسِ الصَّلٰوةِ دُوْنَ عَدَمِ صِحَّتِهٖ
فِيْ بَعْضِهَا بِخُصُوْصِهٖ وَنُفِيْدُ لَهَا اِنَّمَا هُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ
بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَاِذَا
زَالَتْ فَارَقَهَا وَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا وَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ
فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّا وَالنَّسَائِيُّ یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہانتک
کہ اونچا ہوا اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہانتک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے
کو جسوقت مائل ہو یہانتک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہے اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
کی ہو حلال نہین نہ یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اسکا فائدہ دیتا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتا ہے درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند
ہو جاتا ہے الگ ہو جاتا ہے اس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتا ہے تو نزدیک ہو جاتا ہے اوسکے
پھر جسوقت ڈھلجاتا ہے الگ ہو جاتا ہے اور جسوقت قریب غروب کے ہوتا ہے پھر شیطان اوسکے
پاس آجاتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے اور منع کیا ہے نماز سے ان وقتوں مین روایت
کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہے اور یہ حدیثین اوس حدیث کے بعد وارد
ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وُرُوْدُ هٰذَا الْحَدِيْثِ
اَيْ حَدِيْثِ مَنْ اَدْرَكَ كَانَ قَبْلَ نَهْيِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ الْاَوْقَاتِ
الْمَكْرُوْهَةِ یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث مَنْ اَدْرَكَ کا تھا

سے مانعت فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اوقات مکروہہ میں اتنے اس لیے امام طحاوی
اس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں چنانچہ ردالمحتار میں لکھا ہے وَعَلَیْہِ الْاِمَامُ الطَّحَاوِیُّ
وَقَالَ اِنَّ الْحَدِیْثَ مَنْسُوْخٌ بِالنُّصُوْصِ النَّاهِیَةِ وَادَّعٰی اَنَّ الْعَصْرَ یَبْطُلُ اَیْضًا
کَالْفَجْرِ یعنی مردود اوسکے یہ بات ہے کہ امام طحاوی نے کہا ہے کہ تحقیق یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ احادیث
ممانعت کرنیوالی کے اور دعوا کیا اسکا کہ عصر بھی باطل ہو جاوے گا مثل فجر کے انتہی اور برہان
شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے وَشَذَّ الطَّحَاوِیُّ مُخَالِفًا لِلْاِمَامِ وَصَاحِبَیْہِ عَدَمَ
جَوَازِ عَصْرِ یَوْمِہٖ کَالْفَجْرِ وَسَائِرِ الْوَاجِبَاتِ مُدَّعِیًا اِنْتِسَاخَ کُلِّھَا بِالنُّصُوْصِ
النَّاهِیَةِ وَلِلْاِلْزَامِ الْعَمَلَ بِبَعْضِ الْحَدِیْثِ وَتَرْکِ بَعْضِہٖ یعنی اور زیادہ کیا امام
طحاوی نے در آنحالیکہ وہ خلاف کرنیوالے تھے امام صاحب و صاحبین کے نہ جائز ہونا اوس دن
کی عصر کا مثل فجر کے اور باقی واجبات کے اوس حال میں کہ دعوا کرتے ہیں وہ منسوخ ہونے کل ان
احادیث کا بسبب احادیث نہی کے ورنہ لازم آجائے گا عمل ساتھ بعض حدیث کے اور ترک بعض
حدیث کا انتہی اگر بالفرض منسوخ ہونے کو تسلیم نہ کیا جاوے تو تعارض سے خالی نہیں اس لیے
کہ بعض حدیث میں نماز پڑھ لینا آیا ہے اور بعض میں ممانعت آئی ہے بسبب تعارض کے دونوں حدیثوں
پر عمل کرنا محال ہے اس لیے کہ قیاس جس حدیث کو ترجیح دے گا اوس حدیث پر عمل کیا جاوے گا
لمعات التنقیح میں ہے وَالْجَوَابُ اَنَّہٗ قَدْ وَقَعَ التَّعَارُضُ بَیْنَ هٰذَا الْحَدِیْثِ وَبَیْنَ
الْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَةِ فِی النَّهْیِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثَةِ فَاِنَّهَا تَعُمُّ
الْفَرْضَ وَالنَّفْلَ وَلَیْسَتْ مَخْصُوْصَةً بِالنَّفْلِ کَمَا زَعَمَتِ الشَّافِعِیَّةُ وَحُکْمُ
التَّعَارُضِ بَیْنَ الْحَدِیْثَیْنِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْقِیَاسِ وَالْقِیَاسُ رَجَّحَ حُکْمَ هٰذَا الْحَدِیْثِ
فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَحُکْمَ النَّهْیِ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ کَمَا ذَکَرْنَا وَلَیْسَتِ الْاَحَادِیْثُ فِی النَّهْیِ
عَنِ الثَّلٰثَةِ مَخْصُوْصَةً بِالنَّفْلِ کَالنَّهْیِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ کَمَا زَعَمَتِ
الشَّافِعِیَّةُ لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ صَلٰوةٍ اَوْ نَسِیَهَا فَلْیُصَلِّهَا

عہ ردالمحتار مطبوعہ مصر

عہ شرح مواہب الرحمن

عہ لمعات التنقیح

اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ وَقْتُهَا اَيْ اَوَّلُهُ وَبِهِ يَقَعُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتِلْكَ الْاَحَادِيْثِ لِاَنَّ تَخْصِيْصَ خِلَافُ الظَّاهِرِ وَظَاهِرُ الْاَحَادِيْثِ النَّهْيُ عَنِ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ یعنی او جواب یہ ہے کہ تحقیق تعارض واقع ہوا اس حدیث مین اور اون احادیث مین جنمین تین وقتون سے نماز کی ممانعت وارد ہے کیونکہ وہ شامل ہین فرض او نفل کو او نہین خاص مین نفل کے ساتھ جیسا گمان کیا ہی شافعیہ نے اور حکم تعارض کا درمیان دو حدیثون کے رجوع کرنا ہی طرف قیاس کے اور قیاس نے اس حدیث کے حکم کو جو صلوۃ عصر کے جواز مین آئی ہی ترجیح دی او رحکم نہی کو جو نماز فجر مین آئی ہی ترجیح دی جیسا کہ ذکر کیا ہم نے کہ احادیث نہی تین وقتون کی نماز کی نفل کے ساتھ خاص نہین جیسا کہ حدیث ممانعت نماز کی بعد فجر اور عصر کے خاص ہی ساتھ نفل کے چنانچہ گمان کیا اسکا شافعیہ نے بوجہ فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص سوجاوے نماز سے یا بھول جاوے اوسکو بس چاہیے کہ پڑھے اوسکو جب یاد آوے اسواسطے کہ تحقیق یہی وقت اوسکا ہی یعنی اول وقت ہی اور اسی سے توفیق دیتے ہین فقہاے محدثین درمیان اس حدیث کے او اون احادیث کے بسوجہ تخصیص کرنا ساتھ نفل کے خلاف ظاہر کے ہی اور ظاہر احادیث کا نہی ہی فرائض اور نوافل سے انتہی اسیطرح کہا علامہ عینی او علامہ ابن ہمام نے اور حدیث مین بھی جو علت ممانعت کی بیان ہی عام معلوم ہوتی ہی چنانچہ فتح القدیر کی عبارت مین ذکر اسکا ہو چکا ہی اسکے بعد لمعات مین لکھا ہی وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَحَادِيْثُ النَّهْيِ نَاسِخَةٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ وُرُوْدُهُ قَبْلَ النَّهْيِ وَمُقْتَضَاهُ اَنْ يَبْطُلَ الْعَصْرُ اَيْضًا لٰكِنَّهَا عَلَّلْنَاهُ بِمَا ذَكَرْنَا فَجَوَّزْنَا فِي الْعَصْرِ هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّ الْفَجْرَ لَا يَفْسُدُ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ یعنی کہا ہمارے بعض اصحاب نے حدیثین نہی کی ناسخ ہین اس حدیث کی او تھا ورود اس حدیث کا قبل وارد ہونے نہی کے مقتضا اس قول کا یہ ہی کہ نماز عصر بھی باطل ہو جاوے لیکن ہمنے اسکی علت بیان کر دی ہی جائز رکھا ہمنے عصر مین اسکو اور تحقیق روایت کی گئی ہی امام ابو یوسف سے یہ کہ بیشک نماز نہین فاسد ہوتی طلوع آفتاب سے انتہی اور فتح المنان مین لکھا ہی کہ وقت فجر کا کامل ہی

پس جب نماز اوس وقت مین شروع کرے گا کامل ہی واجب ہوگی پس جبکہ طلوع سے نقصان عارض ہو
جیسے نماز واجب ہوئی تھی ویسے ادا نہین ہوتی بخلاف عصر کے اسلیے کہ آخر وقت اوسکا ناقص ہے
کیونکہ وقت مکروہ ہے پس جبکہ شروع کرے گا اسوقت مین تو ناقص واجب ہوگی پھر جبکہ غروب سے
نقصان عارض ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جانے گی انتہے اسکے بعد چند دلائل اور
بیان کیے ہین پھر اخیر بحث مین لکھا ہے وَبِمَا ذَكَرْنَا عُلِمَ اَنَّ مَذْهَبَ الْحَنَفِيَّةِ يُبْنٰى
عَلَى التَّحْقِيْقِ وَالتَّدْقِيْقِ وَاَنَّ قِيَاسَاتِهِمْ وَدَلَائِلَهُمُ الْعَقْلِيَّةَ لَيْسَتْ فِيْ
مُقَابَلَةِ النُّصُوْصِ بَلْ لِتَرْجِيْحِ بَعْضِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى بَعْضٍ كَمَا اَشَرْنَا اِلَيْهِ فِيْ
مَوَاضِعَ یعنی وجہ مذکور سے جانا گیا کہ بیشک مذہب حنفیہ کا تحقیق او تدقیق پر بنا کیا گیا ہے
اور یہ کہ قیاسات اونکے اور دلائل عقلیہ اونکے احادیث کے مقابل نہین بلکہ واسطے ترجیح دینے بعض
احادیث کے ہین اوپر بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ ہمنے بہت جگہ کردیا ہے انتہے اور شرح وقایہ
مین ہے فَالْقِيَاسُ رَجَّحَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَحَدِيْثَ النَّهْيِ فِيْ صَلٰوةِ
الْفَجْرِ وَاَمَّا سَائِرُ الصَّلٰوةِ فَلَا يَجُوْزُ فِي الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثَةِ بِحَدِيْثِ النَّهْيِ اِذْ
لَا مُعَارِضَ لِحَدِيْثِ النَّهْيِ فِيْهَا یعنی پس قیاس نے ترجیح دی اس حدیث کو نماز عصر
مین اور حدیث نہی کو نماز فجر مین اور لیکن تمام نمازین پس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بوجہ
حدیث نہی کے اسواسطے کہ حدیث نہی کرنے کا اون وقتون مین کوئی معارض نہین انتہے اور
مرقات شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ جزو مقارن ادا کا سبب ہے وجوب نماز کا اور آخر وقت
عصر کا ناقص ہے اس لیے کہ وہ وقت ہے پوجے جانے آفتاب کا پس واجب ہوگی نماز ناقص جب ادا
کرے گا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کرے گا پس جب فساد بسبب غروب کے
آجاے گا تو فاسد نہوگی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے پرستش نہین
کیا جاتا پس کامل واجب ہوگی پس جب طلوع سے فساد طاری ہوگا تو فاسد ہو جاوے گی اس لیے
کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہین ہوئی پس اگر کہا جاے کہ یہ علت مقابل حدیث کے ہے [illegible]

کہ جب احادیث میں تعارض واقع ہوا تب قیاس نے اس حدیث کو نماز عصر میں ترجیح دی اور حدیث نہی کو
نماز فجر میں ترجیح دی لیکن اور نمازیں بس نہیں جائز ہیں اوقات ثلثہ میں بسبب حدیث ممانعت کے اسواسطے
کہ حدیث نہی کا اور نمازوں میں کوئی معارض نہیں انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ یا تو ان احادیث سے وہ معنی
لیے جائیں جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا انکو منسوخ کہا جاوے چنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہے یا
بوجہ تعارض کے بعض کو بعض پر ترجیح دیجائے چنانچہ یہی مذہب امام صاحب کا ہے غرض مخالفت حدیث
کی کسی صورت سے لازم نہیں آتی **قال** مسئلہ نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی
عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے وَمَنْ أَفْلَسَ وَعِنْدَهُ مَتَاعٌ لِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ ابْتَاعَهُ مِنْهُ فَصَاحِبُ
الْمَتَاعِ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ فِيهِ یعنی ایک شخص مفلس ہو گیا اور اوسکے پاس وہ چیز ہے جو اوس نے خریدی
تو اوسکا بائع اور قرضخواہوں کے ساتھ مساوی ہے بیچ اسکے انتہی **اقول** عمدۃ القاری شرح
صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور ابن شبرمہ قاضی کوفہ اور وکیع بن الجراح
اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر رضی اللہ عنہم اسطرف گئے ہیں کہ بائع قرضخواہوں کے برابر ہے
اور جواب دیا ہے امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اسمیں یہ ذکر ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ پاوے اور جو
شے بیچی گئی ہے وہ بعینہ مال اوسکا نہیں بلکہ بعینہ مال اوسکا پہلے تھا اب مال اوسکا بعینہ غصب کی ہوئی چیز
اور مستعار اور امانتیں اور مثال انکے ہے تو البتہ یہ مال اوسکا بعینہ ہے پس یہ شخص بہ نسبت اور قرضخواہوں
کے اوسکا مستحق ہے اور اسی بیان میں یہ حدیث آئی ہے اور ان معنوں پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو
سمرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کوئی مال چوری گیا یا ضائع ہو گیا پس
پایا اوسکو بعینہ نزدیک کسی کے پس وہ شخص مستحق ہے اس مال کا اور خریدنے والا بیچنے والے سے قیمت پاوے
جسپر لے انتہی ملتقطاً اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہیں جو ظاہر پر لیتے ہیں اس لیے
کہ جس حدیث سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہے وہ بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے اور
معتبر ہے پس ضرور ہوا کہ معنی احادیث کے دوسرے ہوں گے ورنہ تعارض ہوگا اور الفاظ حدیث سے جبتک کہ

تعارض دفع ہو سکے اور کیا جائے ورنہ معنی بعض کو بعض پر ترجیح دیجائیگی جیسے جواب سابق مین بیان
ہوا اسی لیے اس حدیث سے یہ معنی بیان ہوئے یا یہ معنی ہونگے جو ہدایہ مین لکھے ہین کہ خریدار
نے قبضہ بغیر اذن بائع کے کر لیا یا بائع کو شرط خیار تھا اس صورت مین بائع کو وہ شے واپس کرنی چاہیے
انتہی غرض کہ جب اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہون اور دونون سیاق اور سباق بھی ہون
اور موافق حق بھی ہون تو پھر کونسی وجہ ہے کہ دونون معنیون مین سے ایک معنی چھوڑ دیے اور وہ حدیث
جو امام صاحب سند لاتے ہین یہ ہے یعنی شرح ہدایہ مین لکھا ہے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی پس پاوے اوسکو نزدیک ایسے شخص کے جو مفلس ہے
پس مال اوسکا درمیان قرضخواہون کے ہے انتہی یعنی سب قرضخواہ اوسمین برابر ہین پھر کہا اسلام عینی
نے پس اگر کہے تو کہ اسناد مین اسکے ابن عیاش راوی ضعیف ہے مین کہتا ہون کہ تحقیق توثیق کی
ہے ابن عیاش کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصاف اور رازی نے پس اگر کہو تم
کہ کہا دارقطنی نے نہین ثابت ہوتی یہ حدیث زہری سے مسند بلکہ مرسل ہے مین کہتا ہون کہ مرسل
نزدیک ہمارے حجت ہے اور مرفوع بیان کیا ہے خصاف اور رازی نے اس حدیث کو اور قرآن شریف
کی آیت وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ یعنی اور اگر ہو وے کوئی تنگدست پس مہلت ہے غنا
تک انتہی اسپر دلالت کرتی ہے کہ اسکو فسخ بیع کر کے اپنی شے واپس کرنی نہین چاہیے یہی مطلب اس حدیث
کا ہے جسے امام صاحب سند لیتے ہین اور معنی اوس پہلی حدیث کے یہ ہین کہ جب بشرط خیار کسی شے کو بیع
کرے پھر خریدار مدت خیار مین مفلس ہو جاوے تو وہ مستحق ہوگا اپنے مال کا یعنی فسخ بیع کا اختیار ہوگا اور
یہی معنی لیے ہین بلکہ جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم نخعی اور اہل کوفہ نے کہ
بائع برابر ہے اور قرضخواہون کے ہر حال مین اور یہی روایت کی گئی حضرت علی سے اور صحیح کہا اس
روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہے خطابی نے اس قول کو ابن شبرمہ سے بھی انتہی پس اس
تقریر سے حدیثون مین موافقت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکار جسکو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے لازم
آجاتا ہے **قال** مسئلہ گیارہواں اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا مخالف حدیث

حدیثون کے سیوے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ او کنز اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہی وَعَصِيْرُ الْعِنَبِ اِذَا طُبِخَ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهٗ حَلَالٌ وَاِنِ اشْتَدَّ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ یعنی اور شیرہ انگور کا جب کہ پکایا جاوے یہان تک کہ اوسکی دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہجاوے تو حلال ہے اگرچہ اوسمین نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہ اور ابی یوسف کا ہی الخ

اقول امام صاحب کے نزدیک خمر لغت مین اوسکو کہتے ہین جو انگور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب کی اسپر پانچ دلیلین ہین اول یہ کہ اجماع ہی اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع ہی واسطے پانی انگور کے جبکہ اوسمین جوش اور تیزی آجاوے اور جھاگ اوٹھنے لگے چنانچہ ہدایہ اور زیلعی او طحطاوی اور برجندی وغیرہ مین لکھا ہی لَنَا اَنَّهٗ اِسْمٌ خَاصٌّ بِاِطْبَاقِ اَهْلِ اللُّغَةِ فِيْمَا ذَكَرْنَاهُ وَهُوَ النِّيُّ مِنْ مَاءِ الْعِنَبِ اِذَا غَلٰى وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ وَهٰذَا الْمَعْرُوْفُ عِنْدَ اَهْلِ اللُّغَةِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَتَسْمِيَةُ غَيْرِهَا مَجَازٌ یعنی واسطے ہمارے یہ دلیل ہی کہ خمر اسم خاص ہی ساتھ اجماع اہل لغت کے اوس چیز مین جو ہمنے ذکر کیا یعنی اور وہ کچا پانی انگور کا ہی جبکہ اسمین جوش اور تیزی آجاے اور جھاگ دے اور یہی معنی مشہور ہین نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے اور اسکے غیر کا خمر نام رکھنا مجاز ہی انتہٰی پس امام صاحب فرماتے ہین کہ جو معنی باعتبار اصل لغت کے ہین اوسپر آیت کو حدود اور قطعیت مین محمول کرین گے اور اطلاق خمر کا مسکرات پر بعد نزول آیت تحریم کے مجاز مستحدث ہی پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہی مجاز مستحدث پر حمل کرنا نہین چاہیے اور دوسری دلیل یہ ہی کہ عرب جنکی عربیت پر اعتماد ہی اور سب سند اونکی لاتے ہین اپنے کلام مین خمر کو انہین معنون سے لائے ہین چنانچہ متنبی شاعر بھی اونہین مین سے ہی اوسکے شعر سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل خمر کی انگور ہی ہوتی ہی ؎ وَاِنْ تَكُ تَغْلِبُ الْغَلْبَاءُ عُنْصُرَهَا ٭ فَاِنَّ فِي الْخَمْرِ مَعْنًى لَيْسَ فِي الْعِنَبِ ٭ یعنی اگرچہ آبا و اجداد ممدوح کے اوسکے عنصر پر غالب تھے ٭ لیکن شراب مین وہ لذت ہی جو انگور مین بھی نہین مطلب یہ کہ ممدوح اپنے آبا و اجداد پر باوجود اونکے اصل ہونے کے فضیلت رکھتا

غالب تھی جیسے شراب لذت مین اپنی اصل سے کہ انگور ہی غالب تھی ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ خمر لغت
سے بھی کہ بنت العنب اور بنت العنقود ہی معلوم ہوتا ہی کہ اصل اوسکی انگور ہی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ لفظ
خمر کا شراب انگوری کے واسطے خاص ہی کیون کہ دوسرے مسکرات کے نام زبان مین مثل باذق
اور منصف ومثلث اور نقیع اور نبیذ وغیرہ کے آئے اور اسما کا اختلاف دلالت کرتا ہی کہ مسمیات
مین بھی اختلاف ہو اسیطرح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی اور پانچوین دلیل یہ ہی کہ قول جناب باری بھی
إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا یعنی مین اپنے آپ کو خواب مین انگور نچوڑتے دیکھتا ہون انتہی اسی پر
دلالت کرتا ہی اس لیے کہ خمر سے یہان باتفاق مفسرین وعلماے متقدمین ومتاخرین انگور مراد
ہی من قبیل اطلاق کرنے مسبب کے اوپر سبب کے اور کلیات ابو البقا مین ہی کہ اصل اس اطلاق کی الا اتفاقا
یہ ہی کہ سبب تو مسبب کیواسطے مطلقا استعارہ کیا جاتا ہی خواہ سبب مسبب کیواسطے خاص ہو یا نہو
مگر مسبب کو سبب کے واسطے جب لاتے ہین کہ اوس مسبب کا سبب دوسرا نہو جیسے لفظ خمر اگر خاص عنب کے
ساتھ نہوتا تو استعارہ نکرتے انتہی اور امام شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین لکھتے ہین
اِعْلَمُوا اَنَّ الْخَمْرَ تُطْلَقُ عَلٰى عَصِيْرِ الْعِنَبِ الْمُشْتَدِّ اِطْلَاقًا حَقِيْقَةً اِجْمَاعًا یعنی جان تو کہ اطلاق
خمر کا نچوڑے ہوے انگور پر جو تیز ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بالاجماع ہی انتہی اور تفسیر کشاف جار اللہ
زمخشری مین مرقوم ہی وَالْخَمْرُ مَا غَلٰى وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ مِنْ عَصِيْرِ الْعِنَبِ وَهُوَ
حَرَامٌ یعنی خمر وہ شی ہی کہ اوبل آئے اور تیز ہوجاے اور جھاگ لے آئے نچوڑ انگور سے اور وہ حرام ہی
انتہی اور جو احادیث مین بعض شراب پر سواے انگور کے خمر کا اطلاق آیا ہی وہ باعتبار حکم کے ہی اور نہ
بحکم لغت کے معنی نہین بتلائے گئے یا بطریق تشبیہ کے ہی چنانچہ کتاب حد الشرب فتح القدیر مین شیخ الاسلام ابن ہمام
لکھتے ہین وَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْحَمْلَ الْمَذْكُوْرَ بِطَرِيْقِ التَّشْبِيْهِ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ مِنْهَا شَيْءٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيْحِ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ مَعَ
الْعِنَبِ بِثُبُوْتِ اَنَّهٗ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرُهَا یعنی اور دلالت کرتی اسپر کہ حمل ان حدیثون مین بطریق تشبیہ کے
ہی قول ابن عمر کہ حرام کی گئی شراب اور حال یہ کہ نہ تھی شراب سے کوئی شی مدینے مین روایت کیا اسکو امام بخاری نے صحیح مین

یہ کہ اراد و کی ذرخیرہ انگور کا ہو جو ثابت ہوتے سل م رکے کہ تحقیق نے میں کہ او سکے اور شرح ابن الہمام اور امام زیلعی نے تبیین الحقائق
شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ خمر کا اطلاق غیر انگوری پر احادیث میں مجازی ہے یا باعتبار حکم کے
ہے یعنی حکم اور شرابوں کا حکم شراب کا سا ہے یعنی اونکا پینا بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلیم احکام کے واسطے مبعوث ہوئے تھے حقائق لغت وغیرہ بتلانیکو مبعوث نہیں ہوئے انتہی
ملخصاً پس حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خمر اصل میں عام ہے باقی رہا قول صاحب
قاموس کا کہ عمومیت اصح ہے سو یہ بنا بر اونکے مذہب کے ہے چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث
سے لاتے ہیں وہی اونھوں نے بھی لکھدی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہیں دی یہاں فقط اپنی رائے
لکھی ہے جس سے اونکے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوتی ہے ورنہ معنی لغوی تو وہی تھے جو اونھوں نے پہلے
بیان کر دیے اور یہ قول اونکا کہ مدینہ شریف میں اوسوقت انگور کی شراب نہ تھی بلکہ کھجور کی تھی مخالف
ہے بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس رض سے مروی ہے قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ
حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِي بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی فرمایا حضرت انس رض
نے کہ حرام کی گئی ہم پر شراب جسوقت کہ حرام کی گئی اس حال میں کہ نہیں پاتے تھے ہم مدینے میں شراب
انگوروں کی مگر کم انتہی پس اوس حدیث مسلم کی سند لانے سے شبہہ پڑتا ہے کہ بالکل انگور کی شراب نہ تھی حالانکہ وہاں مینا
اکثر کے کہا ہے جیسا کہ حدیث بخاری کی اسپر دال ہے پس حدیث مسلم کی سند لانا محض مغالطہ دینا ہے باقی رہا یہ امر کہ معنے
مجاز کہتے ہیں اس لیے چاہیے کہ عام ہو سنو جواب اوسکا یہ ہے کہ اس سے یہ نہیں لازم آتا کیونکہ سفید اور سیاہ گھوڑونکو ابلق کہتے ہیں
اور سفید اور سیاہ کپڑے کو ابلق نہیں کہتے اسیطرح ثریا ستارے کو نجم بوجہ طلوع کے کہتے ہیں اور ہر طالع کو نجم نہیں کہتے
علی ہذا القیاس قارورہ قرار سے مشتق ہے ہر کوزے کو قارورہ نہیں کہتے گو اوس میں قرار پایا جاوے اسیطرح اسکی بہت نظیریں
ہیں پس امام صاحب کا قول کہ لغت میں خمر شراب انگوری کو کہتے ہیں اور حدیث میں بیان احکام ہے
لغت نہیں بہت درست ہے مخالف کسی حدیث کے نہیں بلکہ مطابق ہے البتہ اور شرابونکو مثل علاء کے
یعنی نچوڑا انگور کا کہ پکایا جاوے حتی کہ دو تہائی سے کم جلجاوے یا مثل سکر کے یعنی خام پانی کھجور
کا عصیر تیز ہو جاوے اور جھاگ لے آوے یا مثل نقیع زبیب کے یعنی خام پانی خشک انگور کا غیر پکا

اوس مین تیزی اور جھاگ پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہین یہ چار چیزین بالاتفاق
حرام ہین البتہ چار چیزون مین اختلاف ہی ایک تو چھوارے اور خشک انگور کا نبیذ اگر کچھ پکایا جاوے
اگرچہ اوسمین تیزی آجائے اسقدر پینا اوسکا امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی
جس سے نشہ نہو وہ حرام ہوگا چنانچہ رد المحتار مین ہی فَلَوْ شَرِبَ مَا يَغْلِبُ عَلٰى ظَنِّهٖ
اَنَّهٗ مُسْكِرٌ فَيَحْرُمُ لِاَنَّ السُّكْرَ حَرَامٌ فِيْ كُلِّ شَرَابٍ یعنی پس اگر پیا اوس نے وہ نبیذ
کو ظن غالب ہی کہ اوسمین نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہی اس لیے کہ نشہ ہر شراب مین حرام ہو ہی
انتہے اور دلیل حلت نبیذ کی علامہ عینی نے شرح کنز مین یہ لکھی ہی لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيْعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ
وَالزَّبِيْبَ جَمِيْعًا وَلٰكِنِ انْتَبِذُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ
وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلرُّطَبُ بَدَلَ التَّمْرِ وَهٰذَا نَصٌّ عَلٰى اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلَى الْاِنْفِرَادِ
يَحِلُّ وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ مِنْهُ لِاَنَّ غَيْرَ الْمَطْبُوْخِ مِنْهُ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ
الصَّحَابَةِ رض وَكَذَا مَا رُوِيَ عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ
وَالتَّمْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فَالْمُرَادُ بِهٖ غَيْرُ الْمَطْبُوْخِ لِاَنَّ حُكْمَهٗ حُكْمُ الْخَمْرِ
فَلِهٰذَا اُطْلِقَ عَلَيْهِ اِسْمُ الْخَمْرِ وَقَدْ وَرَدَ فِيْ حُرْمَةِ الْمُتَّخَذِ مِنَ التَّمْرِ اَحَادِيْثُ كُلُّهَا
صِحَاحٌ فَاِذَا حُمِلَ الْمُحَرِّمُ عَلَى النِّيِّ وَالْمُحَلِّلُ عَلَى الْمَطْبُوْخِ فَقَدْ حَصَلَ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ
الْاَدِلَّةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ یعنی اس سبب سے کہ ابو قتادہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیذ نہ بناؤ زہوا ور رطب کا اکٹھا اور رطب اور زبیب کا ساتھی اور زہو گدر رنگدار کھجور
کو کہتے ہین اور رطب پکی تر کو اور زبیب خشک انگور کو لیکن نبیذ ہر ایک کا علیحدہ کرو روایت کیا
اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت مین بدلہ رطب کے تمر آیا ہی اور یہ حدیث صریح ہی اسمین کہ
ہر ایک کا علیحدہ نبیذ بنانا درست اور حلال ہی اور یہ حدیث محمول ہی پکے ہوے نبیذ پر اس لیے کہ خام تو
باجماع صحابہ رض حرام ہی اسیطرح وہ حدیث جو انس رض سے مروی ہی کہ تحقیق شراب حرام کی گئی اور

شرب اوس بوڑھے کے گدرا اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری او مسلم نے پس مراد اس سے خام ہی اسواسطے
کہ حکم اوسکا حکم شراب کا ہی اسی وجہ سے خمر اوس پر اطلاق کیا گیا ہی اور جو نبیذ تمر سے بنایا جاوے اوسکی
حرمت مین حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین پس جبکہ حرام نبیذ خام پر اور حلال کو پختہ پر حمل کیا جائیگا
تو درمیان احادیث کے تطبیق اور توفیق ہو جائے گی اور تعارض جاتا رہے گا انتہی دوسری نبیذ
شہد انجیر گیہون جو کا بھی امام حسن اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور دلیل اسکی تبیین الحقائق
مین یہ ہی لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَغَيْرُهُمَا خَصَّ التَّحْرِيمَ بِهِمَا وَالْمُرَادُ بَيَانُ الْحُكْمِ
أَيْ حُكْمُهُمَا وَاحِدٌ لَا أَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا يُسَمَّى خَمْرًا حَقِيقَةً وَلَا يُشْتَرَطُ فِيهِ الطَّبْخُ
لِأَنَّ قَلِيلَهُ لَا يُفْضِي إِلَى الْكَثِيرِ كَيْفَ مَا كَانَ یعنی بسبب قول انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ شراب ان دو درختون سے ہوتی ہی وہ کھجور اور انگور ہی روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
وغیرہ نے خاص کی گئی تحریم اس حدیث مین ساتھ ان دو چیزون کے اور مراد بیان حکم کا ہی یعنی
حکم دونون کا ایک ہی نہ یہ کہ ہر ایک کو خمر حقیقۃً کہتے ہین اور اس نبیذ مین پکنے کی شرط نہین ہی اسلیے
کہ تھوڑا اسکا بہت کے طرف نہین پہونچاتا ہی کسیطرح کا ہووے انتہی یعنی جیسے شراب مین یہ اثر ہوتا ہی
کہ قلیل پینے سے کثیر کی طرف طبیعت بیقرار رہتی ہی کیونکہ اسکی جتنی زیادتی کیجاتی ہی لذت آتی ہی
اسی لیے شراب کا تھوڑا بھی پینا منع ہی برخلاف نبیذ کے کہ اوسمین یہ کیفیت نہین پس اسکا اسقدر
نوش کرنا کہ حد سکر کو نہ پہونچ جاوے جائز ہی پس نبیذ عسل کے واسطے یہ فرمانا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ جو شراب نشہ لاوے حرام ہی اس سے اوسکا حرام ہونا ثابت نہین ہوتا چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری
مین شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہین کہا بعضون نے جو شراب نشہ لاوے یعنی اوسکی شان سے
اسکار ہو خواہ اوسکے پینے سے نشہ ہو یا نہو مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ معنی اس حدیث کے نہین
کیونکہ شارع نے خبر دی ہی حرمت شراب کی جبکہ موصوف ہو ساتھ اسکار کے اور بیان نہین کیا
کرنا کہ وہ شی حرام ہی جو کہ مستقبل مین نشہ لایا کرے انتہی پس کہا قلیل نشہ والی شی کا اور کثیر اسکا

نہیں بلکہ خاص خمر میں ہے اس لیے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہے کہ خمر
بعینہا حرام ہے اور مسکر ہر شراب کا حرام ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ خمر کا قلیل اور کثیر حرام ہے
نشہ کرے یا نہ کرے اور اسپر کہ اور شرابیں سوا خمر کے بوجہ اسکار کے حرام ہیں اور یہ امر ظاہر ہے پس
اگر کہے تو کہ وارد ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے جواب دونگا میں
کہ طعن کیا ہے اس حدیث میں یحیی بن معین نے اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح تر یہ ہے کہ یہ موقوف ہے ابن
عمر پر اسیوجہ سے مسلم نے اسکو بطور ظن کے روایت کیا ہے اور کہا ہے نہیں معلوم ہوتی مجھکو مرفوع اور اگر
اسکو بھی تسلیم کریں تو معنی اسکے یہ ہیں کہ جسکے کثیر میں نشہ ہو اوس شیرہ کا حکم خمر کا ہے اور تیسری
قسم عصیر عنب کا جبکہ وہ پکایا جاوے اسقدر کہ دو تہائی جلجاوے اور ایک تہائی باقی رہے اگرچہ تیز ہوجاوے
امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے اور وجہ اسکی علامہ عینی نے شرح کنز میں بیان
کی ہے یا مروی عن ابی موسیٰ رض انہ کان یشرب من الطلاء ما ذہب ثلثاہ وبقی
الثلث رواہ النسائی وله مثله عن ابی الدرداء وقال البخاری رای عمر
وابو عبیدة ومعاذ شرب الطلاء علی الثلث وشرب البراء وابو جحیفة
علی النصف وقال ابو داود سالت احمد عن شرب الطلاء اذا ذهب ثلثاه
وبقی ثلثه فقال لا باس به قلت انهم یقولون انه یسکر فقال لا یسکر
لو کان یسکر لما احله عمر رض یعنی اس لیے کہ روایت کی گئی ہے ابو موسیٰ سے کہ وہ پیا کرتے تھے
وہ طلا کہ دو ثلث اوسکے جلجاتے تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
اور مثل اسکے نسائی نے ابو درداء رض سے روایت کی ہے اور کہا ہے امام بخاری نے کہ جائز کہا عمر اور ابو عبیدہ
اور معاذ رضی اللہ عنہم نے طلا پینے کو جبکہ تہائی باقی رہے اور براء اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نے نصف پر
پیا ہے اور کہا ابو داود نے کہ سوال کیا میں نے امام احمد سے طلا پینے کا جبکہ دو تہائی اوسکے جاتے رہیں
اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہیں ہے میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ
نشہ پیدا کرتا ہے فرمایا اگر نشہ پیدا کرتا تو عمر رض اوسکو حلال نکرتے اور چوتھی قسم خلیط ہے جو کہ منقی

یعنی شیرہ انگور کا

کھجور کو اکٹھا تر بتر بھگو دین بہ اوسکو کالیں امام صاحب اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک
حلال ہے اور وجہ اسکی علامہ زیلعی شرح تبیین الحقائق مین یہ لکھی ہے لِمَا رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سِقَاءٍ فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ
وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيْبٍ فَنَطْرَحُهُمَا فِيْهِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَنَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ
عَشِيَّةً وَنَنْبِذُهُ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ سَقَانِیْ
ابْنُ عُمَرَ شَرْبَةً مَا كِدْتُ أَهْتَدِیْ إِلَى أَهْلِیْ فَغَدَوْتُ إِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَأَخْبَرْتُهُ
بِذٰلِكَ فَقَالَ مَا زِدْنَاكَ عَلَى عَجْوَةٍ وَزَبِيْبٍ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ لِأَنَّ
الْمَرْوِیَّ عَنْهُ حُرْمَةُ نَقِيْعِ الزَّبِيْبِ النِّیْ مِنْهُ وَمَا رُوِیَ مِنَ النَّهْیِ عَنِ الْخَلِيْطِ فِيْمَا
رَوَيْنَا مَحْمُوْلٌ عَلَى حَالَةِ الْقَحْطِ وَالْعَوَزِ لِئَلَّا يَجْمَعَ بَيْنَ النِّعْمَتَيْنِ وَجَارُهُ
يَحْتَاجُ بَلْ يُؤْثِرُ بِأَحَدِهِمَا جَارَهُ وَالْإِبَاحَةُ كَانَتْ فِیْ حَالَةِ السَّعَةِ وَالْحَمْلُ مَنْقُوْلٌ
عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِیِّ رح یعنی بسبب اسکے جو روایت ہی عائشہ رض سے کہ کہا اونھون نے کہ نبیذ کیا
کرتے تھے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشکیزہ مین پس لیتے تھے ہم ایک مٹھی کھجور کی اور
ایک مٹھی کی پس ڈال دیتے تھے ہم دونو کو اوسمین پھر اوسپر پانی ڈال دیتے پس صبح کو نبیذ بناتے تو آپ
شام کو پیتے اور شام کو بناتے تو صبح کو نوش فرماتے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت
کی گئی ہی ابن زیاد سے کہا اونھون نے پلایا مجکو ابن عمر نے ایسا شربت کہ گھر تک جانا دشوار ہو گیا
پس دوسرے دن صبح کو مین اونکی خدمت مین آیا اور اس کیفیت سے خبر دی فرمایا سواے عجوہ کھجور
اور خشک انگور کے نہین دیا اور یہ حمل کیا گیا ہی پختہ پر اس لیے کہ روایت عبد اللہ بن عمر سے حرمت
خام پانی منقی کی ہی اور جو کہ حدیث مین ممانعت خلیط کی آئی ہی محمول اوپر حالت قحط اور احتیاج
کے ہی تاکہ نہ جمع کرین دو نعمتون کو اور پڑوسی حاجتمند ہو بلکہ ایک اپنے ہمسایے کو دیدے اور
اور مباح ہونا خلیط کا وقت وسعت کے ہی اور یہ حمل کرنا منقول ہی ابراہیم نخعی رح سے انتہے یہ چارون
قسمین جو کہ امام ابو حنیفہ رح نے ذکر کی ہیں ثابت ہین امام صاحب اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک حلال ہین

اسیوجہ سے اسمین حد نہین آتی چنانچہ تبیین الحقائق مین ہی وان نگان مباحا عندھما
فلا یحد شاربہ وان سکر بہ یعنی پس اگر ہووے مباح نزدیک شیخین کے پس حد
مارا جائے گا پینے والا اوسکا اگرچہ نشہ آجائے گو نشہ حرام ہی نشے پس مثال اسکی مثل زعفران
وغیرہ کے ہوگی کہ اگر زیادہ کھائی جاوے تو نشہ آجاتا ہی مگر کسی کے نزدیک حد نہین آتی غرض کہ
حلال شے مین حد نہین بالاتفاق گو اوسکی حلت اور حرمت مین کلام ہو اگر انگور کا پانی پیے گا
تو امام محمد وغیرہ کے نزدیک حد اس لیے آجاوے گی کہ اونکے نزدیک حرام ہی اور امام صاحب کے نزدیک اخیر
پیالہ جسمین نشہ آجائے حرام ہی بسبب سکر کے مگر حد نہین آتی اس لیے کہ حد پینا بوجہ حلال شے کے
شبہہ ہوگیا اور رد المحتار مین ہی قال الاتقانی وقد اطنب الکرخی فی روایۃ الاثار
عن الصحابۃ والتابعین بالاسانید الصحاح فی تحلیل النبیذ الشدید و
الحاصل ان الاکابر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھل
بدر کعمر وعلی وعبد اللہ بن مسعود وابی مسعود رضی اللہ تعالی عنہم
کانوا یحلونہ وکذا الشعبی وابراھیم النخعی وروی ان الامام قال لبعض
تلامذتہ ان من احدی شرائط السنۃ والجماعۃ ان لا یحرم نبیذ الجر
وفی المعراج قال ابو حنیفۃ لو اعطیت الدنیا بحذافیرھا لا افتی بحرمتھا
لان فیہ تفسیق بعض الصحابۃ ولو اعطیت الدنیا لشربھا لا اشربھا لانہ لا ضرورۃ
فیہ وھذا غایۃ تقوی اھ یعنی کہا اتقانی نے کہ تحقیق طول دیا ہی علامہ کرخی نے روایت
آثار صحابہ اور تابعین مین ساتھ صحیح سندون کے بیان مین حلال کرنے نبیذ تیز کے اور حاصل یہ ہی
کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدر مثل عمر اور علی اور عبد اللہ بن مسعود اور ابی مسعود
رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے نبیذ کو اور ایسے ہی شعبی اور ابراہیم نخعی حلال کہتے تھے اور روایت
کی گئی ہی کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردون سے کہ تحقیق شرط اہل سنت اور جماعت سے
ایک یہ بھی ہی کہ حرام نکی جاوے نبیذ سبو چپن کی اور سراج الوہاج مین لکھا ہی کہ امام صاحب نے فرمایا

اگر تمام دنیا بھی مجھکو دیجائے تو بھی حرمت نبیذ کا فتوا ندون کیونکہ اس مین بعض صحابہ کو نعوذ
باللہ فسق کیطرف منسوب کرنا ہی اور اگر مجھکو اسکے پینے کیواسطے دنیا دین تو نہین پیون کا اس لیے
کہ اسکے پینے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی اور یہ کمال تقوی امام صاحب کا ہی انتہی اور ردالمحتار
مین لکھا ہی کہ ابو حفص کبیر ان اشربہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہین پس کہا گیا اون سے کہ
تمنے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی انکو
پی تے ہین واسطے فسق وفجور اور لہو ولعب کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اسکے پینے
نشے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونون حرام ہوجائین گے اور اوسکے واسطے بیٹھنا اور چلنا
دونون حرام ہین انتہے غرض کہ یہ چار چیزین اگر کوئی شخص اسقدر پیے کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب
کے نزدیک جائز ہی اور جو نشہ آجائے تو حرام ہی اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہی مگر حد امام
صاحب کے نزدیک لازم نہین آتی کیونکہ حد تو ادنے شبہہ مین ساقط ہوجاتی ہی اسی واسطے سے
سکر کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد مین ایسی بیان کی کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے
کیونکہ اوراقسام مین تفاوت ہوا کرتا ہی البتہ ہذیان کے معنی مین شبہہ ہوتا ہی کہ قول عمرؓ اَلْخَمْرُ
مَاخَامَرَ الْعَقْلَ کے منافی ہون کیونکہ شراب کی حرمت مین یہ قول وارد ہوا ہی اور امام صاحب
نے بھی بحث حرمت شراب مین سکر کی تعریف یہ بیان کی ہی تو جواب اسکا یہ ہی جو فتح القدیر مین لکھا ہی
لِاَنَّ الْمُتَعَارَفَ اِذَا کَانَ بِهٖ هٰذَا یُسَمّٰی سَکْرَانًا وَتَاَیَّدَ بِقَوْلِ عَلِیٍّ اِذَا سَکِرَ
هَذٰی اس لیے کہ جب آدمی ہذیان بکنے لگتا ہی تو عرف مین سکران کہتے ہین اور قوت پائی ہی
اس قول نے ساتھ قول علیؓ کے جسوقت نشے مین آئے گا بیہودہ بکے گا انتہے یعنی جسوقت صحابہ نے
مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کسقدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی رائے مین جو
آیا بیان کیا اور علیؓ نے فرمایا جب نشے والا ہوگا بیہودہ بکے گا اور ہذیان بکا تو افترا اور تہمت
کرے گا اور مفتری کے واسطے کتاب اللہ مین اسی درے آئے ہین پس اس رائے کو صحابہ نے اچھا جانا
اور سبنے اتفاق کیا اور ظاہر ہی کہ جب مخامرت عقل ہوجاتی ہی تو ہذیان اوسکے واسطے

لازم ہی اصل ہذیان کی مخامرت ہی علامت مخامرت کی ہذیان ہی ورنہ مخامرت کیونکر معلوم ہوسکتی اور
حد صاحبین کے نزدیک کیونکر آسکتی ہی نشہ باز کے قول کا تو حد مین اعتبار نہین کیونکہ اوسکے
فہم مین فتور آگیا اور دوسکے کلام کا اعتبار نہین رہا پس کیون کر اوس پر حد قائم ہوسکتی جبتک کوئی
علامت نپائی جاوے اور شخص مخامرت کسطرح جان سکتا ہی جبتک کوئی علامت نہ
دیکھے ہان جب اعتقاد کرے گا کہ اگر یہ پیالہ پیون گا تو ہذیان پیدا ہو جاویگا البتہ اس سے باز رہیگا
اور آگے ترقی نہ کرے گا کہ اوس مین امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہی غرض آدمی کو اگر عقل ہی تو خوب
سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اوسکی کوئی نکوئی وجہ ہی اوس سے مخالفت لازم نہین آتی اور
جو محض لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیون نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے تو ایسے
شخص سے کچھہ بحث نہین وہ تو بحث ہی سے خارج ہی اور وہ جو حدیث میں ممانعت آئی ہی سو وہ بوجہ
مسکر ہونے کے ہی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہی
سائل نے عرض کیا ہان اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہی اس حدیث سے نہین
نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آوے وہ بھی حرام ہی گو اوس مین صلاحیت نشے کی ہو مگر جبتک نشہ آویگا
حرمت اوسکی ثابت نہین پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہین اور دوسرون کے نزدیک
بالقوہ معتبر ہی اسیواسطے امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکا نشہ ہو اوسی پیالے کا اعتبار ہوگا اور
مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوسقدر کھانا کہ جس سے بدہضمی نہو حلال ہی اور جس
لقمے سے بدہضمی آوے حرام ہی پہلے لقمہ حرام نہین ایسی کپڑے مین نجاست لگے مثل خون کے
اگر تھوڑا ہو مفسد صلوۃ نہین اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفسد نماز ہوگا اور آخیر انجس کریگا
پہلا جز حرام نہوگا ایسی جو شخص نفقہ اپنے اہل وعیال کو دیتا ہی حلال ہی پس اگر اسراف کریگا
تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلا حرام نہین اسیطرح کشتی مین بوجھہ رکھا ہی اور اخیر کے بوجھہ یا
من رکھنے سے مثلا کشتی غرق ہو گئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجائے گا پہلے بوجھہ
رکھنے والون سے کچھہ سروکار نہین ایسی اخیر کا پیالہ جو مسکر ہی حرام ہوگا پہلے پیالے حرام نہین

ہوون گے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص خمر مین ہی چنانچہ تقریر علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یون
کہیے کہ کثیر مین جو قلیل ہی جس سے نشہ آیا ہی وہ حرام ہی اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی پس مطلب
حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اوس کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہی اور یہ معنی نہین کہ بغیر کثیر کے
بھی قلیل حرام ہی جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جواب بطور تشنیع کے لائے ہین
اوسکا جواب ابو النصر بغدادی نے شرح قدوری مین لکھدیا ہی مَا رمَیتَ بِھٰذَا الْقَوْلِ اِلٰی اَصْحَابِ
اَبِی حَنِیْفَۃَ وَاِنَّمَا السَّلَفَ الصَّالِحَ اَرَدْتَ بِذٰلِکَ وَلَوْ تَمَکَّنْتَ التَّصْرِیْحُ بِذٰلِکَ
لِاَنَّ اَصْحَابَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَمْ یَبْتَدِعُوْا فِیْ ذٰلِکَ قَوْلًا بَلْ قَالُوْا مَا قَالَہُ اَئِمَّۃُ اَصْحَابِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَوُجُوْہُ التَّابِعِیْنَ وَکَیْفَ یُظَنُّ بِعَلِیٍّ رض وَبِعُمَرَ وَ
اِبْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ وَعَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ وَاِبْرَاھِیْمَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَنَّھُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَغَلَطُوْا فِیْ اِسْمِھَا یعنی نہین طعن کیا تو نے اس قول سے
اصحاب امام صاحب پر بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہؓ تھے لیکن تصریح اونکے نام کی نہ
کرسکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہین نکالا بلکہ وہ بات
کہی جسکو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہی اور
کیونکر گمان ہو سکتا ہی حضرت علیؓ اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور عمار بن یاسر اور علقمہ اور اسود اور
ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھون نے شراب پی اور نام مین غلطی کی انتہے حاصل تقریر کا یہ ہی
کہ اس مین کسی طرح سے مخالفت نہین ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سوء ادبی لازم آوے گی ہان البتہ
فتوا اسمین بنظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہی اور صحیح یہی ہی کہ انکے پینے سے بھی حد لازم آتی ہی اور
قلیل اور کثیر اونکا حرام ہی واللہ اعلم **قال** مسئلہ سیزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظمؒ اور امام مالک اور امام شافعی
اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور شیخ عبد الحق
نے ترجمہ مشکوۃ مین اور علامہ محمد نے زرقانی شرح مؤطا امام مالک مین لکھا ہی کہ اعتکاف مین بیٹھنے والا
داخل ہو بیچ جگہ اعتکاف کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے انتہے **اقول** یہ مسئلہ ظاہر ہی

اور تاویل اوس مین نہ تھی اونکو آپ نے غیر ظاہر بتلایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر ہوگئے
خدا جانے ظاہر آپکی اصطلاح مین کیا شی ہی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ظاہر آپنے اوسکو قرار دیا ہی
جسکو الفاظ اور قرینہ مقتضی ہو وَلَا مُنَاقَشَۃَ فِی الْاِصْطِلَاحِ بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہین کہ معتکف
مین جو جاے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اعتکاف
بھی اوسیوقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض آپکی رائے ناقص ہی کوئی قرینہ اسپر دال نہین کیا جب آدمی
اعتکاف کی نیت کرے اوسیوقت گوشے مین بھی اوسپر بیٹھنا ضرور ہی کیا شب کو اعتکاف کی
نیت سے مسجد مین رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہی فقط معتکف مین داخل
ہونے سے ابتداے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتہام ہی کہین ذکر اسکا صراحۃً یا ضمناً
نہین جس کے الفاظ مقتضی ہوون یا کوئی قرینہ اوسپر دال ہو اوسکو مثل نص جاننا اور دوسرون پر
طعن کرنا غایت درجے کی سفاہت ہی ۵ اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا + لڑتے ہین اور
ہاتھ مین تلوار بھی نہین۔ اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشہ
نشینی منظور ہوتی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ مین تشریف لیجاتے تھے شب کو اوس مین
داخل نہین ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہی کہ جب معتکف مین جانے کو بعد صبح کے
ذکر کیا تو نیت پہلے تھی اور اعتکاف بیشتر کر چکے تھے معتکف مین اب داخل ہوے شاید آپکو
اعتکاف کی لفظ نے دھوکا ہو گیا یہان اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہین اصطلاحی اعتکاف
مراد نہین اور معتکف کا لفظ واسطے ان معنون کے قرینہ ظاہر ہی علاوہ اسکے جب تمام احادیث
مین دس دن کا اعتکاف مذکور ہی تو اوس مین شب بالتبع ضرور آجائے گی چنانچہ محاورات عرب
اور کلام مجید اسپر شاہد عادل ہی کہ جب ایام بولتے ہین تو راتین بھی مراد ہوتی ہین اور جب لیالی
بولتے ہین تو دن اوس مین ضرور ارادہ کرتے ہین چنانچہ علامۂ عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین اَلَا
تَرٰی اِلٰی قِصَّۃِ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ حَیْثُ قَالَ اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ
اِلَّا رَمْزًا وَقَالَ اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا وَالْقِصَّۃُ کَانَتْ وَاحِدَۃً

یعنی کیا نہین دیکھتا تو طرف قصہ زکریا علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین دن مگر اشارون سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین شب برابر اور قصہ ایک ہی تھا انتہے یقال مَا رَاَیْتُكَ مُنْذُ اَیَّامٍ یعنی کہا جاتا ہی نہین دیکھا مین نے تجکو کئی دن سے یُسَرُّ الْمَرْءُ مِنْ ذَهَبِ اللَّیَالِیْ یعنی خوش ہوتا ہی آدمی راتون کے گذرنے سے انتہے پس جہان دنون کو ذکر کیا ہی وہان راتین بھی مراد ہین اور جس جگہ راتین ذکر کی ہین وہان دن بھی مقصود ہین پھر کون سی وجہ ہی کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب دس دن ذکر کیے اوس کی راتین بھی کل مراد ہون گی پھر اول شب نہ لینا محض دھینگا دھینگی ہی حدیث سے ہرگز ثابت نہین اور اوس معنون کی طرف تو سواے دو تین شخصون کے جمہور امت گئے ہین

قال مسلہ چہار دہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا یَتَنَفَّلُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ قَبْلَ الْفَرْضِ لِمَا فِیْهِ مِنْ تَاخِیْرِ الْمَغْرِبِ یعنی اور نہ نفل پڑھے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اسمین مغرب کی نماز کو دیر ہو جاتی ہی **اقول** باوجودیکہ حدیث مین لفظ لِمَنْ شَاءَ آیا ہی جسکے معنی ہین کہ جسکا جی چاہے پڑھے کسی قسم کی تاکید نہین پائی جاتی بلکہ مثل اور نفل کے ہی پھر امام نووی کا یہ قول وَلَمْ یَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَالِكٌ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِیُّ هِیَ بِدْعَةٌ وَحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ اَنَّ اسْتِحْبَابَهَا یُؤَدِّیْ اِلٰی تَاخِیْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی اور نہین مستحب جانا ان دونون رکعتون کو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور دوسرے صحابہؓ نے اور امام مالکؒ و اکثر فقہا نے اور ابراہیم نخعی نے کہا ہی کہ یہ بدعت اور حجت ان سب کی یہ ہی کہ استحباب اوسکا پہونچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہے پھر ابوداؤد کی طاوس سے یہ روایت ہی کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

مین کر پڑھتا ہوا انکو پھر یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر دو اذان مین نماز ہی اگر چاہے پڑھ

خرید بیچ پر عمیر کا یہ کہنا کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا تا کہ آدمی وقت ممنوع کو یعنی جس مین نماز پڑھنی

منع ہی پہچان لین بعد اوسکے جلد مغرب پڑھنیکا حکم کردیئے گئے انتہے بعبارۃ العینی شرح الہدایہ ملخصاً

پس یہ امر امام صاحب کے قول کی غایت درجے کی تایید کرتا ہی اس لیے ہم آپ سے کہتے ہین کہ مرتبہ

پر صحیحین کے مت اڑجایا کرو جب تک صحابہ اور ایمہ کے اقوال پر مطلع نہو جاؤ اسی وجہ سے امام

زیلعی تبیین الحقایق مین اسی مقام کی تحقیق مین لکھتے ہین وَاِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلٰی تَرْکِ الْعَمَلِ

بِالْحَدِیْثِ الْمَرْفُوْعِ لَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِہٖ لِاَنَّہٗ دَلِیْلُ ضُعْفِہٖ عَلٰی مَا عُرِفَ

فِیْ مَوَاضِعِہٖ فَمَا ظَنُّکَ بِفِعْلِ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ یعنی اور جسوقت اتفاق کرلین آدمی

ترک کر دینے عمل کے ساتھ حدیث مرفوع کے نہین جائز ہی عمل اوس حدیث پر اس لیے کہ یہ امر دلیل

ہی اوپر ضعیف ہونے حدیث کے جیساکہ اوسکے موقع مین معلوم ہوا پس کیا گمان تیرا ہی ساتھ فعل

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے انتہے یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین

اور حدیث ابن حبان کا جواب فتح القدیر کی عبارت مین آتا ہی وہ یہ ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوس

حدیث کے جو ابوداؤد مین طاؤس سے مروی ہی کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمر رضی اللہ عنہ دو رکعتون سے

قبل مغرب کے فرمایا نہین دیکھا مین نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہ ان دو

رکعتون کو پڑھتا ہوا اور رخصت تھی دو رکعتون کی بعد عصر کے سکوت کیا اس سے ابوداؤد نے اور

بعد اون کے منذری نے مختصر اپنی مین اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہونا ہی اور اس حدیث کا

معارض بخاری مین ہونا بعد شریک ہونے دونون حدیثون کے صحت مین اسکا مستلزم نہین کہ

بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت مین ترجیح خارج سے تلاش کرینگے اور یہ قول اوس

شخص کا ہی کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہی جو صحیحین مین ہی بعد اوسکے جو بخاری مین

ہی بعد اوسکے جو مسلم مین ہی اوسکے بعد جو حدیث ان دونون کی شرط پر ہو دوسرے محدث سے اور پھر بعد

وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو یہ کہنا اوسکا قابل اعتبار نہین محض زبردستی ہی اس ترتیب کی تقلید

کرنی جائز نہین اس لیے کہ اصح ہونے کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ راوی ان دونون کے موافق
شروط دونون کے ہین پس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابون سے کسی حدیث کے رواۃ ان
شرطون کو شامل ہین پھر حکم کرنا کہ ان کتابون کی حدیث اوس حدیث سے اصح ہی کیا عین بے انصافی
نہوگی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا یا فقط ایک کا کہ فلانے شخص مین یہ شرطین پائی جاتی ہین اوس
قبیل سے نہین کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہی کہ واقع مین خلاف اس کے ہو
حالانکہ مسلم اپنی کتاب مین بہت ایسے راوی لائے ہین جو عیب جرح سے سلامت نہین ایسے ہی
بخاری مین ایک جماعت ہی کہ اون مین طعن کیا گیا ہی پس مدار کار راویون کا علما کے اجتہاد اور رائے
پر ہی ایسے ہی شروط مین سمجھنا چاہیے حتی کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسری نے اوسکو لغو
سمجھا اور دوسرے کی روایت اوسکے نزدیک واسطے معارضے اوس حدیث کے جا اوس شرط کو شامل ہے
کفایت کرے گی ایسے ہی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اوس کی توثیق بیان کی
قیاس کرنا چاہیے ہان قلب غیر مجتہد کا اور اوس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہین کیا اوسا
چیز سے جس پر اکثر کا اجتماع ہو تسکین پاجاتا ہی لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے مین اور عدم اعتبار
مین اور جو شخص کہ حال راوی سے خود اگاہ ہی رجوع اپنی عقل کی طرف کرتا ہی اور جب کہ ہمارے نزدیک
حدیث ابن عمرؓ کی صحیح ہوئی تو یہ حدیث معارض ہوگی اوس حدیث کی جو صحیح بخاری مین ہی پھر یہ
حدیث ابن عمر کی راجح ہو جاوے گی اسوجہ سے کہ عمل اکابر صحابہ کا مثل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
موافق [illegible] اکہ ابراہیم نخعی نے ممانعت کی ہی ان دو رکعتون سے اوس حدیث مین جسکو روایت
کیا ہی ابوحنیفہؒ نے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے کہ تحقیق منع کیا اونھون نے
ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نہین پڑھتے تھے بلکہ
اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ بعضون نے کہا ہی تو بھی البتہ ترجیح دیجاتی اوس صحیح پر اسی بیان سے
اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے ظنی ہوتی ہی لیکن واقع مین جائز ہی کہ صحیح
حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن مین جائز ہی کہ صحت کو بوجہ کثرت طرق کے

پہونچ جاے اور ضعیف حدیث اسی وجہ سے حجت ہوجاے اس لیے کہ تعدد اونکا قرینہ ثبوت نفس
الامری کا ہی پس کیون نہین جائز ہی کہ صحیح الاسناد بوجہ اوس شی کے جو دلالت اوسکے ضعف نفس الامری پر
کرتا ہو ضعیف ہوجاے اور حسن حدیث بوجہ دوسرے قرینے کے مرتبہ صحت تک پہونچ جاے چنانچہ
ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اونکا مقتضی اس حدیث کو اور ایسی ہی
اکثر سلف کا اور امام مالک کا جو ستارہ حدیث ہین واقع ہین اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہی اور
وہ الفاظ جو ابن حبان نے صحیحین سے علاوہ بیان کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین قبل
مغرب کے پڑھین یہ معارض اوس مرسل حدیث ابراہیم نخعی کے نہین ہوسکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان دو رکعتون کو نہین پڑھا اس لیے کہ یہ دو رکعتین جو آپنے پڑھین جائز ہی کہ قضا
اوس نماز کی ہون جو آپ سے فوت ہوگئی ہون اور یہ امر ثابت ہی روایت کی طبرانی نے مسند شامی مین
جابر سے کہ کہا اونھون نے سوال کیا ہمنے ازواج مطہرات سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا
تمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دو رکعتین قبل مغرب پڑھتے ہوے کہا اونھون نے نہین مگر ام سلمہ
نے کہا ان دو رکعتون کو ایکبار میرے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس سوال کیا مین نے کہ یہ نماز
کیسی ہی فرمایا قبل عصر کے دو رکعتین پڑھنی بھول گیا تھا اب دونون کو پڑھ لیا پس ام سلمہ کا آپ سے
سوال کرنا اور صحابہ کا آپکے ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ لفظ سألنا جابر کا فرمانا اور لفظ
سألت نہین کہنا اسپر دلالت کرتا ہی کہ فقط جابر نے نہین دریافت کیا بلکہ اور صحابہ بھی اسمین شریک تھے
اس امر کا فائدہ دیتا ہی کہ یہ دونون رکعتین معہودہ نہ تھین اسیطرح صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیونکہ
خود ابن عمر نے حدیث اول نہین بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور ظاہر ہی کہ یہ سوال
اونکا اسطرف اشارہ کرتا ہی کہ روایت ان رکعتون کی ظاہر ہوگئی تھی گو اوس قرن مین معہودہ نہ تھین پس
جواب اسکا آپکے ازواج نے جو کہ آپکے اعمال سے اسقدر واقف تھین کہ دوسرا اتنا نہین جانتا تھا یہ
دیا کہ آپنے نہین پڑھین اور ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ مین سے کسی نے نہین پڑھین تھے حاصل اس تقریر کا
یہ ہی کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جانچ پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان بزرگون نے

قبول کیا ہی اور عمل اوسپر کر لیا ہی علماے محدثین کی تقلید کر کے اسپر اعتراض اور انکار بیجا ہے پس بعض ظاہریہ
نے جو اس تقریر منصفانہ کو متعصبانہ قرار دیا ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لائے ہین
کہ اونھون نے اس قول کو بدعت لکھا ہی محض خبط ہی یا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطلب خود نہین سمجھے
یا شاہ صاحب کی عبارت مین قیاس مع الفارق کیا اور یہ کہنا اونکا کہ دوسرے نے ایسی جرأت نہین
کی تھی جمہور کے خلاف ہی مضحکہ صبیان ابجد خوان ہی ماشاء اللہ ایسا محقق ایک امر مدلل بیان کر دے
کہ جسکا آجتک کسی سے جواب نہوو وہ تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرات ظاہریہ جنکے اصول خلاف
جمہور ہین موافق بنجائین خود تعصب کے پتلے ہین دوسرون پر لعن کرتے ہین ہم دریافت کرتے ہین
کہ یہ کونسی بدعت ہی کوئی امر حدیث کے خلاف ہوا یا قرآن کے ہان یون کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
تعلیماً ہی ظاہریہ نے اسمین ایسا غلو کیا کہ اسکو کالوحی من السماء تصور کر لیا اور اس بحث مین اگرچہ
شفاء العی ہین جسکو بعض حضرات ساکنین بھوپال نے تصنیف کیا اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی
لکھنوی نے اوسکی رد مین ابراز الغی لکھکے اوسکو مردود کر دیا ہی بہت کچھہ زور مارا ہی لیکن بجز نقل عبارات مخالف
امام ابن ہمام کے اور کچھہ اون سے نہوسکا یہ تو معلوم ہی اگرچہ بعض علما اس مقام مین ابن ہمام کے مخالف
ہین مگر اونکی تقریر مجتہدانہ اور دلیل محققانہ کا جواب شافی کسی نے نہین دیا حضرات ظاہریہ غیر مقلدین کا
دستور ہی کہ اگر جمہور صحابہ ایک طرف ہون اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہین کہ اوس مین فکر
کرین اور سوچین اور اقوال سلف دیکھین اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیرایے مین در پردہ صحابہ
کو سب کچھہ کہدیتے ہین چنانچہ مشتی نمونہ از خروارے اسی سوال مذکور کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ باوجودیکہ
جمہور صحابہ اور خلفاے راشدین ایک طرف ہین مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہین اگرچہ اصل
ایمان سے جو تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار ساقط بھی ہو جاتا ہی مگر یہ لوگ ان
کتابون کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے حنفیہ کے مذہب کی حقیت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین
کو اصح الکتب جانتے ہین پھر بھی وہ کچھہ تحقیقات کی ہی کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
دے اور سچے دل سے مان لے ہمکو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی پڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیون طعن

کرتے ہین اپنے گریبان مین ذرا مونھہ ڈال کر دیکھین کہ اس صورت مین ایمان اونکا کہان جانے کا
یہ امام پر طعن نہین اکابر صحابہ پر ہوگا نعوذ باللہ من ہذا المذہب **قال** مسئلہ پانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ در مختار اور فتاوی عالمگیری اور ذخیرۃ العقبے وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا
وَلَوْ تَكَلَّمَ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْفَرْضِ لَا يُسْقِطُهَا وَلٰكِنْ يَنْقُصُ ثَوَابُهَا وَقِيْلَ تَسْقُطُ یعنے
اور اگر کلام کرے درمیان سنت اور فرض کے نہین توڑتی سنتون کو اور لیکن کم ہوجاتا ہی ثواب اونکا
اور کہا بعضون نے ٹوٹ جاتی ہین الخ **اقول** یہ قول حدیث کے مخالف نہین اس لیے کہ جو کلام
فضول ہو اور ضروری نہو اگر واقع ہوا تو ثواب کم ہوتا ہی چنانچہ دارمی کی حدیث مین ہی فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ
كَلَّمَنِيْ بِهَا یعنی پس اگر کوئی حاجت ہوتی آپکو تو مجھہ سے فرما دیتے انتہی یہ اسپر دلالت کرتا ہی کہ ضروری
بات کہنی مضایقہ نہین اسکا انکار کہین فقہ مین موجود نہین بلکہ جہان کلام کرنا مکروہ آیا ہی اوس سے
مراد وہی کلام ہی جو ضروری نہو جیسے لوگون کی عادت ہوتی ہی کہ کلام غیر ضروری اکثر کیا کرتے ہین اس سے
کلام دینی اور ضروری مستثنی ہی ع گر گوہی بوجہ مصلحت خویش گو ٭ چیزے کہ نہ پسند تو از ہیچ کس مگو
قال مسئلہ شانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ رد المحتار شرح
در المختار مین لکھا ہی وَحَاصِلُهٗ اِنَّ اِضْطِجَاعَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اِنَّمَا كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ لِلْاِسْتِرَاحَةِ لَا لِلتَّشْرِيْعِ یعنی حاصل اسکا یہ ہی کہ تحقیق لیٹنا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سوائے اسکے نہین تھا بیچ گھر اپنے کے واسطے آرام کے نہ
واسطے شرع بنانے کے الخ **اقول** یہان بھی مخالفت حدیث کی نہین مخالفت تو
جب ہوتی کہ کسی حدیث مین یہ تصریح ہوتی کہ یہ ارشاد تشریعی ہی بلکہ بسا اوقات آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے واسطے شفقت امت کے حکم فرمایا ہی لباس اور طعام وغیرہ کے
احادیث اس پر شاہد ہین اون سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان احکام کو بھی شرع مین
دخل ہی بلکہ امور دنیاوی کی تعلیم ہی چنانچہ امام مالک بھی اسی کے قائل ہین اور شرح سفر السعادۃ
مین لکھا ہی کہ امام مالک نے مانتے ہین بلکہ اگر واسطے استراحت ادا ہو فرق الخ ... کرنے کے تہجد کی نماز مین جاگ

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آتی ہی تو لیٹ جانا بہتر ہی اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت

کا ہی اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہی وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا

نہ عبادت کے انتہے پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر

ثابت ہو سکتی ہی بلکہ اس صورت مین حدیث ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہو جائے گی

کہا قاضی عیاض نے مَذْهَبُ مَالِكٍ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِلٰے

اَنَّهٗ بِدْعَةٌ وَّرِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَرْجُوحَةٌ فَيُقَدَّمُ رِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ

قَبْلَهُمَا وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ فِي الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهَا اِنَّهٗ سُنَّةٌ فَكَذَا بَعْدَهُمَا وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ

عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَاِلَّا اضْطَجَعَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ

بِسُنَّةٍ وَاَنَّهٗ تَارَةً كَانَ يَضْطَجِعُ قَبْلُ وَتَارَةً بَعْدُ وَتَارَةً لَا يَضْطَجِعُ یعنی کہے امام مالک

اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہی اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتون

فجر کے مرجوح ہی پس مقدم ہو گی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل

فجر کے سنت ہی پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض

سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھ سے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ

وہ سنت نہین ہی اور کبھی آپ لیٹتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹتے انتہے غرض کہ اسکو

فرض کہنا اور بعد اسکے نماز مین فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہریہ نے کیا ہی ہرگز کسی حدیث

سے ثابت نہین ہوتا ہی البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست

ہی جو پہلے ہمنے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گی **قال** مسئلہ ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور

در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَمَنِ انْتَهٰى اِلَى الْاِمَامِ

فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهٗ رَكْعَةٌ وَ

يُدْرِكُ الْاُخْرٰى يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنی

مسئلہ نمبر [illegible] اول صفحہ [illegible]

فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص مسجد مین آوے اور دیکھے کہ فرضون کی جماعت ہو رہی ہی لیکن
اوس شخص نے دو رکعت سنت نہین پڑھی تھی تو اس صورت مین اگر وہ ڈرتا ہی کہ میری سنتین
پڑھنے سے ایک رکعت جماعت کی جاتی رہے گی اور ایک رکعت مل جاوے گی تو چاہیے
کہ دو رکعت سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑھ لے پھر جماعت مین داخل ہو جاوے آخر **اقول**
جاننا چاہیے کہ فجر کی سنتون مین سب سنتون سے زیادہ تاکید آئی ہی بخاری اور مسلم مین ہی
لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاھُدًا مِنْہُ
عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ یعنی نہین تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حفاظت کرنیوالے سنتون
فجر سے اور کسی سنت پر انتہے اور مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین
سنت فجر کی بہتر ہین دنیا و ما فیہا سے انتہے اور ابو داؤد مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہ ترک کرو دو رکعتون فجر کو اگرچہ نکالدے تمکو لشکر دشمن کا انتہے طبرانی مین عائشہؓ
سے روایت ہی کہا مَا رَاَیْتُہٗ تَرَکَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فِیْ سَفَرٍ وَّلَا حَضَرٍ وَّلَا صِحَّۃٍ
وَّلَا سُقْمٍ یعنی نہین دیکھا مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ ترک کیا ہو دو رکعتون کو قبل
نماز فجر کے سفر مین نہ حضر مین نہ صحت مین نہ مرض مین انتہے اور مسند ابو یعلی موصلی مین ابن عمرؓ
سے روایت ہی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُکُوْا رَکْعَتَیِ
الْفَجْرِ فَاِنَّ فِیْھِمَا الرَّغَائِبَ یعنی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ
فرماتے تھے نہ چھوڑو فجر کی دو رکعتون کو اس لیے کہ انمین مرغوب چیزین ہین انتہے ان احادیث
سے معلوم ہوا کہ حتی الامکان دو را سکو نہ چھوڑنا چاہیے واسطے کمال اہتمام ان دو رکعتون کے
امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دو روایتین ہین ایک مین واجب اور دوسری
مین سنت علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا ہی ذَکَرَ الْمَرْغِیْنَانِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

اَنَّهَا وَاجِبَةٌ یعنی روایت کی مرغینانی نے ابو حنیفہؒ سے یہ کہ وہ واجب ہی اور جامع محبوبی مین لکھا ہی رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ صَلّٰی سُنَّةَ الْفَجْرِ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ لَا یَجُوْزُ یعنی روایت کی حسن نے امام صاحب سے کہ فرمایا اونھون نے اگر سنتین فجر کی بلا عذر بیٹھکر پڑھے گا تو نہین جائز ہی اور شرح موطا مین ملا علی قاری لکھتے ہین فَقَدْ رَوَى الطَّحَاوِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوةِ وَرَوَى اَیْضًا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهٗ یعنی پس تحقیق روایت کی امام طحاوی نے ابو درداء سے کہ وہ مسجد مین داخل ہوتے تھے اور آدمی صف باندھے ہوے نماز فجر مین کھڑے ہوتے تھے پس دو رکعتین کو گوشہ مسجد مین پڑھ لیتے تھے پھر آدمیون کے ساتھ نماز مین شامل ہو جاتے اور ابن مسعودؓ سے بھی ایسیہی امام طحاوی نے روایت کی ہی انتہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کسقدر تاکید ان دو رکعتون سنت فجر کی بنسبت احادیث مین وارد ہی اور مزید بر آن عمل صحابہ کا بھی موجود ہی پھر امام صاحب یہ بھی فرماتے ہین کہ ایک جگہ اگر پڑھے گا تو نماز جائز نہوگی کیونکہ حدیث مین ممانعت ہی کہ جب اقامت ہو تو فرض کے سوا اور نماز پڑھنے چاہیے اگر مسجد سے علیحدہ دروازے وغیرہ پر پڑھ لے گا تو دونون فضیلتین حاصل ہو جائینگی اور دو نو سنتین بھی ہو جائینگی اور نماز جماعت بھی فوت نہوگی بلکہ پوری نماز ملجائیگی کیونکہ مسلم مین آیا ہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَکْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز کی پائی پس تحقیق اوس نے پوری نماز پائی انتہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی آدمی کو ملجاوے گی تو بیشک کل نماز اوسکو ملگئی اور تبدیل مکان سے احکام بدل جاتے ہین چنانچہ ابن عباسؓ سے مروی ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْاِقَامَةِ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے وقت تکبیر کے گھر مین میمونہؓ کے انتہے پس اگر ایک مکان ہوتا تو عین وقت

تکبیر کے نماز کیون پڑھتے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ حکم اور ہو جاتا ہی پھر اگر کوئی شخص دروازہ مسجد
جو کہ مسجد اور جماعت سے علیحدہ ہی دو رکعتین پڑھے تو مخالفت کیا کی بلکہ مطابقت تو سب احادیث متون
بین اسی سے ہوتی ہی اور جماعت تو فقط کھانے کے خاطر بھی آدمی چھوڑ دیتا ہی
چنانچہ بخاری اور مسلم مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ
اَحَدِکُمْ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَکَانَ ابْنُ
عُمَرَ یُوْضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَیُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَلَا یَاْتِیْہَا حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَاِنَّہٗ
لَیَسْمَعُ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت رکھا جاوے کھانا
کسی کا تم سے اور تکبیر نماز کی ہو پس شروع کرو تم کھانا اور نہ جلدی کرے یہان تک کہ فارغ ہو جاوے
اور تھے ابن عمر کہ رکھا جاتا تھا واسطے اونکے کھانا اور تکبیر کہی جاتی تھی نماز کی پس نہین آتے تھے
نماز کو یہان تک کہ فارغ اوس سے ہو جاتے اور تحقیق سنتے تھے وہ قراءت امام کی اتنے فجر
سنتین باوجود اتنی تاکید کے اور عمل صحابہ کے اور نہ ترک ہونے جماعت کے اگر نہ خاص کیجاوینگی
تو اور کون سی صورت اس سے عمدہ ہوگی علاوہ اس کے خود حدیث مین گو ضعیف ہی سنتون فجر
کا استثنا بھی موجود ہی ان احادیث اور عمل صحابہ سے اوسکی تقویت بھی ہو گئی اگر بالفرض
اتنی تاکید جس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید واجب ہون چنانچہ امام کی ایک روایت مین وجوب
ہی نہوتی تو بھی عمل صحابہ اس تخصیص کے واسطے کافی تھا علی ہذا القیاس اگر عمل صحابہ بالفرض نہوتا
تو بھی یہ تاکید کافی تھی پس جبکہ اتنے دلائل اور براہین احادیث او آثار سے مجتمع ہون اور
استثنا کو اون سے تقویت بھی ہو جاوے پھر بھی آدمی انکار کرے تو گویا حدیث مرفوع کا
انکار کیا اور ہم کلام ابن ہمام سے جواب چوتھوین مین مدلل کر چکے ہین کہ ضعیف حدیث بوجہ قرائن
خارجہ کے قوی اور صحیح ہو جاتی ہی پس مخالفت ہرگز نہوگی بلکہ عین موافق حدیث ہوگا **قال**
مسئلہ ہژدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وملخصات

الرَّجُلِ اَنْ يَّكُوْنَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مُّسْلِمًا قَدْ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً نِكَاحًا صَحِيْحًا وَ دَخَلَ بِهَا وَهُمَا عَلٰى صِفَةِ الْاِحْصَانِ يعنی اور محصن ہونا سنگسار ہونیکا یہ کہ ہو زانی آزاد عاقل بالغ مسلمان اور یہ کہ صحیح نکاح کر چکا ہو اور زانی اور زانیہ او پر صفت محصن ہونیکے ہون الخ

اقول

اسکے دو جواب ہین ایک یہ ہی کہ حکم رجم کا توریت سے موافق یہودیون کے دیا گیا تھا کیونکہ جب تک آیت رجم نازل نہین ہوئی تھی چنانچہ شرح موطا امام محمد مین ملا علی قاری لکھتے ہین وَالْجَوَابُ عَنْ رَجْمِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِلْيَهُوْدِيَّيْنِ اَنَّهٗ كَانَ بِحُكْمِ التَّوْرَاةِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ حُكْمُ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا نَزَلَ نُسِخَ ذٰلِكَ وَالْحُكْمُ بِالْمَنْسُوْخِ بَاطِلٌ یعنی جواب رجم یہودیین کا یہ ہی کہ یہ رجم حکم توریت سے پہلے نازل ہونے حکم قرآنی کے تھا پس جبکہ حکم نازل ہوا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور حکم منسوخ کا باطل ہی انتہے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وقت رجم کے احصان مین اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافق شرع کے تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ فرمایا اُسوقت سے اسلام شرط احصان ہو گیا

چنانچہ فتح القدیر مین ہی کہ اس حدیث کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اسطور سے بیان کیا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن محمد نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے عبید اللہ نے اونھون نے روایت کی نافع سے اونھون نے ابن عمر سے اونھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جو شخص مشرک ہی وہ محصن نہین روایت کیا اسکو دار قطنی نے اپنی سنن مین اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہی جسکو بقیہ بن الولید نے عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہی اونھون نے علی بن ابی طلحہ سے اونھون نے کعب بن مالک سے کہ تحقیق اونھون نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مت نکاح کر اوس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تجکو محصن نہین کر دے گی اور یہ حدیث منقطع ہی اور تو جانتا ہی کہ انقطاع بعد عدالت راویون کے نزدیک ہمارے ارسال مین داخل ہی حاصل یعنی حدیث کی یہ حدیث شاہد ہی پس حجت ہوگی اور ظاہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

کہ کیا پاتے ہو تم توریت میں شان رجم میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رجم شرع میں تھا ایسے ہی یہ بھی ظاہر ہے کہ اسلام شرط نہ تھا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رجم نکرتے کیونکہ شریعت یہودیوں کی منسوخ ہو گئی تھی بلکہ جو خدا حکم نازل کرتا وہی حکم فرماتے اور سوال اون سے اسوجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ اونکو الزام دیں کہ جو احکام تمپر نازل ہوئے ہیں اونکو ترک کرتے ہو پس حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم میں موافق اونکے شرع کے تھا صادر ہوا پس وقت رجم کے رجم اس شرع میں ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہو گئی او تاریخ معلوم نہیں ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قول پہلے ہے یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجح اس کا چاہیے اور قول مقدم ہوتا ہے فعل پر انتہے ملتقطاً یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور رجم فعل ہے پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہے اس لیے کہ فعل میں تو احتمال خصوصیت وغیرہ ہوتا ہے **قال** مسئلہ نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے فَلَوْ كَانَتِ الْعَصْرُ اَوِ الْمَغْرِبُ اَوِ الْفَجْرُ خَرَجَ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِيْهَا لِكَرَاهِيَةِ النَّفْلِ بَعْدَهَا یعنی اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر نکلے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع ہو مؤذن تکبیر میں واسطے مکروہ ہونے نفلوں کے پیچھے ان کے یعنی ان نمازوں کے **اقول** حدیث ابن عمر کی دارقطنی میں مرفوع بھی آئی ہے چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے وَفِيْهِ حَدِيْثٌ صَرِيْحٌ اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّيْتَ فِيْ اَهْلِكَ ثُمَّ اَدْرَكْتَ فَصَلِّهَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِهِ سَهْلُ بْنُ صَالِحٍ الْاَنْطَاكِيُّ وَكَانَ ثِقَةً وَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّهٗ وَقْفُ مَنْ وَقَفَهٗ لِاَنَّ زِيَادَةَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ یعنی اس میں حدیث صریح آئی ہے روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے ابن عمرؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت نماز پڑھے تو اپنے مکان میں پھر پاوے تو اوس کو سو پڑھ لے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ عبد الحق نے اس حدیث کو فقط سہل بن صالح انطاکی نے

مرفوع روایت کیا ہی اور وہ ثقہ تھے اور جب کہ ایسا ہوا تو کچھ نہیں ضرر کرتا موقوف بیان کرنا اوس شخص کا
کہ جسنے اسکو موقوف روایت کیا ہی اس لیے کہ زیادتی ثقہ کا مقبول ہی انتہی پھر نفل کی ممانعت
بعد فجر اور عصر کے صحاح ستہ سے ثابت ہی بخاری اور مسلم مین آیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَاصَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَاصَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ
الشَّمْسُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز صبح کے یہانتک کہ بلند
ہوجاے آفتاب اور نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہان تک کہ غروب ہوجاوے آفتاب انتہی آپ
فرمایئے کہ ان حدیثون کو ترجیح دیجاویگی یا اوس حدیث کو جسمین لفظ صبح موجود ہی حالانکہ اور
حدیثون مین مطلق آیا ہی سوا اون سے کچھ بحث نہین فقط اس صبح کی لفظ سے معترض صاحب کو شبہہ
پڑگیا اس لیے اوس کے جواب مین اوس سے زیادہ قوی حدیثین لائی گئین پس کہنا ہی کہ اس صورت
مین احادیث صحاح ستہ کو اور دارقطنی کی حدیث کو جو کہ مرفوع آئی ہی اور صریح صبح کی نماز مین نفل سے
ممانعت کرتی ہی ترجیح دیجائےگی **قال** مسئلہ بستم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اوسکے شاگرد ابو یوسف و محمد
کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی فَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِسَجْدَۃٍ بَطَلَ فَرْضُہٗ عِنْدَنَا یعنی اگر اوسنے پانچوین
رکعت کا سجدہ کرلیا تو باطل ہوگئے فرض اوسکی ہمارے نزدیک الخ **اقول** اگر لفظ مخالفت بطور تکیہ
کلام کے حسب عادت صادر ہوا ہی تو خیر ورنہ مخالفت اگر اسی کا نام ہی کہ جسمین منافات نہو تو البتہ ایسی
مخالفتین ہر جگہ موجود ہین اگر یہی عقل ہی تو بندہ قرآن کی آیتون مین بھی دعوا مخالفت کا کرتے ہوے
کون مانع ہی ابھی تو آپکے قول سے امام صاحب اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت حدیث سے معلوم ہوتی ہی آخر دلیلہ
درست آیا اس مخالفت کا حاصل بھی کچھ ملے گا سو وہ بجز ترقی مخالفت اور کیا ہو سکتا ہی اس سوء
ادبی کا نتیجہ یہی ہوا کہ دنیا اور دین مین رسوائی اپنے سر لیجیے کچھ خوف خدا نہ آیا بھلا اتنا تو سوچا ہوتا
کہ جو صورت امام صاحب نے بطلان فرض کی بیان کی ہی وہی صورت بعینہ حدیث مین جواز فرض کے
ہی یا دوسری صورت بھی ہی امام صاحب کے نزدیک اگر قعدہ اخیر نہین کیا تو پانچوین رکعت کے سجدہ

مشکوۃ شریف مطبع احمدی صفحہ ۹۶

مسئلہ بستم

کرنے سے نماز باطل ہوگی کیونکہ قعدہ اخیر فرض ہے اور ترک فرض سے نماز باطل ہوجاتی ہے پس قعدہ اخیر میں نہ بیٹھنا اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک شرط تھا اوسکو آپ چھوڑ گئے تاکہ ظاہر المخالفت ہوجاوے اِنْ سَهَا عَنِ الْقَعْدَةِ الْاَخِيْرَةِ جو اس حدیث کی شرح ہے اوسکو بھی ترک کرتے ہیں وہ حدیث بیان کیجئے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قعدہ اخیر کیا ہوتا البتہ اوسوقت مخالفت ہوجاتی سو ایسی حدیث جسمین یہ ذکر ہو کہ قعدہ اخیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین بیٹھے اگر تا قیامت تلاش کیجئے گا تو بھی نہ ملیگی البتہ اس حدیث کو ایسی صورت پر حمل کرنا جسمین ترک فرض لازم آئے کون سی حجت سے ثابت ہوسکتا ہے بلکہ اس حدیث کا محمل صحیح ٹھیرانا مناسب ہے مگر آپ کا مطلب جو مخالفت امام صاحب ہے البتہ حاصل نہوگا گو معنی حدیث کے اس سے عمدہ ہوجائینگے پھر آپکو تو اسکی کچھ پروا نہین فقط امام صاحب کی مخالفت کے واسطے آپنے بہت حدیثون کے عمدہ معنی چھوڑ کر مرجوح معنون کی طرف میلان کیا ہے یہ وہ بات ہے کہ گو حدیث اور قرآن چھوٹ جائے مگر ایدون کار شد مخالفت نہ چھوٹے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد اور دوسری صورت جس مین نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ پوری ہوجاتی ہے وہ یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ مین اگلی عبارت منقولہ کے بعد لکھی ہے وَلَوْ قَعَدَ فِی الرَّابِعَةِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ يُسَلِّمْ عَادَ اِلَى الْقَعْدَةِ مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلْخَامِسَةِ وَسَلَّمَ وَاِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ تَمَّ فَرْضُهٗ یعنی اور اگر بیٹھا چوتھی رکعت مین پھر کھڑا ہوا اور سلام نہین پھیرا لوٹے طرف قعدے کے بشرطیکہ نہین سجدہ کیا ہے پانچوین رکعت کا اور سلام پھیر دے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کرلیا فرض اوسکا پورا ہوگیا انتہے پس اس صورت مین اور پہلی صورت مین جسکو آپنے نقل کیا ہے فقط قعدہ اخیر کا فرق ہے یعنی اسمین بیٹھ چکا ہے اور پہلی صورت مین بیٹھا نہ تھا اس لیے نماز باطل ہوگئی تھی پس اس صورت بہتر کو چھوڑ کر فقط مخالفت کے واسطے دوسری صورت کمتر کو اختیار کرنا اور حدیث کے معنون کو واسطے مغالطہ دینے عوام کے اپنی طرف سے متعین کردینا آپہی کا کام ہے ؎ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو اسیوجہ سے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے اِنَّ لَفْظَ الْحَدِيْثِ يَصْدُقُ مَعَ تَرْكِ الْقَاعِدَةِ وَمَعَ فِعْلِهَا وَالثَّانِيْ اَنْجَحُ وَاَقْرَبُ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ الْقَعْدَةَ

لمعات باب السہو

اَلْاٰخِیْرَۃِ لِکَوْنِہَا رُکْنًا فَحَوَاتُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی تَقْدِیْرِ تَرْکِہٖ بَعِیْدٌ فَہٰذَا الْحَدِیْثُ مَخْصُوْصٌ بِصُوْرَۃِ فِعْلِ الْقَعْدَۃِ الْاٰخِیْرَۃِ یعنی تحقیق الفاظ اس حدیث کے صادق آتے ہین ساتھ ترک کرنے قعدے کے اور ساتھ کرنے اوسی قعدے کے اور دوسری صورت راجح زیادہ اور قریب تر ہی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدۂ اخیرہ کو بوجہ رکن ہونے کے ترک نہین کرتے تھے پس جائز ہونا بر تقدیر ترک قعدۂ اخیرہ کے بعید ہی لیکن یہ حدیث خاص ہی ساتھ واقع ہونے قعدہ اخیرہ کے اتنے اور ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا حُجَّۃَ فِیْہِ لِلْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ لِاَنَّہٗ حِکَایَۃُ حَالٍ وَلَا عُمُوْمَ لَہٗ فَیَجُوْزُ اَنْ کَانَ قَعَدَ فِی الرَّابِعَۃِ یعنی یہ حدیث امام شافعیؒ کے لیے حجت نہین ہوسکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کی ہی اور عام نہین پس جائز ہی کہ بیٹھ گئے ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت مین انتہی پس با وجود دونون صورتون کے اور ترجیح صورت ثانی کے پھر بھی پہلی صورت مرجوح لینی تا کسیطرح مخالفت ثابت ہوجاوے غایت درجے کی بے انصافی ہی انصاف کہان سے آوے کہ آنکھون پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہی خداوند تعالے توفیق حق بینی کی عطا فرماوے اور راہ راست پر لاوے **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق او در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا یُشْعِرُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی نہ زخم کیا جاوے اونٹ کو نزدیک ابی حنیفہ کے اس لیے کہ اونکے نزدیک اشعار مثلہ ہی یعنی تکلیف دینا ہی الخ **اقول** اشعار کی دو قسمین ہین ایک اشعار مسنون جسمین فقط کھال کاٹ دیجاتی ہی اور گوشت محفوظ رہتا ہی اس کو امام صاحب نے ہرگز مثلہ نہین فرمایا ورنہ امام صاحب کے نزدیک ختنہ اور پچھنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا البتہ جو حد مسنون سے تجاوز کرنا دستور ہوجائے گا تو اوس کو کون مسنون بتلائے گا مثلاً ختنے مین بالفرض اگر کھال کے سوا ایک ذرا سا گوشت کاٹنے کا دستور ہوجائے گا تو ہرگز سنت ادا نہو گی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائے گا سنت تو وہی ہی کہ فقط کھال کاٹی جائے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آئے گا پس امام صاحب ایسے اشعار کو جسمین گوشت نہ کٹے فقط کھال کاٹ دیجاوے جائز اور مستحب کہتے ہین

چنانچہ درمختار مین لکھا ہی فَاَمَّا مَنْ اَحْسَنَہٗ بِاَنْ قَطَعَ الْجِلْدَ فَقَط فَلَا بَاْسَ بِہٖ یعنی جو شخص
اشعار عمدہ طور پر اسطرح کرے کہ فقط کھال کاٹ دے سو کچھ مضایقہ اسکا نہین ہی اور
طحطاوی شرح درمختار مین ہی قَوْلُہٗ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اَرَادَ اَنَّہٗ مُسْتَحَبٌّ لِمَا ذَکَرْنَا یعنی قول
شارح کا فلا باس بہٖ ارادہ کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار مستحب ہی اوس وجہ سے جو پہلے ہمنے
بیان کی انتہی علی ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابون مین اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہی
ہرگز مثلہ نہین لکھا البتہ امام صاحب کے زمانے مین جو اشعار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کاٹ
ڈالتے تھے اور جانور بوجہ گوشت کٹنے کے قریب بہلاکت پہونچتا تھا یہ اشعار بیشک خلاف
مسنون ہی اسی اشعار کو امام صاحب نے مثلہ کہا ہی اور مثلہ کی ممانعت احادیث صحاح مثل
بخاری و ابو داؤد و مسند امام احمد و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی پس اگر اشعار مسنون مثلہ ہین تو ختنہ
ختنہ وغیرہ سب مثلہ ہو جائینگے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہین چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی
نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی لِاَنَّ مُرَادَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَیْسَ مُطْلَقَ الْمُثْلَۃِ وَاِنَّمَا مُرَادُہٗ
الْمُثْلَۃُ الَّتِیْ لَا یُبَاحُ فِعْلُہَا وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا کَرِہَ اَصْلَ الْاِشْعَارِ
وَکَیْفَ یَکْرَہُ ذٰلِکَ مَعَ مَا اشْتُہِرَ فِیْہِ مِنَ الْاٰثَارِ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ رح وَاِنَّمَا کَرِہَ
اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح اِشْعَارَ اَہْلِ زَمَانِہٖ لِاَنَّہٗ رَاٰہُمْ یَسْتَقْصُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ
عَلٰی وَجْہٍ یُخَافُ مِنْہُ ہَلَاکُ الْبَدَنَۃِ لِسِرَایَتِہٖ خُصُوْصًا فِیْ حَرِّ الْحِجَازِ
یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مثلہ سے مطلق مثلہ نہین بلکہ مراد اونکی وہ مثلہ ہی جسکا کرنا جائز
نہین اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہین جانا اور کیونکر مکروہ جانینگے باوجودیکہ آثار مشہور
اسمین وارد ہین اور کہا امام طحاوی رح نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگون کا اشعار
مکروہ جانا اس لیے کہ اونکو اسطور سے زیادہ اشعار کرتے ہوے دیکھا جس سے خوف ہلاکت جان
جانور کا تھا خصوصًا گرمی مین ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے اوسکے کے انتہے اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ مثلہ غیر مباح امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہی اور امام طحاوی رح کے قول سے معلوم

ہوتا ہی کہ امام صاحب کے زمانے مین لوگ اشعار مین زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام
صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہی امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہین پس اسمین
فقط نزاع لفظی ہی جو اشعار کو مسنون کہتے ہین اونکے نزدیک وہی اشعار ہی جسمین گوشت کاٹنے
تک نوبت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہین وہ باعتبار اپنے زمانے کے کہ خلاف مسنون حد اعتدال سے
تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہین کہتے پس مخالفت مطلقہ نہوئی اور اشعار
ایسا مسنون نہین کہ اوسکی تاکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فقط ایکبار کیا ہی اسی لیے
ابن عباس رض اور عایشہ رضی اللہ عنہما نے اسکے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ ہدایہ و عینی
مین بعد عبارت مذکورہ کے لکھی ہی بہرحال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہین ہوسکتا ہان افراط
تفریط بدعت ہوجاتی ہی **قال** راقم کہتا ہی کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابون مین درج
ہین صحیح حدیثون کے اسقدر مخالف ہین کہ مین شمار نہین کرسکتا انتہی **اقول** کیون افترا
پر کمر باندھی ہی خدا کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہی جیسا کہ آپکی موافقت ہم تو اوسکا ثبوت
آج تک کسی متعصب سے نہین ہوسکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا سا موںھ لیکر
رہ گئے مخالفت جسکا نام ہی اوس سے تو بعنایت الٰہی چارون مسلک محفوظ ہین ورنہ ان
چارون مذہب کی حقیت پر اجماع نہوتا ہان جس حدیث سے استنباط کیا ہی اوسکو چھوڑ دیجیے
پھر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہی اسکو مخالفت نہین کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہی کہ جہان تک اپنے
ذہن رسا کی مناقشت ہی پہونچتا اوس مین امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہی جو ایسی جنایات
سے پیش آتے ہین ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مگر وہ مخالفت فی الحقیقت اوسکے ذہن
کی مخالفت ہی حدیث اور قرآن مین مطلق مخالفت نہین حالانکہ ایسی موٹی عقل والے تو اوسکو
مخالف ہی سمجھینگے جیسے ان لوگون نے مخالفتین شمار کی ہین فقط بیچارے عوام کے
واسطے دام تزویر ہی اور جو لوگ عاقل ہین وہ تو کاہے کو مخالفت جانینگے بلکہ اگر کہین بادی النظر
مین ظاہر مخالفت بھی پائینگے تو اوسکو مخالفت نہ کہینگے بلکہ کسی عالم سے اوس شبہ کو

رفع کرادین گے ایسے شبہات اکثر ہوجاتے ہین کیا قرآن اور حدیث مین نہین بہت آیتین اور حدیثین
ایسے عقل والون کے نزدیک مخالف ہوجائین گی کوئی محدثین مین سے ایسے نہین جنکا قول کسی کسی
حدیث کے مخالف واقع نہوا ہو داؤد ظاہری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم
وغیرہ تلامذہ ابن تیمیہ کے بہت اقوال قرآن اور حدیث کے مخالف ہین اگر زیادہ چون وچرا
آپ کرین گے اور ہم متوجہ طعن امیہ کے ہون گے تو ہم ان حضرات کی قلعی کھول دین گے
افسوس باوجودیکہ محققین حنفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماخذ حدیث و قرآن سے
بدلائل واضحہ ایسا مفصل بیان کردیا ہی کہ جسکو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لے گا اور ہرگز الزام مخالفت حدیث
کا نہ دے گا لیکن آپکی عقل پر تو پردہ تعصب کا پڑا ہوا ہی اقوال امام صاحب کی حقیت کیونکر معلوم ہوگی
چشم بداندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر ٭ **قال** مسئلہ بست و دوم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظمؒ نے
اوس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالے عنہ سے
یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا کہ حلال نہین الخ
اقول کہا علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق مین کہ ہماری دلیل قول اللہ تعالے کا ہی حلال
کی گئین واسطے تمہارے پاک چیزین اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہوگیا ہی اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہی
پس حلال ہوگا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا نان خورش سرکہ ہی روایت کیا اسکو مسلم نے
اور یہ مطلق ہی پس شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون کو اور مراد نہی سے جو کہ حدیث مین وارد ہی یہ ہی
کہ شراب کا استعمال سرکے کا سا ہو یعنی طور کہ اوس سے نفع مثل سرکے کے لیا جائے مثل نان خورش
بنانے وغیرہ کے پس اگر کہے تو کہ روایت کی ابو داؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابو طلحہ نے سوال کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یتیم شراب کے وارث ہوگئے ہین فرمایا بہا دو اوسکو عرض کیا گیا سرکہ
اوسکا نہ بنالین فرمایا نہین مین کہتا ہون روایتین اسمین مختلف آئی ہین ایک روایت مین آیا
ہی کہ فرمایا آپ نے سرکہ بنالو اوسکا پس صحیح نہین ہوسکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا اونھون نے پس

محمول کیا جائیگا اور یہ ممانعت ابتداے اسلام مین تھی جسوقت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بابت خمر کے مبالغہ

فرماتے تھے واسطے زجر اونکے سے اور واسطے چھوڑا دینے عادت مالوفہ کے کیا نہین جانتا ہے کہ آنحضرت صلے

اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مشکے توڑنیکا اگرچہ اب جائز نہین اسیطرح سرکہ بنانے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور شرح
مسلم مین لکھا ہے کہ یہ مذہب اوزاعی اور لیث کا ہے اور امام مالک سے بھی ایک روایت مین ایسا ہی آیا ہے **قال**
مسئلہ بست وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین بعد دونون
سجدون کے جلسہ استراحت کا کرنا یعنی بیٹھکر اوٹھنا درست نہین انتہی **اقول** کہا امام نووی نے کہا
اکثرون نے کہ یہ جلسہ مستحب نہین حکایت کیا اس عدم استحباب کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن
عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور نخعی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن ہمام فتح القدیر
مین لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھا کرتے نماز مین اپنے
قدمون کی اونگلیون پر اور یہ کہنا ترمذی کا کہ عمل اس حدیث پر نزدیک اہل علم کے ہے اصل اس حدیث کی قوت کو
مقتضی ہے اگرچہ خاص اس طریق ترمذی مین ضعف واقع ہوگیا ہے اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت
کی ہے کہ وہ اوٹھا کرتے تھے نماز مین اپنے صدور قدمون پر اور نہین بیٹھتے تھے اور مثل اسکے علی سے اور ابن عمر اور ابن زبیر سے بھی
روایت کی ہے اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے تھے عمر اور علی اور اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے نماز مین اونگلیون ہی پر قدمونکی اور نعمان ابن ابی عیاش
سے روایت ہے کہ پایا مین نے اکثر صحابہ کو کہ جب اوٹھاتے سر کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور
تیسری رکعت مین کھڑے ہوتے اور نہین بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الرزاق نے ابن مسعود اور
ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہے اور بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ اونھون
نے ابن مسعود کو ایسا ہی دیکھا ہے پس اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرنیوالے تھے اور مالک بن حویرث سے کہ جن سے
بخاری نے روایت کی ہے زیادہ لازم پکڑنے والے صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اوسکے
جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہے ثابت ہوگیا پس تقدیم اوسکی واجب ہوگئی اور اسی وجہ سے اسپر

عمل نزدیک اہل علم کے ہوگیا جیسا کہ معلوم کیا تو نے قول ترمذی سے اور توفیق درمیان ان احادیث
کے بہتر ہی پس حمل کیا جائے گا اوس حدیث کا جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی اوپر حالت کبر سنی
کے اور اسی لیے روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود مین مجھسے سبقت
مت کر جایا کرو اس لیے کہ جسقدر مین تم سے وقت رکوع کے سبقت کر جاؤنگا اوسی قدر تم پاؤگے
جب مین رکوع سے سر اوٹھاؤنگا تحقیق مین بھاری بدن والا ہوگیا ہون روایت کیا اسکو ابو داؤد
نے انتہی **قال** مسئلہ بست و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز مین پانچ
تکبیرین کہنی جائز نہین اگر امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت اوسکی نہ کرے اور یہ مذہب امام
اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبد الرحمن
بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا تھے زید بن ارقم تکبیرین کہتے ہمارے جنازون پر چار اور تحقیق
اونھون نے تکبیرین کہین ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا مین نے اونسے کہ ہمیشہ چار تکبیرین
کہتے تھے اور آج پانچ کیون کہین پس کہا اونھون نے کہ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیرین
کہتے الخ **اقول** امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین وَھٰذَا الْحَدِیْثُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
مَنْسُوْخٌ دَلَّ الْاِجْمَاعُ عَلٰی نَسْخِہٖ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ وَغَیْرَہٗ نَقَلُوْا
الْاِجْمَاعَ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یُکَبِّرُ الْیَوْمَ اِلَّا اَرْبَعًا وَھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّھُمْ اَجْمَعُوْا بَعْدَ
زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الْاِجْمَاعَ بَعْدَ الْخِلَافِ یَصِحُّ یعنی یہ حدیث نزدیک علما کے منسوخ
ہی دلالت کرتا ہی اجماع اوپر نسخ اسکی کے اور تحقیق پہلے گذر چکا کہ ابن عبد البر وغیرہ نے نقل کیا ہی اجماع
کو اس امر پر کہ آج کے دن نہ کہی جائین تکبیرین مگر چار اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اونھون نے بعد زید بن ارقم
کے اجماع کر لیا ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اجماع بعد خلاف کے درست ہی انتہی اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ
مین لکھا ہی کہ صحت کو پہونچا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آخر نماز جو نجاشی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے پڑھی ہی چار تکبیرین اوسمین کہی ہین اور وقت وفات تک اسی پر ثابت رہے اور ابن بطال
نے ہمام بن حارث سے روایت کی ہی کہ عمر نے جمع کیا آدمیون کو چار پر مگر اہل بدر کہ اون پر تکبیرین پانچ

اور چھہ اور سات کہی جاتی تھین آور کہا ابن حزم نے محلی مین کہ عمرؓ نے چار تکبیرین کہین اور علیؓ نے
چار تکبیرین کہین اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیرین کہین اور عبد اللہ بن ابی اوفی نے
اپنے بیٹے پر چار تکبیرین کہین اور زید بن ارقم نے چار تکبیرین کہین اور ایسیہی براء بن عازب اور
ابن عمر اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور صحیح ہوا ہی کہ تحقیق ابو بکر صدیقؓ
نے نماز پڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیرین کہین پس اگر زیادہ کیجاتین واسطے کسی کے
بسبب اوسکی شرافت کے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ والے تھے اور نماز پڑھی عمرؓ نے
ابو بکرؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی صہیبؓ نے عمرؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی
امام حسنؓ نے علےؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی عثمانؓ نے خبابؓ پر پس چار تکبیرین
کہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ روایت کی امام محمدؒ نے بواسطہ امام صاحبؒ کے حمادؒ سے کہ
کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پانچ اور چھہ اور چار تکبیرین کہا کرتے تھے یہان تک کے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اسیطرح ابو بکر صدیقؓ کی خلافت مین کیا پھر
عمرؓ خلیفہ ہوے پس لوگون نے ایساہی کیا پس فرمایا اون سے عمرؓ نے کہ تم لوگ گروہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جب تم مختلف ہو جاؤ گے تو تمہارے بعد آدمی بھی اختلاف
کرینگے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہین پس اجماع کرو تم ایسی شی پر کہ تمہارے بعد جو آوینگے
وہ بھی اوسپر اجماع کرلین پس اجماع کیا اے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر کہ معلوم کرین
آخر جنازے کو کہ جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوسی کو اخذ
کرلین اور اوسکے ماسوا کو ترک کردین سو غور کیا اونھون نے پس پایا آخر جنازے کو کا دس کے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین کہی تھین اور اس حدیث مین انقطاع ہی درمیان
ابراہیم اور عمرؓ کے اور انقطاع ہمکو کچھہ مضر نہین علاوہ اسکے امام احمدؒ نے اس حدیث کو دوسری
سند سے موصول بھی روایت کیاہی اسیطرح چار تکبیرین مستدرک حاکم مین اور سنن بیہقی مین
اور طبرانی اور مسند بزار وغیرہ مین آئی ہین اور بعضون نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم

مین آئی ہی ناسخ کہا ہی اسلیے کہ راوی اوسکے ابو ہریرہ ہین اور اسلام اونکا اخیر مین ہی اور حق نسخ ہی

کیونکہ اسناد کا ضعف ضرر نہین کرتا ہی جبکہ تائید اوسکی ہوجاوے تو وہ صحیح ہوجانے کی اور بیان

تائید ہوگئی ہی اور وہ کثرت سے روایتون کا وارد ہونا اور تمام جہان مین منتشر ہوجانا ہی خصوصًا

کثرت روایت صحابہ سے پس تحقیق وہ دلالت کرتا ہی کہ آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چار کا

تقرر ہوگیا تھا علاوہ اس کے حدیث ابو حنیفہ رح کے صحیح ہی اگرچہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے

بعد ثقہ ہونے راویون کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والون مرسل کے جسوقت وہ

قوت پا جاوے تو صحیح ہی اور یہ ایسی ہی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویون کے حاصل

ہوگئی ہی اور اس سے غالب ظن حقیت کا ہی انتہے ملتقطًا گو اسمین عبارت امام نووی کی کافی تھی

مگر سندًا عبارت حنفیہ کی بھی لکھدی ہی تاکہ معلوم ہوجاوے کہ حنفیہ کے یہان بھی خوب تحقیق

کی گئی ہی **قال** مسلہ بست و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز

مین سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنی درست نہین الخ **اقول** ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا

يُقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ الْقُرْاٰنُ لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا

لَهُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ

فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ یعنی اور نہ پڑھا جاوے جنازے کی

نماز مین قرآن بسبب اوس حدیث کے جو ابو ہریرہ سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جسوقت نماز پڑھو تم جنازے پر پس خالص کرو واسطے

اوسکے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بسبب اوس حدیث کے جو نافع سے مروی ہی کہا

اونھون نے تحقیق عبد اللہ بن عمر قرآن نہین پڑھتے تھے جنازے کی نماز مین روایت کیا

اسکو امام مالک نے انتہے اور فتح القدیر مین ہی لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ اِلَّا اَنْ يَقْرَأَهَا بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ

یعنی نہ پڑھے سورۂ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اوسکو نیت ثنا سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ مین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو وان قرأ الفاتحۃ علی نیۃ الدعاء جاز ولیس فی صلوۃ الجنازۃ قرأۃ القرآن عندنا قال ابن بطال وممن کان لا یقرأ فی الصلوۃ علی الجنازۃ وینکر عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وابن عمر وابو ہریرۃ ومن التابعین عطاء وطاؤس وسعید بن المسیب وابن سیرین وابن جبیر والشعبی والحکم وقال مالک قراءۃ الفاتحۃ لیست معمولا بہا فی بلدنا فی صلوۃ الجنازۃ یعنی اگر پڑھی الحمد بنیت دعا سے جائز ہی اور نہین ہی نماز جنازہ مین پڑھنا قرآن کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطال نے اور اون شخصون مین سے جو جنازے کی نماز مین نہین پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن عمر اور ابو ہریرہ ہین اور تابعین مین سے عطا اور طاؤس اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور ابن جبیر اور شعبی او رحکم ہین اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جنازے کی نماز مین ہمارے شہر مین (یعنی مدینہ شریف مین) عمل نہین ہی انتہے اور کہا امام طحاوی نے ولعل قراءۃ بعض الصحابۃ فی صلوۃ الجنازۃ کان بطریق الثناء والدعاء لا علی وجہ القراءۃ یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جنازہ مین بطریق ثنا اور دعا کے تھا نہ بطریق قراءت کے انتہے حاصل یہ ہی کہ حنفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہین منع کرتے ہین بلکہ بنیت دعا و ثنا کی درست رکھتے ہین اور جن روایات مین پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کا ثابت ہوا اوسکو اسی پر محمول کرتے ہین بس مخالفت حدیث کی ان پر نہین لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہی **قال** مسئلہ بست وششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین یہ لکھا ہی کہ نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی درست نہین الخ **اقول** اگر اسی حدیث مسلم کو معترض صاحب غور فرماتے تو اوس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول خلاف نہین بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہی کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین فبلغھن ان الناس عابوا ذلک وقالوا ما کانت الجنائز

يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ يعني بس خبر پہونچی ازواج مطہرات کو کہ صحابہ نے عیب جانا اسکو اور کہا نہیں تھے جنازے کہ داخل کیے جاتے ہون مسجد مین انتہے اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ دستور نہ تھا اور فقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہین کہ سکتے کہ ہمیشہ یون ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مسنون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانون کی جو مدینے شریف مین وفات پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد مین ضرور داخل کیے جاتے اور عایشہؓ یون فرماتین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین نماز پڑھتے تھے تمام عمر مین کل دو شخصون کی نظیر بتلائی پھر صحابہ کا انکار کرنا اور معیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے کہ مسجد سے باہر پڑھنے پر امر قرار پایا تھا فتح القدیر مین ہے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ابوہریرہؓ کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا اَجْرَ لَهٗ يعني فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے جنازے کی مسجد مین پس واسطے اوسکے کوئی اجر نہین انتہے اور یہ حدیث معتمد ہے حجت لائے اسکی صحت پر علامہ عینی اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ مین اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہے وَصَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلٍ وَّاقِعَةُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهٗ فَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ بِضَرُوْرَةِ كَوْنِهٖ مُعْتَكِفًا وَلَوْ سُلِّمَ عَدَمُهَا فَاِنْكَارُ الصَّحَابَةِ عَلَيْهَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهُ اسْتَقَرَّ الْحُكْمُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلَى التَّرْكِ وَلَوْ لَا ذٰلِكَ لَا اَنْكَرُوْهُ عَلَيْهَا وَصَلٰوةُ الصَّحَابَةِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعُذْرِ دَفْنِهِمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يعني اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہے عام نہین پس جائز ہے کہ ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے اور اگر تسلیم کیا جائے عدم ضرورت کو سو انکار کرنا صحابہؓ کا عایشہؓ پر دلیل اسکی ہے کہ بعد اسکے ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہوتا تو انکار صحابہؓ نہ کرتے اور نماز صحابہ کی ابوبکرؓ اور عمرؓ پر مسجد مین بسبب عارضہ دفن ہونے اونکے کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے تھی انتہے

فتح القدیر باب الصلوة علی المیت

برہان شرح مواہب الرحمن باب الصلوة علی المیت

عینی شرح ہدایہ

اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اسی مقام پر لکھتے ہیں وَعَلٰی کُلِّ تَقْدِیْرٍ اَلصَّلٰوۃُ عَلَی الْجَنَازَۃِ
خَارِجَ الْمَسْجِدِ اَوْلٰی وَاَفْضَلُ بِلَا وُجُوْبٍ لِلْخُرُوْجِ عَنِ الْخِلَافِ لَا سِیَّمَا فِیْ
بَابِ الْعِبَادَاتِ یعنی اوپر ہر تقدیر کے نماز جنازے کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہی بغیر
وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصاً باب عبادات میں انتہی اور امام مالک رح
کا بھی یہی مذہب ہی کہ مسجد میں نماز جنازہ نچاہیے **قال** مسئلہ بست وہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہی کہ ہمارے حد مولا غلام اپنے کو مگر ساتھ اذن امام کے الخ **اقول** شرح
کنز الدقائق میں عینی نے لکھا ہی وَلَنَا مَا رُوِیَ عَنِ الْعَبَادِلَۃِ الثَّلٰثَۃِ مَوْقُوْفًا
وَمَرْفُوْعًا اَرْبَعَۃٌ اِلَی الْوُلَاۃِ اَلْحُدُوْدُ وَالصَّدَقَاتُ وَالْجُمُعَاتُ وَالْفَیْءُ وَعَنْ
عَلِیٍّ مِثْلُہٗ وَالْمُرَادُ بِمَا رُوِیَ التَّسَبُّبُ بِالْمُرَافَعَۃِ اِلَی الْحُکَّامِ لَا الْمُبَاشَرَۃُ بِغَیْرِ
اِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ یَکُوْنُ ذٰلِکَ اِذْنًا مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْمَوَالِیْ بِاَنْ یُقِیْمُوا الْحُدُوْدَ
عَلَیْہِمْ وَعِنْدَنَا تَجُوْزُ اِقَامَتُہٗ لِلْمَوْلٰی بِاِذْنِ الْاِمَامِ یعنی اور ہماری دلیل وہ ہی جو
عبادلہ ثلاثہ یعنی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت موقوف اور
مرفوع آئی ہی کہ چار چیزیں حکام کے اختیار میں ہیں حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت اور
علی سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور مراد اوس سے جو مروی ہی سبب کرنا مولا کا ہی واسطے مرافعہ کی
طرف حکام کے نہ خود بغیر اذن امام کے حد قایم کرنا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موالی کو اذن دیا ہی
کہ حدود غلاموں پر قائم کریں اور نزدیک ہمارے جائز ہی حد قائم کرنا مولی کو اذن امام سے انتہی
خلاصہ یہ ہی کہ یا تو انکو باعتبار سبب کے فرمایا کہ حکام کو اطلاع کر دیا کریں اور کچھ شفقت بوجہ مملوک ہونیکے
حدود میں نکیا کریں یا خود انکو فرمایا کہ تم حد قائم کیا کرو مگر اسمیں اذن اور غیر اذن کا کچھ ذکر نہیں پس ان
حدیثوں سے جو عبادلہ ثلثہ سے مروی ہیں معلوم ہوا کہ حد مولی قائم کرے مگر امام کے اذن سے
ہو اگر بعد اذن امام کے حد قائم کریں گے تو بھی یہ حدیث حد قائم کرنے کی اون پر صادق آویگی
پس تطبیق سب احادیث میں ہو جائے گی آخر اسمیں تو سب کا اجماع ہی کہ اگر مولی اپنے ہاتھ سے

عینی شرح کنز الدقائق

حد نہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہو گا حالانکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
اسی طرح یہان سمجھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہو گا البتہ اگر حدیث مین تصریح
ہوتی کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری حدیث سے
اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہی اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہی جو مصنف ابن ابی شیبہ
مین حسن بصری سے اور دوسری عطا خراسانی سے اور تیسری عبد اللہ بن جریر سے اسی مضمون
کی آئی ہی گو مرفوع نہو مگر ایسے ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہین کہہ سکتے پس اگر حدیث مین
جو صحیحین مین وارد ہی مولی کی ہی جانب اقامت حد رکھی ہے مگر اذن امام ان حدیثون
سے اوس مین کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انکار نہین کرتی گو معترض صاحب کو انکار
ہی پس اس صورت مین تو بلا تکلف درست ہی اور اگر معنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہین اس
قسم کے محاورات بہت آتے ہین قرآن شریف مین ہی یَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا یعنی اے
ہامان بنا تو واسطے میرے ایک محل انتہے اور ظاہر ہی کہ بنانے والے معمار اور مزدور ہون گے
اور مثلاً قَتَلَ الْأَمِيرُ فُلَانًا وَنَادَى الْأَمِيرُ فِي النَّاسِ یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان
شخص کو اور منادی کی بادشاہ نے آدمیون مین انتہے ظاہر ہی کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے
اوسکی طرف نسبت کر دی ہی اسیطرح ندا کرنیوالا اور شخص ہوتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کیطرف
نسبت کر دیجاتی ہی غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام و نشان بھی نہین ورنہ بے انصافی
سے گھر مین بیٹھے جہان چاہو مخالفت کہدو ہان منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہی

قال مسئلہ بست و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کہے شوہر اپنی عورت کو حمل
تیرا مجھ سے نہین ہی تو نہین ہی لعان یہ مذہب ہی امام اعظم اور اونکے شاگرد زفر کا سو امام اعظم
اور اون کے شاگرد زفر نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین
روایت ہی سہل بن ساعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور حمل ہوا
اوسکو تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وحی اوتاری گئی ہی بیچ قصے تیرے

کے اور عورت تیری ہی کے پس لعان کی دونون نے یعنی میان بیوی نے

اقول

امام صاحب فرماتے ہین کہ اگر فقط حمل کا انکار کرے گا تو بوجہ عدم تیقن حمل نہوگا ہان اگر زنا کا دعوا کیا یا یون کہا کہ یہ حمل زنا کا ہی اسصورت مین لعان آجائے گا کیونکہ زنا کو ذکر کر دیا پس امام صاحب کے نزدیک حدیث مین لعان بوجہ قذف کے ہی انکار حمل سے نہین اب اوس حدیث کو ہم لکھتے ہین کہ جسمین معترض صاحب نے تحریف کی ہی اور الفاظ سابق چھوڑ گئے ہین ناظرین با انصاف خود ملاحظہ کر لینگے کہ اس حدیث مین انکار حمل کا پتا بھی نہین اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ اَوْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ شَاْنِہٖ مَا ذُکِرَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَی اللّٰہُ فِیْکَ وَفِی امْرَاَتِکَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی تحقیق ایک شخص انصاری خدمت مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا پس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اوس شخص کی کہ اپنی عورت کے ساتھ کسی شخص کو پاوے کیا اوسکو قتل کرے یا کیا کرے پس نازل کی اللہ تعالی نے اوسکی شان مین وہ آیت لعان کی جو قرآن مین مذکور ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہی اللہ تعالی نے تیرے اور تیری زوجہ کے قصے مین کہا راوی نے پس لعان کیا دونون نے مسجد مین انتہی اس عبارت کے بعد راوی کا یہ قول ہی وَکَانَتْ حَامِلًا وَکَانَ ابْنُہَا یُدْعٰی لِاُمِّہٖ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ اور لڑکا اوسکا اپنی مان کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہی پس ظاہر ہی کہ اوس شخص قاذف کا ہرگز یہ دعوا نہ تھا کہ یہ حمل مجھسے نہین ہی بلکہ الفاظ زنا سے اوسنے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے دعوے سے لازم آجاتا ہی کہ حمل کا بھی منکر ہی مگر اوس شخص کے کلام مین کہین کسی حدیث سے انکار حمل نہین ہان الفاظ زنا بالتصریح موجود ہین چنانچہ اسی حدیث بخاری مین وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ کے لفظ سے قذف زنا ثابت ہوتا ہی پس واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے یون کہنا کہ لعان فقط انکار حمل سے حدیث مین وارد ہوا ہی ہرگز ہرگز کسی حدیث سے ثابت نہین پس اس مسئلے کو مخالف حدیث کے کہنا

ایکا عین مغالطہ ہی فَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

وَلَنْ تَفْعَلُوْا **اقال** مسلہ نہم عینی شرح ہدایہ مین او شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی

کہ پگڑی پر مسح کرنا درست نہین اور یہی مذہب ہی امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک کا سو امام اعظم رح

او رامام شافعی اور امام مالک رح نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا پہلے حدیث مسلم

مین روایت ہی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر

مسح کیا اپنی پیشانی کے بالون پر اور پگڑی پر اور موزون پر الخ **اقول** شرح سفر السعادت

مین لکھا ہی کہ امام محمد رح نے اپنی موطا مین تحریر کیا ہی کہ امام مالک رح نے کہا کہ ہمکو جابر رض کی خبر پہونچی کہ اون

لوگون سے عمامہ پر مسح کرنے کو دریافت کیا کہا اونھون نے نہین جائز ہی جبتک پیشانی پر

مسح نکرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہین اور یہی قول ہی ابو حنیفہ کا اور نافع کہتے ہین کہ مین نے صفیہ ابو عبید

کی دختر یعنی زوجہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کو وضو کرتے ہوے دیکھا اور مسح کرتے ہوے سر کا خمار علحدہ کرکے اور خبر

پہونچی ہمکو کہ اول عمامے کا مسح مقرر تھا اوسکے بعد ترک کر دیا گیا اور منسوخ ہو گیا اور یہی ابو حنیفہ اور تمام

فقہا ہمارے کا قول ہی اور ہشام بن عروہ سے روایت ہی کہ اونھون نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو

دیکھا کہ عمامے کو علحدہ کیا پھر مسح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَوِ اقْتَصَرَ عَلَى

الْعِمَامَةِ وَلَمْ يَمْسَحْ شَيْئًا مِّنَ الرَّاْسِ لَمْ يُجْزِهِ ذٰلِكَ عِنْدَنَا بِلَا خِلَافٍ وَهُوَ

مَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَبِیْ حَنِيْفَةَ وَاَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اور اگر فقط عمامے کا مسح کیا اور سر کو

مطلق نچھوا تو نہین کافی ہوگا نزدیک ہمارے بلا خلاف اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام ابو حنیفہ رح

اور اکثر علما کا انتہی پس معلوم ہوا کہ جمہور اسیطرف گئے ہین اور بعض نے ظاہر لفظ سے اخذ کیا ہی مگر

اور حدیثون مین برابر سر کا مسح ثابت ہوتا ہی اور کیون نہو کہ قرآن شریف مین صریح مسح سر کا

حکم موجود ہی اور حدیث مسلم مین بھی جو کہ معترض نے نقل کی ہی پیشانی اور پگڑی پر مسح ثابت ہی

چونکہ بقدر فرض جو مقدار پیشانی ہی مسح کرنا ضروری ہی فقط بیان کرنا پگڑی کے مسح کا ضرور تھا تا

کہ معلوم ہو جاوے کہ کل سر کا مسح پہلے اکثر آپ کیا کرتے تھے اب اگر بقدر فرض سر کا مسح ہو جاوے

شرح سفر السعادت … مطبع …

مسلم جلد اول صفحہ … مطبع …

اور باقی گویگڑی پر ہو تو بھی جائز ہی اسیوجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط پگڑی کو بیان جواز کے لیے کچھ حصر کیواسطے نہین بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت مین ضروری ہی یا یون کہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کرکے پگڑی کو سر مبارک پر جمایا ہوگا راوی نے دیکھکر یون جاناکہ مسح کرتے ہین غرض کہ بوجہ مخالف ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور جمہور محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو اسی معنون سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا پس اسقدر عقل سے کام لینا حنفیہ کے یہان نہایت ضروری ہی اگر عقل اسکے کام نہ آئے تو پھر کس کام آسے گی اسی کو توسط بین الافراط والتفریط کہتے ہین **قال** مسلہ ائمہ کنز الدقائق مین لکھا ہی کہ ایک وقت مین دو نمازون کا جمع کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض مین جائز نہین الخ **اقول** اس مین طعن مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے درست نہین ہی اسوجہ سے کہ اونھون نے بے دلیل حکم ممانعت کا نہین دیا بلکہ اون کے پاس اس کے دلائل موجود ہین اور جو دلائل شافعیہ کے ہین اونکے جوابات بھی کتب حنفیہ مین مرقوم ہین ذرا آنکھین کھول کے دیکھیے اور اندھون کی طرح بدزبانی نہ کیجیے چنانچہ علامہ زیلعی رح تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ ہماری حجت وہ نصوص ہین جو اوقات کی تعیین کرتے ہیں مثل قول اللہ تعالے کے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اور سوا اسکے آیتین اور حدیثین ہین پس ترک کرنا اسکا جائز نہین جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعی الثبوت نپائی جائے اور اما عبد اللہ ابن مسعود رض نے قسم پر اوٹھائی کہ کوئی معبود نہین اسکے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھے مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفے مین اور درمیان مغرب و عشا کی مزدلفہ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ابن عمر رض سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے نہین جمع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درمیان مغرب اور عشا کے سفر مین کبھی مگر ایک بار اور اسقدر تاخیر کرنے مین کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تفریط ہی اور تحقیق فرمایا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

جمع بین الصلوتین

حدیث ابن مسعود

وسلم نے کہ سونے مین تفریط نہین ہے بلکہ تفریط (یعنی قصور کرنا) جاگنے مین ہے باین طور کہ تاخیر کیجاوے
نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابو جعفر نے کہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال مین کہ آپ سفر مین تھے دلالت کرتا ہے کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
مسافر اور مقیم کا بیان جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے احتراز تفریط کے جمع نہین
کیا اور مطلب اوس روایت کا جس مین جمع آئی ہے اگر صحیح ہو جائے تو یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ظہر کے آخر وقت مین نماز پڑھی اور عصر کے اول وقت مین ایسے ہی مغرب اور عشا مین کیا پس جمع کرنا فعل مین ہوا
ایک وقت مین نہوا اور راوی نے جو تصریح کی ہے کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہو گیا تھا اوسکو مجاز اً کہنا اختیار
کیا جائے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہے جیسے قول اللہ تعالے کا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَاَمْسِكُوْهُنَّ یعنی جب قریب اختتام عدت کے پہونچین تو روکو اونکو اس لیے کہ بعد عدت کے
روکنے پر قادر نہین ہوتا یا اس قول راوی کو اسپر حمل کرین گے کہ اونکو اس کا گمان ہو گیا اور اوسکی
نظیر وہ حدیث ہے جو جبرئیل علیہ السلام کی امامت مین مروی ہے کہ اونھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو ظہر کی نماز دوسرے دن اوسوقت پڑھائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کی نماز پڑھائی تھی یعنی
قریب عصر کے وقت آ گیا تھا یا یون کہین کہ راوی نے یہ گمان کر لیا کہ دونون نمازین ایک ہی
وقت مین واقع ہوئین اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہے جو نافع سے مروی
ہے کہا اونھون نے نکلا مین ساتھ ابن عمر رض کے سفر مین اور آفتاب غروب ہو گیا تھا پس جب دیر
ہوئی تو مین نے کہا نماز رحم کرے اللہ تمپر پس دیکھا میری طرف اور چلے یہان تک کہ جب آخر شفق
کا وقت آیا تو اوترے پس نماز مغرب کی پڑھی پھر تکبیر عشا کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
نماز پڑھائی ہمکو پھر متوجہ ہوے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
جب سفر مین عجلت ہوتی یون ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہے کہا عبد الحق نے اور یہ حدیث
اسپر نص ہے کہ ہر ایک کو دونون نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اوس کے
پڑھا ہے اور کہا نافع اور عبد اللہ بن واقد نے کہ مؤذن ابن عمر رض نے نماز کو کہا فرمایا چل یہان تک

کہ جب قریب غائب ہونے شفق کے وقت پہونچا اوترے پس مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا یہانتک
کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا کی نماز پڑھلی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی سفر کی
ہوتی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ مین نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی صریح تر زیادہ ہی اور
ابن عمر سے وقت مین الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہین اور عبد الحق نے احکام مین ذکر کیا ہی کہ جو حدیث
ابن عمر سے ان دونون نمازون کے جمع کرنے مین مروی ہی اسناد اوسکی صحیح ہی اور راوی اوس کے
کل ثقہ ہین لیکن بعض مین وہم ہی اور صحیح اون سے روایت جابر کی ہی اور جو اوس کے معنون مین ہی اور
تحقیق کیا اونھون نے کہ ہر نماز دو نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
پڑھی ہی اور وہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابو الطفیل سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
غریب ہی اور کہا ابو داود نے نہین قایم ہی کوئی حدیث تقدیم وقت مین اور کہا حاکم نے حدیث ابو الطفیل
کے موضوع ہی ولیکن حدیث انس کی پس احتمال ہی کہ جمع کلام زہری سے ہو کیونکہ زہری حدیث کو
اکثر اپنے کلام کے ساتھ ملادیا کرتے تھے حتی کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی مین ہی اور تحقیق انکار کیا
عایشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت مین جمع کرنے کو کہتا ہی اور حدیث اونکی پہلی ہمارے واسطے
بھی حجت ہی اس لیے کہ اوسمین سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہین اور یہ منافی اوس کے نہین جو
ہمنے کہا ہی اپنے کلام از یہی اور شرح سفر السعادۃ مین ہی کہ امام محمد نے اپنی موطا مین لکھا ہی کہ ہمکو عمر سے یہ
روایت پہونچی ہی کہ اونھون نے اپنے عاملون کو اطراف مین لکھ بھیجا اور ممانعت کی اونکو اس بات سے
کہ جمع کرین وہ دو نمازون کو ایک وقت مین اور خبر کردی اون کو کہ ایک وقت مین دو نمازین جمع کرنی
گناہ کبیرہ ہی اور بیان کیا ہی اس خبر کو ہمسے ثقات نے علا بن الحارث سے اونھون نے مکحول سے
روایت کی ہی اور چونکہ تعیین اوقات قطعی ہی اور متواتر ہی پس خبر آحاد اوسکے معارض نہین ہوسکتی بخلاف
افطار اور قصر صلوۃ کے سفر مین کہ دونو نص قرانی سے ثابت ہین اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نے
عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے نہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ پڑھی
نماز کو اوس کے غیر وقت مین پڑھتے ہو مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہی اونکو مزدلفہ مین

شیخ
سفر السعادۃ
مصنفہ شیخ عبد الحق [illegible]

اور احادیث مین جمع کرنا ظہر اور عصر کو عرفات مین بھی آیا ہی اور یہ جمع کرنا بجہت ارکان حج کے تھا نہ بوجہ
سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہی کہ لوگون نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبد اللہ
نے کسی شب جمع کیا ہی سفر مین کہا نہین مگر مزدلفے مین اور احادیث جمع تقدیم کی صحاح مین بہت
کم ہین اور روایت مین بخاری کے اختلاف ہی اسیواسطے بہت ایمہ اوسکے قائل نہین ہین پس
نزدیک جمع تاخیر بعض وقت مین او تاویل وسکی یہ ہی کہ مراد جمع بین الصلوتین سے تاخیر کرنا اول نماز کا
اور گذارنا آخر وقت اوس کے مین او جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اوسکے مین اور بعضون
نے اسکا جمع صوری نام رکھا ہی اس لیے کہ صورۃً جمع ہی حقیقۃً نہین اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
جو کہ حنفیہ نے جمع کرنا سفر مین ذکر کیا ہی باب استحاضہ مین حمنہ بنت جحش کی حدیث مین بھی ایسی
آیا ہی اگرچہ لفظ حدیث بعض روایات مین یہ ہی کہ وقت عصر مین پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر
ہی بوجہ اون دلائل کے جو مذکور ہوے اور بعض روایات مین تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہی کہ جمع
کرتے تھے تاکہ اپنی امت کو حرج مین نہ ڈالین اسوجہ سے ہی کہ اس مین وسعت ہی کہ اگر کسی کو
فراغت اور رفاہیت اول وقت مین ہو تو اول وقت پڑھے ورنہ تاخیر کرے اور اخیر وقت مین ادا
کرے تاکہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جاری
کرنے مین ظاہر ہی اور امام محمد اپنی موطا مین کہتے ہین کہ ہمکو ابن عمر سے پہونچا ہی کہ اونھون نے مغرب
کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا اونھون نے یہان تک
کہ غائب ہو گئی شفق اور جامع الاصول مین ابو داؤد کی روایت نافع او عبد اللہ بن واقد سے
آئی ہی کہ کہا موذن ابن عمر رضہ نے نماز کو فرمایا چل اقبل غروب شفق تک پس اوترے اور نماز مغرب
پڑھی پھر انتظار کیا یہان تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشا پڑھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ مین نے کیا ہی جو مذکور ہوا جمع بین الصلوتین
مسافر کے واسطے تھا لیکن مقیم کے واسطے پس ترمذی کہتے ہین کہ بعض اہل علم جمع بین الصلوتین
مریض کے واسطے بھی کہتے ہین اور بعض بارش مین جمع کرنے کی طرف گئے ہین اور ترمذی نے

ابن عباس سے روایت کی ہے کہا ابن عباس نے مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ
فَقَدْ اَتٰى بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْكَبَائِرِ یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازون کے بغیر عذر سے
پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ کبیرہ کے دروازون مین سے اور عمل اسی پر ہے نزدیک جمہور
امت کے کہ جمع نکیا جاوے درمیان دو نمازون کے مگر سفر مین یا عرفے مین انتہے کلام الترمذی
اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباس رض سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع کیا درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کے مدینے شریف مین بلا خوف کے اور بغیر بارش کے
اور ایک روایت مین ہے بغیر خوف کے سفر مین دریافت کیا ابن عباس رض سے کہ کیون ایسا کیا کہا
تاکہ مشقت اور تنگی مین امت آپکی نہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے جامع ترمذی مین اس حدیث
کو لائے ہین اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کی ہے کہ کہا اونھون نے کہ میری کتاب مین کوئی
ایسی حدیث نہین کہ تمام امت نے اوسکے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث جمع کے بلا خوف اور بارش
کے اور حدیث قتل کرنے شراب پینے والے کی چوتھی مرتبہ اور نووی کہتے ہین کہ یہ بات ترمذی کی حدیث
قتل مین مسلم مین ہے اسواسطے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہے اور عمل اوسپر کل امت کا متروک ہے لیکن
حدیث جمع بغیر خوف و مطر کی سوا اوسکے بعضے بوجہ عذر مرض کے قائل ہین اور بعضے مثل ابن سیرین اور
اشہب کے بجہت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قائل ہین اوس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کرلے
اسیواسطے عدم حرج کی علت مرض وغیرہ بیان کرتے ہین انتہے کلام النووی اور یہ حدیث
بھی نزدیک حنفیہ کے اوسی پر محمول ہے جو باب سفر مین بیان ہوئی باوجودیکہ اونھون نے کہا ہے
کہ بعض پرکھنے والے حدیث کو بعض حدیثون مسلم مین کلام ہے اور شاید یہ حدیث اوسی قبیل سے ہے
واللہ تعالے اعلم انتہے عبارت شرح سفر السعادت پس اس سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مسلک بہت با احتیاط
ہے حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر بنظر احتیاط اور حدیثین بھی لکھدین جنسے معلوم ہوتا ہے
کہ امام صاحب کی راے موافق قرآن اور حدیث کے ہے اگر اسیکا نام مخالفت ہے تو پھر موافقت
مثل عنقا ہو جائے گی اور کہین احادیث متعارض ہین وجہ توفیق کی آپ سے بن نہ آئے گی

جسطرح تطبیق احادیث مین حنفیہ دیتے ہین دوسرے مذہب مین یہ بات نہین بلکہ بعض احادیث
کا ترک ضرور لازم آتا ہی اس تطبیق مین آدمی کی تسکین ہوجاتی ہی کہ عجب نہین جو راوی سے تعمیًا یا مجازًا
یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہی **قال** مسئلہ سی و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
امام اگر نماز مین قرآن دیکھکر پڑھے تو نماز فاسد ہوجاتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم رحنے
اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین ہی کہ امامت کروا تا تھا حضرت عایشہ کو ذکوان
غلام اون کا قرآن سے یعنی نماز مین قرآن دیکھکر پڑھتا تھا **اقول** چونکہ قرآن سے دیکھ کے
پڑھنے مین بعض صورتون مین عمل کثیر لازم آتا ہی اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہوجاتی ہی
گو اسکی تفسیر مین اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی امام ہو یا اکیلا پڑھے قید
امام اتفاقی ہی اور جس صورت مین عمل کثیر نہو تو حنفیہ کے نزدیک بوجہ تعلم من الخارج یعنی نمازی کا
بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہی اور ابن حزم نے محلی مین لکھا ہی وَهُوَ قَوْلُ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قُلْتُ وَهُوَ مَذْهَبُ الظَّاهِرِيَّةِ اَيْضًا
یعنی یہی قول ہی ابن مسیب اور حسن بصری اور شعبی کا مین کہتا ہون کہ یہی مذہب ظاہریہ کا بھی ہی انتہی اور
عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر کہے تو کہ ذکوان سولے عایشہ کا امامت اونکی رمضان
مین کیا کرتا تھا اور قرآن سے دیکھکر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد والمولے مین
کہون گا مین فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہی کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھکر
یاد کر لیتا تھا پھر کھڑے ہوکر نماز مین پڑھ دیتا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ہر دو شفعون کے درمیان
دو رکعتون کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا پس دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھکر پڑھتا ہی پس
اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس تاویل کی تائید یہ امر کرتا ہی کہ آخر قراءت قرآن شریف سے دیکھکر
نماز مین مکروہ تو ضرور ہی اور ہمکو عایشہ رض سے یہ گمان نہین کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہون اور اوس
شخص کے پیچھے نماز پڑھتی ہون جو مکروہ نماز پڑھائے اور ابن عباس سے روایت کی گئی ہی کہ فرمایا اونھون نے
منع کیا ہمکو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کرین لوگ قرآن شریف دیکھکے پڑھنے سے

ذکر کیا اس حدیث کو ابوبکر بن ابوداود نے مع اسناد کے انتہے **قال** مسئلہ سی و دوم فتاوی عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام کے پیچھے صف مین اگر جگہ موجود ہی تو نماز اکیلے کی مکروہ ہی اور اگر جگہ نہین ہی تو نہین ہی مکروہ الخ **اقول** بخاری اور ابوداود مین ہی اَنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ رض پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درحالیکہ آپ رکوع مین تھے پس رکوع کیا ابوبکرہ نے پہلے اسکے کہ پہنچا ئین صف مین پھر چلے طرف صف کے پس ذکر کیا گیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا آپ نے زیادہ کرے اللہ حرص تیری پھر ایسا نکر یا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکر انتہے غرض لَا تَعُدْ کے کوئی معنی لیجیے کسی مین نماز کے اعادے کا حکم نہین بلکہ نہی تنزیہی پائی جاتی ہی اسیوجہ سے امام صاحب فرماتے ہین کہ نماز مکروہ ہوتی ہی اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ الْقَاضِیْ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِلٰی اَنَّ الْاِنْفِرَادَ خَلْفَ الصَّفِّ مَکْرُوْہٌ غَیْرُ مُبْطِلٍ وَقَالَ النَّخْعِیُّ وَحَمَّادٌ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَوَکِیْعٌ وَاَحْمَدُ مُبْطِلٌ وَالْحَدِیْثُ حُجَّۃٌ عَلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَاْمُرْہُ بِالْاِعَادَۃِ یعنی کہا قاضی نے جمہور اسطرف گئے ہین کہ اکیلا کھڑا ہونا پیچھے صف کے مکروہ ہی باطل نہین کرتا نماز کو اور کہا نخعی اور حماد اور ابن ابی لیلی اور وکیع اور امام احمد نے نماز کو باطل کر دیتا ہی اور یہ حدیث اونپر حجت ہی اس لیے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا اوس شخص کو نماز لوٹانے کا انتہے اور ملا علے قاری بھی لکھتے ہین کہ تورپشتی اور محی السنہ نے کہا ہی کہ اس حدیث مین اسپر دلالت ہی کہ اکیلے پیچھے صف کے کھڑے ہونے سے نماز فاسد نہین ہوتی انتہے اور یہ بھی لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی کو اون شخصون نے جنہون نے اسکو ذکر کیا ہی اسکی تصحیح کی ہی لیکن ابن عبدالبر نے اوسکو مضطرب کہا ہی اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کہا ہی انتہے حاصل کلام یہ ہی کہ امام صاحب کا قول مخالف حدیث نہین بلکہ موافق ہی اور جمہور بھی اسیطرف گئے ہین چنانچہ کلام قاضی سے معلوم ہوا اگر آپ تو خلاف جمہور کے گئے ہین

بے شک آپنے حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہے ع زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن
بگڑا ۱۲ **قال** مسئلہ سی و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ محرم نہ پہنے کرتہ اور نہ پائجامہ
اور نہ عمامہ **فائدہ** ملا علی قاری حنفی نے مرقات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ جب محرم کے پاس تہ بند
نہو پائجامہ ہی ہو تو وہ پائجامہ کو پھاڑ کر اسکا تہ بند بنا لیوے اور اگر پائجامہ ہی پہنیگا تو
اوسپر دم آوے گا یعنی جانور ذبح کرے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھے ہوے کو
سلی ہوئی چیز مثل پائجامہ وغیرہ کے پہننا جائز نہین اور یہی مذہب امام مالک و صاحبین کا ہے اور
ماخذ اونکا وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ اور طحاوی مین مذکور ہے سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَ
لَا السَّرَاوِيْلَاتِ الحدیث یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے
محرم پہنے پس فرمایا آپ نے نہ پہنے کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پائجامہ انتہی پس امام مالک
تو اوس حدیث کا جسمین پائجامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہے بالکل انکار کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت مین یہ الفاظ نہین ہین اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہین کہ
اگر ضرورت پڑے پائجامہ پہنے مگر کفارہ اوسکا آجائے گا گو یہ حدیث کفارے سے ساکت ہے مگر
اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیزین قبل از احرام حلال تھین اور محرم کو اونکی ممانعت
کر دی گئی اگر ضرورت اونکی پڑے تو مباح ہین مگر کفارہ ضرور آئیگا چنانچہ شرح آثار مین ہے
فَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِكَ وَنُبِيْحُ لَهٗ لُبْسَهٗ لِلضَّرُوْرَةِ وَلٰكِنَّا نُوْجِبُ عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ
الْكَفَّارَةَ وَلَيْسَ فِيْمَا رَوَيْتُمُوْهُ نَفْيٌ لِوُجُوْبِ الْكَفَّارَةِ وَاِنَّا لَمْ نَقُلْ لَا
يَلْبَسُ الْخُفَّيْنِ اِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ وَلَا السَّرَاوِيْلَ اِذَا لَمْ يَجِدْ اِزَارًا وَلَوْ
قُلْنَا ذٰلِكَ كُنَّا مُخَالِفِيْنَ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَعَمْ اَوْجَبْنَا عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ
الْكَفَّارَةَ بِالدَّلَائِلِ الْقَائِمَةِ الْمُوْجِبَةِ لِذٰلِكَ وَاِنَّمَا الْخِلَافُ بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمْ فِي التَّاوِيْلِ لَا فِيْ نَفْسِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّا قَدْ صَرَفْنَا الْحَدِيْثَ عَلٰى

وَجَبَ يَحْتَمِلُهُ وَلَا تُوجِبُوا عَلَى مَنْ خَالَفَ تَأْوِيلَكُمْ خِلَافًا لِذَٰلِكَ الْحَدِيثِ یعنی پس ہم کہتے
ہین ہی او رمباح جانتے ہین واسطے اوسکے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہین ہم اوسپر باوجود
اسکے کفارے کو اور نہین ہی او سحدیث مین جو بیان کی ہی تمنے نفی وجوب کفارے کی اور ہم نہین کہتے
کہ نہ پہنے موزون کو جب جوتیان نہ ملین اور نہ پایجامہ جبکہ تہبند نہو اور اگر ہم یہ کہین تو اس حدیث
کے مخالف ہوجائین گے ہم ہان واجب کرتے ہین ہم اوسپر باوجود اسکے کفارے کو بوجہ دلائل موجودہ
کے جو واجب کرنیوالے کفارے کے ہین لیکن جناب نسبت کہ خلاف درمیان ہمارے اور تمہارے
تاویل مین ہی نفس حدیث مین خلاف نہین کیونکہ ہمنے حدیث کو اون معنو نمین بیان کیا ہی جنکی حدیث
محتمل ہی اور جو شخص تمہاری تاویل کے خلاف کرے اوسکو خلاف حدیث مت کہو انتہی مختصراً اور امام صاحب
سے بھی یہ دونون حدیثین عقود الجواہر المنیفہ فے ادلۃ الامام ابی حنیفہ مین مروی ہین اور دونون
حدیثون مین یہی تطبیق دی گئی ہی ورنہ ہر منہی عنہ کے ارتکاب مین بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
پس ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہین کہ کفارہ بھی ساقط ہوجاوے چنانچہ امام طحاوی نے اسکو خوب
معلوم و صاف سے شرح معانی الآثار مین ثابت کیا ہی اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی مَنِ اسْتَطَاعَ
عَلَيْهِ فَلْيَحْجُرِ الَيْهِ **قال** مسئلہ سی وچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت کو امامت
عورتون کی کرنی مکروہ ہی الخ **اقول** برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ لَوْ كُنَّ يَعْلَمْنَ وَلِأَنَّ اجْتِمَاعَهُنَّ قَلَّمَا يَخْلُو عَنْ فِتْنَةٍ
یعنی بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ گھر اون عورتون کے بہتر ہین واسطے اونکے اگر جانین
وہ اور اس لیے کہ جمع ہونا اونکا کم خالی ہوتا ہی فتنے سے انتہے اسی قسم کی اور بہت حدیثین ابوداؤد وغیرہ
مین آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ عورت جسقدر گوشے مین اور چھپکر نماز پڑھے بہتر ہی مگر کسی حدیث سے
کراہت معلوم نہین ہوتی گو بعضون نے ان احادیث کے نسخ کا دعوا کیا ہی اور کہا ہی کہ جسطرح
عورتون کا مساجد مین آکر جماعت مین شریک ہونا موقوف ہوگیا اوسیطرح جماعت بھی اونکی موقوف
ہوگئی مگر اسمین کچھ کلام نہین کہ یہ طریقہ مسنون نہین بلکہ خلاف اولی ہی گو کراہت نہ سہی تا عدم اعتراف

علامہ ابن الہمام بھی گئے ہیں اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدیر میں ہے وَلَا عَلَيْنَا اَنْ نَذْهَبَ اِلٰى ذٰلِكَ فَاِنَّ الْمَقْصُوْدَ اِتِّبَاعُ الْحَقِّ حَيْثُ كَانَ یعنی اور نہیں واجب ہے ہم پر کہ جاویں طرف کثرت جماعت کے اس لیے کہ مقصود اتباع حق ہی کہین ہو انتہی اور اگر زیادہ تفصیل و تحقیق منظور ہو تو تحفۃ الجلساء فیما یتعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی معاینہ کیجاوے تا رفع اشتباہ ہو جاوے **قال** مسئلہ سی و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے الخ **اقول** فتح القدیر مین اس مسئلے کے دلائل بہت ہین مگر مختصر الحجہ بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ حدیث اور جو اوسکے معنون مین احادیث وارد ہین معارض نہین اس قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا یعنی ایم اپنے نفس کی زیادہ مختار ہے ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد و ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے موطا مین اور ایم وہ عورت ہے جسکا زوج نہو خواہ ثیبہ یعنی رانڈ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے دونون (یعنی ولی اور عورت) مین سے ضمن مین لفظ احق کے حق ثابت کیا ہے اور معلوم ہے یہ امر کہ ولی کو بعد رضا اوسکی کے سوا مباشرت عقد کے دوسرا فعل نہین پہونچتا ہے اور تحقیق اوسکو اسمین ولی سے زیادہ مستحق کہا ہے پس اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہونے اختلاف کے اسکی صحت مین ترجیح ہوگی خلاف دونون حدیثون ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہین اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسی کی خاص کیجاوے باین طور کہ مراد ولی سے وہ ہو جسکے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث عائشہ کی خاص کیجاوے ساتھ اوس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو مین کرے اور مراد باطل سے اوس کے نزدیک جو غیر کفو مین نکاح بالکل صحیح نہین کہتا باطل حقیقۃً ہوگا اور اوسکے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہے لیکن اون کے نزدیک ولی کو حق خصومت اور اختیار فسخ نکاح کا ہے باطل حکماً ہوگا اور یہ بہت شائع ہے نصوص کے اطلاقات مین اور اس صورت کا اختیار کرنا واسطے دفع معارضے کے واجب ہے علاوہ اس کے مذہب مجتہد کا اس حدیث کے مخالف ہے اسواسطے کہ مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نکاح اذن ولی سے عورت کرلے گی

قال الله تعالى حتى تنكح زوجا غيره

فتح القدير ... فقہ

توصحیح ہی حال آنکہ یہ مذہب اونکا نہین انتہے ملخصاً اور بلمعات شرح مشکوٰۃ مین ہی کہ حجت ہماری حدیث
ابن عباس کی الایم احق بنفسہا من ولیہا ہی اور قول اللہ تعالی کا کہ جسکے معنی یہ ہین پس
اگر طلاق دی اوسکو پس نہین حلال ہی واسطے اوسکے یہان تک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم
ہوا کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہی اور دوسرا قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہی اور نہ منع کرو اون کو
اس سے کہ نکاح کرین وہ ازواج اپنی سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتون کے اور منع کیا منع کرنے
اون کے سے اور ظاہر اوسکا یہ ہی کہ عورت خود اپنا نکاح کرلے تو درست ہی ایسا ہی ہی یہ قول اللہ تعالے
کا یعنی پس جب پہونچجاوین وہ اختتام عدت پر پس نہین گناہ تمپر اوس چیز مین کہ خود کرین وہ معروف
کے ساتھ پس مباح کیا اللہ تعالے نے فعل اونکا اون کے نفسون مین بغیر شرط ولی سے اور تائید
کرتی ہی وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی جسوقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب دیا کہ میرے اولیا
مین سے اسوقت کوئی موجود نہین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اولیا تیرے سے کوئی ایسا
نہین جو مجھسے راضی نہو اور کہا واسطے لڑکے عمر بن ابی سلمہ کے اور تھی وہ صغیر کہ اوٹھو تم پس نکاح کرو پس
نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اونکے لڑکے کو بطریق مزاح کے تھا کیونکہ
تاریخ جاننے والون نے لکھا ہی کہ وہ صغیر تھے بعضون نے کہا ہی چھہ برس کے تھے اور بالاجماع ولایت ایسے
لڑکے کی صحیح نہین ہی اسیواسطے اونھون نے کہا کہ اولیا مین کوئی حاضر نہین اور حدیث ابوموسی مین بھی
کلام کیا گیا ہی بایں طور کہ محمد بن الحسن رض نے روایت کی ہی امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شی ثابت ہی یا نہین کہا میرے نزدیک کوئی شی
اس مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور عایشہ رض کی حدیث مین بھی کلام ہی کیونکہ
وہ روایت سلیمان بن موسی کی ہی اور بخاری نے اونکو ضعیف کہا ہی اور نسائی نے کہا ہی اونکی حدیث
مین ضعف ہی اور امام احمد نے ابوطالب کی روایت مین کہا ہی کہ حدیث لا نکاح الا بولی قوی
نہین اور روایت مروزی مین کہا ہی مین اسکو صحیح نہین گمان کرتا ہون کیونکہ عایشہ رضہ نے برخلاف
اوسکے عمل کیا ہی کہا گیا امام احمد سے کہ پھر آپ اسکے کیون قائل ہین فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہین یا ہم

ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے اس حدیث کا انکار کیا انتہٰی اور علامہ زیلعی نے
تبیین الحقائق مین کہا ہی وَقَدْ وَرَدَ فِیْ کُتُبِهِمْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ وَلَیْسَ لَهَا صِحَّةٌ عِنْدَ
اَهْلِ النَّقْلِ حَتّٰی قَالَ الْبُخَارِیُّ وَابْنُ مَعِیْنٍ لَمْ یَصِحَّ فِیْ هٰذَا الْبَابِ حَدِیْثٌ
یَعْنِیْ عَلَی اشْتِرَاطِ الْوَلِیِّ یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابون مین احادیث بہت وارد ہین اور
اونکے نزدیک صحیح نہین یہان تک کہ بخاری اور یحییٰ ابن معین نے کہدیا ہی کہ اس باب مین کوئی حدیث
صحیح نہین یعنی شرط ولی مین انتہٰی غرض یہ ہی کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑکر ضعیف پر عمل کرنا نہین چاہیے
بلکہ نفی کمال کی ان احادیث مین مراد لیجائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ کامل نکاح
ولی سے ہوتا ہی اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہی اور حدیثین اسکی تائید کی بوجہ طول کے چھوڑ دین
عاقل کو اسیقدر کافی ہی ع یک حرف بس ست گر شعورست ✣ ورنہ چہ چراغ پیش کور ست ✣
قال مسئلہ سی و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر قسم کھاکر خواہ حالت کفر مین
توڑدے خواہ اسلام لاکر توڑدے وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم نہین **فائدہ** کہا طیبی نے نہین ہی صحیح نزد
اوسکی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا
پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نذر کی تھی مین نے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرونگا مین ایک رات مسجد
حرام مین فرمایا پوری کر نذر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادائے نذر کے عمر رض کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہی کہ بوجہ
طاعت ہونے کے آپنے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہی جو امام طحاوی نے
عمرو بن شعیب سے اور اونھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی نذر وہی ہی جو حسبۃً للہ ہو پس ظاہر ہی کہ حالت
شرک مین حسبۃً للہ نذر نہین ہوسکتی بلکہ معصیت ہوتی ہی اور نذر معصیت کی ممانعت مین بخاری
وغیرہ مین احادیث موجود ہین اور معصیت اس لیے ہی کہ مشرک کی نیت سے اون اشیا کا

تقرب ہوتا ہی جنکی وہ پرستش کرتا ہی اس لیے کوئی فعل مشرک کا اللہ کیواسطے نہین ہوتا اسیوجہ سے ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اسیطرف گئے ہین گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہی مگر مشہور قول اونکا یہی ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی و اَمَّا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْفِ بِنَذْرِکَ فَالْمَشْهُوْرُ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِیِّ اَنَّ نَذْرَ الْکَافِرِ لَا یَصِحُّ وَهُمْ یُؤَوِّلُوْنَهٗ اَنَّهٗ اَمَرَهٗ اَنْ یَّفْعَلَ قُرْبَۃً مُّسْتَانِفَۃً فِیْ حَالِ الْاِسْلَامِ لَا عَلٰی اَنَّهُ الْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ یعنی لیکن قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ ایفا کر اپنی نذر کا پس مشہور مذہب شافعی سے یہ ہی کہ نذر کافر کی درست نہین اور شافعیہ اس حدیث کے یون معنی بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رض کو حکم دیا کہ حالت اسلام مین عبادت مستقل کے طور پر کرین نہ اسطور سے کہ نذر سے واجب ہوگئی ہی انتہے غرض یہ ہی کہ اس حدیث سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ نذر واجب ہونے کی وجہ سے فرمایا ہو بلکہ کئی احتمال ہین پھر قرآن شریف مین لَا اَیْمَانَ لَهُمْ فرمانا جسکے معنی یہ ہین کہ کفار کے یمین نہین ہوتی اور بھی اس مذہب کی تائید کرتا ہی اور باقی ابن ماجہ اور ابوداؤد کی دونون حدیثون مین کہین نذر کافر کی نہین پائی جاتی بلکہ سیاق سے مسلم کی نذر ہی سو یہ مبحث سے خارج ہی پس قرآن و حدیث سے ثابت ہوگیا کہ امام صاحب نے کوئی بات اپنی طرف سے نہین فرمائی حاشا وکلا بلکہ ماخذ اونکا قرآن و حدیث ہی ہی البتہ ترجیح بعض کو بعض پر دینے مین اونسے اگر ایک غلطی ہوگی تو دوسرون سے پچاس ہونگی چونکہ احباب نے اس کتاب کی تکمیل کیواسطے نہایت قلیل مدت ہمکو دی ہی اس لیے اختصار مجبورًا کرنا پڑا ورنہ اگر ایک سال کی ہمکو مہلت ملتی تو پھر مذہب حنفیہ کے دلائل دیکھتے کہ کسقدر قرآن اور احادیث سے موجود ہین اور اونکا ذہن کہان پونہچا ہی اس لیے اکثر موٹی عقل والے جو باریک باتون سے نرے بے بہرہ ہین مثل آپ کے اونکے مذہب پر طعن کرتے ہین اون بیچارون کا کیا قصور اپنی عقل کے موافق کہتے ہین مگر قصور ہی ہو اتنا ہی ہی ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست اگر اونکو بھی عقل کامل عطا ہوتی تو مذہب حنفیہ کو بسبب اسکی خوبی اور احتیاط کے اور مذاہب پر ترجیح دیتے خیر یہ مرحلہ طی نہین ہو سکتا

فتح القدیر فیصل
تحقیق نذر کافر

اختلاف امت مشیت ایزدی ہی ہمیشہ سے یون ہین چلا آیا ہی **قال** مسئلہ سی و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ میت کی طرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی سو اس مسئلے مین امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
مسلم مین روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ مرے اور اوسپر ہو روزہ روزہ رکہے اوسکی طرف سے وارث اوسکا **اقول** لمعات شرح
مشکوٰۃ مین ہی وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰى اَنَّهٗ لَا يُصَامُ عَنْهُ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ
وَالشَّافِعِيُّ فِي اَصَحِّ قَوْلَيْهِ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ یعنی اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ میت کی طرف سے روزہ
نہ رکھا جاوے اور اسی کے قائل ہین امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح تر دونون
قولون مین جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہی انتہے البتہ مسکین کو کھانا بدلے ہر روز کے دینا چاہیے
چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ
وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ یعنی ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرا اور اوسپر روزے ماہ رمضان کے ہین پس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
اوسکی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح یہ ہی کہ یہ
حدیث ابن عمر پر موقوف ہی انتہی اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہی پائی جاتی ہی مشکوٰۃ شریف
مین اسطور سے آئی ہی اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْاَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ
يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ
رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّاِ یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
یا نماز پڑھے پس فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
مالک نے موطا مین انتہے پس اس حدیث سے روزے کی ممانعت پائی جاتی ہی اور پہلی حدیث
اوس حدیث صحیحین کی تفسیر ہی جسمین بلفظ صوم آیا ہی یعنی اوسکی طرف سے روزہ رکھنا کھانے

اوسکا تدارک کردیا ہی یعنی جب مساکین کو کھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہوگیا تو گویا
اوس شخص نے اوسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبداللہ بن عباس سے بھی صحیحین مین
روزے کی قضا مین وارد ہی مگر وہان لفظ صوم نہین بلکہ قضا ہی سو وہ کھانا دینے سے بھی حاصل
ہوجاتا ہی علاوہ اسکے عبداللہ بن عباس جو راوی اس حدیث کے ہین مثل ابن عمر کے فرماتے ہین
چنانچہ فتح القدیر مین ہی وَقَدْ اَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ رَاوِي الْحَدِيْثِ فِي
سُنَنِهِ الْكُبْرٰى اَنَّهُ قَالَ لَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَفَتْوٰى
الرَّاوِيْ عَلٰى خِلَافِ مَرْوِيِّهٖ بِمَنْزِلَةِ رِوَايَتِهٖ لِلنَّاسِخِ یعنی تحقیق روایت کی ہی نسائی
نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے ہین اپنی سنن کبری مین کہ کہا اونھون نے نماز
نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتوی دینا راوی کا خلاف
مروی اپنے کے بمنزلے روایت کرنے اوسکی کے ہی ناسخ کے لیے انتہی پھر اسکے نسخ کی تائید مین علامہ ابن ہمام
نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہی قَالَ مَالِكٌ لَمْ اَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ
التَّابِعِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ اَنَّ اَحَدًا مِنْهُمْ اَمَرَ اَحَدًا يَصُوْمُ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ عَنْ اَحَدٍ انتهى وَهٰذَا مِمَّا
يُؤَيِّدُ النَّسْخَ وَاَنَّهُ الْاَمْرُ الَّذِيْ اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَيْهِ اٰخِرًا یعنی کہا امام مالک نے نہین
سنا مین نے کسی سے صحابہ اور تابعین مین سے مدینے شریف مین کہ کسی نے اونمین سے حکم کیا ہو کسی کو کہ
کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہی کہ نسخ کی تائید
کرتا ہی وہ ایسا امر ہی کہ آخر مین شرع اسی پر قرار پائی ہی انتہی پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
دلائل حنفیہ کے بہت قوی ہین چہ جائیکہ مخالف ہو استغفر اللہ حیز معترض صاحب جانین اور
اونکا کام جانے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس **قال** مسلئی ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ جس عورت کی شادی نہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکالدینا اور درے مارنے
دونون کام جائز نہین الخ **اقول** امام صاحب شہر سے نکالدینے کا انکار نہین کرتے بلکہ اسکی حد ہونیکا انکار کرتے ہین
اور اگر سیاستہ کیا جاے تو اوسکا امام صاحب کو اقرار ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ نے

تعزیر کی ہے لیکن سیاستہً تھی اور تعزیر کا حد ہونا اگر تمام عالم بھی جمع ہو جاوے گا ہرگز حدیث اور آیت
سے ثابت نہو سکیگا ہاں معترض صاحب اسکا حد ہونا اگر ثابت کرینگے تو بیشک ہم صاحب کا مسلک
مخالف ہو جاتا بلکہ امام صاحب کے قول کی تائید علی رض کے ارشاد سے ہوتی ہے حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ
اَنْ يُنْفَيَا یعنی اون دونوں کو فتنے کے واسطے جلاوطن کرنا کافی ہے انتہی ایسا ہی ابراہیم نخعی سے
مروی ہے اور عمر رض کے قول سے بھی اسکے سیاستہً ہونے کی تائید نکلتی ہے جبکہ ربیعہ بن امیہ بن خلف
کو انہوں نے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو وہ ہرقل سے جا ملا اور نصرانی ہو گیا پس فرمایا لَا اُغَرِّبُ
بَعْدَهٗ مُسْلِمًا یعنی اب کسی مسلمان کو میں جلاوطن نہیں کرونگا انتہی اگر تغریب حد ہوتی تو
نہ تھا کہ حضرت عمر اوسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاستہً تھی اسکا امام کو اختیار ہے اگر مصلحت دیکھے
جاری کرے اور اگر مصلحت نہو موقوف کر دے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہوتی ہے
اگر مصالح مقتضی ہوں کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہاں اسکا ثبوت ہے وہاں مصالح مقتضی تھے اسلیے
جلاوطنی کی گئی بلکہ تغریب حد کے ساتھ موقوف نہیں اگر امام کی راے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف
فتنے اوسکے قرار پائی کہ اس شخص کا جلاوطن ہونا مناسب ہے تو بیشک امام کو اختیار ہے چنانچہ حضرت
عمر رض نے نصر بن حجاج کو کہ جوان اور نہایت حسین تھا جس سے عورتوں کا فتنے میں پڑجانیکا خوف تھا
جلاوطن کر دیا تھا حالانکہ حسن ایسی شے نہیں جس سے آدمی جلاوطن کیا جاوے مگر اسمیں اونھوں نے کوئی
مصلحت سمجھی اور اوس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے فرمایا تیرا گناہ کچھ نہیں میرا گناہ ہے
اگر دار الہجرۃ کو تجھسے نہ پاک کروں پس نکالدیا اور وہ شخص روم چلا گیا پس حضرت عمر رض نے قسم کھائی کہ
کسی کو جلاوطن نہیں کرونگا بلکہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
شخص کی نسبت جسنے زنا کیا تھا اور محصن نہ تھا ایک برس کی جلاوطنی اور قائم کرنے حد کا حکم فرمایا صاف
دلالت کرتا ہے کہ جلاوطنی حد میں سے نہیں کیونکہ عطف حد کا جلاوطنی پر ہے پس دونوں مغایر ہوں گے
اور یوں کہنا کہ حد کا استعمال اپنی مسمی کے جزو میں کیا گیا ہے اور دوسرے جزو پر عطف ہے تو یہ امر بعید ہے اور
کوئی دلیل نہیں جس سے یہ مجاز واجب ہو جاوے اور الفاظ حدیث جو ذکر کیے گئے ہیں وہ اسکے منفیہ

نہین کیون کہ جائز ہی کہ تغذیب واسطے مصلحت کے ہوا تھے علاوہ اسکے آیۃ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِی سے یہ حدیث
منسوخ ہی چنانچہ شیخ الاسلام عینی اور علامۂ ابن ہمام اور امام زیلعی نے تصریح اسکی خوب مفصل کر دی ہی
جسکا جی چاہے دیکھ لے **قال** مسئلہ سی و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ واسطے ثبوت
رضاع کے فقط عورتون کی گواہی معتبر نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین روایت ہی عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ تحقیق
اوس نے نکاح کیا بیٹی کی ان کو جو بیٹی تھی ابی اہاب کی پس آئی ایک عورت اور بولی مین نے دودہ پلایا ہی تم
دونون کو پھر پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا پس جدا کر دیا عقبہ نے
اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامۂ طیبی وغیرہ نے لکھا ہی کہ اکثر کے نزدیک یہ حدیث بطور
احتیاط اور تقوی کے وارد ہی کیونکہ بطور اداے شہادت اور حکم قضا کے نہین آئی بلکہ فقط اخبار اور
استفسار تھا چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہین
ہوتا تبیین الحقائق مین علامۂ زیلعی نے لکھا ہی فَمَا ذَهَبْنَا اِلَيْهِ مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَفٰى بِهِمْ قُدْوَةً وَحَدِيْثُ عُقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا اَيْضًا فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ فَلَوْ كَانَتِ الْحُرْمَةُ ثَابِتَةً لَمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمَّا رَاٰى مِنْهُ
طُمَانِيْنَةَ الْقَلْبِ بِقَوْلِهَا حَيْثُ كَرَّرَ السُّؤَالَ اَمَرَهٗ اَنْ يُفَارِقَهَا اِحْتِيَاطًا وَالدَّلِيْلُ
عَلَيْهِ اَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنْ ضِغْنٍ فَاِنَّهٗ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ سَوْدَاءُ تَسْتَطْعِمُنَا
فَاَبَيْنَا اَنْ نُطْعِمَهَا فَجَاءَتْ تَشْهَدُ عَلَى الرَّضَاعِ وَبِالْاِجْمَاعِ مِثْلُ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ
لَا تُثْبِتُ الْحُرْمَةَ فَعَرَفْنَا اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ تَنَزُّهًا وَاِلَيْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهٖ كَيْفَ وَ
قَدْ قِيْلَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِالتَّنَزُّهِ اِذَا وَقَعَ فِيْ قَلْبِهٖ اَنَّهَا صَادِقَةٌ یعنی پس وہ قول
جسکی طرف ہم گئے ہین مذہب عمر اور علی اور ابن عباس رض کا ہی اور اونکی اقتدا کافی ہی اور حدیث عقبہ رض
کی ہماری بھی حجت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دو بار اعراض کیا پس اگر
حرمت ثابت ہوتی تو ایسا نکرتے پھر جب آپنے اونکے قلب کا اطمینان عورت کے قول سے دیکھا

کیونکہ سوال مکرر کرتے تھے احتیاطاً حکم کردیا کہ اوسکو جدا کردین اور دلیل اس احتیاط پر یہ ہے کہ یہ گواہی عورت
کی کینہ او بغض سے تھی اس لیے کہ اونھون نے کہا کہ آئی ایک کالی عورت ہمسے کھانا طلب کرتی تھی
ہمنے انکار کیا پس آئی وہ گواہی دینے رضاع پر اور بالاتفاق ایسی گواہی حرمت کو ثابت نہین کرتی ہے
پس معلوم کیا ہمنے کہ یہ حکم باعتبار احتیاط اور پرہیزگاری کے تھا اور طرف اسی کے اشارہ کیا انحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ سے (جسکا مطلب ہے کہ اب کیونکر اوس کے
پاس جاؤگے حال آنکہ تمکو بھائی اوس عورت کا کہدیا گیا مقتضای مروت اور تقوے سے بعید ہے
اور ہم قائل ہین ساتھ تقوی اور احتیاط کرنے کے جبکہ اوس شخص کے قلب مین یہ امر واقع ہوجاوے
کہ یہ سچ کہتی ہوگی انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہمارے موافق ہے مگر سمجھنے کو عقل چاہیے
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ **قال** مسئلہ جہلم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
کہ نہین جائز ہے بیع مدبر کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے فائدہ مدبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکو کہے مولا کہ میرے
مرنے کے بعد تو آزاد ہے الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہے وَلَنَا رِوَایَۃُ ابْنِ عُمَرَ رضہ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُدَبَّرَ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْہَبُ وَلَا یُوْرَثُ
وَھُوَ حُرٌّ مِّنَ الثُّلُثِ اِحْتَجَّ بِہِ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَرَوٰی اَبُو الْوَلِیْدِ
اَنَّ عُمَرَ رضہ رَدَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ فِیْ مَلَاٍ خَیْرِ الْقُرُوْنِ وَھُمْ حُضُوْرٌ مُّتَوَافِرُوْنَ وَھُوَ
اِجْمَاعٌ مِّنْھُمْ اَنَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ لَا یَجُوْزُ وَمَا رَوَاہُ حِکَایَۃُ حَالٍ فَلَا یُمْکِنُ الْاِحْتِجَاجُ
بِہٖ لِاَنَّہٗ یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ کَانَ مُدَبَّرًا مُّقَیَّدًا اَوْ یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ بَاعَ مَنْفَعَتَہٗ بِاَنْ اٰجَرَہٗ
وَالْاِجَارَۃُ تُسَمّٰی بَیْعًا بِلُغَۃِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ لِاَنَّہَا فِیْہَا بَیْعُ الْمَنْفَعَۃِ یُؤَیِّدُہٗ مَا رَوَاہُ
جَابِرٌ رضہ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَاعَ خِدْمَۃَ الْمُدَبَّرِ ذَکَرَہٗ اَبُو الْوَلِیْدِ وَیَحْتَمِلُ
اَنَّہٗ بَاعَہٗ فِیْ وَقْتٍ کَانَ یُبَاعُ الْحُرُّ بِالدَّیْنِ کَمَا رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَاعَ
حُرًّا بِدَیْنِہٖ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ذَکَرَہٗ
فِی النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ یعنی ہماری حجت حدیث ابن عمر کی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا مدبر بیچ نہ کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ موروث ہو اور وہ آزاد ہی تہائی
مال سے لیکن مگر زمانا اس حدیث کو امام طحاوی اور سوا اونکے اور اماموں نے اور ابو الولید نے
ثابت ہی یہ کہ حضرت عمر نے مدبر کی بیع رد کر دی سامنے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور وہ صحابہ بہت موجود
تھے پس صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ بیع مدبر کی جائز نہیں اور وہ حدیث جسکو روایت کیا ہی حکایت
حال ہی جو حدیث جابر سے ممکن نہیں کیونکہ احتمال ہی کہ مدبر مقید ہو اور احتمال ہی کہ خدمت اوسکی
فروخت کی ہو اس طور سے کہ جسکو اجرت پر دیا ہو جسکے کو مدینے شریف والوں کی لغت
میں بیع کہتے ہیں خدمت مدبر کی بیع اوس میں ہوتی ہی تائید کرتا ہی اسکی وہ قول کہ روایت کیا
نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت مدبر کی بیع کی یعنی ذکر کیا اسکو ابو الولید
اور احتمال ہی کہ اسکو ایسے وقت میں بیع کیا ہو کہ جس وقت آزاد بھی بوجہ دین کے بیچ لیا
جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ آپنے ایک آزاد شخص کو بوجہ قرض
بیع کر دیا پھر یہ حکم اس قول اللہ تعالیٰ سے یعنی پس اگر مدیون مفلس ہو تو تونگری کا انتظار کرنا چاہیے
منسوخ ہو گئی ذکر اسکا ناسخ و منسوخ میں ہی انتہے خلاصہ یہ ہی کہ حدیث ابن عمر رض کی عام ہی کہ مدبر
کی بیع نہ ہو اور یہ واقعہ جابر کا خاص ہی علاوہ اسکے ہو سکتا ہی کہ مدبر مقید ہو یعنی وہ جس سے مثلاً یوں قید لگائی
جاوے کہ اگر اس مرض سے یا اس سفر یا فلان مرض سے انتقال ہو تو آزاد ہی اسکو مدبر مقید کہتے ہیں
اسکی بیع بالاتفاق درست ہی اور مدبر مطلق کی بیع میں اختلاف ہی یعنی وہ شخص جس سے بلا قید یوں
کہا جاوے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہی اور حدیث میں کہیں تصریح اوسکی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مدبر مطلق کی بیع کی ہو بلکہ مطلق مدبر ہی خواہ مدبر مقید ہو خواہ مطلق ہو لہذا حدیث کو بوجہ اجماع
صحابہ اور حدیث ابن عمر کے مدبر مقید پر محمول کرینگے پھر اجماع صحابہ کا موجود اور ادھر جابر رض سے
روایت کہ بیع منافع کی ہوئی اور لغت اہل مدینہ بھی اسکے مؤید ہی اور ادھر قرآن کی آیت اور حضرت عمر
کا فعل ہر طرح سے عدم جواز بیع مدبر کی تائید کر رہا ہی اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اوسکا کچھ علاج نہیں خدا
اونپر رحم کرے جو عین موافقت کو مخالفت بتلاتے ہیں افسوس کہ ان لوگوں سے انصاف اٹھ گیا

ایسے مجتہدین کو مخالفت حدیث کا الزام دینا تو انکا تکیہ کلام ہی کیا اسلام اسی کا نام ہی اگر اس جرح و طعن بزرگان دین سے یہ سمجھے ہون کہ ہمارا نام بھی پانچوین سوارون مین لکھا جاوے سو یہ خیر و عافیت بلکہ اولٹی بدنامی ہوگی ع بزور کوہ کندن ہمسر فرہاد نتوان شد ہزار ارباب ہنر از صد یکی مشہور میگردد

قال مسئلہ چہل و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاوے تو اونکا نکاح نہین رہتا ٹوٹ جاتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ کہا پھیر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ابی العاص بن ربیع کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ کیا نکاح اوسکا نیا اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور حاکم نے **اقول** ابن ماجہ مین ہی یہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رد ابنتہ زینب علی ابی العاص بن الربیع بنکاح جدید یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی زینب کو ابو العاص پر ساتھ نکاح جدید کے لوٹا دیا اور اسیطرح ترمذی مین ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رد ابنتہ زینب علی ابی العاص بن الربیع بمہر جدید ونکاح جدید اور علامہ عینی اور زیلعی نے شرح کنز مین لکھا ہی فکان المثبت اولی من النافی علی ان ما رووہ غیر صحیح عند اہل النقل فلا یعارض ما رویناہ الصحیح یعنی پس ثابت کرنیوالی حدیث اولی ہی نفی کرنیوالی سے علاوہ اسکے وہ حدیث جسکو اونھون نے روایت کیا ہی نزدیک اہل حدیث کے صحیح نہین اس معارض نہوگی اوس حدیث کے جسکو ہمنے روایت کیا ہی بسبب صحت اوسکی کے انتہی البتہ حجاج راوی مین بعضون نے کلام کیا ہی اوسکا جواب بھی انھین دونون کتابون مین بعد عبارت مذکور کے موجود ہی وقد وثقہ اہل النقل حتی خرج لہ مسلم یعنی تحقیق توثیق کی ہی حجاج کے محدثین نے یہانتک کہ مسلم نے اوس سے روایت بیان کی ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ نکاح جدید کی حدیث قوی ہی باوجود اس کے جمع کرنا دونون حدیثون مین حتی الامکان بہتر ہی لہذا بالنکاح الاول سے مراد

یہ لی جاے کہ بسبب نکاح پہلے کے رد کر دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کر کے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لفظ
لَمْ یُحْدِثْ شَیْئًا کے یہ معنی ہون کہ مہر جیسا تھا ویسا ہی رکھا اوسمین کمی بیشی نکی ورنہ اگر تعارض
ہوگا تو پھر حدیثین اثبات کی ترجیح دی جائین کی چنانچہ محققین کے کلام سے معلوم ہوا بلکہ محدثین کا
مذہب اس حدیث کے مخالف ہی کیونکہ اسمین بعد چھ برس کے لوٹا دینا آیا ہی اور اونکے نزدیک عورت
کی عدت مین اگر مرد مسلمان ہوجاوے تو لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز ہی ورنہ اگر عدت پوری ہوجاوے
اوسکے بعد زوج اسلام لائے تو پھر لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز نہین رکھتے اور یہان تو چھ
برس کے بعد پہلے نکاح سے لوٹا دینے کی حدیث نقل کرتے ہین پس ظاہر ہی کہ عدت کے بعد لوٹا یا گیا ہی
اور طرفہ یہ ہی کہ نکاح اول کی حدیث کو ابن حجرؒ بلوغ المرام مین اجود اسناد لکھتے ہین اور عمرو بن شعیب
کی حدیث پر جسمین نکاح جدید ہی محدثین عمل کرتے ہین حالانکہ اوسمین اور نہ کسی حدیث مین کہین ثابت
نہین ہوتا کہ عدت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا ہو یا وہ اسلام ایام عدت مین لائے ہون
اس تقریر سے غرض ہماری یہ ہی کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ جو حدیث اسناد مین کسی کے نزدیک بہ نسبت
اور حدیث کے عمدہ ہو وہ عمل بھی اوسی پر کیا کرے عمل اور شی ہی اور اسناد دوسری چیز ہی نفس اسناد کا
کھرا ہونا عمل کے لیے حجت نہین ہوسکتا یہ امر رائے مجتہد پر موقوف ہی جس حدیث کو اوسکا قیاس
صحیح ترجیح دے اوسپر عمل کرے **قال** مسئلہ چہل و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
قبل ذبح سر مونڈانے سے دم یعنی جانور ذبح کرنا آتا ہی اور یہ مذہب امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کا ہی الخ
اقول امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی حدثنا ابن مرزوق ثنا الخصیب
ثنا وُهَیبٌ عَنْ اَیُّوبَ عَنْ سَعِیدِ بْنِ جُبَیرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَیْئًا
مِنْ حَجِّهِ اَوْ اَخَّرَهُ فَلْیُهْرِقْ دَمًا فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍؓ یُوجِبُ عَلٰی مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا
مِنْ نُسُكِهِ اَوْ اَخَّرَهُ دَمًا وَهُوَ اَحَدُ مَنْ رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ مَا سُئِلَ یَوْمَئِذٍ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ اِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ
فَلَمْ یَكُنْ مَعْنٰی ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَلَی الْاِبَاحَةِ فِی تَقْدِیمِ مَا قَدَّمُوْا وَتَاخِیرِ

مَا أَخَّرُوا مِمَّا ذَكَرْنَا أَنَّ فِيهِ الدَّمَ وَلَكِنْ مَعْنَى ذَلِكَ عِنْدَهُ عَلَى أَنَّ الَّذِي فَعَلُوهُ فِي
حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى الْجَهْلِ بِالْحُكْمِ فِيهِ كَيْفَ هُوَ فَعَذَرَهُمْ
بِجَهْلِهِمْ وَأَمَرَهُمْ فِي الْمُسْتَأْنَفِ أَنْ يَتَعَلَّمُوا مَنَاسِكَهُمْ یعنی ابن عباس سے روایت
ہے کہ فرمایا اونھون نے جو شخص مقدم کرے حج مین سے کسی شی کو یا موخر کرے پس جانور ذبح کرے پس
یہ ابن عباس ہین کہ واجب کرتے ہین دم اوس شخص پر جو کسی رکن کو مقدم کرے یا موخر کرے حالانکہ
ابن عباس اون مین سے ہین جنھون نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سوال
کیے گئے کسی شی کا جو مقدم کی گئی ہو یا موخر امر حج مین سے مگر فرمایا آپ نے کوئی گناہ نہین پس شیخ کے
نزدیک اونکے معنی اس حدیث کے یہ کہ تقدیم اور تاخیر جس سے دم آجاتا ہمنے ذکر کیا ہے اون لوگون
کو مباح تھی بلکہ معنی اس حدیث کے نزدیک ابن عباس کے یہ ہین کہ جس فعل کو لوگون نے حجۃ
الوداع مین کیا ہے وہ بسبب جانی حکم اوسکے کے تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ حکم اسکا کیونکر ہے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو معذور رکھا اور حکم فرمایا کہ مناسک حج سیکھین انتہی آخر حدیث
سے معلوم ہوا کہ لا حرج کے معنی یہ ہین کہ کچھ گناہ نہین یہ معنی نہین کہ اسمین دم دینا بھی نہین آتا
علاوہ اسکے یہ کہانسے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا وہ قارن
یا متمتع تھا مفرد نہ تھا اگر مفرد ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی اسپر تقدیم اور تاخیر مین دم لازم
نہین آتا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہے معلوم کر تو کہ تحقیق افعال حج کے قربانی کے دن چار ہوتے
ہین کنکریان مارنا اور ذبح کرنا اور سر مونڈانا اور طواف کرنا اور اختلاف کیا اونھون نے اس امر مین
کہ یہ ترتیب سنت ہے یا واجب ہے پس ایک جماعت جنمین سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک ہین طرف
وجوب کے گئی ہے اور کہا اونھون نے کہ مراد نفی حرج سے گناہ نہونا ہے بسبب عدم علم اور
نسیان کے لیکن دم واجب ہے اور کہا علامہ طیبی نے کہ ابن عباس نے مثل اسی کے حدیث
روایت کی ہے اور دم واجب کیا ہے پس اگر نہوتی یہ بات کہ اونھون نے اس حدیث کے یہی معنی
سمجھے اور جانا کہ یہی معنی مراد ہین البتہ نہ حکم کرتے برخلاف اوسکے انتہی **قال** مسلہ چہل و سوم ہدایہ

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی الخ **اقول** نسائی مین ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی خالد بن
الولید سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین حلال
ہی کھانا گوشت گھوڑے کا اور خچر کا اور گدھے کا انتہی اور ابوداؤد مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور اسی طرح
ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ
وَالْحَمِیْرِ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز نہین اور حرمت کو حلت
پر ترجیح ہی اس لیے کہ کم سے کم کراہت تو ضرور ہی ہوگی پس مذہب امام صاحب اور امام مالک اور اوزاعی
اور ابو عبید کا جو موافق مذہب ابن عباس کے ہی حدیث کے مخالف نہین اور یہ حدیث جو حرمت مین وارد ہے
صحیح ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے خوب مفصل شرح کنز الدقائق مین کردی ہی غرض کہ احتیاط
کرنا بہتر ہی کیونکہ دونون حدیثون کے تعارض سے شبہ حلت مین پڑ گیا ہی **قال** مسئلہ چہل و
چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی بیع مین جب ایجاب وقبول ہو جاوے تو بیع ہو چکی
بائع اور مشتری کو بیع کے توڑ ڈالنے کا اختیار نہین لیکن اگر کچھ عیب نکل آوے یا جس چیز کو
مشتری نے خرید کیا ہی اوسکو اوسنے دیکھا نہو تو بیع ٹوٹ سکتی ہی الخ **اقول** تفرق کی دو قسمین
ہین تفرق بالابدان وتفرق بالاقوال پھر تفرق بالابدان بھی دو طرح پر ہوتا ہی ایک یہ کہ بعد ایجاب
وقبول کے ہو دوسرے یہ کہ بعد ایجاب کے قبل قبول ہو اور حدیث مین کسی قسم کی تصریح نہین پس
تفرق کو جو حدیث مین واقع ہی ایک قسم ابدان کے ساتھ خاص کر لینا اور پھر تفرق بالابدان کو بعد
ایجاب وقبول ہی کے لینا اور پھر طرفہ یہ ہی کہ دوسرے معنی کو مخالف حدیث کے کہنا غایت درجے کی
بلاہت اور سفاہت ہی اسپر کوئی دلیل برہانی تو کنار اقناعی حجت بھی آجتک میسر نہین ہوئی کیا

تفرق بالاقوال عرب کے محاورے مین نہین اما قرآن شریف مین نظیر اسکی موجود ہی وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا
یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ یعنی اگر زوج اور زوجہ جدا ہو جائین گے تو اللہ تعالے ہر ایک کو اپنی
وسعت سے بے پروا کر دے گا انتہے اور ظاہر ہی کہ یہان تفرق سے مراد ابدانی تفرق نہین بلکہ
تفرق طلاقی ہی جو بالاقوال ہوتا ہی اور دوسری نظیر آیت کی یہ ہی وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ یعنی نہین متفرق ہوے وہ لوگ جو کتاب دیے گئے ہین
مگر بعد اسکے کہ آئی اونکے پاس حجت واضح انتہے اسی طرح یہان بھی تفرق بالاقوال مراد ہی جیسے
تفسیر مین چاہیے ملاحظہ فرمایئے چونکہ بعضون نے تفرق بالاقوال کا انکار کیا تھا کہ محاورہ عرب
مین نہین آتا اس لیے ہمنے قرآن شریف سے کہ ابلغ الکلام ہی دو نظیرین بیان کر دین پس سمجھیے
کہ تفرق مین کئی معنون کا احتمال تھا ہر فرقے نے حسب ترجیح قیاس و نظائر شرعی ایک معنی ویسے
اختیار کیے یہی وجہ اختلاف کی واقع ہوئی پس امام صاحب اور امام مالک اور ثوری اور نخعی اور ربیعہ
اور اہل کوفہ اور ایک جماعت اہل مدینے کی اور امام احمد ایک روایت مین اسطرف گئے کہ حدیث
مین تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہی امام محمد موطا مین اسی حدیث کے بعد لکھتے ہین وَبِهٰذَا
نَاْخُذُ وَتَفْسِيْرُهٗ عِنْدَنَا عَلٰى مَا بَلَغَنَا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ
بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا عَنْ مَنْطِقِ الْبَيْعِ اِذَا قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُكَ فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ
مَا لَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ قَدِ اشْتَرَيْتُ فَاِذَا قَالَ الْمُشْتَرِيْ قَدِ اشْتَرَيْتُ بِكَذَا وَكَذَا
فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ مَا لَمْ يَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ
فُقَهَائِنَا یعنی اور اسی حدیث کا ہم اعتبار کرتے ہین اور تفسیر اوسکی نزدیک ہمارے جیسا کہ
پونہچا ہمکو ابراہیم نخعی سے یہ ہی کہ کہا اونھون نے بیع کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ دونون گفتگو
بیع سے علحدہ ہو جائین جبکہ بائع کہے کہ بیچا مین نے پس اوسکو اختیار ہی جب تک کہ دوسرا
یون نہ کہے کہ خریدا مین نے اور جب خریدنیوالا کہے کہ خریدا مین نے بعوض اسکے اور اسکے
پس اوسکو اختیار ہی کہ اس قول سے رجوع کرے جبتک کہ بائع نے یون نہین کہا کہ بیچا مین نے

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام فقہا ہمارے کا ہے انتہے اور تفرق بالابدان جو بعد ایجاب قبل قبول ہو
اوس مین بھی خیار ساقط ہو جاتا ہے اور اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہین
چنانچہ عیسی بن ابان نے کتاب الحجۃ مین اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہین اور امام ابو یوسف
سے بھی یہی معنی مروی ہین اَلْفُرْقَۃُ الَّتِیْ تَقْطَعُ الْخِیَارَ الْمَذْکُوْرَ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰثَارِ ھِیَ
الْفُرْقَۃُ بِالْاَبْدَانِ وَذٰلِکَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ بِعْتُکَ عَبْدِیْ
ھٰذَا بِاَلْفِ دِرْھَمٍ فَلِلْمُخَاطَبِ بِذٰلِکَ الْقَوْلِ اَنْ یَّقْبَلَ مَالَمْ یُفَارِقْ صَاحِبَہٗ
فَاِذَا افْتَرَقَا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ اَنْ یَّقْبَلَ وَھٰذَا اَوْلٰی مِمَّا حُمِلَ عَلَیْہِ ھٰذَا
الْحَدِیْثُ یعنی وہ فرقت جو ساقط کر دیتی ہے اوس اختیار کو جو احادیث مین مذکور ہے وہ فرقت بالابدان
ہے اور یہ اسطور پر ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا مین نے اپنے اس غلام کو بعوض ایکہزار درہم کے
فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار ہے قبول کر لینے کا جب تک کہ اپنے ساتھی
سے جدا نہین ہوا پس جب دونون جدا ہو جائینگے تو پھر اوسکو قبول کرنا نہین ہو سکتا اور یہ
معنی اولی ہین اون معنون سے جن پر یہ حدیث حمل کیجاوے انتہے غرض کہ حنفیہ کے نزدیک تفرق
بالابدان اور تفرق بالاقوال دونون ہین پس اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا
دعوا جواب کا تمہارا وہ بالعکس صحیح گیا اب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال** مسئلہ حل
و نجم ہدایہ و بحیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گائے کو ذبح کرے اور اوس کے پیٹ
مین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو نہ کھاوے خواہ اوسکے بال ہون یا نہون انتہے **اقول** عینی
شرح ہدایہ مین ہے وَالْجَوَابُ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ لَا یَصِحُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِہٖ
فَاِنَّہٗ یُرْوٰی ذَکَاۃُ اُمِّہٖ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ فَاِنْ کَانَ مَنْصُوْبًا فَلَا اِشْکَالَ فَاِنَّہٗ
لِلتَّشْبِیْہِ وَاِنْ کَانَ مَرْفُوْعًا فَکَذٰلِکَ لِاَنَّہٗ اَقْوٰی مِنَ التَّشْبِیْہِ مِنَ الْاَوَّلِ
عُرِفَ ذٰلِکَ فِیْ عِلْمِ الْبَیَانِ یعنی اور جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال
کرنا درست نہین کیونکہ حدیث کی لفظ ذکات مین زبر اور پیش دونون روایت کیے گئے ہین پس اگر

منصوب لیا جاوے تو کوئی اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ یہ واسطے تشبیہ کے ہے اور اگر مرفوع لو تو
بھی کچھ اشکال نہین کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سے بھی زیادہ قوی ہے اسکا ذکر علم بیان مین کیا گیا ہے
انتہی پس اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبح کرنا جنین کا مثل ماں کے ذبح کرنے کے ہے
اور نصب کی روایت ان معنون کے مرجح ہے کیونکہ اوسمین بغیر تشبیہ کے کوئی دوسری صورت
متصور نہین اور رفع کی حالت مین بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہے چنانچہ قرآن شریف مین
ہے وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ یعنی اور جنت کہ وسعت اوسکی مثل وسعت
آسمانون اور زمین کے ہے انتہی اور عرب زَيْدٌ الْاَسَدُ کہتے ہین یعنی زید مانند شیر کے ہے اور
کسی شاعر کا قول ہے ؎ وَعَيْنَاكِ عَيْنَاهَا وَجِيْدُكِ جِيْدُهَا + وَلٰكِنَّ عَظْمَ
السَّاقِ مِنْكِ دَقِيْقُ یعنی اور آنکھین تیری اے معشوقہ ہرنی کی سی آنکھین ہین اور گردن
تیری مثل گردن ہرنی کے ہے لیکن ہڈی ساق کی تیری ہڈی سے باریک ہے انتہی اور اگر
رفع کی صورت مین تشبیہ نلی جاوےگی تو پھر معنی درست نہونگے کیونکہ اوسوقت معنی یہ
ہونگے کہ ذبح کرنا جنین کا اوسکی ماں کا ذبح کرنا ہے یعنی جنین کی ذکات کفایت کرتی ہے ماں کے
ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہین اس لیے کہ ذکاۃ الجنین مبتدا ہے اور ذکاۃ امہ اوسکی خبر
ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کَلَامُ زَيْدٍ كَلَامُ الْقَوْمِ یعنی کلام زید کا کلام قوم کا ہے یعنی اس کے
کہ کلام زید کا کافی ہے کلام قوم کی کچھ احتیاج نہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب مبتدا اور خبر دونون معرفہ
ہوتے ہین تو مبتدا کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہے یعنی پہلا لفظ مبتدا ہوا کرتا ہے اور دوسرا خبر پس اس قاعدہ
عرب کے رو سے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبح کرنا کافی ہے ماں کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت
نہین حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین کہ فقط بچے کو ذبح کرنا کافی ہے اور ان معنون مین جو امام صاحب
لیتے ہین کہ جنین کا ذبح کرنا مثل ماں کے ہے یعنی جیسے ماں ذبح کیجاتی ہے ویسے ہی جنین کو بھی ذبح کرنا
چاہیے اسکے ذبح کا کوئی اور طریق نہین ہے دونون کا ذبح کرنا برابر ہے کوئی قباحت نہین لازم آتی
بلکہ قرآن شریف کے مطابق ہے کیونکہ کلام مجید مین میتہ کا کھانا حرام کیا گیا ہے اور میتہ اوس جانور کو

کہتے ہین جو بغیر ذبح کے مرجاوے اور پھر ذبح کرنا خداے تعالی نے شرط بھی کردیا ہی چنانچہ اِلَّا
مَا ذَکَّیْتُمْ سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ذبح کی ہوئی شی کھائی درست ہی ورنہ حرام ہی یہ خلاصہ تقریر علامہ
زیلعی کا ہی اور موطا امام محمد مین ہی عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا تَکُوْنُ ذَکَاۃُ نَفْسٍ ذَکَاۃَ
نَفْسَیْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے ایک جان کا ذبح
کرنا دو جانون کے قائم مقام نہین ہوتا انتہی پس یہان موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک
بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہی نکلتی ہی وہ یہ ہی کہ بعد ذبح کرنے کسی جانور کے اسمین سے مرا ہوا
بچہ نکلے تو احتمال ہی کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر مرگیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سو صورت ثانی مین
موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہوسکتے ہین کہ ذکاۃ ام کی کافی ہی ذکاۃ جنین کو لیکن صورت
اول مین یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہون گے اسواسطے کہ اول تو وقت ذکاۃ ام کے وہ جنین نہین ہوسکتا کہ
جنین کہتے ہین زندہ بچے کو جو مان کے پیٹ مین ہو حالانکہ وہ یہان مردہ تھا پس ذکات ام کی بچہ
مردہ کو کیونکر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا مان کے پیٹ مین قبل ذبح کے مردار تھا اب بھی بعد پیدا ہونے
کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہان واسطے بچنے اس شبہہ حرمت کے معنی
حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق محاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط
بھی کی گئی پس یہان نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونون حدیثون کے
کسکا مذہب ہی مَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ یعنی جو شخص شبہہ کی باتون سے
بچا سو بیشک اوسنے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ یعنے
جس چیز مین شک ہو اوسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و ذوق
سلیم چاہیے ایسی باتین فرقۂ ظاہریہ کی کب سمجھ مین آتی ہین سے ہزارون نکتے یہان
بال سے بھی ہین باریک + کہ جسکی عقل ہو موٹی وہ اسکو کیا جانے + **قال** مسئلہ چہل و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مہر مقرر کرے
اوسکی برس دن کی خدمت کرنی یا پڑھانا قرآن کا تو یہ مہر نہ ہوگا اوسکو کافی ہوگا اور مہر

مثل وبنا او نکاح الخ **اقول** علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہی لنا قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم من حدیث جابر ولا مهر اقل من عشرة دراهم رواه
الدارقطني والبيهقي وله شاهد يعضده وهو ما روي عن علي رض فقال
لا تقطع اليد في اقل من عشرة دراهم ولا يكون المهر اقل من عشرة
دراهم رواه الدارقطني والبيهقي ايضا وقال محمد بلغنا ذلك عن علي
وعبد الله بن عمر وعامر وابراهيم رضي الله عنهم فيحمل كل ما افاد
ظاهره كونه اقل من عشرة على انه المعجل وذلك لان العادة
عندهم كان تعجيل بعض المهر قبل الدخول واذا كان ذلك معهودا وجب
حمل ما يخالف ما روينا عليه جمعا بين الاحاديث وكذا يحمل امره
صلى الله عليه وسلم بالتماسه خاتما من حديد على انه تقديم شيء
تألفا ولما عجز قال قم فعلمها عشرين اية وهي امرأتك رواه
ابو داود وهو محمل رواية الصحيح زوجتكها بما معك من القران
فانه لا ينافيه وبه تجمع الروايات یعنی ہماری دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہی بروایت جابر نہیں مہر کمتر دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی
اور بیہقی نے اور واسطے اس حدیث کے تائید کرنے والی وہ حدیث ہی جو علی رض سے
مروی ہی کہ فرمایا نہ کاٹا جائے ہاتھ کمتر دس درہموں سے اور نہیں ہوتا مہر کم دس درہم سے
روایت کیا اس حدیث کو بھی دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا امام محمد نے یہی حدیث ہمکو
علی اور عبد اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رح سے پہونچی ہی پس وہ حدیث جسمیں ظاہر اوس
درہموں سے کم مہر کا ذکر ہی حمل کیجاوے گی اوپر مہر معجل کے اور اسکی وجہ یہ ہی کہ عادت اونکی
تھی قبل جماع کے کچھ مہر دیا کرتے تھے اور جب یہ امر مقرر تھا تو اون احادیث کا جو ان
احادیث کے مخالف وارد ہوے ہیں مہر معجل پر حمل کرنا واجب ہوا تا کہ سب احادیث میں

تطبیق ہو جاوے اور اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
اسپر محمول ہے کہ کوئی شی واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
تو فرمایا آپنے اوٹھہ اور اس عورت کو بیس آیتیں تعلیم کر دے یہ تیری زوجہ ہوگئی روایت کیا اسکو
ابوداؤد نے اور یہی مجمل روایت صحیح کا ہے کہ آپنے فرمایا ہمنے تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
کر دیا کیونکہ یہ اوسکی منافی نہین اور اس گفتگو سے سب باتین متفق ہو جائین گی انتہی ملتقطا
از تبیین الحقائق مین ہے وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
فَمَا فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ الْقُرْاٰنَ جَعَلَهٗ مَهْرًا وَلِهٰذَا لَمْ يَشْتَرِطْ اَنْ يُّعَلِّمَهَا
وَاِنَّمَا قَالَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَيْ بِسَبَبِ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِحَدِيْثِ
اُمِّ سُلَيْمٍ وَفِيْهِ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْاِسْلَامُ وَهُوَ لَا يَصِحُّ صَدَاقًا بِالْاِجْمَاعِ
یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کر دیا ہمنے تجکو اوسکا بسبب اوسکے جو تیرے
پاس قرآن ہے پس نہین دلالت اس قول مین قران کو مہر کیا ہے اور اسیوجہ سے یہ شرط نکی کہ اوسکو
تعلیم کر دے بلکہ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فرمایا یعنی بسبب اوس کے جو تجکو قرآن آتا ہے کیونکہ
حدیث ام سلیم مین آیا ہے کہ مہر درمیان دونون کے اسلام تھا حالانکہ اسلام بالاتفاق مہر نہین
ہو سکتا انتہی خلاصہ تقریر دونون محققون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب دستور مہر معجل سمجھا جاے
چنانچہ ابوداؤد کی روایت مین ارشاد تعلیم ہے تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم مین ادا ہو جاوے گا چنانچہ
علی رضی اللہ عنہ سے آپنے پہلے کچھ مہر دلوا دیا تھا حالانکہ مہر اونکا چار سو درہم بندھا تھا اسیطرح
یہان بھی آپنے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہین کہ اب مہر اور
دینا نہین آتا اسیقدر کافی ہے اسپر کوئی لفظ حدیث کا نہین دلالت کرتا ابوداؤد کی روایت سے قطع نظر
کیجاوے صحیحین کی روایت مین تو یہ لفظ نہین پس معنی یہ ہوے کہ قرآن شریف کی وجہ سے یعنے
کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کر دیا جیسے ابو طلحہ کا نکاح بوجہ اسلام کے کر دیا تھا پس مہر کیونکر
ساقط ہو سکتا ہے ہان اوس عورت نے جیسا کہ بعضون نے کہا ہے ہبہ کر دیا ہو تو بیشک ساقط

شرح مہذب

ہوجاویگا ورنہ حدیث سے کہین مستنبط نہین ہوتا کہ مہر اوس پر نہین رہا اور ہماری روایتین بسبب کثرت طرق کے مرتبۂ احتجاج اور استناد تک پہونچ گئی ہین آور امام نووی نے شرح مہذب مین کہا ہی کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہوجاتی ہی ذکر کیا اسکو علامۂ زیلعی نے شرح کنز مین اور احادیث مین تطبیق عمدہ ہی یا ترک ہان اگر تطبیق نہوسکے اوسوقت مجبوری ہی علاوہ اسکے قرآن شریف مین بھی اسکی تائید موجود ہی وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ یعنی حلال کی گئین تمپر عورتین ماسوا ان عورتون کے بانیطور کہ طلب کرو تم بدلے مالون اپنے کے انتہے پس مقید کیا حلت کو طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ بغیر مال کے حلال نہین اور بعض ظاہریہ کے نزدیک تو ایک جو بھی اگر مہر ہو تب بھی نکاح درست ہی اور وہ عورت حلال ہوجاتی ہی حالانکہ ایک جو مال نہین ہی چنانچہ تبیین الحقائق مین لکھا ہی کہ کہا بعض ظاہریہ نے جس شی کا ہبہ یا میراث سے مالک ہوجاتا ہی وہ شی مہر ہوسکتی ہی اگرچہ بیع مین ثمن ہونے کی صلاحیت نرکھتی ہو جیسے گیہون کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہریہ کا مہر کے بارے مین زیادہ فاسد ہی اس لیے کہ ایک دانہ گیہون کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہین کرتا اسیوجہ سے اگر گرجاتا ہی تو اوسکو اوٹھاتے نہین اور اللہ تعالے نے نکاح بعوض مال کے مشروع کیا ہی اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئین تمپر ماسوا انکے بایں طور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور نہین مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قال** مسئلہ چہل و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کرڈالے اوسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ قتل کرے گا اپنے غلام کو قتل کرین گے ہم اوسکو اور جو شخص کہ کاٹے گا اعضا اپنے غلام کے کاٹین گے ہم اعضا اوسکے اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن غریب ہی اور روایت ہے حسن بصری کی سمرہ سے اور اختلاف کیا گیا ہی سمرہ سے سننے مین اوسکے اور کہا ابوداؤد

تبیین الحقائق شرح کنز

اور نسائی کی روایت مین ہی کہ جو خوجہ کریگا اپنے غلام کو خوجہ کرڈالین گے ہم اوسکو اور صحیح کہا حاکم نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جمہور کے نزدیک الا ماشاء اللہ متروک الظاہر ہی مرقات شرح مشکوۃ مین ہی کہا خطابی نے کہ یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہی تاکہ لوگ قتل غلام سے بچین پس اس فعل پر اقدام نکرین جیساکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے کے حق مین جسوقت شراب پیئے درے لگاؤ پھر اگر پیئے پھر لگاؤ پھر فرمایا چوتھی یا پانچوین مرتبہ مین اگر پھر پیئے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسنے چوتھی یا پانچوین مرتبہ شراب پی تھی آپکی خدمت مین لایا گیا اوسکو قتل نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث کو محمول کیا ہی اوس صورت پر کہ پہلے غلام ہو پھر اوسکی ملک سے خارج ہوگیا ہو تو وہ حریت مین اوسکے برابر ہی اور بعضے اسطرف گئے کہ یہ حدیث منسوخ ہی قول اللہ تعالے سے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ یعنی حر بدلے حر کے اور غلام بدلے غلام کے انتہے کلام الخطابی اور حنفیہ اسطرف گئے کہ حر دوسرے شخص کے غلام کے قصاص مین قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک کہتے ہین کہ آزاد غلام کے قصاص مین قتل نہ کیا جاوے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہی کہ غلام کا قصاص مولی سے نہ لیا جاویگا چنانچہ ترمذی شریف مین ہی لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ یعنی درمیان غلام اور مولی کے قصاص نہین قتل کرنے مین اور نہ ماسواے قتل مین انتہی ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ چارون امامون کے نزدیک مولی اور غلام مین قصاص جاری نہین ہوتا اور حدیث یا تو منسوخ ہی یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد ہوئی ہی جیساکہ شارب خمر مین زجرا فرمایا ہی **قال** مسلہ چہل و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کردے کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اوسکو نکاح مین دیدے اور مہر کچھ نہ باندھین تو اس صورت مین نکاح دونون کا صحیح ہی لیکن دونون کو مہر مثل دینا آوے گا الخ **اقول** حدیث مین شغار کی

مخالفت ہی اسکا حنفیہ انکار نہین کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہین شغار
مین تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط
بدلا نکاح کا نکاح سے ہوجاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر
مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آئیگا تو بیشک مخالف
حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب
بھی مخالفت ہوجائے گی اسمین کوئی عاقل کیا بلکہ ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر
ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق بین ہی ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
کا الزام دینا کمال سفاہت ہی ابتک نہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ + لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ہان اس نکاح کی کراہیت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اسکے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور
فتح القدیر مین ہی اِنَّ مُتَعَلَّقَ النَّهْيِ وَالنَّفْيِ مُسَمَّى الشِّغَارِ وَمَاخُوْذٌ فِيْ مَفْهُوْمِهٖ
خُلُوُّهٗ عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُوْنَ بِنَفْيِ هٰذِهِ الْمَاهِيَّةِ
وَمَا يَصْدُقُ عَلَيْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّكَاحَ كَذٰلِكَ بَلْ نُبْطِلُهٗ یعنی متعلق نہی اور نفی
کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو
قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور جو شی اسپر صادق آوے آپس نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** مسلہ چہل و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے اوراگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
لوگون مین چند روز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین
برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین انتہی
اقول گری ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اوسکے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین
کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ بخاری

فتح القدیر باب المہر

کی روایت مین ہی قَالَ سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ لَقِيْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقَالَ اَخَذْتُ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ یعنی سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اونھون نے پائی مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتمین پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کرسو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اوس شخص کو جو اوسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس فرمایا ایک سال اور مشہور کر سو شہرت دی مین نے پس پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری اور ابوداؤد کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک سال ہی فقط آیا ہی بعضی حدیثمین مطلق تعریف آئی ہی کوئی مدت معین نہین ہی بعضے مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابوداؤد مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَا وَالْحَبْلِ وَالسَّوْطِ وَاَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ وَيَنْتَفِعُ بِهِ یعنی جابر رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اوسکو اوٹھالے اور اوس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہی عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا یعنی انس رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھا لیتا انتہی غرض ان چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور ایک حدیث مین تو ایک دینار کیواسطے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون ان حدیث سے

معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا
چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ علی رضہ گھر مین آئے اور دونو صاحبزادے حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ عنہما روتے تھے فرمایا کیون روتے ہین حضرت فاطمہ رضہ نے کہا کہ بھوک سے روتے ہین
پس حضرت علی رضہ باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ رضہ کو
خبر دی اونھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اوس سے لیلو پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اوس نے لو اپنا دینار
اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت
فاطمہ رضہ سے اس امر کی اطلاع کی اونھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جا کے ایک درہم
کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رضہ نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ رضہ نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھون نے پس وہ ہنوز اپنی جگہ پر
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا آپنے
ای علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمھارا ہمارے ذمے ہوا اوس
قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی پس ظاہر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو
کسی صورت سے ثابت نہین ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ

ابوداؤد مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۳۳

کوئی مقدار متعین لازم نہین جیسے شی ہوا وسکو اوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو
کم دن اور اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر شی کیواسطے ایک
ہی سال متعین ہی بلکہ مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اور سب صحیح حدیثون کی ہین بلکہ تعین
کر لینا خلاف حدیث ہی **قال** مسئلہ نجاہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ بکری او
گائے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہے الخ **اقول** تبیین الحقایق مین لکھا ہی
وَمَا رَوَاهُ كَانَ فِي دِيَارِهِمْ إِذَا كَانَ لَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَنَحْنُ نَقُولُ
فِي مِثْلِهِ يَتْرُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا رَوَاهُ عُثْمَانُ أَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا
ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ اونٹ گم شدہ کو نہ پکڑو
یہ اونکی ملک مین اوسوقت تھا جبکہ اونپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہین کہ ایسے
وقت مین چھوڑ دے اونکو اور اس پر دلالت کرتی ہی روایت عثمان رض کی کہ حکم دیا کہ اول اونکی
شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائین پس جسوقت مالک اونکا آوے قیمت اونکی دیجاوے
انتہے اور امام نووی اس حدیث مسلم مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا
کی شرح مین لکھتے ہین وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّةِ هُنَا ضَالَّةَ الْإِبِلِ
وَنَحْوِهَا مِمَّا لَا يَجُوزُ الْتِقَاطُهَا لِلتَّمَلُّكِ بَلْ إِنَّمَا يَلْتَقِطُ لِلْحِفْظِ عَلَى صَاحِبِهَا
یعنی اور جائز ہی یہ کہ مراد یہان ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اوس چیز سے جسکا لینا واسطے
مالک ہونے کے جائز نہین بلکہ پکڑ لینا اوسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی
انتہی اور مبسوط مین ہی کہ یہ امر اوسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت دار ونکا غلبہ تھا
کہ کسی خائن کا اوس پر قابو نہین ہوتا تھا جب اوسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن
ہمارے زمانے مین خائن کے دست اندازی کا خوف ہی پس اوسکے پکڑ لینے مین زندگیت
اوسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی
ہی کہ شارع کا مقصود اوس کے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بتایا

تبیین الحقایق
شرح مسلم
مبسوط
فتح القدیر

کردیا ہی پس جب زمانے کا انقلاب ہوجائے اور وہ شی تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت مشکل
خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی انتہے علاوہ اسکے حدیث
سے چھوڑ دینے کا فقط جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین
ہوسکتی یہ آپکے فہم کا قصور ہی ہرجگہ مخالف حدیث کہدینا آپکا پرانا دستور ہی اس عیب کی
عادت بدکو چھوڑ دیجئے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے ؎ سیاہ روشود انکس
کہ عیب من گردد + جو خامہ بر سخن ہیچ کس مدا نگشت **قال** مسلہ پنجاہ وہکم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام مین لانا اوسکا
درست نہین الخ **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
مالک ہوجاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیونکہ بخاری
مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطہ کا مسلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
سال تعریف کر پھر اوسکو خرچ کرلے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شی ادا کردے انتہے
اور مسلم کی روایت مین ہی پس خرچ کرلے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے
پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کردے اوسکو انتہی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم
ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اوسکا آوے فورًا اودیدے اگر خرچ بھی
کرلے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دارقطنی مین ہی فَاِنْ
جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهِ اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَاْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَلْيُخَيِّرْ بَيْنَ
الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہیے کہ دیدے اوسکو اور اگر نہ
آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کردے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے
خواہ وہ شی انتہی اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کرلینا نہین چاہیے
البتہ اگر محتاج ہو خرچ کرلے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کردے اور صدقہ
بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جبکو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ ابی بن کعب کی حدیث حجت نہین ہوسکتی اس لیئے کہ حکایت حال ہی جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے فقر کو معلوم کرلیا ہو یا تو قرض کیوجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا آپنے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہو یہ ہمارے نزدیک بھی جائز ہی امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کرلیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حربی کا ہی بلکہ ظاہر یہی ہی اس لیے کہ دار الاسلام مین اوسوقت وسعت نہ تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا او پر پوشیدہ نرہتا انتہے پھر قرآن شریف مین بھی آیا ہی وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھاجاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہے پس حدیث اور قرآن سے ثابت ہوگیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تلگا کسی کا مال کھانا نہین چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے تو اوسکو صرف کرلے مگر اوسکے ذمے وہ شی رہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے صدقہ بالاجماع ثابت ہی پھر حدیث مین بھی اوسکی تائید ہی پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث خوب ہوجائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی بھلے سوچیے تو پھر اعتراض کیجیے ع مزن بے تامل بگفتار دم **قال** مسلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی عمرو بن شعیب کے اس حدیث کا جو کہ مسلہ چہل ونہم مین ابوداؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گذرے **اقول** مسلہ ہدایہ کا تو یہ ہی جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ اوسکا نہ کاٹا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو ہاتھ کاٹا جاوے معترض صاحب نے ہدایے کی اول صورت لکھی اور اوسکو حدیث جرین کے مخالف ٹھیرالا ہم حیران ہین کہ معترض صاحب کے کچھ دماغ مین بوجہ پیرانہ سالی کے خلل آگیا یا روز ازل سے یہ بلادت اور کجی فہن کی اونکے حصے مین آئی ہی غور کا مقام ہی کہ عدم قطع سرقہ درخت مین ہی حفظ جگہ یعنی جرین مین جو قطع ید حدیث مین وارد ہوا ہی اوسمین تو ہدایہ مین بھی قطع ید لکھا ہی اسمین تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب نے اسپر طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہین اور دلیل کچھ لاتے

ہین اونکے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین مگر ان جاہل ان پڑھ لوگون کے بہکانے کو ایک مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلے اسکے کافی ہی غالبًا معترض صاحبنے سو مسائل کی منت مانی ہی اسی طرح اونھون نے واسطے ایفاے نذر کے ہدایہ کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اوسکو مخالف اوس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب کھلیان کرتے ہین میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پرسے میوہ لینا اور کھلیان ایک شی ہی جو مخالفت حدیث لازم آوے ؏ برین عقل و دانش بباید گریست آخر سو مسئلون کا التزام بھی تو ضرور ہی وہ کیونکر ہو سکتا ہی اونکو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہیے حنفیہ کے نزدیک بھی جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پرسے چرانے مین قطع نہین چنانچہ ابوداؤد مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہی اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی قاموس مین حَمْلُ الشَّجَرِ کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لٹکا ہو پھر حنفیہ نے کیا قصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور جرین تو وہ جگہ ہی جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہین اوسمین قطع ید ہی چنانچہ ہدایے مین لکھا ہی وَالَّذِیْ یُؤْوِیْهِ الْجَرِیْنُ فِیْ عَادَتِهِمْ هُوَ الْیَابِسُ مِنَ الثَّمَرِ وَفِیْهِ الْقَطْعُ یعنی وہ شی جسکو جرین ٹھکانا دے اونکی عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہی اور اوسمین قطع ید ہی انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پرسے چوری کرنے مین قطع نہین اوسکی سند مین ابوداؤد کی حدیث ابھی ہمنے لکھدی پس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت آپ سمجھے مخالف پڑے گی اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ جرین محفوظ ہوتا ہی اور درخت محفوظ نہین ہوتا اس لیے سرقہ اوسمین صادق آتا ہی اور اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے مین تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغواے عوام کے یہ بھی لکھدیا ارے گھٹنا

پھوٹے انکو کون پوچھتا ہی ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی
ادر کاسا و ناولہا + **قال** مسلہ پنجاہ و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حکم پڑی
ہوئی چیز کے اوٹھانیکا حل او رحرم کا برابر ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین
خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیون کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح
مسلم مین لکھا ہی قَوْلُہٗ نَہٰی عَنْ لُقْطَۃِ الْحَاجِّ یَعْنِیْ عَنِ الْتِقَاطِہَا لِلتَّمَلُّکِ وَ اَمَّا
اِلْتِقَاطُہَا لِلْحِفْظِ فَقَطْ فَلَا مَنْعَ مِنْہُ وَقَدْ اَوْضَحَ ھٰذَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَدِیْثِ الْاٰخَرِ وَلَا یَحِلُّ لُقْطَتُہَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ یعنی قول راوی کا
کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیون کے لقطہ سے مراد اس سے اوٹھا لینا اوس کا
واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اوٹھانا اوسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہین ممانعت اوسمین
اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے قول مین جو دوسری حدیث مین
وارد ہی کہ نہین حلال ہی لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین مین موجود
ہی اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہی کہ اس زمانے
مین حاجیون کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اوٹھا لینی چاہیے کیونکہ چوری مکے مین بابت پھیل
گئی ہی اور جب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے پائی جائے پھر بر تقدیر مشروعیت اوسکے
کے ضد اوسکی کسی مفسدہ کو متضمن پائی جاوے تو اوس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا بر خلاف اون چیزون کے جو
کسی سبب سے جاری ہوئین اور راہ اوسکے باقی رہنے مین مفسدہ نہو جیسے طواف مین رمل اور
اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اوس
حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہی پس حاجیون کا لقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز ہوا خصوصا
آجکل تو مکہ معظمہ مین چوری کا ایسا شیوع ہی کہ اظہر من الشمس ہی گویہ کام وہان کے اہل احتیاج
اور غربا اور اراذل قوم کا ہی شرفا اس فعل سے محفوظ ہین مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری ہو جاتی ہی

سپر پٹے رہجاتے ہین اور ادا ہی کا ان حج بوجہ مفلسی کے اونپر دشوار ہوجاتا ہے اگر کوئی اوسوقت
اونکی ہمیانی اوٹھا کر مشہور کرے اور اونکو ملجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
یا یہ امر اچھا ہی کہ اوسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اوسکو اوٹھا لے ہمکو تو نقل اور
عقل سے اسکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اوسکی تصریح ہی کہ صرف کو اوٹھا
لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کر دینا اپنے اوپر
الزام لینا ہی سہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + **قال** مسئلہ پنجاہ و چہارم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی
ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہی بعضے قائل
ہین کہ قیمت اوسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہہ
جس سے حدود ساقط ہوجاتے ہین نرہی ابوداود مین ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَ رَجُلٍ فِیْ مِجَنٍّ قِیْمَتُہٗ دِیْنَارٌ اَوْ عَشَرَۃُ دَرَاہِمَ
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سپر کے
جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی مین ہی عَنْ اَیْمَنَ قَالَ لَمْ یَکُنْ
تُقْطَعُ الْیَدُ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِیْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَ
قِیْمَتُہٗ یَوْمَئِذٍ دِیْنَارٌ یعنی ایمن رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین ہاتھ کاٹا جاتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اوسکی اوسوقت
ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہی وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ لَا قَطْعَ
اِلَّا فِیْ دِیْنَارٍ اَوْ عَشَرَۃِ دَرَاہِمَ یعنی تحقیق روایت کی گئی ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا
اونھون نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی اور دوسری روایت نسائی

ابوداود باب ما یقطع فیہ السارق
نسائی باب القدر الذی اذا سرق
ترمذی باب ما جاء فی

نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین دس درہم تھے انتہی اور بیہقی روایت نسائی کی عطا سے ہے قَالَ اَدْنیٰ مَا یُقْطَعُ
فِیْہِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ عَشَرَۃُ دَرَاہِمَ یعنی کہا اونھون نے ادنی اوسکا جس مین
ہاتھ کاٹا جاتا ہے قیمت سپر کی ہے اور قیمت ڈھال کی دس درہم ہین انتہی اسی قسم کی روایتین دارقطنی
اور مسند ابی حنیفہ او طبرانی اور مسند امام احمد اور عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ مین آئی
ہین اور موطای امام محمد مین ہے قَالَ اَہْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْیَدُ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَۃِ
دَرَاہِمَ وَرَوَوْا ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَ
عَنْ عَلِیٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَاءَ الْاِخْتِلَافُ فِیْ
الْحُدُوْدِ اُخِذَ فِیْہَا بِالثِّقَۃِ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کمتر دس درہمون سے
اور روایت کیا اونھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر سے اور عثمان سے اور علی سے
سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتون سے پس جبکہ حدود مین اختلاف ہو تو جو امر حدود مین
احوط ہو اوسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی اور فتح القدیر مین ہے کہ ابن خسرو نے امام محمد کے واسطے سے جو
حدیث روایت امام صاحب سے کی ہے کہ دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے یہ حدیث متصل
اور مرفوع ہے اور اگر موقوف ہی تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہے کیونکہ مقدار شرعی مین
عقل کو کچھ دخل نہین پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے انتہی اور بیضہ کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہے شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہین یہ تو سوا بعض ظاہریہ کے کسی کا
بھی مذہب نہین ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین مین حکم دائر ہے وہ بیضے کے معنی خود
کے لیتے ہین ایسے ہی بعضی روایتون مین حبل کا لفظ بھی آیا ہے اوسکی تفسیر خود اعمش نے
جو راوی اس حدیث کے ہین کر دی ہے وَکَانَ مِنَ الْحِبَالِ مَا یُسَاوِیْ عَشَرَۃَ دَرَاہِمَ
یعنی تحقیق بعضے رسیان دس درہمون کی قیمت رکھتے ہین انتہی خلاصہ تمام تقریر کا یہ ہے
کہ دس درہم کی چوری مین کسی کا اختلاف نہین اور کم مین صحابہ کا اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا الیس

نسائی باب [illegible] السارق

موطا باب [illegible]

فتح القدیر [illegible]

دوین ایسی صورت لیوے کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حد و ساقط ہو جاتی ہر
ن اعتراض معترض صاحب کا بیجا ہی عقلش ہو تو کچھ اون سے کہا جاوے اندھے کے آگے
روئا آنکھین کھونا ہی ع ز فیض بہرہ نیابد غمیہ کج طبعان ؛ کجا بہار کند سبز شاخ آہو را ؛
قال مسئلہ نجاہ و پنجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پیشاب اگر کپڑے پر لگ جاوے
تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا فائدہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام
نہین کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہی کپڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین
ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہی لیکن امام شافعی رح کے نزدیک نجاست خفیفہ
ہی اور اوزاعی کے نزدیک جبتک لڑکا دودھ پیتا ہی تب تک اوسکا پیشاب اگر کپڑے وغیرہ
پر لگجاوے تو کپڑا پلید نہین ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہین کھاتا اوس کے
پیشاب کو پاک سمجھتے ہین سو امام اعظم وغیرہ نے اس مسئلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا
الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اس حدیث مین نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چھڑکنے کے
نہین چنانچہ دوسری حدیثون مین اسکی تفسیر موجود ہی مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اُتِیَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ یَرْضَعُ فَبَالَ فِیْ حَجْرِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ
فَصَبَّہٗ عَلَیْہِ یعنی عایشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا
دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود مین پیشاب کر دیا پس آپنے پانی منگوایا پس ڈالدیا اوسپر
انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت مین ہی فَنَضَحَہٗ عَلٰی ثَوْبِہٖ وَلَمْ یَغْسِلْہُ غَسْلًا
یعنی پس ڈالا اوس پانی کو اوسپر اور نہ دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہی
کہ دھونے مین مبالغہ جیسے اور نجاستون مین کیا جاتا ہی نہین کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے
تاکید فعل کے واقع ہوا ہی اوسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہی اور بخاری مین ہی عَنْ
عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّہَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ
فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ یعنی عایشہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپنے پانی منگوایا پس بہایا اوسکو کپڑے پر انتہی اور شرح معانی الآثار میں ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ فَاُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا يعنى عائشہ رضی سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپنے اسپر خوب پانی ڈالدو انتہی اور دوسری روایت مین ہی وَاَتْبَعَهُ الْمَاءَ یعنی اسپر پانی بہا دیا انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چنانچہ شرح معانی الآثار مین لکھا ہی وَاِتْبَاعُ الْمَاءِ حُكْمُهُ حُكْمُ الْغَسْلِ اَلَا تَرٰى اَنَّ رَجُلًا لَوْ اَصَابَ ثَوْبَهُ عَذِرَةٌ فَاَتْبَعَهَا الْمَاءَ حَتّٰى ذَهَبَ بِهَا فَاِنَّ ثَوْبَهُ قَدْ طَهُرَ وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ اِزَارَكَ اَغْسِلُهُ قَالَ اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ فَهٰذِهٖ اُمُّ الْفَضْلِ فِيْ حَدِيْثِهَا هٰذَا اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ فِيْ حَدِيْثِهَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ اِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ فَثَبَتَ اَنَّ النَّضْحَ الَّذِيْ اَرَادَهٗ فِي الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ الْمَذْكُوْرُ حَتّٰى لَا يَتَضَادَّ الْاَثَرَانِ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ اَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغَسْلُ اِلَّا اَنَّ ذٰلِكَ الْغَسْلَ يُجْزِئُ مِنْهُ الصَّبُّ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ النَّضْحَ عِنْدَهُمْ هُوَ الصَّبُّ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا حکم دھونیکا ہی کیا نہین معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگجائے پس وہ شخص پانی اوسپر ڈالدے یہان تک کہ وہ نجاست زائل ہوجائے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک ہوگا اور ام فضل سے روایت ہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجکو دیجیے تو مین اوسے دھودون فرمایا پانی ڈالا جاتا ہی لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکی کا

بیچ ام الفضل ہین جنسے یہ روایت ہی اور انہین کی حدیث ہین جو پہلی فصل ہین مذکور ہوئی نضح کا لفظ ہی پس ثابت ہوا کہ اول حدیث مین نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تا کہ دونون حدیثین متضاد نہو جائین پس ان تمام حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی اسنے کہ نضح نزدیک اونکے بمعنی صب یعنے پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہی انتہی ملخصا + پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہان ہوا نے سمجھے بوجھے اعتراض کر دیا مغز سخن کو بے سمجھنا کام ہی ہماقلونکا نہ ناقلونکا ؎ خامہ ہر چند دوولیک بمعنی نرسد + سعی سودی ندہد چون نبود استعداد

قال مسلہ پنجاہ و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب پینا دوا کے لیے بھی حلال نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو کہ بخاری اور ترمذی مین روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرنیہ مین سے مدینے مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا مدینے کی پس بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹون صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو دودھ اونکا اور پیشاب اونکا

اقول اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورۃً اون کو اجازت دیگئی اسکا امام صاحب بھی انکار نہین کرتے بلکہ ضرورت مین تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام بھی مباح ہو جاتا ہی مثلا کوئی شخص حالت اضطرار مین مردار کا گوشت کھالے یا غایت تشنگی مین یا حلق مین لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شی میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرلے یا لقمہ اوتار لے مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہین جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہوگئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے تو کیا مضایقہ ہی البتہ اگر کسی حدیث سے یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب پلوایا ہی تو اوسوقت امام ابو حنیفہ کا مسلہ مخالف ہو جائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار مین ہی قالوا العجالا دلیل

نجسة وحكمها حكم دمائها لا حكم ألبانها ولحومها وقالوا اما ما ذكرتموه
في حديث العرنيين فذلك انما كان للضرورة فليس في ذلك دليل
انه مباح في غير الضرورة لانا قد راينا اشياء ابيحت في الضرورات
ولم تبح في غير الضرورات وقد رويت فيها الآثار عن انس ان الزبير
وعبد الرحمن بن عوف شكوا الى النبي صلى الله عليه وسلم القمل
فرخص لهما في قميص الحرير في غزاة لهما قال انس فرايت على كل
واحد منهما قميصا فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اباح الحرير
لمن اباحه له للبس من الرجال للعلة التي كانت لمن اباح ذلك فكان ذلك من
علاجها ولم يكن في اباحته ذلك لهم للعلة التي كانت بهم ما يدل
ان ذلك كان مباحا في غير تلك العلة فكذلك ايضا ما اباحه رسول الله
صلى الله عليه وسلم للعرنيين للعلل التي كانت بهم فليس في اباحته
ذلك لهم دليل ان ذلك كان مباحا في غير تلك العلل يعنی کہا اونھون
نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہی اور حکم اوسکا حکم خون اوسکا ہی نہ حکم دودہ کا اور گوشت کا اور
کہا اونھون نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا
اس مین اس امر کی دلیل نہین کہ وہ بلا ضرورت بھی مباح ہی کیونکہ بہت اشیا دیکھتے ہین کہ بوجہ
ضرورت مباح کردی گئی ہین اور بلا ضرورت مباح نہین ہین اور اوسمین احادیث مروی ہین چنانچہ
انس رض سے روایت ہی کہ زبیر رض اور عبد الرحمن رض بن عوف رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جوئن کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتہ پہننے کی اونکے غزوہ مین اجازت فرمائی اور انس کہتے ہین
کہ مین نے دونون کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شخصونکو حریر پہننا
مباح کیا تھا سو بسبب اونکی خارش کے تھا پس یہ علاج اوسکا ہوا اور اس کی ابا
علت سے جو اونکو لاحق تھی مباح کرنے مین دلیل نہین ہو سکتی کہ سوا اوس بیماری کے

بھی مباح ہو الساہی اوس چیز کو کہ عرنیین کے واسطے آپنے مباح کی تھی بوجہ بیماریون اون کی کے تھی
پس اونکے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہو سکتی کہ سوا اون بیماریون کے اور مین بھی
جائز تھا انتہے اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہو اِسْتَنْزِهُوا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ
عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ یعنی بچاکرو پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب
قبر کا اوسی سے ہوتا ہی انتہے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو
حاکم نے ابوہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہے اور
علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّى بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ فَيَعُمُّ جَمِيعَ الْبَوْلِ
یعنی اسلیے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام یہ ہی
کہ حدیث عرنیین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت
اباحت اوسکی مقتضی نہین کہ بلا ضرورت بھی جائز ہوجاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح
ہوجاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ
ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلا ضرورت
بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کردیا جانتے ہین اور
کج فہمی سے سیدھا سا مطلب بھی اونکی سمجھ مین نہین آتا ہے کج رانتوان راست نمود
کی تیر نتوان ساختن از چوب کمانرا ✦ **قال** مسئلہ پنجاہ و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی حضرت
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیوے کتا
بیچ باسن ایک تمھارے کے پس چاہیے کہ دھووے اوسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین
یون ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تمھارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس مین کتا یہ ہی کہ دھوئے

اوسکو سات بار پہلا اونکا ساتھ مٹی کے **اقوال** بنایہ شرح ہدایہ مین ہی کہ دار قطنی نے
ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے
کے موںھ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابو ہریرہ رض سے
مرفوع روایت کی ہی کہ جسوقت کتا کسی کے برتن مین موںھ ڈالدے پس چاہیے کہ اوسکو خالی
کرے اور تین بار دھو ڈالے اور دار قطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابو ہریرہ سے روایت کی
ہی کہ جب کتا برتن مین موںھ ڈالدے پس خالی کردو اوسکو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی
نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہی اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین معمر سے روایت
کی ہی کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین موںھ ڈالدیتا ہی فرمایا تین بار دھو ڈالا جاوے
پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا نہ ثابت ہوتا تو وہ فتوا ندے تے جو ابو ہریرہ رض نے
دیا ہی اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کسطرح کہتے ہین کہ
تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی مذہب ابو ہریرہ سے تین بار
ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہی کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے ٹھیک
بیان کی ہی اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہوجاوے گی اور اوس پر ترجیح
دیجاوے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ جسوقت کتون کے احکام
مین شدت کیجاتی ہی یہان تک کہ حکم اونکے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید
اوسوقت کے مناسب ہی اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہی پس یہ احادیث مرفوع جو ابو ہریرہ رض
کی حدیث سے تایید یافتہ ہین سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہونگے پس سات بار کی
حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کردیا جاوے تو بھی
ابو ہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث کے (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی ہین) عمل کرنا کفایت
کرتا ہی کیونکہ محال ہی کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی راے سے چھوڑ دین اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ خبر واحد
کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہی لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی ہیان کہ اوس سے اگر قطعی الدلالت ہونا اوسکا
اپنے معنی مین پایا جایگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہوجاۓ گی پس اس سے لازم آیا کہ اونھون
نے نہین ترک کیا اوسکو مگر بوجہ یقین کرنے اونکے کی نسخ کا کیون کہ نہین متروک ہوتی قطعی
مگر قطعی سے پس قول اونکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جایز ہی کیا اونکے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہوگیا ہو پس جب پہچانا تو نے اوسکو تو ہوگیا ترک کرنا اونکا سننے روایت کرنے اونکے
کے ناسخ کو بلا شبہہ پس دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہوگی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ بیچنا خواہ پک گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہی اور
مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ
نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد جوڑہ لگانے کے جیسا کہ کھجور مین نر مادگی کا
دستور ہی فروخت کرے پس پھل اوسکے واسطے بائع کے ہین مگر اوسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقا جائز معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید پکنے ثمر کی نہین ہی
اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی البتہ یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہان ثمر بالتبع درخت مین داخل ہوجائین گے جیسے بناے
دار مکان کے خریدنے مین داخل ہوجاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جائز ہونا کہان سے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ بناے دار تو بلا شرط بھی داخل ہوجاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت مین داخل نہین ہوتا
پس جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہوجاتی ہی اوسکی تو علیحدہ بیع درست ہی اور جو شی بلا شرط نہین داخل
ہوگی اوسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے زیادہ استقلال ہوگا پس دوسری شی کے ساتھ جبھی جائز ہوگی
کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی درست ہو مثلا اگر گھر بیع کیا جاۓ تو اوسکا مال اوسمین داخل نہوگا جب
شرط نہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جائز ہی اس لیے شرط مین داخل ہوجاۓگا ورنہ اگر شراب اور سور
وغیرہ حرام چیزون کی اگر شرط کرے گا تو بیع فاسد ہوجاۓ گی بوجہ اسکے نہ علیحدہ بیع اوس کی

حرام ہی پس بیع دار مین اوسی ثمر کی شرط کیجاتی گی جو علیحدہ بھی جائز ہوا ایسا ہی درخت مین
ثمر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہی کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
وغیرہ مین حدیث ابی ہریرہ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ
یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کا ہی جسنے غلام کو بیع کیا ہی انتہی اور
الفاظ مسلم کے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہی کیونکہ
اگر مال شراب یا سور ہوگا تو بیع شرط سے فاسد ہو جاویگی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہوگی پس معلوم
ہوا کہ ثمر کا بیع مین شرط کرنا اوسیوقت ہی جب اوسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک شخص نے ایک باغ
کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی خاطر اوسمین
نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کردو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا
پس مشتری کے باپ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
فرمایا عمدہ بات سے انکار کرتا ہی پس باغ والے نے سنا پس انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
اور کہا دام دونگا پس اگر بیع درست نہوتی تھی تو پھیرا قالہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
معلوم ہوا کہ بیع اوسکی پکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ ہی کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہی
کہ پیشتر فروخت کیا ہی کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہی پس آفت اور نقصان کا اعتبار
اوسی وقت ہی جبتک پکا نہین کچا ہی اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی
رہا یہ امر کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہی تو پھر حنفیہ اوسکو کیون جائز رکھتے ہین اوسکا جواب
یہ ہی کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
بیع ناجائز ہی اور اسکی سوا سب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ
کے نزدیک بھی ناجائز ہی پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحاح ستہ کی حدیث کے جو شرح ہے

جواب مین مذکور ہی موافق ہو گیا اول ہم چند مسئلے بیان کرین جسمین سبکا اتفاق ہی اور حنفیہ بہت
اونکے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کرینگے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو معترض
صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگا دیا ہی وہ مسائل متفق علیہ یہ ہین ایک اسمین کسی کا خلاف
نہین کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیع ناجائز ہی اور اسمین بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے
پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دینگے بیع ناجائز ہی اور پہلے شروع پکنے
کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لینگے اور پھل بھی ایسے ہو گئے ہون کہ اون سے آدمی یا چوپایے منتفع
ہو سکتے ہون اُسکے جواز مین کسیکو کلام نہین ایسی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح
ہو جائے اوسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت و فساد
سے محفوظ ہو جاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب اوسمین حلاوت شروع ہو جاے
تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کے صلاحیت
کے اوسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے یہ صورت حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین

فتح القدیر مین ہی کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خریدے پس ثمر اوسکا بائع کا ہی
مگر جب مشتری شرط کر لے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کر دیا
پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقاً بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ داخل ہونیکے واسطے اوسکے وقت شرط بیع کے بدو
صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی پس اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم
جواز کے علت واقع ہوا ہی بھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جانیگا
اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پکوڑنے دام دینے
اور اونکے بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے کاٹنے کے بیع کر دیتے ہین
پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اونمین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہو جائے اور
وہ جو حدیث ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہی انس سے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور
کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہو جاے حالانکہ وہ قبل سیاہی کے عنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم

اوسکو بولتے ہین سو اس حدیث سے قطعًا معلوم ہوتا ہی کہ نہی اس سبب سے ہی کہ بیع عنب کی واقع ہو قبل
عنب ہونے کے اور یہ نہین ہو سکتا ہی مگر اس شرط پر کہ ہونے انگور تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پس
نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہو جاوے اور اسپر دلالت کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس مین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہی
پس معنی اس حدیث کے یہ ہوے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت
کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا پھلونکو منع کر دے اور وہ عنب نہون
تو کسکی عوض مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہی اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
تو اوسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اوسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جسمین شرط
ہو کہ تا شروع پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دئے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اس بیع کو فاسد
کر دیا اور مطلق بیع جو اس نہی کو بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
تابیر کی جس سے ہم استدلال لانے ہین عام نہین کہ اوسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہی تا کہ حکم
خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیجائے بلکہ ایک ... دوسری کو شامل نہین
حاصل یہ ہی کہ جس شی مین ہنوز صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
جائز ہی کیونکہ نہی اوسکو شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقًا فروخت کیا جاوے
اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جاوے گی پس محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک
کے کوئی صورت باقی نرہی اور ہم قائل ہین کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی ملخصًا

قال مسئلہ بیع رطب بالتمر ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جائز ہی بیچنا تر کھجورون کا
عوض سوکھی کھجورون کے برابر الخ **اقول** ابوداؤد مین ہی نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِیْئَۃً یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور ادھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
طحاوی نے شرح معانی الآثار میں و دارقطنی نے روایت کی ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہی ...

شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی فاذا صحت الزیادۃ یجب قبولہا علی
المختار عند المحدثین وان کان الاکثر لم یروہا یعنی جسوقت صحیح ہوجاے
زیادتی کسی لفظ کی تو واجب ہی قبول کرنا اوسکا موافق مذہب مختار کے نزدیک محدثین کے اگرچہ اکثر
نے اوسکو روایت نہ کیا ہو انتہی اور فسخیہ بیع کرنا حنفیہ بھی ناجائز کہتے ہین پس یہ حدیث ہمارے
موافق ہی مخالف نہین مخالفت تو معترض صاحب کی ہی کہ ہر جگہ بطور تکیہ کلام اس کی ایک رٹ
چلی جاتی ہی اس سے کیا حاصل ہے جز اینکہ طعنہ زند خلق و خندہا اطفال **قال** مسئلہ
شصتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر شہر والون کو تکلیف نہ پہونچے تو شہر سے
باہر جاکر غلہ لانیوالے قافلے کو آگے ملکر اون سے غلہ خرید کرنے مین قباحت نہین انتہی **اقول**
امام صاحب کے نزدیک بھی بیع ممنوع ہی مگر اوسصورت مین ممنوع نہین جب شہر والون کو نقصان نہو اور بھاؤ سے
زیادہ نہ لے یا اونکا دلال نہ بنے اگر اسمین سے کوئی صورت ہوگی تو موافق ارشاد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے امام صاحب بھی جائز نہین رکھتے اور مکروہ تحریمی کہتے ہین چنانچہ احادیث
کے مضامین سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ بوجہ ضرر کے ممانعت فرمائی ہی بلکہ ابن عباس رض کے
قول سے جو کہ فرماتے ہین کہ اوسکا دلال نہو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جسمین مضرت اوسکی ہو وہ فعل
جائز نہین اور بطور الدین النصیحۃ کے اگر بلا ضرر وہ شی بکوا دے تو اس مین کچھ مضائقہ
نہین پس یہ صورت نہی مین داخل نہوگی چنانچہ بخاری نے اسکا باب باندھا ہی باب ہل
یبیع حاضر لباد بغیر اجر وہل یعینہ او ینصحہ وقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اذا استنصح احدکم اخاہ فلینصح لہ ورخص فیہ عطاء یعنی کیا
بیع کرے شہر والا واسطے گانون والے کے بغیر اجرت کے اور کیا اعانت کرے اوسکی یا بھلائی چاہے
اوسکی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نصیحت چاہے تو نصیحت کرے اوسکو اور رخصت دی
اس بیع مین عطا نے انتہی آسکے متعلق بخاری نے دو حدیثین بیان کی ہین ایک مین النصح
لکل مسلم اور دوسری مین ابن عباس کا قول کہ دلال ہونیسے منع فرمایا ہی پس

معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر کہوا دیگا تو مضایقہ نہین ایسیہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہی
بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ یعنی جس شخص نے کہ مکروہ جانا کہ شہری قصباتی
کی چیز کے بعوض اجر کے بیع کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہی اور یہ بھی لکھا ہی وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنے
اسی کے قائل ہوے ابن عباس پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا ضمن
بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علی ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے
یہی علت بیان کی ہی کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہی اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا
کہ وہی بیع منع ہی جیسا دستور ہی کہ بھاو سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اوسکا نقصان
کرا دیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آویگا تو اختیار
اوسکا ہی خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہی کہ اوسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع
نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین اگر اوسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہی اوسکی حدیث سے ہرگز نفی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث اَلنُّصْحُ
لِكُلِّ مُسْلِمٍ کے موافق ہی اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین اونکے سمجھنے
سے کیا ہوتا ہی بلکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہی اور نقصان عقل
قائل سمجھا جاتا ہی ع زبان لاف رسوائی کند ناقص کمالان را + کہ رو بر خاک مالد پر فشانی
بستہ بالان را + **قال** مسئلہ شصت و یکم شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھا ہی
کہ مدینہ حرم نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی ان چار حدیثون کا الخ **اقول** علامہ توربشتی نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ مدینے کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپکی حرمت تعظیمی ہی جو احکام کہ متعلق حرم کے
ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہی کہ فرمایا آپنے درخت مدینہ کے پتے
نہ جھاڑے جائین مگر واسطے کھلانے چارپایون کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کسی حال مین

درست نہین ہین رہا شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے مدینۂ شریف
کے جانورون کے شکار کا انکار نہین کیا ہی اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار مدینے
مین کوئی حدیث ایسے طریق سے نہین پہنچی جسپر اعتماد کیا جاوے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا کہ تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے
سکوت نفرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار مین جزا انہون نے بھی حرم مکہ سے فرق ہی
یہ فقط بعض کی راے ہی کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام مین ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ائمہ دونون مین
فرق کرتے ہین اوران دونو حدیثون سے بھی معلوم ہوا کہ دونون کا ایک حکم نہین چونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوتے جاتے تھے اسلیے اوسکی زیب و زینت کیواسطے
ممانعت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر لیجائین گے تو زینت اوسکی جاتی رہے گی
اور اوجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونونکا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو نفرماتے **قال**
مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین
ہی الخ مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قومہ یعنی رکوع سے سر
اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا فرض نہین ہی الخ **اقول** فتح القدیر مین ہی
لِاَنَّ الْخَبَرَ یُفِیْدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّۃِ عَلَیْہِ وَھُوَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ مَا
انْتَقَصْتَ مِنْ ھٰذَا شَیْئًا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِکَ اَخْرَجَ ھٰذِہِ الزِّیَادَۃَ
اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فَاَبُوْدَاؤُدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ فَعُلِمَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَمَرَہٗ
بِاِعَادَتِھَا لِیُوْقِعَھَا عَلٰی غَیْرِ کَرَاھَۃٍ لَا لِلْفَسَادِ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلَیْہِ لَوْ لَمْ تَکُنْ ھٰذِہِ
الزِّیَادَۃُ تَرْکُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاہُ بَعْدَ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ حَتّٰی اَتَمَّ وَلَوْ کَانَ
عَدَمُھَا مُفْسِدًا لَفَسَدَتْ بِاَوَّلِ رَکْعَۃٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا یَحِلُّ الْمُضِیُّ

فِی الصَّلٰوۃِ وَتَقْرِیْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَدِلَّۃِ الشَّرْعِیَّۃِ وَعَنِ
الشَّیْخِ حَسِیْنٍ مَنْ تَرَکَ الْاِعْتِدَالَ تَلْزِمُہُ الْاِعَادَۃُ وَلَا اِشْکَالَ فِیْ وُجُوْبِ الْاِعَادَۃِ
اِذْ ھُوَ الْحُکْمُ فِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ اُدِّیَتْ مَعَ کَرَاھَۃِ التَّحْرِیْمِ وَاَنْتَ عَلِمْتَ
حَالَ الطُّمَانِیْنَۃِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنَ الْقَوْمَۃُ وَالْجِلْسَۃُ وَاجِبَتَیْنِ لِلْمُوَاظَبَۃِ
فَلِمَا رَوٰی اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَۃِ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ
اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃٌ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ
فِیْہَا ظَہْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ قَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَلَعَلَّہٗ
کَذٰلِکَ عِنْدَھُمَا اَیْ یَدُلُّ عَلَیْہِ اِیْجَابُ سُجُوْدِ السَّہْوِ فِیْہِ مِمَّا ذُکِرَ فِیْ
فَتَاوٰی قَاضِیْ خَانْ فِیْ فَصْلِ مَا یُوْجِبُ السَّہْوَ قَالَ الْمُصَلِّیْ اِذَا رَکَعَ وَلَمْ یَرْفَعْ
رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ حَتّٰی خَرَّ سَاجِدًا سَاھِیًا تَجُوْزُ صَلٰوتُہٗ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ
حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَعَلَیْہِ السَّہْوُ وَیُحْمَلُ قَوْلُ
اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّہَا فَرَائِضُ عَلَی الْفَرَائِضِ الْعَمَلِیَّۃِ وَھِیَ الْوَاجِبَۃُ
فَیَرْتَفِعُ الْخِلَافُ وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَی الدَّلِیْلِ فِیْ کُلٍّ مِنَ الطُّمَانِیْنَۃِ
وَالْقَوْمَۃِ وَالْجِلْسَۃِ الْوُجُوْبُ یعنی تحقیق حدیث فائدہ دیتی ہے موقوف ہونے
نماز کا اوپر طمانینت کے اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص اسمین سے ناقص
کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان
کیا ہے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ رضی کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت
سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسواسطے کیا تھا تا کہ نماز
مکروہ تحریمی نہو نہ یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو شخص کہ اسپر دلالت کرتی ہے اگر زیادتی ان الفاظ
حدیث کی نہ بھی ہوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کو تا اختتام
نماز ہے اور اگر طمانینت نہونا مفسد صلوۃ ہوتا تو پہلے ہی رکعت مین نماز فاسد ہو چکی تھی

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادلہ
شرعیہ مین سے ہے کہ نماز باطل نہین ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہے کہ اعتدال کے ترک
کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہے اور اسکے وجوب اعادہ مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی
ادا ہوگی اوسمین یہی حکم لوٹانیکا ہے حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسے
کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونون بھی واجب ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہے کہ نہین کافی ہوتی نماز اوس شخص کی جو رکوع اور سجود مین پیٹھ
اپنی سیدھی نہ رکھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی
واجب ہے اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہے چنانچہ فتاوای قاضی خان مین یہ
مذکور ہے کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا نہ اوٹھاوے اور سجدے مین بھول کر
چلا جاوے تو نماز اوس کی ہو جانے گی لیکن اوسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہے
اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہے اسپر محمول ہوگا کہ فرائض عملیہ سے ہے اور فرائض عملیہ واجب
ہوتے ہین پس تینون کا اتفاق ہو جانے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کر لیا تو نے کہ
ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہے انتہے مختصراً پس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان
ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نقصان فساد کو نہین کہتے بلکہ فساد کی صورت مین تو صلوٰۃ صادق ہی نہین
آتی یہان حدیث مین اوسکو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع مین اسقدر ٹھہرنا فرض
ہے کہ جسمین لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجانے اور زیادہ ٹھہرنا جسکا نام اطمینان ہے وہ
فقط واجب ہے فرض نہین اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھہرے گا یا دونو سجدون کے درمیان مین خوب
نہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہوگا تو نماز اوسکی باطل نہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اوسپر واجب ہے گا چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی رکعتون
کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرما دیتے بلکہ باوجود اعتدال نہونے کے اوسکو باقی نماز ختم کرنے
دی اور بعد طریقہ اوسکا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزون کے نقصان سے نماز مین نقصان

اتا ہی ورنہ یون فرماتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہی علاوہ اسکے جیسے ان چیزون کا حکم فرمایا ہی اسیطرح
گھٹنون پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کا بھی تو حکم ہی حال آنکہ
اسمین اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون کے برابر ہین پھر اس کے
کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث
کے ہوگیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْهِ الْبَیَانُ
تیس معترض صاحب کو سوائے اعتراض لایعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین آتا کتاب
تو بالکل لگاؤ نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس بے استعدادی پر دعوائے اجتہادی استغفراللہ کبھی تو
کتاب کا مطلب اونکی سمجھ مین نہ آوے گا۔ بے فہم اگر چشم بد وزد بکتاب۔ نتواند دید روی معنی
درخواب۔ کی غور کنند در سخن بے مغزان۔ غواصی بحر نیست مقدور حباب۔ **قال** مسئلہ شرح
وقایہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شہر والے اگر گاؤن مین اپنی قربانی بھیج دین تو انکو
بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہی الخ **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ نماز
پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو بیشک
خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہین کہ شہر مین قربانی درست نہین چنانچہ بخاری
اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہین کی تھی
کہ اتنے مین دیکھا کہ قربانی ہوگئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی کہ
ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کر لی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ حدیث
مین جو ممانعت آئی ہی وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہی اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر بیس چالیس کوس
بھیجکر قربانی کراوے تو اوسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہوگی حدیث کا مورد خاص شہر ہی
اوسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ زاد ہی حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی
جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر ہی کا ہی تاکہ
حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھیجوا دے جسمین قصر صلوۃ ہو تو

شہر کی عید گاہ اور حدیث بخاری

جائز ہی چنانچہ فتاویٰ قاضی خان مین یہ شرط لکھی ہی کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمین نماز کا
قصر ہوتا ہی اگر پہلے نماز کے اتنی دور پر قربانی کرا دے گا تو ہرگز خلاف حدیث نہو گا پس حدیث
کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہی اور نہایت سنے
بصیرتی سے ع بے بصیرت را نباشد درحق و باطل تمیز ۔ کور کی اند عصاے سحر و اعجاز کلیم
قال مسئلہ شصت و ششم فتاوی عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کرکے لکھا ہی کہ عقیقہ کرنا
لڑکے اور لڑکی دونون کا مکروہ ہی نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر یہ ہی کہ کراہت
سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا مین لکھا ہی
اَمَّا الْعَقِیْقَۃُ فَبَلَغَنَا اَنَّھَا کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ
نَسَخَ الْاَضْحٰی کُلَّ ذَبْحٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ شَھْرُ رَمَضَانَ کُلَّ صَوْمٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَ
نَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَۃِ کُلَّ غُسْلٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَتِ الزَّکٰوۃُ کُلَّ صَدَقَۃٍ کَانَتْ قَبْلَھَا
کَذٰلِكَ بَلَغَنَا یعنی لیکن عقیقہ پس معلوم ہوا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین تھا اور اول اسلام مین
بھی کیا گیا پھر منسوخ کر دیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کر دیا رمضان نے
ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوسکے تھا
اور منسوخ کیا زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہمکو پہونچا ہی انتہی اور شرح
موطا مین لکھا ہی وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اَنَّھَا مُبَاحَۃٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا
جائز ہی انتہی پس جب سب حدیثون مین تطبیق دیجانے گی تو بجز جواز کے اور کوئی صورت
نہوگی بلکہ امام محمد تو کہتے ہین کہ ہمکو عقیقہ کا منسوخ ہونا پہونچا ہی سو منسوخ ہوا وجوب یعنی کا
ہوگا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہی وجوب کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا پس امام
صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا خلاف حدیث
ہوگیا معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ بالکل جاہل متعصب
جانے گا تو بجائے خود جلا مین وہ فاضل بے بدل بن بیٹھین اس سے کیا ہوتا ہی ع لاف

قال دانش گرند پیوستہ نادان دور نیست خفتہ دانم خویش را بیدار می بیند بخواب

مسئلہ شصت و ہفتم عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہین الخ

مسئلہ شصت و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز وتر کی تین ہی رکعت ہین الخ مسئلہ شصت و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ

کی کتابون مین لکھا ہی کہ جب تین رکعت وتر پڑھی تو دو رکعت پڑھکر سلام نہ پھیرے الخ مسئلہ ہفتادم عینی شرح ہدایہ مین

لکھا ہی کہ تین رکعت وتر مین دو رکعت پڑھکر تشہد مین بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھکر سلام پھیرے **اقول**

وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوئے ہین مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی

امر اسمین قرار نہین پایا تھا اور صحابہ اگرچہ اسمین مختلف رہے مگر تین رکعت وتر بہت سے

احادیث اور آثار سے ثابت ہے چنانچہ دارقطنی مین حدیث آئی ہی قَالَ لَا تُوتِرُوا بِثَلٰثٍ اَوْتِرُوا

بِسَبْعٍ اَوْ خَمْسٍ الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تین نکرو سات یا پانچ

کرو انتہی حال آنکہ تمام امت کا اجماع ہی کہ تین رکعت وتر کی جائز ہی اور مسلم مین عایشہ رض

کی روایت سے ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلَاثَ

عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُوْتِرُ مِنْ ذٰلِکَ بِخَمْسٍ لَا یَجْلِسُ فِیْ شَیْءٍ مِنْھَا اِلَّا فِیْ اٰخِرِھَا

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب مین تیرہ رکعت پانچ اونمین سے وتر کرتے اور

کسی رکعت مین نہ بیٹھتے مگر آخر مین انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہی کہ ہر دو رکعت مین

سلام پھیرتے تھے اور حاکم نے عایشہ رض سے روایت کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم

کی شرط پر ہی قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلٰثٍ لَا یُسَلِّمُ

اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ یعنی کہا حضرت عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر

پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے مگر آخر اونکے مین انتہی اور نسائی مین ہی قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ یعنی کہا عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے دو رکعتون وتر مین انتہی اور حاکم نے روایت کی ہی قِیْلَ لِلْحَسَنِ

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُسَلِّمُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِنَ الْوِتْرِ فَقَالَ کَانَ عُمَرُ اَفْقَہَ مِنْہُ

وَكَانَ يَنْهَضُ فِي الثَّانِيَةِ بِالتَّكْبِيرِ یعنی کہا گیا حسن بصری رض سے کہ ابن عمر رض دو رکعتون
مین وتر کی سلام پھیرتے تھے فرمایا اونھون نے عمر رض اونسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے دوسری
رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہوجاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور سکوت کرنا حاکم کا اس
حدیث کی صحت پر دال ہی اور طحاوی اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
حبان اور مستدرک مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری مین
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا اسپر دال ہی کہ
ایک رکعت وتر نہین ہوتی ایسا ہی تیسری رکعت کو کہنا بھی اسیکا مقتضی ہی کہ تین رکعت
وتر ہین ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور موطا مین امام محمد رح کی آیا ہی
کہ ابوہریرہ رض سے ابومرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کسطور سے پڑھتے تھے کہا
راوی نے ابوہریرہ رض نے کچھ جواب نہ دیا پھر اوس نے سوال کیا پھر خاموش رہے پھر اوس نے
دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتادون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز
پڑھ لیتا ہون اوسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سوجاتا ہون پس اگر رات کو اوٹھا تو
دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہوگئی تو وتر میرے ہوگئے انتہی اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رض تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہی
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّي تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلٰثٍ وَأَنَّ لِي
حُمْرَ النَّعَمِ یعنی عمر رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین
رکعت وتر کی چھوڑ دون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اوسکے ہون انتہی اور تیسری
حدیث موطا مین ہی عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْوِتْرُ ثَلٰثٌ كَثَلٰثِ
الْمَغْرِبِ یعنی ابوعبیدہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے
وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور چوتھی حدیث موطا مین ہی عن

صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، موطا امام محمد

عطاء بن یسار قال ابن عباس الوتر کصلوٰة المغرب یعنی عطا بن یسار سے
روایت ہی کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی انتہی اور پانچوین حدیث طحاوی
مین یہ ہی عن ابن مسعود قال ما اجزأت رکعة واحدة قط یعنی ابن مسعود
سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن
ابی شیبہ مین ہی حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون
علی ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی اخرهن یعنی حسن بصری سے روایت ہی کہ
فرمایا اونھون نے اجماع کیا ہی تمام مسلمانون نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہین اونپر سلام
نہ پھیرا جاوے مگر آخر اونکے مین اور طحاوی مین ہی کہ ساتون فقیہ یعنی سعید بن المسیب اور عروہ
بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور
سلیمان بن یسار اور سوا انکے بڑے بڑے فقیہ اور صالح سبکا یہی مذہب ہی کہ وتر کی تین
رکعت ہین اور سلام فقط اونکی اخیر رکعت مین ہی انتہی ملخصاً اور فتح القدیر مین ہی کہ قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو دو رکعت ہین پس اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پڑھے
وہ رکعت وتر کردے گی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہی اس قول مین یہ دلالت نہین کہ وتر ایک
رکعت علیحدہ تکبیر سے چاہیے تاکہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیونکہ اسمین ان امور سے
ہرایک کا احتمال ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ وقت خوف صبح کے ایک رکعت متصل پڑھ لی لیکن یہ
حدیثین اون صریح حدیثون کے کہان مقابل ہین جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے اور بہت
حدیثین ہین کہ بوجہ طول کے ہمنے ترک کردین حالانکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے
قائل ہین امام طحاوی نے کہا ہی کہ ابو خالد سے ہمکو حدیث پہونچی کہ کہا اونھون نے مین نے ابو العالیہ
سے وتر کو دریافت کیا اونھون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہی
کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی یہ وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہمکو
پہونچی کہ انس نے ہمکو نماز پڑھائی تین رکعت کہ مین انکے داہنی جانب تھا اور ام ولد انکی پیچھے ہمارے تھی

کہ نہ سلام پھیرا مگر آخر رکعت مین انتہی مختصراً ان احادیث سے معلوم ہو گیا کہ وتر کے
تین رکعت ہین زیادہ و کم نہین اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دو رکعتون مین وتر کے سلام پھیرنا نہین
چاہیے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دو رکعتون مین فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ
تین رکعت وتر کی اسقدر کثرت سے روایات ہین کہ اگر اختصار منظور نہوتا تو اوسکی تفصیل مین
ایک دفتر ہو جاتا ہے در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است صد سال می توان سخن از زلف
یار گفت **قال** مسئلہ ہفتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصاب ہو
یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپے چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی نہو تو اوسکو زکوٰۃ دینی
درست ہے اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو الخ **اقول** جائے
غور اور مقام افسوس ہے کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسیوجہ سے کہ امام صاحب کے
مخالفت ہو جائے بدل دئے واہ ری جرأت ہے مار از این گیاہ ضعیف این گمان نبود چونکہ
اون دو شخصون نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا تو تندرست
پایا ایسی سوال کرنا اونکا ناگوار کہ زراقوی آدمی کو سوال درست نہین اور یہی معنی اس ارشاد کے ہین کہ
غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہین یعنی سوال کرکے صدقہ لینا تو درست ہی نہین ورنہ اگر قوی
کو زکوٰۃ دینا حرام او ناجائز ہوتا اور زکوٰۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون
نفرماتے کہ اگر چاہو تو زکوٰۃ دے دون اس کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب کے یون کی
کہ اگر حرام کھانا چاہو تو دے دون کیا خوب امام صاحب کے اثبات مخالفت مین ایسے محو
ہوے کہ یہ بھی خیال نرہا کہ انبیا کی طرف فعل حرام کی نسبت ہو جاسکے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت تو
امامون کے ہاتھ سے نجائے ہے شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ہے گو مشت خاک ما ہم برباد
رفتہ باشد حدیث مین زکوٰۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط آپ نے نکالا ہے حدیث
کے بالکل مخالف ہے بلکہ ایسے معنی کہنے کمال بے ادبی ہے علاوہ اسکے کسی لفظ سے ان معنی کا
استنباط نہین ہو سکتا بلکہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

تو ہی شخص کو جائز معلوم ہوتا ہی مذہب حنفیہ کی تائید کے حدیث آپنے تصرف کرکے اور لفظ حرام اپنی
طرف سے زیادہ کرکے کیون لکھدی شاید یہ بھی کسی حدیث مین آیا ہوگا نعوذ باللہ مِنْ
اَنَّ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ آپکو یہ حدیث نہین پونہچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہین کہ جو شخص جھوٹ بات مجھپر لگاوے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلے چنانچہ کذابون اور
مفترون کی وعید مین بہت سی حدیثین اول کتاب مین ہمنے لکھدین کچھ تو لکھتے وقت اپنے
خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سو مسئلون مین سے ایک کم ہوجاتا تو کونسا عتاب الٰہی نازل ہوتا
اور اس جھوٹ کے نہ کہنے سے کونسا الزام آتا بلکہ اب تم اس دروغ گوئی کی بلا مین مبتلا ہوگئے
؎ خرد چو آخر لفظ دروغ بنید عین ٭ بداند اینکہ دروغ عاقبت ہزار بلاست ٭ حاصل کلام
یہ ہی کہ اس سے جواز معلوم ہوتا ہی اور جسقدر حدیثین اسمین وارد ہوئی ہین سب مین کلام اور
ضعف ہی چنانچہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اسی مقام پر مفصل بیان کیا ہی ترمذی مین
ہی وَاِذَا کَانَ الرَّجُلُ قَوِیًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ شَیْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَیْہِ اُجْزِیَ
عَنِ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ وَوَجْہُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَھْلِ الْعِلْمِ
عَلَی الْمَسْئَلَۃِ یعنی جب آدمی قوی اور محتاج ہو اور کوئی شی اوسکے پاس نہو پس زکوۃ دیجاوے
اوسکو کافی ہوجاوے گی زکوۃ دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اس حدیث
کی نزدیک بعض اہل علم کے اوپر سوال کے ہی انتہٰے یعنی صدقے سے مراد یہ ہی کہ سوال کرکے
صدقہ لینا درست نہین اور فتح القدیر مین ہی وَالْجَوَابُ اَنَّ الْحَدِیْثَ الثَّانِیَ دَلَّ عَلٰی اَنَّ
الْمُرَادَ حُرْمَۃُ سُؤَالِھِمَا لِقَوْلِہٖ وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَیْتُکُمَا فَلَوْ کَانَ الْاَخْذُ مُحَرَّمًا
غَیْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ لَمْ یَفْعَلْہٗ یعنی اور جواب یہ ہی کہ حدیث دوسری اسپر
دلالت کرتی ہی کہ مراد ان دونون کے سوال کی حرمت ہی بسبب فرمانے آپکے اگر چاہو تم دونون
مین تمہین کچھ دونگا پس اگر لینا حرام ہوتا اور اس سے زکوۃ ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکرتے
انتہی پس معلوم ہوا کہ موافق آیت اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ اور مطابق اس حدیث کے

قال مسئلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک ضرب تو مونھہ کے لیے اور ایک ضرب پہنچون تک ہاتھون کے لیے الخ **اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونھہ کے ہی اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہین اور طبرانی مین روایت ہی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھہ کے لیے اور ایکبار ہاتھون کے لیے کہنیون تک ہی انتہی اور مسند بزار مین روایت ہی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فی التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھہ کیواسطے اور ایکبار ہاتھون کے واسطے کہنیون تک ہی انتہی اور ابو داؤد مین ہی عن عمار بن یاسر انہ کان یحدث انہم تمسحوا وہم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصعید لصلوٰۃ الفجر فضربوا باکفہم الصعید ثم مسحوا وجوہہم مسحۃ واحدۃ ثم عادوا فضربوا باکفہم الصعید مرۃ اخری فمسحوا بایدیہم یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہی کہ صحابہ رض نے مسح کیا درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی مٹی سے نماز صبح کیواسطے پس ہاتھو کو مٹی پہ مارا پھر مسح کیا مونھہ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھون کو مٹی پر مارا اپنی ہاتھون پر مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربین ہین معلوم تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت مین بھی دو ضربین ہوتی ہین بلکہ یہاں یہ معنی سمجھتے ہین

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو طریقہ اوسکا بتلایا تا اونکے فعل سے
امتیاز ہو جاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح
مسلم کی کتاب التیمم مین کردی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیثین صحیح جسمین دو ضربین
مذکور ہین کیونکر متروک ہوسکتی ہین طحاوی مین ہے عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَاہُ رَجُلٌ
فَقَالَ اَصَابَتْنِی جَنَابَۃٌ وَاِنِّی تَمَعَّکْتُ فِی التُّرَابِ فَقَالَ اضْرِبْ ہٰکَذَا فَضَرَبَ
بِیَدَیْہِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ وَجْہَہٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدَیْہِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ بِیَدَیْہِ
اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَقَالَ ہٰکَذَا التَّیَمُّمُ یعنی ابو الزبیر جابر رضہ سے روایت کرتے ہین کہ اونکے پاس
ایک شخص آیا پس کہا اوسنے مجھکو جنابت ہو گئی اور مین خاک مین لوٹا پس کہا اونھون نے کیا تو
گدھا ہوگیا جسطرح وہ لوٹتا ہے اوسیطرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رضہ نے زمین پر مارے
پھر مونھہ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا
تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور طبرانی کی معجم اوسط مین ہے کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین تین چار چار
مہینے قیام کرتے ہین اور ہم لوگون مین جنب اور حائض اور نفسا ہو جاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب مونھہ
کیواسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان سب احادیث سے
ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے مطابق حدیث کے نہ مخالف **قال** مسئلہ ہفتاد و سوم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ تھوڑا دودھ پیے خواہ بہت سے حرام کرتا ہے
اقول فتح القدیر مین ہے وَالْجَوَابُ اَنَّ التَّقْدِیْرَ مُطْلَقًا مَنْسُوْخٌ صَرَّحَ بِنَسْخِہٖ ابْنُ عَبَّاسٍ
حِیْنَ قِیْلَ لَہٗ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ الرَّضْعَۃَ لَا تُحَرِّمُ فَقَالَ کَانَ ذٰلِکَ ثُمَّ نُسِخَ وَ
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اٰلَ اَمْرُ الرَّضَاعِ اِلٰی اَنَّ قَلِیْلَہٗ وَکَثِیْرَہٗ یُحَرِّمُ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْقَلِیْلَ یُحَرِّمُ
یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقا منسوخ ہے تصریح کی اوسکی نسخ کی ابن عباس نے جبکہ اوسنے کہا گیا کہ آدمی کہتے ہین

کہ ایکبار دو چوسنا حرام نہین کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہوگیا اور ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کردیتا ہی اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ قلیل رضاع حرام کردیتا ہی انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَۃَ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِیْلُہٗ وَکَثِیْرُہٗ کَذَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَبُوْ یُوْسُفَ عَنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رضاع سے وہ شی حرام ہوجاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو ایسیہی روایت کیا اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور استذکار مین لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاؤس اور مکحول اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اونکی اصحاب اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور طبری کا ہی انتہی اور ابن رشد نے کہا ہی کہ مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا دودھ پینا اور بہت پینا حرام کردیتا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصَّۃٌ وَمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہی

قال مسئلہ بہنا دو چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹنا جائز نہین الخ **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اوس چادر کو دیدیا تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ حنفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ مین یہ شرط لکھی ہی کہ جب اوسکو تسلیم کردے گا اسوقت ہاتھ نہین کاٹا جائے گا اگر یہ صورت معترض صاحب ثابت کردین کہ اونکو تسلیم کردیا ہو تو ہم بھی تسلیم کرین گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہے اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَمْ یَثْبُتْ اَنَّہٗ سَلَّمَہُ اِلَیْہِ فِی الصَّحِیْحِ ثُمَّ الْوَاقِعَۃُ وَاحِدَۃٌ فَکَانَ فِیْ هٰذِہِ الزِّیَادَۃِ اِضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ مُوْجِبٌ لِلضُّعْفِ وَیَحْتَمِلُ کَوْنَ قَوْلِہٖ هُوَ صَدَقَۃٌ عَلَیْہِ کَانَ بَعْدَ الدَّفْعِ اِلَیْہِ

وَفِي ذٰلِكَ لَا يَكُونُ مِلْكًا لَهُ قَبْلَ الْقَبْضِ يعني اور نهين ثابت هي يه امر كه اونهون نے اوسكو
هبه مين سپرد كيا هو اور واقعه ايك هي پس اس زيادتي مين اضطراب هي اور اضطراب موجب ضعف
هي اور احتمال هي كه صدقة كهنا اونكا بعد ملجانے چادر كے هو اور اسمين ملك قبض سے پهلے نهين
هوگي انتهى پس مسئله هدايه كا حديث كے كيونكر مخالف هوسكتا هي معترض صاحب اپنے ذهن
مين ايك بات خلاف حديث متعين كرليتے هين اور بے دهڑك حكم مخالفت كا لگا ديتے هين يه
فقط مخالفت اونكے ذهن نارسا كي هي في الواقع تو مخالفت هرگز نهين عقلا اسكو خوب جانتے هين
اور معترض صاحب كی دهوكے بازيان بهي بخوبي پهچانتے هين كه معترض صاحب كي آنكهون پر
تعصب اور حسد كا پرده پڑا هوا هي خواهي نخواهي بنے بانئے زبردستي هر مسئلے مين الزام مخالفت
حديث كا لگا ديتے هين درحقيقت الزام سفاهت اور جاهليت كا اپنے اوپر ليتے هين ٥
بهلا اسمين كسي كا جرم كيا هي بدنصيبون سے تجهے اپنے گلا هي **قال** مسئله هدايه وديگر شرح
وقايه وغيره فقه كي كتابون مين لكها هي كه سواے نماز وتر كے اور نمازون مين دعاے قنوت پڑهنى
جائز نهين الخ **اقول** احاديث مين دونون صورتين وارد هين كه آنحضرت صلى الله عليه
وسلم نے فجر كي نماز مين قنوت پڑها هي اور نهين بهي پڑها هي پس جو حديثين اس قسم كي هين كه
جنمين تصريح اس امر كي هي كه رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ايك ماه تك قنوت پڑها هي يا وقت
حدوث حوادث كے پڑهتے تهے ان احاديث كي مفسر هوجاوينگي پس معلوم هوا كه جن احاديث مين
قنوت پڑهنا ثابت هوتا هي اوس سے يه مراد هي كه وقت حدوث حوادث كے پڑهتے تهے اور جن مين
قنوت كي نفي هي اوس سے مراد يه هي كه بلا حدوث كسي امر كے نهين پڑهتے تهے اور يهي مذهب حنفيه
كا هي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لِاَنَّهٗ حَارَبَ حَيًّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَنَتَ يَدْعُو
عَلَيْهِمْ يعني نهين قنوت پڑها رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فجر مين هرگز مگر ايك ماه اسليے
كه ايك قبيله مشركين سے محاربه تها قنوت پڑهتے تهے اون پر بددعا كرتے تهے انتهى كما في

ابن ہمام نے ھٰذَا الْحَدِیْثُ لَا غُبَارَ عَلَیْهِ یعنی اس حدیث مین کچھ غبار نہین یعنی صحیح الاسناد
ہو انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنِ الْقُنُوْتِ قَبْلَ
الرُّکُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ نَاسًا یَزْعُمُوْنَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ اِنَّمَا قَنَتَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلٰی اُنَاسٍ قَتَلُوْا اُنَاسًا مِّنْ
اَصْحَابِهٖ یُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ یعنی انس سے مین نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہو یا
بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے مین نے کہا آدمی گمان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہی فرمایا نہین قنوت پڑھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مگر ایک مہینہ (یعنی رکوع کے بعد) بد دعا کرتے اون لوگون پر جنہون نے آپکے صحابہ مین سے
اون لوگون کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل
رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہی کہ ہمنے انس سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہین نہین
قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے قبیلون پر مشرکین
کے انتہی اور کتاب القنوت مین انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جس وقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا کرتے
انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہی کہ سند اس حدیث کی صحیح ہی اسیوجہ سے انس صبح کی نماز مین
قنوت نہین پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہی کہ مین انس کے ہمراہ
دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز مین اونہون نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے
سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے صبح مین مگر جبکہ دعا
کرین یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہی اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی وہ اپنے والد سے روایت

کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
پڑھا اور ابوبکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت نہ پڑھا اور عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت نہ پڑھا
اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور
ابن الزبیر رض سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابوبکر اور عمر رض
اور عثمان رض نے بھی ایسہی روایت کی ہی انتہی اور امام محمد نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید
سے روایت کی ہی کہ مین عمر رض کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس نہ دیکھا مین نے اونکو قنوت
پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی رض سے روایت کی ہی کہ جب اونھون نے فجر مین قنوت
پڑھا تو لوگون نے اوپر انکار کیا پس فرمایا کہ ہمنے اپنے عدو پر بددعا ہی تھی انتہی اور اوس مین یہ بھی ہی
کہ یہ امر آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابوداؤد اور
ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہی وہ اوس وقت کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
دعا یا بددعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اوسکی تفسیر واقع ہوئی ہین یا علی
القیاس ابوداؤد مین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر محمول ہی کہ ایک مہینہ یا بوقت ضرورت ایسا واقعہ ہوا ورنہ انس رض
سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہوچکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
ایک مہینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اوسنے ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہین
پڑھتے تھے اور خود انس رض نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہے مگر
معترض صاحب مخالف ہوگئے ف تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی **قال** مسئلہ مفتاد
دستتم عینی شرح ہدایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی کہ وتر بیٹھکر پڑھنے بھی اور سواری پر پڑھنے
بھی جائز نہین ہین انتہی **اقول** طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عن نافع عن

ابن عمر انّہ کان یصلی علی راحلتہٖ ویوتر بالارض ویزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل کذالک یعنی نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر مین ہی ابو حنیفۃ عن حماد عن مجاھد انّہ صحب عبد اللہ بن عمر من مکۃ الی المدینۃ یصلی علی راحلتہٖ یومی ایماءً الا المکتوبۃ والوتر فانّہ کان ینزل لھما یعنی مجاہد سے روایت ہی کہ وہ عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکے سے مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر فرض اور وتر پس تحقیق ان دونون کے واسطے نیچے اوترتے تھے انتہی پس تطبیق دونون حدیثون مین یون کیجاے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کیوجہ سے مثل کیچڑ پانی وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہی عام نہین پانی کیچڑ کے عذر مین تو فرض نماز بھی سواری پر جائز ہی یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پنجگانہ کے واجب ہوگئی ہی پس دونون حدیثون مین تناقض نہوگا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی فبھذا الجھۃ عندی ثبت نسخ الوتر علی الراحلۃ یعنی اسیوجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** مسئلہ ہفتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کسی سے فجر کی سنتین نہ پڑھی گئی ہون تو پڑھنا اونکا اوسکو نہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہی اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہی الخ

اقول مسلم مین عمر بن عبسہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا مین نے کہ وقت جائز نماز کا آپ بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر ٹھہر جا نماز سے یہان تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور فتح القدیر مین ہی کیونکہ سنتین بعد نماز فجر محض نفل ہو گئی ہین بنا بر اسکے کہ حدیث اون کے واسطے وارد نہین ہوئی ہی یا وارد ہی تو وہ معارض ہی بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

روایت کی اس کو مسلم نے صحیح مسلم مین باب الصلوۃ علی الراحلۃ مین

عقود الجواہر المنیفۃ مین باب ...

صفحہ ۹

شرح معانی الآثار

مسئلہ ہفتاد و ہفتم

روایت کیا اسکو ... باب ...

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہے جب تک کہ آفتاب نکل آوے پس حدیث صحیحین
کی اوس حدیث پر مقدم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں انتہی علاوہ اس کے ان دونوں حدیثوں
میں جو معترض صاحب نے لکھی ہیں محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہیں اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ یہ
حدیث ثابت نہیں قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہے خصوصًا اوس وقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہے ایسی قوت نہیں رکھتے جیسے کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
صبح کے سنتوں کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **قال** مسئلہ ہفتاد وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں
میں لکھا ہے کہ استسقا میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہیں ہے انتہی مسئلہ ہفتاد ونہم ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز استسقا میں چادر پلٹ کر اوڑھنی امام کو بھی اور قوم
کو بھی سنت نہیں انتہی مسئلہ ہشتادم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ استسقا میں خطبہ نہیں
ہے **اقول** فتح المنان میں لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
مِّدْرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشنے والا ہے بھیجتا ہے ابر کو تم پر برسنے
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثوں میں طریقے استسقا کے مرقوم ہیں اونمیں نماز نہیں ہے مگر
ایک صورت میں فقط نماز ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی او خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حد صحت
کو نہیں پہونچی یا بخاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور سنت وہ ہے جسپر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کردیا ہو اور یہاں نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہے فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفا
کیا اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی عمر سے ترک نہ کرتے حال انکہ بحضور صحابہ کے رد برو
کیا گیا اور عمر کا نہ جاننا باوجود عموم بلوے کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

مکتوب بر غیر قابل حجت نہیں

فتح المنان میں لکھا ہے کہ استسقا دعا و استغفار ہے

بعید ہی اور باوجود حاجت کے ترک کر دینا اور بھی بعید ہی اور پھر صحابہؓ کا تنبیہ نکرنا نہایت مستبعد ہی اور
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا مین جماعت نہین ہی یہ ہی کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہین ورنہ اگر ہر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیگا تو جائز
ہی بلکہ مستحسن ہی اور احادیث جو استسقا مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین اور اکثر طرق
جنمین خصوصیات اور کیفیات مذکور ہین خالی از ضعف نہین پس امام صاحب نے اوسکا خلاصہ اور
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہی اخذ کر لیا ہی اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہی بوجہ اخذ
اونکے کے امر متیقن کو اور فتوی نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہی اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
مین ہی کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فالی کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک مین
جابرؓ کی روایت سے آئی ہی اور وہ صحیح حدیث ہی فرمایا اونھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر اسلیے قلب کی تھا کہ قحط سالی منقلب ہو جاوے اور مطولات طبرانی مین انسؓ سے روایت ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدلکر ارزانی ہو جاوے اور مسند اسحق مین ہی کہ چادر کا قلب
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کیطرف منقلب ہو جاوے اور کتب اربعہ سے جو حدیث ابن عباسؓ کی روایت
سے ثابت ہی اگر وہ خطبہ پر دلالت نکرے تو کوئی اشکال نہین ورنہ ترمذی نے گو صحیح کہا ہی مگر حاکم نے اسپر سکوت
کیا ہی اور سکوت اونکا ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہی اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہی اور مسند امام احمد مین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیواسطے تشریف
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمدؒ نے خطبہ کو استسقا مین مسنون نہین کہا ہی تو معلوم ہوا
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہی اور تو نے معلوم کر لیا ہی کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف
نہین کہ بعض راوی اوسکے ضعیف ہوا کرین بلکہ علتین ضعف حدیث کی اور بہت ہین انتہی مختصرا
خلاصہ تحریرات یہ ہی کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہین اور فی الواقع جب طریقہ
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک استسقا مین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث

مین وارد ہی ورنہ عمر رض اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہرگز ترک نکرتے اور صحابہ رض ضرور متنبہ کر دیتے پس ترک
دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا عمر رض کا اور صحابہ رض کا سکوت کرنا اسپر دال ہی کہ طریقہ مسنونہ
یہی ہی وہ نہین گو فقط جواز اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہی وضو مین
بھی تو آخر ایک ایک بار اور دو دو بار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون
وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث
کے مطلق مخالف نہین حاشا وکلا پھر باینہمہ چونکہ حنفیہ کو ثابت ہو گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ اور جماعت کے ساتھ پڑھی گو ایکبار سہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور حنفیہ
نماز استسقا پڑھتے ہین مع جماعت اور خطبہ اور قلب ردا کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف
کیا محض خطا ہی اگر اختلاف ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ائمہ نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ وسعت شفقت
کے رکھا گیا ہی ورنہ شارع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندون کے واسطے بڑی بڑی
مصلحتین ہین ؎ دم مزن در احکام شریعت از راہ خطا * ہر چہ بود از شارع ہمہ خیرست و صواب

قال مسئلہ ہشتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت خواہ ثیبہ ہو خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پرانی باری
مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن
و حدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب و سنت کا اوپر نہین ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آویگا
اس حال مین کہ ہو نصف اوسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین عائشہ رض
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم ہی جو
میرے اختیار مین ہی پس غیر اختیاری مین مجھکو ملامت نکر یعنی بعض سے قلب کی اخبار مائل
ہی انتہی اور خدا تعالی فرماتا ہی فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عدل

نہیں ہوسکے گا تو ایک ہی عورت کرو انتہی پس معلوم ہوا کہ ازواج میں خواہ باکرہ ہوں خواہ ثیبہ برابری چاہیے
اور جس حدیث میں شروع نکاح میں باکرہ کیواسطے سات روز اور ثیبہ کیواسطے تین روز ہیں حنفیہ اسکا انکار
نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اتنے ہی روز سب کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حدیث
اور قرآن لازم آئیگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور تین روز
رکھ کے اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن رہوں مگر سات سات دن اور ازواج کے پاس بھی رہونگا انتہی اس سے یہ
نہیں معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام ہوگا بلکہ یہ فرمانا آپ کا
پھر سب کے پاس بھی اسیقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہے کہ برابری چاہیے البتہ بوجہ ابتدائی نکاح کے باکرہ کے پاس
سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہے اس حدیث سے خواہ مخواہ یہ سمجھنا کہ
دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب اور سوء فہمی سے نہیں ہے اور بالکل خلاف انصاف ہے کہ خود عقل سے خالی ہوں
اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کریں اور مخالفت حدیث کا الزام دیں حالانکہ جب ظواہر پر بھی جو سمجھتے
تو یہ مطلب حدیث کو موافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھیں ہے جاوا دنا بحور البشر ذلی شرعی ان [illegible]
اہینست + **قال** مسئلہ ہشتاد و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مدعی کو قسم نہ دیجاوے اور یہ
امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث مسلم اور ابوداؤد اور
نسائی میں روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
قسم اور گواہ پر اور کہا اسناد اسکی جید ہے دوسری حدیث ترمذی میں روایت ہے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہ نقل کیا اونسے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ
کے اور حکم کیا ساتھ اسی کے حضرت علی رض نے بیچ تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح ہے **اقول**
مسلم میں ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس
بدعواہم لادعی ناس دماء رجال واموالہم ولکن الیمین علی المدعی علیہ یعنی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر آدمی موافق دعوی اپنے کے دیے جاینگے تو آدمیوں کی جان اور مال
دعوی کر بیٹھینگے ولیکن قسم مدعا علیہ پر ہے انتہی اور بیہقی میں ابن عباس رض سے روایت ہے کہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیکن گواہ لانے مدعی پر ہین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر انتہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ یعنی دو گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین ہون انتہی اور شاہد اور یمین کی حدیث کو علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے اسکو رد کیا ہی اور سہیل نے اسکا انکار کیا ہی پس بعد انکار راوی کے حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہی کہ معنی اس حدیث کے یہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار فقط جنس شاہد سے حکم کر دیا اور کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونونکا جمع کرنا ایک شخص مین نہین پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد علی التعاقب ہوتی ہی اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہی مگر مدعی کی یمین پر کہان سے دلالت کرتی ہی بلکہ جائز ہی کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین عدم وجود اوسکا برابر ہی پس مدعا علیہ کی قسم پر رجوع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے مشہور احادیث پر انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین بعضون نے کلام کیا ہی اور قطع نظر اسکے اس حدیث مین بہت احتمال ہین پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کر کے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کر دینا اچھا نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ ضرور ہین مگر گواہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین ایک مین جمع نہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہونگے ایسی مدعی کی قسم کا اعتبار نہوگا پس اگر شرکت لیجائیگی تو منافی تقسیم کے ہوجائیگی پس باوجود احادیث مشہورہ کے اور دلالت قطعی اونکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنونکو حجت گرداننا پھر مزید براں امام صاحب کے مذہب کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہی مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین ہے تمہین کچھ کہ اندازِ گفتگو کیا ہی **قال** مسئلہ ہشتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ سورج گہن کی نماز ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہی الخ مسئلہ ہشتاد و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ نماز گہن مین خطبہ نہین ہی الخ مسئلہ ہشتاد و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ گہن کی نماز مین قراءت آہستہ پڑھنی چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کے الخ **اقول** فتح المنان

مین لکھا ہی وَالشَّیخُ ابنُ الهُمَام رحمة الله علیه اَوْرَدَ اَحَادِیثَ بِرِوَایَاتٍ مُتَعَدِّدَةٍ صَحِیحَةٍ
وَحَسَنَةٍ وَمُثبِتَةٍ لِمَذهَبِ الحَنَفِیَّةِ وَتَکَلَّمَ عَلَی اَحَادِیثِ تَعَدُّدِ رُکُوعٍ بِاَنَّهَا اِضطَرَبَ
فِیهَا الرُّوَاةُ فَاِنَّ مِنهُم مَن رَوَی رُکُوعَینِ وَمِنهُم مَن رَوَی ثَلٰثَ رُکُوعَاتٍ فَوَجَبَ اَن
یُصَلّٰی عَلَی المَعهُودِ وَهُوَ المُوَافِقُ لِرِوَایَاتِ الاِطلَاقِ نَحوَ قَولِهٖ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا کَانَ
کَذٰلِكَ فَصَلُّوا یعنی شیخ ابن ہمامؒ احادیث روایات متعددہ سے لائے ہین جو صحیح اور حسن اور
ثابت کرنیوالی مذہب حنفیہ کی ہین اور کلام کیا ہی اونھون نے تعدد رکوع کی حدیثون مین باینطور کہ
اونمین راوی مضطرب ہین کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہین اور بعضے تین رکوع کی پس واجب
ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جاوے اور وہ روایات مطلقہ کو موافق ہی مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتہی اور تبیین الحقائق مین ہی کہ ہماری حجت وہ حدیث ہی جو ابو داود
مین قبیصہ رضہ سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتین
سورج گہن کی الحدیث اور روایت کیا ہی دو رکعتون کو ایک جماعت نے صحابہ رضہ کی اونمین سے عبد اللہ بن
عمرؓ اور سمرہ بن جندب اور ابو بکرہ اور نعمان بن بشیر ہین اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولی ہی کیونکہ اسکا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہی اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہی اور بوجہ کثرت راویون کے اور صحت
احادیث کے اور موافق ہونے اسکے کے طریقہ معہودہ کو اور حدیث عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے اون
لوگون کی حجت قائم نہین ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ مذہب اون دونونکا برخلاف اسکے ہی اور جب
مذہب راوی کا خلاف اوسکے ہو جسکو روایت کرتا ہی تو وہ روایت حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ
روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت مین اور چار رکوع کیے ایک رکعت
مین اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت مین اور چھہ رکوع کیے ایک رکعت مین اور آٹھ رکوع کیے ایک
رکعت مین اور اس روایت کو اخذ نہین کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب
ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

۴ تبیین الحقائق باب الکسوف

ملول ہوے اور اونھون نے اپنے سر کو اوٹھایا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک
اوٹھایا ہی پس اونھون نے بھی سر اوٹھایا آپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پس رکوع کیا پس ایسی دوسری بار اور تیسری بار کیا پس
جو لوگ انکے پیچھے تھے اونھون نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہی پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کردی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف مین
ہوتے ہین کبھی ہو جاتا ہی کیونکہ عائشہ رض تو عورتون کی صف مین تھین اور ابن عباس رض لڑکون کی
صف مین تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف مین سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہی پس کل امور کا ایک مرتبہ مین ثابت ہونا محال ہی
پس معلوم ہوا کہ راویون سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہوگیا اور بعضون نے کہا ہی کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھین کہ منجلی ہوا ہی یا نہین پس بعضون نے اسکو
رکوع گمان کرلیا پس اوسپر لفظ رکوع اطلاق کردیا پس اون احادیث کی جو تم نے روایت کی ہین یہ حدیثین
باوجود ان احتمالات کے معارض ہونگی انتہی اب وہ حدیث سنیے جسمین صریح فقط ایک رکوع کا ایک
رکعت مین کرنا ثابت ہی ابوداؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ
کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے بہت دیر تک پھر
رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا پس کھڑے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا اور بیٹھے رہے بہت
دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اوٹھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہر رکعت مین فقط ایک رکوع کیا اور ابوداؤد اور نسائی مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم آپکی آواز نہ
سنتے تھے پھر رکوع کیا اطول الرکوع کہ ہمکو کچھ آواز آپکی نہین آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدون سے زیادہ کہ
ہم آواز آپکی نہ سنتے تھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصراً اور بخاری مین [illegible]

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چادر کہینچتے ہوے نکلے یہانتک کہ مسجد مین تشریف لائے اور آدمی بہی مسجد مین جمع ہوے پس دو رکعتین
اونکو پڑہائین پس آفتاب روشن ہو گیا پس فرمایا آفتاب اور چاند دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے
ڈراتا ہے اللہ ان سے اپنے بندونکو پس جب ایسا ہو پس نماز پڑہو تم یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاے انتہی
پس یہ احادیث بعضی انمین سے صحیح ہین اور بعضی حسن ہین بعضی مین دو رکعتونکی تصریح ہے اور بعضی مین
یہ حکم ہے کہ اس نماز کو مثل نماز صبح کے جو اب تم پڑہ چکے ہو پڑہو پس اس حدیث سے بہی دو رکعتین معلوم
ہوئین اور بعضی حدیث مین تفصیل ایک رکوع کی ہے چنانچہ حدیث سمرہؓ اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی مذکور
ہوئی اور دو رکعتونکی حدیث کو ایک رکوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہے اگر یہ رکوع سے زیادہ ہوتا
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تہا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑہو اوسوقت اسکی ضرور
تصریح کر دیتے کہ اسمین رکوع دو ہین یا زیادہ ہین بلکہ جہان احادیث صحاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہے وہان مطلق نماز کو فرمایا ہے ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرور احتیاج
تہی پس معلوم ہوا کہ شارع کو فقط ایک رکوع مقصود ہے پھر آپکے فعل کی وجہ اختلاف بہی معلوم ہوگی
اور یہ بہی ثابت ہو گیا کہ ایک رکوع آپنے کیا اور خود عائشہ رضؓ اور ابن عباسؓ کا مذہب بہی ثابت ہو چکا
کہ خلاف روایت ہے پس اتنی وجوہ سے معلوم ہوا کہ سورج گہن مین ایک ہی رکوع کرنا چاہیے لہذا اگر
امام صاحب نے ایک رکوع کہدیا تو کونسا خلاف ہوا باقی رہا خطبہ اوسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادای نماز اون لوگونکا رد کیا تہا جو کہتے تہے کہ بوجہ وفات ابراہیمؓ کے کسوف
واقع ہوا ہے اسکا نام خطبہ نہین چنانچہ علامہ زیلعی تبیین الحقائق مین لکہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز کا حکم کیا ہے اور خطبہ کا حکم نہین فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرما دیتے
اور حدیث مین جو آیا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے بیان کیا تہا تاکہ اونکے
قول کو رد کر دین کہ وہ کہتے تہے کہ کسوف شمس بوجہ موت ابراہیم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
تہے ہوا ہے پس فرمایا آپنے کہ شمس اور قمر دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے کسی کی موت اور حیات سے

منکسف نہین ہوے تہے اور جو امر کہ اسکی عدم مشروعیت پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بعد روشن ہونے آفتاب کے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل نماز اور دعا کے خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدیر[1] مین ہی کہ خطبہ بوجہ قصد مشروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے دفع وہم اون لوگون کے جنھون نے گمان کیا تھا کہ کسوف بوجہ موت ابراہیم[ع] کے ہوا ہی پس یہ خطبہ عارضی تھا انتہی اور مسند امام احمد اور مسند ابویعلی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی پس نہ سنا مینے آپ سے ایک حرف انتہی اور حلیہ[2] مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مینے آپکے قریب نماز پڑھی اور قرارت نہ سنی انتہی اور شرح[3] معانی الآثار مین سمرہ بن جندب رض سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہمنے آپکی آواز نہین سنی انتہی اور شرح[4] مسلم مین امام نووی نے لکھا ہی کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی رح کا) اور امام مالک رح اور امام ابوحنیفہ رح اور لیث بن سعد اور جمہور فقہا کا یہ ہی کہ کسوف شمس مین آہستہ قرارت کیجاے اور حجت اونکی یہ ہی کہ صحابہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت تخمینا بقدر سورۂ بقرہ وغیرہ کے کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تو اوسکی مقدار بلا تخمین معلوم ہو جاتی انتہی

قال مسلہ ہشتاد و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گانوون مین جمعہ پڑھنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابوداؤد مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے الخ

اقول ابن ابی شیبہ[5] رض نے علی رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین جمعہ ہی اور نہ تکبیر تشریق اور نہ نماز عید الفطر کی اور نہ نماز عید اضحی کی مگر شہر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہی اور دوسری حدیث عبد[6] الرزاق نے علی رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین تشریق ہی اور نہ جمعہ ہی مگر شہر جامع مین اور امام ابویوسف نے اس حدیث کو املا[7] مین مسند اور مرفوع ذکر کیا ہی اگر یہ حدیث اونکے نزدیک مرفوع ثابت نہوتی تو اسکو مسند اور مرفوع نہ کہتے اور بھی اسکو علامہ عینی[8] نے شرح ہدایہ کی کتاب الجمعہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ امام ابویوسف رح امام حدیث ہین حجت ہین اگر ثبوت اسکے رفع کی نہوتا تو مرفوع ذکر نکرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح[9] القدیر مین کہا ہی کہ اقتدا علی رض کی کفایت کرتا ہی

[1] فتح القدیر باب الکسوف
[2] حلیہ باب الکسوف
[3] شرح معانی الآثار طحاوی باب القراءۃ فی صلوۃ الکسوف
[4] شرح مسلم جلد اول صفحہ ۲۹۶
[5] فتح القدیر کتاب الجمعہ
[6] ہدایہ کتاب الجمعہ
[7] املا کتاب الجمعہ
[8] عینی شرح ہدایہ کتاب الجمعہ
[9] فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب الجمعہ

اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین ذکر کیا ہی کہ حذیفہ رض سے بھی یہی مروی ہی کہ گانون والون پر جمعہ نہین بلکہ شہر والون پر ہی مثل مدائن کے اور اسوجہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت گانون تھے اور کوئی روایت نہین آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو جمعہ کا حکم دیا ہو اگر واجب ہوتا تو اونکو حکم فرماتے اور ہمکو شہرت اوسکی معلوم ہو جاتی اور حدیث ابن عباس رض کی حجت نہین ہو سکتی اسلیئے کہ جواثی بحرین کے قلعہ کا نام ہی چنانچہ اسکو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہی اور صاحب مبسوط نے کہا ہی کہ جواثی شہر ہی اور شہر کو قریہ بولتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (یعنی کیون نہین اوتارا گیا یہ قرآن اوپر ایک بڑے شخص کے دونون قریونمین سے) اور وہ مکہ اور طائف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ جواثی شہر کا نام ہی لفظ قریہ کا اوسپر اطلاق کیا ہی چنانچہ قرآن شریف مین مکہ کو قریہ فرمایا ہی ایسا اطلاق بیشتر بہت تھا اور ابو عبید بکری نے بھی کہا ہی کہ جواثی بحرین کے شہر کا نام ہی اور زمخشری نے نام قلعہ کا کہا ہی اور ظاہر ہی کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہین ہوتا ہی علاوہ اسکے ابن عباس رض فقط یہی فرماتے ہین کہ جواثی مین جمعہ ہوا اسمین یہ مذکور نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسپر اطلاع ہو گئی تھی اور اونکو جمعہ پر قائم رکھا تھا علاوہ اسکے ابن عباس رض کے قول سے علی رض کے قول کو ترجیح ہی کیونکہ یہ حدیث مرفوع بھی آئی ہی اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہی کیونکہ یہ قیاسی نہین معلوم ہوتا ہی وجہ ہی کہ صحابہ رض سے اس امر کی کوئی روایت نہین کہ اونھون نے وقت فتح کرنے شہرونکے گانؤنمین منبر رکھوائے ہون اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہی کسیطرح خلاف نہین ہی اگر چہ معترض صاحب کی طبیعت مین اونکی طرف سے خلاف ہی ہوا کرے ہمکو اس سے کیا مطلب ہمارا مسلک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ایمہ مجتہدین ومحدثین محققین کے ساتھ حسن ظن ہی بیشک کسی نے مخالفت حکم شرعی کے نہین کی اور یہ جو اختلاف فروع احکام شرعی مین ہو گیا اسکو امت مرحومہ کیواسطے وسعت رحمت ہی اور شارع کی طرف سے اسمین بہت بڑی مصلحت ہی سب کا ماخذ قرآن وحدیث سے نکلتا ہی ولکل وجھۃ لیکن ظاہریہ اس سے بے بہرہ ہین بے سمجھے بوجھے ہر کسی کو

مخالف حدیث کہدینا انکی خو ہی اور بزرگان دین کو برا کہنا انکی گفتگو ہی یہ نہین سمجھتے کہ ع بر بلندان سخن بسوے خود ست * تف بسوی فلک بروے خود ست * **قال** مسلہ ہشتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر اندھا جماعت کرا دے تو نماز مکروہ ہوتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اوس اندھے کی امامت مکروہ ہی جو احتیاط نکرتا ہو اور کوچہ گرد ہو اور اگر عالم اور محتاط ہو یا سب مین افضل ہو اوسوقت حنفیہ ہرگز مکروہ نہین کہتے بلکہ حجت اون کی یہی حدیث عبد اللہ بن ام مکتوم کی لکھے مین کتاب الاشباہ والنظائر مین ہی وتکرہ امامة الا ان یکون اعلم القوم یعنی اور مکروہ ہی اندھے کی مگر جبکہ مقتدیون سے زیادہ جاننے والا ہو انتہی اور بحر الرائق مین ہی فان کان افضلہم فہو اولی وعلی ھذا یحمل تقدیم ابن ام مکتوم لانہ لم یبق من الرجال الصالحین للامامة فی المدینة احد افضل منہ حینئذ یعنی پس اگر نابینا افضل قوم ہو تو وہ سب سے امامت وہی بہتر ہی اور اسی پر محمول ہی امام کرنا ابن ام مکتوم کا اسلیے کہ مدینہ مین کوئی شخص تھا امامت کے لائق اونسے بہتر نہین رہا تھا انتہی اور فتح المنان مین ہی ان کان مقتدی القوم وعالما وقاریا لا یکرہ وقد کان شیخنا الاجل الاکرم عبد الوھاب المتقی یؤمہم اصحابہ مع عمہ یعنی اگر ہو اندھا مقتدا قوم کا اور عالم اور قاری تو نہین مکروہ ہی اور تحقیق استاد ہمارے عبد الوہاب متقی امام ہوتے تھے اپنے یارونکے باوجود نابینائی کے انتہی اور محیط مین ہی اذا لم یکن غیرہ من البصراء افضل فہو اولی یعنی جبکہ نابینا سے بصیر افضل نہو تو نابینا بہتر ہی انتہی اور بدائع مین ہی اذا کان لا یوازیہ غیرہ فی الفضل فی مسجد فہو اولی یعنی جسوقت فضیلت مین اور کوئی نابینا برابر نہو تو وہی بہتر ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نابینا کی امامت مکروہ نہین مگر اوسوقت مکروہ ہی جب احتیاط نکرتا ہو یا علم نرکھتا ہو عبد اللہ بن ام مکتوم ان باتون سے بری تھے بلکہ اوسوقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی مین تشریف لیگئے ہین اونسے بہتر کوئی نہ تھا علی رضی مکان کے اہتمام مین چھوڑ گئے تھے اگر اسکا بھی اہتمام اونکے سپرد ہوتا تو اوس اہتمام مین کوتاہی ہوجاتی

[حاشیہ:] شرح الاشباہ والنظائر ... بحر الرائق ... فتح المنان ... محیط ... بدائع

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کراہیت سے معلوم ہوتا ہی کہ مطلقاً نابینا کی امامت مکروہ نہین بلکہ
بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہی پس اس مسئلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجہ
کی نادانی ہی قیاس مع الفارق اسی کو کہتے ہین ہان خوب یاد آیا اگر رطب و یابس نہ بھرتے تو سو سولونکا
التزام کیونکر ہو سکتا تھا کچھ معترض صاحب کو خیال نہین کہ کیا لکھتا ہون بے دیکھے انکل سے کام لیتے ہین ۹
سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی * کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے **قال**
مسئلہ ہشتاد و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو مچھلی کہ خود بخود مر جاوے اور اولٹی ہو جاوے کھانا اوسکا
مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ مین روایت ہی الخ **اقول** ابو داؤد اور ابن ماجہ مین
جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہی قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَی الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْہُ
فَکُلُوْہُ وَمَا مَاتَ فِیْہِ فَطَفٰی فَلَا تَاْکُلُوْہُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پھینک دے
دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھالو تم اوسکو اور جو شی دریا مین مر جاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آ جاوے
پس نہ کھاؤ تم اوسکو انتہی اور علی رضہ سے مروی ہی کہ فرمایا اونھون نے ہماری بازار مین طافی مچھلی مت
بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رض اور ابو ہریرہ رض اور ابن عمر رضہ سے طافی کی ممانعت مین احادیث
مروی ہین اور تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَعَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ مِثْلُہٗ وَھُوَ حُجَّۃٌ
عَلٰی مَالِکٍ وَالشَّافِعِیِّ فِیْ اِبَاحَتِہِمَا الطَّافِیْ وَلَا دَلِیْلَ لَہُمَا فِیْمَا رَوَیَا لِاَنَّ الْمُرَادَ بِمَیْتَۃِ الْبَحْرِ
مَا لَفَظَہُ الْبَحْرُ حَتّٰی یَکُوْنَ مَوْتُہٗ مُضَافًا اِلَی الْبَحْرِ وَلَا یَتَنَاوَلُ مَا مَاتَ فِیْہِ بِمَرَضٍ وَنَحْوِہٖ
یعنی اور ایک جماعت صحابہ رض سے ایسی ہی روایت ہی اور یہ حدیث امام مالک اور امام شافعی پر حجت ہی کیونکہ
وہ دونون طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہین اور حجت اونکی وہ حدیث جو اونھون نے روایت کی ہی نہین
ہو سکتی اسلیے کہ مراد دریا کے میتہ سے وہ ہی کہ اوسکو دریا پھینک دے تاکہ موت اوسکی طرف دریا کے
منسوب ہو جاوے اور نہین شامل ہی یہ حدیث اوسکو جو مرض وغیرہ سے مر جاوے انتہی پس معلوم ہوا کہ جو
مچھلی دریا مین اولٹی ہو کر اوپر پانی کے آ جاتی ہی وجہ اوسکی مرض ہوتا ہی دریا کی سردی گرمی سے

طافی نہین ہوتی اوسپر میتہ دریا کا صادق نہین آئیگا کیونکہ دریا کے میتہ سے یہ تو مراد نہین ہی کہ دریا ہی مین مرے اگر باہر آکر مریگی تو بھی حلال ہی بلکہ دریا کی طرف جو نسبت کی ہی اوس سے مراد فعل دریا ہی لہذا طافی پر میتہ دریا صادق نہین ہوگا پھر جب حدیث صحیح موجود ہی اور صحابہ رضی کا بھی مذہب یہی منقول ہی کہ اوسکا کھانا نہین چاہیے اب کوئی اسمین حالت منتظرہ باقی نہین رہی معترض صاحب نے تو خود ان صریح حدیثونکی مخالفت کی ہی اور دوسرونپر مخالفت کا اعتراض واہ سبحان اللہ مجھکو مجھکو لی فیہا یجوز لغیرہ عیب نیک مے جوئی عیوب دیگران چون سی عیب خود کوری ازان **قال** مسلہ ہشتادونہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیوے کہ وہ اوسمین کھیتی کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کرلیوے تو جائز نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثونکا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجارہ پر دینے مین اختلاف ہی حسن بصری رح اور طاوس رح کے نزدیک کسی حال مین درست نہین خواہ بعوض سونے چاندی کے دے خواہ اوس کھیتی کی تہائی چوتھائی کے عوض دے کیونکہ حدیث مین زمین کے کرایہ کی مطلق ممانعت آئی ہی اسلیے کسی صورت سے انکے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہین اور ربیعہ رح کہتے ہین کہ فقط بعوض سونے چاندی کے درست ہی اور کسی شی کی عوض درست نہین اور امام مالک رح کہتے ہین کہ بدلے سونے چاندی وغیرہ سوای طعام کے جائز ہی اور امام احمد رح اور صاحبین اور بعضے مالکی اور شافعی کے نزدیک زمین بعوض سونے چاندی کے اجارہ پر دینا جائز ہی اور مزارعت بالثلث والربع وغیرہ بھی جسکو مخابرت کہتے ہین درست ہی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام شافعی رح وغیرہما کے نزدیک سونے چاندی کپڑے کھانا اناج ہر شی کی عوض زمین کو کرایہ پر دینا درست ہی مگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین سے کرایہ سے نکلے اوسکا تہائی یا چوتھائی حصہ مقرر کرکے کرایہ پر دینا درست نہین ہی پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثین بیان کردین پھر حدیث خیبر کا بھی شبہہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہی رفع کردینگے بخاری میں ہی حدثنا عبید اللہ بن موسی ثنا الاوزاعی عن عطاء عن جابر قال کانوا یزرعونہا بالثلث والربع والنصف فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعہا

بخاری صفحہ ۳۱۳

اَوْ لِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ یعنی جابر رضؓ سے روایت ہی کہ فرمایا وے لوگ
زمین کی زراعت بعوض تہائی اور چوتھائی اور آدھی کے کرتے تھے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے کہ خود اوسکی زراعت کرے یا مناسب ہی کہ مستعار دیدے پس اگر ایسا نکرے
تو زمین اپنی روک رکھے انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی زمین کو کرایہ پر اوسکے حصہ کے عوض
دینے سے انتہی اور ابوداؤد مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَنْ لَّمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی جابر رضؓ سے روایت ہی کہا اوںھون
نے مینے سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جو شخص زمین کو بعوض اوسکے حصے کے کرایہ پر دینا
ترک نکرے تو چاہیے کہ آگاہ کردیا جائے خدا اور رسول کے ساتھ لڑنے کو انتہی اور دوسری حدیث ابوداؤد
مین ہی عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّ بَعْضَ عُمُوْمَتِهٖ اَتَاهُ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا وَاَنْفَعُ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَ
لَا يُكَارِيْهَا بِثُلُثٍ وَّلَا بِرُبُعٍ یعنی سلیمان بن یسار سے روایت ہی کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مخابرت کرتے تھے پس ایک چچا ہمارے آئے اور فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر سے جو ہمکو نافع تھا ممانعت فرمائی ہی اور اللہ اور رسول
اوسکے کی اطاعت زیادہ نافع ہی کہا نافع نے دریافت کیا ہمنے کہ وہ کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے خود زراعت کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو واسطے زراعت
کے دیدے اور نہ کرایہ پر دے اوسکو بعوض تہائی اور نہ چوتھائی کے انتہی اور خیبر کے معاملہ مین چھوٹ
جسکی حدیث امین ممانعت بیان ہوچکی واقع نہین ہوئی چنانچہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین
لکھا ہی کہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر سے خراج مقاسمت تھا بطور احسان اور

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز ہی اسلیے کہ خراج کی دو قسمین ہین ایک تو خراج وظیفہ ہی اور وہ یہ ہی
کہ امام اونپر وظیفہ ہر سال کا مقرر کردے اور اسقدر مقرر کرے کہ زمینین اونکی اوس مقدار کو اوٹھا سکین
اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہی اور وہ یہ ہی کہ اونسے بعض خارج زمین مثل نصف او ثلث وغیرہ کے
شرط کرلے اور دلیل اسپر یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اونکے واسطے بیان نہین فرمائی اگر
مزارعت ہوتی تو ضرور بیان فرمادیتے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہین اوسمین بیان مدت بھی
شرط کرتے ہین چنانچہ ہم بیان کرینگے اور دلیل اسپر بھی وہ حدیث ہی جو ابن عمر رض نے روایت کی ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہودیون نے سوال کیا کہ اونکو اسی زمین مین
اس طور سے رہنے دین کہ وہ اسکی زراعت کرین اور نصف اوسکا لے لیا کرین پس فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمکو اس زمین مین جبتک چاہینگے ٹہیرنے دینگے روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم اور امام احمد رح نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی کہ خراج مقاسمت تھا اور وہ
لوگ مسلمانونکے ذمی تھے اور ذمی کو جب اوسکی زمین پر برقرار رکھتے ہین تو وہ زمین اوسکی ملک رہتی ہی
اور جو شی اوسکی اراضی سے لیجاتی ہی وہ خراج ہوتا ہی انتہی بلا وجودیکہ صریح احادیث مین ممانعت آچکی ہی پھر بھی
معترض صاحب نے کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھکر امام صاحب کے پردہ مین صریح احادیث پہ
طعن کیا ہی یہ کام کسی مسلمان کا تو معلوم نہین ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا
استنباط کہان گیا اور تقوی اور طہارت اور پاکدامنی کون اوٹھا کر لیگیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
سے بھی پہلا اور مقدم سمجھتے ہین اور کبھی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب نے اوسکے موافق کہدیا ہی ترک کردیتے
ہین دوسرونپر الزام دیتے ہین حالانکہ قصور اپنا ہی **خلاصہ تقریر** یہ ہی کہ امام صاحب موافق
ان صریح احادیث کے مخابرت اور مزارعت کو جائز نہین رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
ہین کہ وہ بطریق احسان و مصالحت کے تھا معاملہ مزارعت نہ تھا کیونکہ کہین حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تا دم حیات اپنے جزیہ اونسے لیا ہو یا ابوبکر صدیق رض یا عمر رض نے کبھی جزیہ لیا ہو
اگر زمین کا نصف جو اونسے مقرر کیا تھا جزیہ نہوتا تو جسوقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اوسیوقت

اونسے جزیہ لیا جاتا حال آنکہ تمین کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ سوائے اس نصف کے اور کچھ لیا ہو
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہے اور معترض صاحب مخالف حدیث کے کہنے پر
کیا عمل بالحدیث اسی مخالفت کا نام ہے سچ پوچھو تو ہمکو ایسی باتون سے خود تمہارے اسلام مین کلام ہے
مرا باور نمی آید زروی اعتقاد * اینچنین بدکردن و دین ہم بر داشتن * **قال** مسئلہ نودم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ذی محرم کو کوئی چیز بخش دے تو اوسکو واپس لینی نہین آتی اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے الخ **اقول** بیہقی اور دارقطنی اور مستدرک مین روایت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتِ الْھِبَۃُ لِذِیْ رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ یَرْجِعْ فِیْھَا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخش دیجاوے
تو واپس نہ لیجاوے انتہی پس یہ حدیث صریح دال ہے کہ ذی رحم محرم سے ہبہ لوٹایا جاوے اور جس حدیث مین والد کو
رجوع آیا ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ باپ کو لے لینا اور خرچ کر لینا جائز ہے جیسے اور اموال اولاد مین باپکو تصرف جائز
ہے یہ معنی نہین کہ ہبہ کا رجوع اور فسخ جائز ہے ورنہ یہ معنی اصل ہیت کے مخالف ہو جاوینگے پس حتی الامکان تطبیق
اولی ہے **قال** مسئلہ نود و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص رات کو فرض
روزے کی نیت نکرے تو دن کو زوال کے وقت تک اوسکو نیت کرنی جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو
امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے الخ **اقول** اس حدیث سے یہ نہین ثابت ہوا کہ رمضان کے
روزے کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہے بلکہ جائز ہے کہ روزہ قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین مراد ہو انھین حنفیہ کے
نزدیک بھی رات سے نیت روزے کی ضرور ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات سے پہلے قبل غروب کے نیت کرنے
منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہان سے نکلی کہ رات کے بعد نیت درست نہین یہ صورت کیون نہین لیتے ہو
کہ رات سے پہلے دن مین نیت نہین چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ جو شخص رات سے روزے کی نیت نکرے
یعنی دن مین اگر نیت ہو تو رات سے روزے کی ہو او سوقت سے اگر روزہ رکھیگا او نیت نکریگا کہ میرا روزہ

شب سے ہی تو روزہ اوسکا نہین ہوگا اسصورت مین لفظ مِنَ لفظ صِیَام کے متعلق ہوگا لفظ یَنوِ
کے متعلق نہوگا اسمین کوئی خرابی لازم نہین آتی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہوگئے اور کوئی دلیل اسپر نہین کہ
مِنَ اللَّیلِ کو لَمْ یَنْوِ کے متعلق کیا جاے بلکہ صیام جو قریب او سکے ہی زیادہ استحقاق بوجہ قرب کے رکھتا ہی یا
اس حدیث مین کمال روزے کی نفی مراد ہو یعنی کامل روزہ اوسکا نہین ہوگا اور فضیلت روزے کی حاصل
نہوگی جبتک کہ رات سے نیت نکریگا جیسے وضو مین وارد ہوا کہ جو شخص بسم اللہ نہین کہیگا اوسکا وضو نہین
ہوگا اسمین نفی کمال کی ہی اور جیسے جار مسجد کی نسبت وارد ہی کہ جو شخص مسجد کے متصل رہتا ہو اوسکی
نماز سوا اوس مسجد کے نہوگی پس یہان بھی نفی فضیلت کی ہی اس قسم کی بہت احادیث وارد ہین
پس چارون احتمال نہایت قوی ہین علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہونے مین کلام ہی ترمذی کے
نزدیک صحیح موقوف ہی اور اکثر اسکے موقوف ہونے کے قائل ہین بعض نے مرفوع کہا ہی پس جب حدیث مذکور
اسقدر اضطراب ہو اور دوسرے معنی بھی ہوسکتے ہون تو اوسکو صحیحین کی حدیث اور قرآن پر ترجیح دینی
نہین چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا قولہ تعالیٰ وکلوا واشربوا حتی یتبین
لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل اباح الاکل
والشرب الی طلوع الفجر ثم امر بالصیام بعدہ بکلمۃ ثم وہی للتراخی فتصیر العزیمۃ بعد
الفجر وروی انہ علیہ السلام امر رجلا ان اذن فی الناس ان من اکل فلیمسک
بقیۃ یومہ ومن لم یکن اکل فلیصم یعنی ہماری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہی کھاؤ تم اور پیو تم یہان تک
کہ صبح صادق صبح کاذب سے نمودار ہو جاے پھر تمام کرو روزے کو رات تک خدا تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو
طلوع صبح صادق تک مباح کیا ہی پھر حکم کیا ہی روزہ کا بعد اوسکے ساتھ لفظ ثم کے اور لفظ ثم واسطے
تراخی اور مہلت کے آتا ہی پس عزم روزے کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگون مین پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھا لیا ہو پس چاہیے کہ
باقی دن رکا رہے اور جسنے کچھ نہ کھایا ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھ لے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام
نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک شخص اسلمی کو حکم فرمایا کہ لوگو نکو کہدو کہ جسنے کھالیا ہی پس چاہیے کہ باقی دن بھیر رہے
اور جسنے نہین کھایا ہی پس چاہیے کہ روزہ رکھے اسلیے کہ آج کا دن عاشوریکا ہی اس حدیث مین
اس امر پر دلیل ہی کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہونے اوسکے کے روزۂ رمضان سے واجب تھا اسواسطے
کہ باقی دن نہ کھانے کا اوسی روز مین حکم ہوتا ہی جو مفروض متعین ہو برخلاف قضای رمضان کے
اگر اوسمین افطار کرے تو یہ حکم نہین پس معلوم ہوا کہ جسپر روزہ کسی دن کا متعین ہو اور رات سے
اوسنے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہو جائیگی اور یہ بنا اسکے ہی کہ روزہ عاشوریکا
واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو منع کیا ہی اوس حدیث سے جو بخاری اور مسلم مین معاویہ رضی سے
روایت ہی کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشوریکا ہی نہین فرض کیا گیا
ہمپر روزہ اوسکا پس جو چاہے تم مین سے روزہ رکھے رکھلے مین تو روزہ دار ہون پس روزہ رکھا آدمیون
نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگونکو جنھون نے کھالیا تھا حکم
قضا کا نہین دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا بالکل مردود ہی کہ معاویہ رضی فتح مکہ کے مسلمانون مین
ہین پس اگر اونھون نے اس حدیث کو بعد اسلام اپنے کے سنا ہی تو ظاہر ہی کہ سن نو یا دس ہجری مین
سنا ہوگا پس یہ سننا بعد منسوخ ہونے روزۂ عاشورا کے روزۂ رمضان سے تھا تو معنی اس حدیث کے یہ ہونگے
کہ بعد واجب ہونے رمضان کے روزۂ عاشورا فرض نہین تاکہ اس حدیث مین اور اون حدیثون مین
جو صریح روزۂ عاشورا کی فرضیت پر دلالت کرتی ہین تطبیق ہو جاے اور اگر قبل اسلام لینے کے سنا ہی
تو جائز ہی کہ پہلے فرض ہونے روزۂ عاشورا کے سنا ہو اور عاشورا کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
ہوگیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین عائشہ رضی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عاشوریکا روزہ قریش زمانہ
جاہلیت مین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھتے تھے پس جب آپ مدینہ مین تشریف
لائے عاشوریکا روزہ رکھا اور حکم کیا اسکے روزیکا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا جو چاہے
روزہ رکھے اور جو چاہے ترک کرے اور ہونا لفظ امر کا مشترک درمیان استحباب و وجوب کے ممنوع ہی اور اگر تسلیم
کیا جاے پس قول عائشہ رضی کا کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے

دلیل اسپر ہی کہ یہان لفظ امر واسطے وجوب کے ہی کیونکہ یہ بات یقینی ہی کہ اختیار دینا اس اعتبار سے
نہین کہ پہلے مستحب تھا اسلیے کہ اب بھی مستحب بلکہ مسنون ہی پس یہ اختیار دینا اس اعتبار سے ہی کہ پہلے واجب
تھا اسیطرح اوس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے
کہ باقی دن نہ کھایا جاے فرضیت معلوم ہوتی ہی پس ثابت ہوگیا کہ فرضیت روزہ کے اعتبار کرنے نیت کے
بعض دنمین منع نہین کرتے پس مقدم کرنا اوس حدیث کا جو ہمنے روایت کی ہی مخالفین کی روایت کی ہوئی
حدیث پر واجب ہی اسواسطے کہ صحیحین کی حدیث اونکی حدیث کی نسبت قوی ہی بھی ہم اوسمین اختلاف
صحت رفع بھی نقل کر چکے ہین پس لازم آیا اسے کہ مراد اوس سے نفی کمال کی ہی جیسے لَا وُضُوْءَ
لِمَنْ لَّمْ یُسَمِّ وغیرہ مین نفی فضیلت مراد ہی یا مراد یہ ہی کہ اوسنے رات سے روزہ ہونیکی نیت نکی پس جائز
کہ وہ مِنَ اللَّیْلِ ہی متعلق لفظ صیام دوسری سے ہوگا متعلق لفظ یبیت کے نہین پس یہ معنی ہین جو نیت نکرے
کہ ہم روزہ دار رات سے ہی روزہ نہوگا انتہی **قال** مسئلہ نود و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ
زمین سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ بہت کوڑ اوسمین سے دسوان حصہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام
نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی الخ **اقول**
بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِیْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس چیز مین کہ سیراب کیا اوسکو آسمان اور چشمون نے یا عثری ہو
دسوان حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجاے
آبپاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا
سَقَتِ الْاَنْھَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین کہ سیراب کرین اوسکو نہرین اور بارش دسوان حصہ ہی
اوس زمین مین کہ سیراب کیجاے سانیہ سے بیسوان حصہ ہی اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسے
رکھتے ہین کنوین کیواسطے لاتے ہین انتہی اور عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز رح اور مجاہد اور نخعی سے روایت

مسئلہ نود و دوم

کی ہی کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اوگاوے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہی انتہی اور ایسا ہی روایت کی ہی
ابن ابی شیبہ رح نے عمر بن عبد العزیز رض اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی پس ان احادیث
سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین عشر دینا آتا ہی کیونکہ ان احادیث مین مطلق مقدار کا بیان
نہین بلکہ عام ہی قلیل اور کثیر سبکو شامل ہی پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہی وہ زکوۃ تجارت
مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوس وقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے اسکی تصریح
کردی ہی بلکہ لفظ صدقہ کا اوسمین موجود ہی اور صدقہ زکوۃ مین بولتے ہین اور خراج زمین پر عشر کا اطلاق
آتا ہی علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہی اور بنایہ مین لکھا ہی کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے کہا ہی کہ قوی
مذہبون کا اس مسئلہ مین مذہب ابو حنیفہ رح کا ہی باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر باوجود اسکے اعتبار
اور دعوی بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے فرمایا مسائل محقق کو نمانا حق کو نہ پہچاننا
ہی جب امر حق کو نمانا تو اوسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی پٹی آنکھون پر بندھی ہی اور مخالفت امام صاحب
دل مین ٹھنی ہی ہر بات مین بوی نفسانیت آتی ہی ہر سخن مین اکابر دین کے ساتھ بدظنی پائی جاتی ہی
گیرم کہ تمام مصحف از برداری * با آن چہ کنی کہ نفس کافر داری * سر را بزمین چہ می نہی بہر نماز * آنرا بہ
بنہ کہ در سرداری *
قال مسئلہ نود و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر صاحب نصاب کے پاس بیچ برس کے اور
مال اوسی جنس کا ملجاوے تو اوس مال کو پہلے مال مین شامل کردے اور زکوۃ کل کی ادا کرے اگرچہ اوس مال
جو کہ پیچھے حاصل ہوا ہی برس نگذرا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف
کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ ابوداؤد مین روایت ہی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** بیان
شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی ولنا في المستفاد من الجنس قوله صلی اللہ علیہ وسلم إن
من السنة شهرا تؤدون فيه زكوة أموالكم فما حدث بعد ذلك فلا زكوة فيه حتى
يجيء رأس الشهر رواه الترمذي فهذا يقتضي أن يجب الزكوة في الحادث عند مجيء
رأس السنة وما رواه ليس بثابت ولئن ثبت فالمراد فيه ملكنا في مذهبنا لانا نقول
لا يجب الزكوة في مال حتى يحول عليه الحول إما أصالة أو تبعا كما في الأولاد والأرباح

یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے مستفاد مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ تحقیق سال مین
ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کرو تم زکوۃ مالون اپنے کی اوسمین پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جاے پس و سمین
زکوۃ تو نہین یہانتک کہ آجاے وہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پس یہ حدیث اس امر کو مقتضی ہے
کہ حادث مین زکوۃ وقت شروع اوس سال کے ہو جاتی ہی اور وہ حدیث جو اونھون نے روایت
کی ہی ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو اوسمین وہ امر نہین جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم
کہتے ہین کہ نہین واجب ہی زکوۃ مال مین جبتک اوسپر ایک سال نہ گذرے یا تو اصالۃً یا بالتبع جیسے
درمیان سال کے بچے جانورونکے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوۃ پورے سال کی آجاتی ہی انتہی

قال مسلہ نود و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ نماز مین امام سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ
ربنا لک الحمد نہ کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی ان
دو حدیثونکا الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا ما روی ابو ھریرۃ وانس بن مالک
رضی اللہ عنھما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا
ربنا لک الحمد رواہ البخاری ومسلم قسم بینھما والقسمۃ تنافی الشرکۃ وما رواہ محمول
علی حالۃ الانفراد وکان الطحاوی رحمہ اللہ یختار قولھما وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ
رحمہ اللہ تعالی یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہی جسکو ابوہریرہ رض اور انس رض نے روایت کیا ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے پس تم ربنا لک
الحمد کہو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان
امام اور مقتدی کے تقسیم کردی ہی اور قسمت کرنا منافی اشتراک کے ہی (یعنی اگر امام دونون کہیگا تو
تقسیم نرہیگی) اور وہ حدیث جو صاحبین نے روایت کی ہی حالت انفراد پر محمول ہی اور امام طحاوی
اختیار کرتے تھے مذہب صاحبین کا اور اسی کی امام صاحب سے بھی ایک روایت ہی انتہی پس جس
روایت مین امام صاحب سے امام کو تحمید کہنا نہین آیا اوسکی بنا اس حدیث مذکور پر ہی کہ اسمین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے تسمیع اور مقتدی کے لیے تحمید مقرر کردی ہی اور قول فعل پہ

مقدم ہوتا ہی پھر فعل مین یہ بھی احتمال ہی کہ حالت انفراد مین ہو اور حسب روایت مین امام کو دونون جانبین
اوسکی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کہ ظاہر اعام نہین معلوم ہوتا ہی غرض امام صاحب سے دونون
روایتین موجود ہین اور دونونکے ماخذ صحیح احادیث ہین پھر مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجھ کے
اندھا بنجانا اور اپنا جہل مرکب جتانا ہی ع بالیتر ہامشان نیتر کنند ہم * کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا * **قال** سلمہ
نو دیکھو ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانون تک ہاتھ اوٹھاوے اور عورت
مونڈھون تک اوٹھاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ

اقول مسلم مین ہی عن وائل بن حجر انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین
دخل فی الصلوۃ کبر وضعہما حیال اذنیہ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ
اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھونکو جب نماز مین داخل ہوئے تکبیر کہی اور
کیا دونون ہاتھونکو مقابل کانونکے انتہی اسی طرح ابوداود اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہی
اور مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے
روایت ہی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رفع یدیہ حتی تکون
ابہاماہ حذاء اذنیہ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت نماز پڑھتے
اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہوجاتے انتہی اور دارقطنی کی
روایت مین ثم لم یعد بھی ہی جسکے معنی ہین کہ پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے اور مستدرک اور سنن بیہقی
اور سنن دارقطنی مین انس رض سے روایت ہی قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر
فحاذی بابہامیہ اذنیہ الحدیث یعنی کہا اونھون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
تکبیر کہی پس مقابل کیا انگوٹھونکو دونون کانونکے سے انتہی اور حاکم نے کہا ہی اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط
بخاری اور مسلم کے ہی اور ابوداود اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے
روایت ہی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی
تکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم جسوقت تکبیر کہتے شروع نماز کے اوٹھاتے ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے قریب لو کان کے ہوجاتے پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے انتہی پس جب اسقدر صحیح احادیث سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کانون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے اور بعضی حدیثونمین مونڈھون تک آیا ہی لہذا تطبیق ان احادیث مین دی جاتی ہی پس ایک وجہ ہی جو شرح معانی الآثار مین مذکور ہی کہ وائل ابن حجر سے روایت ہی کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کانونکے وقت تکبیر ہاتھ اوٹھاتے دیکھا جب اگلے سال مین آیا تو وہ لوگ لباس سرمائی پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاتے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر مونڈھون تک ہاتھ اوٹھا لیگا تو کچھ مضایقہ نہین اور اگر ہاتھ کھلے ہوئے ہون اور بوجہ جاڑے کے کپڑے مین لپٹے نہون تو کانون تک اوٹھانا چاہیئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھائے پس دونون حدیثونمین تطبیق ہوگئی کہ بوجہ جاڑے کے جہانتک قابو ہو ہاتھ اوٹھالے اور زیادہ تکلیف نکرے اور اگر کوئی عذر نہو تو بہتر کانون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیئے اور علامہ ابن ہمام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہی کہ جب انگوٹھے کان کی لو کے متصل ہونگے تو ہتیلی مونڈھونکے مقابل ہوجائیگی پس روایتونمین تطبیق ہوجائیگی کیونکہ جب ہتیلی مقابل مونڈھونکے ہوئی تو یون کہنا صادق ہوا کہ ہاتھ مونڈھونکے برابر تھے اور کانونکے فروع کے بھی مقابل ہونگی انگلیان ہاتھونکی پہونچ جائینگی تو دوسری روایت فروع کی بھی صادق آجائیگی اور انگوٹھے بھی لو کے برابر رہینگے پس تینون روایتین مطابق ہوجائینگی چنانچہ ابوداؤد مین وائل بن حجر سے روایت ہی اَنَّهُ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ یعنی تحقیق اوسنے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسوقت نماز کے لیے کھڑے ہوئے پس اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے مقابل مونڈھون اپنے کے اور مقابل کیا انگوٹھون اپنے کو کانون اپنے سے انتہی اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ دونون حدیثونمین تعارض نہین بلکہ روایت مین بعضون نے ہاتھ مقابل مونڈھون کے اور کسی نے کانون سے بیان کردیا فقط لفظونکا فرق ہی مدعا ایک ہی چنانچہ اس روایت نے دونون روایتونکو جمع کرکے بیان کردیا ہی جس مذہب حنفیہ کا حدیث سے زیادہ مطابق ہی [illegible]

ذرا تو انصاف کرین کدورت تعصب سے اپنے دل کو صاف کرین راہ راست پر آوین کجی کی طرف جاوین ع
بسوی راستی دل را ہدایت کن بہ میباشد ✤ عصائے آبنوسی بہر سیل سر اعمیٰ را ✤ **قال** مسئلہ نود و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قعدۂ دوسری مین اوسیطرح بیٹھے جسطرح سے کہ پہلے قعدہ مین بیٹھا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہی ابو حمید ساعدی کی
اون دو حدیثون کا جو کہ مسئلہ نود و پنجم مین قریب گذرین **اقول** مسلم مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی وَکَانَ یَفْرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بچھایا کرتے تھے قدم اپنا بایان اور کھڑا رکھتے تھے قدم اپنا داہنا انتہی اور شرح مسلم مین ہی فِیْہِ حُجَّۃٌ
لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَنْ وَّافَقَہٗ اَنَّ الْجُلُوْسَ فِی الصَّلٰوۃِ یَکُوْنُ مُفْتَرِشًا سَوَاءٌ فِیْ جَمِیْعِ
الْجَلَسَاتِ یعنی اس حدیث مین امام ابو حنیفہ کیواسطے اور اونکے واسطے جو موافق اونکے ہو حجت ہی کہ
تحقیق بیٹھنا نماز مین پیر بچھا کر ہی تمام جلسون مین برابر ہی انتہی اور ابوداؤد اور نسائی اور امام احمد نے
وائل بن حجر سے روایت کی ہی اَنَّہٗ نَظَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَسَجَدَ
ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی یعنی اونھون نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز پڑھتے ہوئے پس سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھے پھر بچھایا پیر بایان اور کھڑا کیا داہنا انتہی اور مسند
امام احمد مین رفاعہ بن رافع سے روایت ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ لِلْاَعْرَابِیِّ
فَاِذَا جَلَسْتَ فَاجْلِسْ عَلٰی رِجْلِکَ الْیُسْرٰی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
واسطے اعرابی کے پس جب بیٹھے تو پس بیٹھ اپنے بائین پیر پر انتہی اور نسائی مین ابن عمر سے
روایت ہی اَنَّہٗ قَالَ مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ اَنْ یَّنْصِبَ الْقَدَمَ الْیُمْنٰی وَاسْتِقْبَالُہٗ بِاَصَابِعِہَا
الْقِبْلَۃَ وَالْجُلُوْسُ عَلَی الْیُسْرٰی یعنی تحقیق اونھون نے فرمایا نماز کی سنت سے ہی یہ امر کہ کھڑا
کیا جاوے قدم داہنا اور رُو انگلیان اوسکی طرف قبلہ کے ہون اور بائین پیر پر بیٹھنا چاہیے انتہی
پس ان احادیث سے امام صاحب کا مذہب ثابت ہو گیا کہ دونون قعدے برابر ہین اور صحیح بخاری کی
حدیث مین محمد بن عمرو بن عطا سے ابو حمید ساعدی کی اس حدیث کا ... ثابت ہی

درمیان مین کوئی رجل مجہول ہے اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابوجعفر طحاوی
نے شرح معانی الآثار کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوٰۃ کیف ہو مین اسکو مفصل لکھا ہی غرض
یہ حدیث خالی از اختلاف نہین علاوہ اسکے اس طرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہین لہذا اون
احادیث کو ترجیح ہی اور ترمذی نے بھی باب کیف الجلوس فی التشہد مین کہا ہی کہ اسپر اکثر اہل علم کا عمل ہی اور تورک کو
کہا ہی کہ اسپر بعض اہل علم کا عمل ہے **قال** مسئلہ نود و ہستم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ آٹھ رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہی لیکن اگر آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھے تو جائز
نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
مسلم مین روایت ہی سعد بن ہشام سے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک تو آٹھ تک بھی مکروہ
نہین مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکروہ ہین اور حدیث مین مسلم کے جو آیا ہی وہان اور
صورت ہی یہ صورت نہین کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت مین واسطے تشہد کے بیٹھنا ہی
ضروری اور حدیث مین وہ صورت کہ اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقا نہین بیٹھے
آٹھوین رکعت مین بیٹھے تھے پس اس مسئلہ کو مخالف کہنا حالانکہ اسمین دوسری صورت ہی محض
بیجا ہی علاوہ اسکے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ اتِّفَاقَ الْاَئِمَّۃِ عَلَی الْقُعُوْدِ
عَلٰی کُلِّ شَفْعٍ لِمَا رَوَیْنَا دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ نَسْخِہٖ اَوْ اَنَّہٗ مِنْ خَصَائِصِہٖ یعنی تحقیق اتفاق
کرنا سب اماموں کا اوپر بیٹھنے کے ہر دو رکعت مین بسبب اوس وجہ جو ہم بیان کر چکے دلیل ہی اوپر منسوخ
ہونے اسکے کے یا یہ کہ وہ خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی انتہی چونکہ اعداد رکعات تہجد
اختلاف کثیر ہی اور ہر ایک نے جو اوسکے نزدیک قوی ہی اوسپر عمل کیا ہی اسلیے امام صاحب کے نزدیک افضل
چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے ہین اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعت ہین اور صاحبین کے نزدیک رات
مین دو اور دن مین چار ہین اور سب کی استدلالات احادیث سے موجود ہین خود احادیث اسمین مختلف
آئی ہین اور وجہ اختلاف امام نووی نے شرح مسلم مین یہ لکھی ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف خود

عائشہ رض سے ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ راویون سے یہ اختلاف ہو گیا ہی پس احتمال ہی کہ گیارہ رکعت تو اون سے

مسئلہ نود و ہستم

برہان شرح مواہب الرحمن
النور والمنور
شرح مسلم
جلد اول صفحہ
۲۵۲

ہین اور باقی روایات عائشہ رض کی وہ نادر اور کبھی واقع ہوئی ہون انتہی اسی اختلاف کی وجہ سے ائمہ کو
ترجیح دینے کی ضرورت پڑی اور مسلم کی روایت کو کہ اوسمین آٹھ رکعت بلا قعدہ کے ہین اوسکے منسوخ
یا خاصہ ہونیکے قائل ہوئے اور محیط مین لکھا ہی وَالْاَصَحُّ اَنَّ الزِّيَادَةَ لَا تُكْرَهُ لِمَا فِيْهَا مِنْ وَّصْلِ
الْعِبَادَةِ وَهُوَ اَفْضَلُ یعنی صحیح تر یہ ہو کہ آٹھ رکعت سے زیادہ مکروہ نہین اسلیے کہ اوسمین اتصال عبادت کا ہی
اور وہ بہتر ہی انتہی **قال** مسئلہ نود و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین
برابر کی سورتین پڑھے کم زیادہ نہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا ہی سوا امام اعظم اور اونکے
شاگرد ابو یوسف نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قتادہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحدیث
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے ہر رکعت مین انتہی
پس امام صاحب نے اگر اس حدیث کے موافق کہدیا تو کیا گناہ ہوا پھر باوجود اسکے خلاصہ مین لکھا ہی کہ امام محمد کا
قول بہتر ہی افسوس کہ اسکو نہ دیکھنا اور اندھون کی طرح بیدھڑک اعتراض کر بیٹھنا کیسی عداوت اور نفسانیت ہی
کیا یہی آدمیت ہی ع نباشد نکتہ گیری آدمیت * کہ کار سگ بود آہو گرفتن * **قال** مسئلہ نود و نہم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتون مین آدمی کو اختیار ہی خواہ چپکا رہے (یعنی کچھ نہ پڑھے)
خواہ پڑھے خواہ سبحان اللہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہی
بخاری اور مسلم کی اوس حدیث کا جو کہ ابی قتادہ رض کی روایت سے مسئلہ نود و ہشتم مین اوپر مذکور ہوئی **اقول**
امام محمد رح کے موطا مین روایت ہی کہ عبد اللہ بن مسعود امام کے پیچھے صلوٰۃ جہریہ اور سریہ مین پہلی اور پچھلی دو رکعتون مین
قرارت نہین کرتے تھے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو اول کی دو رکعتون مین الحمد اور سورت پڑھتے اور اخیر کی
دو رکعتون مین کچھ نہین پڑھتے تھے انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین روایت ہی کہ علی رض اور ابن مسعود رض
نے فرمایا پہلی دو رکعت مین قرآن پڑھ اور اخیرین مین سبحان اللہ پڑھ انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت بطریق وجوب نہ تھی بلکہ بطور استحباب کے تھی اور یہی امام صاحب کا

مسئلہ ہدایہ مین لکھا ہی اِلَّا اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ یَّقْرَأَ یعنی مگر بہتر یہ ہی کہ قرارت کرے انتہی گو حدیث مذکور عائشہ رض سے غریب ہی مگر دوسری روایت اونسے غریب نہین بنایہ مین لکھا ہی رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قِرَآءَةٍ فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَالَتْ اِقْرَأْهَا عَلٰی جِهَةِ الثَّنَآءِ یعنی روایت ہی کہ ایک شخص نے عائشہ رض سے سوال کیا دو رکعتون اخیر مین قرارت کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ بطور قرارت کے الحمد کا پڑھنا نہین چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھلے پس اس سے بھی استحباب نکلا پس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہو سکتی ہی ہان اگر کوئی وجوب ثابت کرے تو ہو جائیگی مگر امام صاحب نے کی پھر کیا تخصیص ہی خود صحابہ رض کا مذہب ہو جو دہی ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہین کہہ سکتے بلکہ ادنی صحابی کا قول بھی حجت ہوتا ہی اسیوجہ سے کسی حدیث سے اخیرین مین وجوب ثابت نہین ہوتا بلکہ ان حدیثون سے خود واضح ہو گیا کہ استحبابًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور بعضی مرجوح روایتون مین حسن نے امام صاحب سے نقل کی ہی کہ قرارت فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہی اور اگر تسبیح نہ کہی اور قرارت نہ کی تو گنہگار ہوگا اگر بھول کر ترک کریگا تو سجدۂ سہو لازم آجائیگا اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام نے اس روایت کو احوط کہا ہی واللہ اعلم و علمہ اتم **قال** مسئلہ صدم فتاوی عالمگیریہ مین لکھا ہی کہ بسم اللہ اور آمین نماز مین پکار کر کہنی مکروہ ہی اور جامع الرموز مین محیط سے نقل کر کے لکھا ہی کہ نماز مین آمین آہستہ کہنی سنت ہی اور پکار کر کہنی مکروہ ہی اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ امام اور مقتدی نماز مین آمین آہستہ کہین اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہی سو امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان اکثر حدیثون کا الخ **اقول** **قولہ** پہلی حدیث ابوداؤد آہ **اقول** پہلی حدیث مسند امام احمد کی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پہونچے ولا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا

آواز اپنی کو انتہی **قولہ** دوسری حدیث آہ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث کا راوی بشر
ابن رافع ہی تقریب مین لکھا ہی کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہی اور ابن القطان نے اپنی کتاب مین
لکھا ہی کہ بشر بن رافع ابو الاسباط نجرانی ضعیف ہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے
بنایہ مین لکھا ہی وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ وَفِي إِسْنَادِهِ بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ ضَعَّفَهُ الْبُخَارِيُّ وَ
التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مُعِينٍ یعنی یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسکی اسناد مین
بشر بن رافع ہی ضعیف کہا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد اور یحیی بن معین نے انتہی
قولہ تیسری حدیث آہ **اقول** اس حدیث مین بھی یہی بشر بن رافع راوی ضعیف ہی پس یہ حدیث
قابل حجت نہین اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاے تو اسکے دو جواب ہین اول یہ ہی کہ انجاح الحاجہ مین لکھا ہی
کہ انکار کرنا ابو ہریرہ رض کا ترک جہر پر اسوجہ سے ہی کہ شاید اونکو حدیث اخفا کی نہین پہونچی انتہی اور دوسرا جواب
یہ ہی کہ اسی حدیث سے اخفا بھی ثابت ہوتا ہی کیونکہ آدمیونکا چھوڑ دینا بجز اسکے کہ اونکو اخفا ثابت ہو گیا ہو
ممکن نہین اسلیے کہ آدمی ابو ہریرہ رض کے وقت مین صحابہ اور تابعین تھے پس اکثر کا چھوڑ دینا گو بعض صحابہ نے
مثل ابو ہریرہ رض وغیرہ کے ترک نکیا ہو اس پر دال ہی کہ اسکی کوئی اصل ضرور ہی پس اس حدیث سے بھی
اخفا کو ثابت ہی اور کیون نہو ابتک احادیث اخفا کی برابر محدثین اپنی کتابو نمین روایت کرتے چلے آئے ہین
چنانچہ دوسری حدیث مسند ابو داؤد طیالسی مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ
یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہونچے آمین کہی اور آہستہ کیا آواز کو انتہی پس جب ابو ہریرہ رض کے
زمانہ مین صحابہ نے جہر آمین چھوڑ دیا تو پھر امام صاحب کا کیا قصور ہی جو اونھون نے واسطے اخفا کے ارشاد
فرمایا حالانکہ مرفوع صحیح حدیثین اخفا کی موجود ہین **قولہ** چوتھی حدیث آہ **اقول** تیسری حدیث مسند
ابو یعلی مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے آمین آہستہ کہی انتہی
قولہ پانچوین حدیث آہ **اقول** چوتھی حدیث طبرانی نے معجم مین روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تقریب حجاب
قاری صحیح بخاری
صفحہ ۳۴۳
عینی بنایہ باب
صفۃ الصلوٰۃ
انجاح
باب الجہر
ترجیح
باب صفۃ الصلوٰۃ
باب الجہر

علیہ وسلم جب ولا الضالین پر پہونچے تو آمین کہی اور آہستہ کہی انتہی ہمنے دونون حدیثون موقوف کے
جواب مین مرفوع حدیثین لکھی ہین علاوہ اسکے پانچوین حدیث بخاری نے بلا سند بیان کی ہے اور حضرت
صاحب لکھتے ہین کہ روایت کیا بخاری نے اسکو حالانکہ بخاری نے تہین روایت اسکی نہین لکھی لعنۃ اللہ علے
الکاذبین سے چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد پھر دوسری غلطی معترض صاحب نے یہ کی کہ ضمیر کا
مرجع جہر آمین ٹھیرایا حالانکہ مطلق آمین کیطرف ضمیر پھرتی ہے اور معنی یہ ہین کہ ابن عمر آمین کو ترک نہین
کرتے تھے اور لوگونکو آمین کہنے پر برانگیختہ کرتے تھے اور نافع کہتے ہین کہ مینے ابن عمر رض سے آمین کی حدیث
مرفوع سنی تہی پس اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قایل ہین مگر جہر اس سے
ثابت نہین ہوتا ہان ابن زبیر رض کے فعل سے ثابت ہوتا ہے اسیلیے ہمنے اخفا کی مرفوع حدیث لکھی
ہے **قولہ** چھٹی حدیث آہ **اقول** پانچوین حدیث محلی مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین پر پہونچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** ساتوین حدیث آہ **اقول** چھٹی حدیث ترمذی
مین ہے عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس آمین کہی اور پست
کیا آواز کو انتہی **قولہ** آٹھوین حدیث آہ **اقول** ساتوین حدیث تہذیب الآثار مین ہے حدثنا ابو بکر
ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِاٰمِيْنَ یعنی ابو وائل سے روایت ہے کہ عمر رض اور علی رض
بسم اللہ جہر سے نہین پڑھتے تھے اور نہ آمین مین جہر کرتے تھے انتہی **قولہ** نوین حدیث آہ **اقول** یہ حدیث
ضعیف ہے کیونکہ حجیہ بن عدی کندی جو اسکے راوی ہین اونکو تقریب مین لکھا ہے کہ خطا کرتے تھے
پس جس حدیث مین خطا واقع ہوا اوسکی حدیث قابل حجت نہین ہے وجہ یہ ہے کہ علی رض کا فعل عدم جہر ہے
چنانچہ ابھی ہمنے حدیث صحیح تہذیب الآثار سے نقل کی ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو علی رض ترک جہر
نکرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب العلل مین لکھا ہے کہ مینے اپنے باپ سے سوال کیا کہ یہ حدیث

تیسی ہی اونھون نے کہا ھٰذَا عِنْدِیْ خَطَأٌ یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہی اور یہ ابن ابی لیلی سے ہی اور اونکا حافظہ خراب تھا انتہی لہذا وہ حدیث جسمین یہ مذکور ہوا کہ علی آمین پکار کر نہین کہتے تھے زیادہ معتبر ہوئی اور یہ حدیث جو معترض صاحب نے نقل کی ہی اوسکے مقابلہ مین صحیح نہ ٹھیری **قولہ** دسوین حدیث آہ **اقول** آٹھوین حدیث سنن دارقطنی مین ہی عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُھَیْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی پس جب ولا الضالین پر پہونچے آمین کہی اور اخفا کیا آواز اپنی کو انتہی اور وہ حدیث جسکو معترض صاحب نے عبد الجبار کی روایت سے بیان کی ہی منقطع ہی کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی چنانچہ ترمذی مین لکھا ہی سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ وَلَا اَدْرَکَہٗ یُقَالُ اِنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِاَشْھُرٍ یعنی مین نے امام بخاری سے سنا ہی وہ کہتے تھے عبد الجبار نے اپنے باپ سے سنا نہین اور نہ اونکا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے انتہی علاوہ اسکے دو چار دس پانچ بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سنا ہو تو اسکا ہمکو انکار نہین اسلیے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تعلیم امت کے آیت اور دعا کو پکار کر پڑھ دیا کرتے تھے چنانچہ بعض صحابہ رض کی بھی یہی عادت تھی کہ واسطے تعلیم مقتدیون کے کبھی کبھی پکار کر قرأت فرماتے جیسا کہ حافظ ابن قیم جوزی زاد المعاد مین بسند صحیح نقل فرماتے ہین فَاِذَا جَھَرَ بِہِ الْاِمَامُ اَحْیَانًا لِیُعَلِّمَ الْمَاْمُوْمِیْنَ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِکَ فَقَدْ جَھَرَ عُمَرُ بِالْاِفْتِتَاحِ لِیُعَلِّمَ الْمَاْمُوْمِیْنَ وَجَھَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقِرَاءَۃِ الْفَاتِحَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِیُعَلِّمَھُمْ اَنَّھَا سُنَّۃٌ وَمِنْ ھٰذَا اَیْضًا جَھْرُ الْاِمَامِ بِالتَّاْمِیْنِ وَھٰذَا مِنَ الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِیْ لَا یُعَنَّفُ فِیْہِ مَنْ فَعَلَہٗ وَلَا مَنْ تَرَکَہٗ وَھٰذَا کَرَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ وَتَرْکِہٖ یعنی امام واسطے تعلیم مقتدیون کے دعای قنوت کو وقت نزول نازلہ کے کبھی پکار کر کہے تو کچھ مضایقہ نہین یعنی حضرت عمر رض نے شروع کیا فاتحہ کو پکار کر تاکہ تعلیم ہو مقتدیونکو اور حضرت ابن عباس رض نے

بھی نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پکار کر پڑھی تاکہ مقتدیونکو تعلیم ہو کہ اس محل پر پڑھنا اسکا سنت ہی اور
اسی قبیل سے ہی پکار کر کہنا امام کا آمین کو اور یہ اختلاف مباح ہی کہ اُسکے عامل اور تارک کو بُرا نہ کہا جاوے
اور یہ مثل رفع یدین کے ہی نماز مین کہ کرنا اور نکرنا اوسکا جائز ہی انتہی پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد قرارت فاتحہ کے آمین بنظر تعلیم پکار کر فرمائی تھی کہ تا سمجھ جاوین کہ اس محل پر آمین کہی جاتی ہی
ورنہ جتنی احادیث دعا اور قرارت اور تسبیح کی سماعت مین آئی ہین سب سے جہر ثابت ہو جائیگا حالانکہ
کوئی بھی جہر کا قائل نہین **قولہ** گیارھوین حدیث آہ **اقول** نوین حدیث مستدرک مین حاکم نے
اخفای آمین کی روایت کی ہی اور اوسکو صحیح الاسناد کہا ہی اور جہر کی روایت مین حاکم اور بیہقی کے
بشر بن رافع ہی اور وہ راوی ضعیف ہی پس حدیث جہر کو علی شرط الشیخین کہنا حاکم کا اور حسن کہنا بیہقی کا
مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہوگا **قولہ** بارھوین حدیث سے اکیسوین حدیث تک **اقول**
دسوین حدیث رَوَی اَبُو دَاوُدَ وَغَیرُہٗ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰمِینَ وَخَفَضَ بِھَا
صَوتَہٗ یعنی روایت کیا ابو داؤد و طیالسی وغیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی
اور پست کی ساتھ آمین کے آواز اپنی انتہی اس بارھوین حدیث سے اکیس تک کسی سے جہر ثابت نہین کیونکہ
بلال رض کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی اور امام کی آمین ایک وقت مین ہو اسمین
جہر کا نشان بھی نہین اسیطرح اور حدیثو نمین فقط آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہی جہر کی او نسے
بو بھی نہین آتی اسلیے تمام فقہا اور محدثین ان احادیث کو فضائل آمین مین بیان کرتے ہین اور
اگر کسی نے جہر کے باب مین بیان کر دیا تو یہ فقط اونکا اجتہاد ہی ہم پر حجت نہین کیونکہ لفظ قول سے جیسا کہ بخاری مین ہی یہ
استنباط کرنا کہ جہر مراد ہی فقط اپنے مذہب کی تائید ہی حدیث کے الفاظ ان معنی سے ہزارون کوس دور ہین
ورنہ قُل ھُوَ اللّٰہُ اور قُل اَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ اور قُل اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ سے جہر ثابت ہو جائیگا اسیطرح احادیث
مین وارد ہی کہ جب صبح کرو اور شام ہو تو یون کہو اور جب سونے لگو لیٹو تو یہ کہو اور جب کھانا کھاؤ تو یہ کہو تو
جب قرآن ختم کرو تو یہ کہو اور جب پاخانہ سے نکلو تو یہ کہو سب اون دعاؤن کا جہر سے پڑھنا ثابت
ہوگا اسیطرح جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہے تو حدیث مین آیا ہی تم رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ کہو

ایسے ہی التحیات پڑھنے کیواسطے بھی لفظ قولوا آیا ہی بعض قعدہ مین التحیات پڑھا کرو ان تمام کو جہر سے پڑھنا
کیون نہین مسنون کہتے اور اسکے آہستہ کہنے کو کیون مسنون کہتے ہو حال آنکہ قولوا او قل انمین بھی موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے معترض صاحب کا استدلال کرنا محض مغالطہ اور فریب دہی عوام ہی ایسے ہی یہود کا حسد کرنا
اسپر موقوف نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے ہون بلکہ بعض اوقات واسطے تعلیم کے جہر فرماتے تھے کیا یہ امر
یہود پر ظاہر نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ سے اونکا حسد کرنا متصور ہی ہو تو جتنے اقوال اور افعال جو نماز مین
صادر ہوتے تھے کیا اونکا علم نہ تھا اور آمین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ بعض اوقات جہر کرتے تھے کیا بعض
اوقات کا جہر اونکے علم کیواسطے کافی نہوگا اسی وجہ سے اونکو حسد تھا کہ یہ لوگ نماز مین آمین ضرور کہتے ہین اور
ہم لوگ آمین کی فضیلت سے محروم رہتے ہین جہر پر کچھ حسد موقوف نہین اور احادیث اخفا کی اسکی مؤید ہین
اور خود معترض صاحب نے ابوہریرہ رض کے قول سے ثابت کیا ہی کہ لوگون نے آمین چھوڑ دی پس صحابہ اور تابعین کا
چھوڑنا بھی اخفا پر دال ہی کیونکہ مطلقا چھوڑ دینا خواہ سرا ہو خواہ جہرا اگر لیا جائیگا تو نسبت صحابہ نہایت بعید ہی اسلیے
کہ مطلق آمین مین سبکا اتفاق ہی اور احادیث مین بھی فضائل اوسکے موجود ہین گو سر اور جہر مین اختلاف ہی
پس معلوم ہوا کہ صحابہ آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور جو ابوہریرہ رض نے جہر کے ترک کو معیوب سمجھا تو اسکے
تعجب نہین کہ صحابہ مین اس قسم کا اختلاف رہا ہی لیکن جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا آہستہ کہنا
اور اسیطرح صحابہ سے ثابت ہوا پس جو شخص آہستہ کہنے کو برا سمجھیگا اوسمین اور یہود مین کچھ فرق نہوگا
گیارھوین حدیث طحاوی کی عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ لَا یَجْہَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِاٰمِیْنَ یعنی ابووائل رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عمر رض اور علی رض بسم اللہ
اور اعوذ باللہ اور آمین مین جہر نہین کرتے تھے انتہی بارھوین حدیث بخاری اور مسلم کی عَنْ
اَنَسٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَ
عُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْہُمْ یَقْرَاُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی انس رض سے روایت ہی
کہ کہا اونھون نے نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیچھے ابوبکر اور عمر اور عثمان
کے پس نہین سنا مین نے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم انتہی اور تیرھوین حدیث مسلم کی

قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا
یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ
قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انس رضہ نے کہ نماز پڑھی مینے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر رضہ اور عمر رضہ اور عثمان رضہ کے پس تھے وہ شروع کیا کرتے ساتھ الحمد کے اور نہین ذکر کرتے
بسم اللہ کو اول قرارت مین اور نہ اوسکے آخر مین انتہی چودھوین حدیث ابن ماجہ مین انس رضہ سے
روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ کے پیچھے نماز پڑھی سب اخفا کرتے تھے
بسم اللہ کا انتہی پندرھوین حدیث نسائی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ جہر
نہین کرتے تھے بسم اللہ مین انتہی سولھوین حدیث دارقطنی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی سترھوین حدیث مسند امام احمد کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی اٹھارھوین حدیث
صحیح ابن حبان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ الحمد للہ رب العالمین سے جہر
کرتے تھے انتہی اونیسوین حدیث مسند ابو یعلی موصلی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضہ اور
عثمان رضہ نماز جہریہ مین قرارت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے انتہی بیسوین حدیث طحاوی
اور معجم طبرانی اور حلیہ ابو نعیم اور مختصر ابن خزیمہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضہ اور عثمان رضہ
بسم اللہ کو آہستہ کہتے تھے انتہی اور ان کتابون مین اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہین بخاری اور مسلم
مین اور بہت روایات موجود ہین اور فتح القدیر مین ہی قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ وَرُوِیْنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِیِّ
اَنَّہٗ قَالَ لَمْ یَصِحَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَہْرِ حَدِیْثٌ یعنی کہا شیخ ابن تیمیہ نے
ہمکو دارقطنی سے روایت پونہچی ہی کہ کہا اونھون نے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ
مین صحیح نہین آئی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی کہ جب دارقطنی مصر مین گئے تو اون
بعض مصریون نے سوال کیا کہ بسم اللہ کے جہر مین کوئی کتاب تصنیف کر دیجیے پس ایک جزو اونھون
تصنیف کیا پس بعض مالکیون نے اونکو قسم دلائی کہ ہمکو اسمین سے صحیح حدیث بتلا دیجیے کہا جہر کی

فتح القدیر
باب صفۃ
الصلوٰۃ
شرح برہان
باب صفۃ

حدیث کوئی صحیح نہین ہی انتہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینیؒ نے بنایہ مین لکھا ہی کہ نعیم مجمر کی
روایت معلول ہی اسواسطے کہ جہر بسم اللہ مین آٹھ سو صحابہ اور تابعین سے جو ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہین
فقط یہی اکیلے راوی ہین اور کسی ثقہ سے ابوہریرہ رضؓ کے اصحاب مین سے یہ امر نہین ثابت ہوتا کہ ابوہریرہ رضؓ کی
حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر بسم اللہ کرنا معلوم ہوتا ہو پس بخاری اور مسلم نے اعراض کیا ہے
ذکر بسم اللہ سے ابوہریرہ رضؓ کی حدیث مین جسکو روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کیا ہی کہ ابوہریرہ رضؓ
تکبیر لیتے ہر نماز فرض اور نفل مین پس تکبیر کہتے وقت قیام کے پھر تکبیر کہتے وقت رکوع کے الحدیث پھر
فرمایا جب فارغ ہو جاتے کہ قسم ہی اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہی مین زیادہ مشابہ ہون تمسے
ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپکی تا دم حیات رہی ہی اور اس حدیث مین اور نیز
اور احادیث صحیحہ مین ابوہریرہ رضؓ سے بسم اللہ کا ذکر نہین اور اس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ راوی نے ابوہریرہ رضؓ
پر وہم کر لیا ہی انتہی اور برہان علیؒ شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی وَعَنْ حَدِيثِ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ أَنَّهُ مَعْلُولٌ
فَإِنَّ ذِكْرَ الْبَسْمَلَةِ فِيهِ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ نُعَيْمٌ مِنْ بَيْنِ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ وَأَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِهِ
فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ صَاحِبَا الصَّحِيحِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا وَاحِدٌ مِنْهُمَا مَعَ شِدَّةِ حِرْصِ الْبُخَارِيِّ عَلَى
مُعَارَضَةِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ بِالْأَحَادِيثِ مَهْمَا أَمْكَنَهُ بِدَلِيلِ مَا أَشْحَنَ بِهِ صَحِيحَهُ یعنی اور جواب
حدیث نعیم مجمر کا یہ ہی کہ یہ حدیث معلول ہی کیونکہ بسم اللہ کے ذکر کرنے مین اصحاب ابوہریرہ رضؓ سے نعیم مجمر ہی متفرد
ہوئے ہین اور یہ کہ وہ حدیث ابوہریرہ رضؓ سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر بسم اللہ کا کرتے تھے
اور تحقیق اعراض کیا ہی اس ذکر سے حدیث ابوہریرہ رضؓ مین بخاری اور مسلم نے اور کسی نے دونو مین سے اوسکو
ذکر نہین کیا ہی باوجود شدید ہونے حرص امام بخاری کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابو حنیفہ کے ساتھ احادیث کے
جسقدر اونکے امکان مین ہی اوس دلیل کے جس سے اپنی صحیح کو اونھون نے بھر دیا انتہی پس احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوا کہ جہر بسم اللہ مین نہین کرنا چاہیے اور بعض روایات مین آنے کی وجہ یہ ہی کہ واسطے تعلیم
کبھی جہر کر دیتے ہونگے جیسے کبھی ظہر کی نماز مین کوئی آیت آواز سے پڑھ دیتے تھے یا بوجہ قرب کے کبھی بسم اللہ

۴۲ باب [illegible] صفت الصلوٰۃ [illegible]

سن لی ہو کیونکہ آہستہ پڑھنے مین بھی بعض اوقات قریب کے لوگونکو مسموع ہو جاتا ہی الکین حدیث
امام ابو جعفر طحاوی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی مین عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہا اونھون نے
باپ میرے نے مجکو نماز مین بسم اللہ کہتے ہوئے سنا پس کہا مجھسے اے بیٹا یہ بدعت ہی بچنا بدعت سے اور کہا صحابہ
زیادہ برا جاننے والا بدعت کا ہمنے کسی کو نہین دیکھا اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھی اور ساتھ ابوبکر رض کے اور ساتھ عمر رض کے اور ساتھ عثمان رض کے پس کسیکو مینے بسم اللہ پڑھتے
نہین سنا پس نہ کہنا جہر کے بسم اللہ کو جسوقت تو نماز پڑھے پس کہہ الحمد للہ رب العالمین انتہی عدم جہر آمین مع
بسم اللہ کی ہم کہانتک حدیثین لکھتے جائین اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھکر اس جواب کو ختم کرین ورنہ
بہت طول ہو جائیگا معترض صاحب نے علقمہ کی حدیث مین حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے کا انکار کیا ہی
حالانکہ ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہی حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ اَبُو السَّكَنِ الْكُوفِيُّ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ
لَهُ حُجْرٌ اَبُو الْعَنْبَسِ يَرْوِي عَنْ عَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَوَى عَنْهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ یعنی حجر
ابن عنبس ابو السکن کوفی ہی اور وہ وہ شخص ہی جسکو حجر ابو العنبس کہا جاتا ہی وہ روایت کرتے ہین علی رض
اور وائل بن حجر سے اور اونسے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہین انتہی پس اگر شعبہ نے ابو العنبس اونکو
کہدیا تو کیونکر اونکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی کہ حجر کی کنیت ابو العنبس
ہونے پر ابن حبان نے کتاب الثقات مین جزم کیا ہی اور کہا ہی کہ کنیت اونکی مثل نام باپ اپنے کے ہی اور
قول بخاری کا کہ کنیت اونکی ابو السکن ہی اسکے منافی نہین کہ کنیت اونکی ابو العنبس بھی ہو کیونکہ ایک
شخص کی دو کنیتین ہونے کو کوئی چیز مانع نہین انتہی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ مین معترض
صاحب نے یہ لکھی ہی کہ شعبہ نے علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہی اور حدیث مین نہین جواب اسکا یہ ہی کہ
زیادتی ثقہ کی مقبول ہی چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قَوْلُهُ وَزَادَ فِيهِ عَلْقَمَةَ
لَا يَضُرُّهُ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ وَلَا سِيَّمَا مِنْ مِثْلِ شُعْبَةَ یعنی یہ کہنا بخاری کا
کہ شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا ہی کچھ مضر نہین اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی خصوصًا شعبہ جیسے راوی سے
انتہی تبیّن شعبہ جو امیر المؤمنین حدیث مین مشہور ہین اگر اونھون نے زیادتی علقمہ کی کی تو کیا خطا ہوئی

اور تیسری علت اسمین یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ کی خطا اخفای آمین کی روایت کرنے مین ہے
کیونکہ صحیح جہر کی روایت ہے اسکا جواب بھی علامہ عینیؒ نے بنایہ مین لکھا ہے قُلْتُ تَخْطِيَةُ مِثْلِ
شُعْبَةَ خَطَأٌ كَيْفَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ یعنی کہتا ہون مین شعبہ کی طرف خطا کی
نسبت کرنی خطا ہے کیونکر ہو حال آنکہ وہ حدیث مین امیر المؤمنین ہین انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ
ایسے شخصونکی طرف خطا کی نسبت کرنی روایات احادیث کو درہم برہم کردینا ہے جب ایسے لوگ خطا کرنے
لگے تو پھر کسکی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ انکی روایت کی مؤید اور روایتین مرفوع اور موقوف موجود ہین
سب کو فقط اپنے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے تسلیم نکرنا انصاف سے بعید ہے ورنہ ہر طرح سے ان روایات کو
قوت ہے اگر فقط شعبہ مین کچھ شبہہ ہے تو اونکی محامد سنیے ترمذی کی کتاب العلل مین ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ
عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ مَا خَالَفَنِيْ
شُعْبَةُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا تَرَكْتُهٗ قَالَ قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ قَالَ لِيْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اِنْ اَرَدْتَ الْحَدِيْثَ
فَعَلَيْكَ بِشُعْبَةَ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ مینے حماد بن زید سے سنا کہتے تھے کہ نہین مخالفت کی میری
شعبہ نے کسی شی مین مگر مینے اوسکو چھوڑدیا اور کہا اونھون نے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھسے حماد بن سلمہ نے
کہا اگر حدیث کا ارادہ ہو تو شعبہ کو لازم پکڑ انتہی اور یہ بھی ترمذی مین ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ نَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُوْلُ شُعْبَةُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
فِي الْحَدِيْثِ یعنی امام بخاری کی روایت سے ہمکو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہین کہ مینے سفیان ثوری سے
سنا کہتے تھے کہ شعبہ حدیث مین سب مسلمانونکے سردار ہین انتہی اور یہ بھی اوسی ترمذی مین آیا ہے
کہ ہمسے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے کہا او مینے یحیی بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثونکو
زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہین یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہین ان حدیثونمین اور کہا یحیی نے شعبہ کو
رجال کا علم فلان عن فلان زیادہ تھا اور سفیان صاحب الابواب تھے انتہی پس معلوم ہوا کہ شعبہ
سفیان سے علم رجال مین زیادہ تھے اور بڑی حدیثونکو اونسے زیادہ یاد رکھتے پس سفیان کی حدیث جو جہر مین
واقع ہے شعبہ کی حدیث پر جو اخفا مین وارد ہوئی ہے ترجیح نہین رکھتی اور امام نووی نے تہذیب الاسماء

لکھا ہی کہ شعبہ بڑے محدثین اور کبار محققین سے ہین اونھون نے حسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہی اور
انس بن سیرین اور عمرو بن دینار اور سبیعی اور خلائق بیشمار سے روایت کی ہی اور اونسے اعمش اور
سلیمان اور محمد بن اسحٰق تابعین نے روایت کی ہی اور سفیان ثوری اور ابن مہدی اور وکیع اور
عبد اللہ بن المبارک اور یحیی القطان اور خلائق بیشمار نے کبار ائمہ مین سے اونسے روایت کی ہی اور اجماع
کیا ہی اونھون نے اوپر امام ہونے اونکے کے علم حدیث اور احتیاط اور اتقان اور جلالت قدر مین کہا امام احمد بن
حنبل نے شعبہ کے زمانہ مین اونکے مثل حدیث مین اور عمدہ اونسے کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی رح نے اگر
شعبہ نہوتے تو حدیث عراق مین پہچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد رح نے شعبہ امت واحدہ ہین علم حدیث
اور احوال رواۃ مین انتہی مختصرًا پھر جای تعجب ہی کہ شعبہ اخفای آمین کی حدیث بیان کرنے سے
مخطی ہوگئے حالآنکہ اسمین اونکی کوئی خطا نہین البتہ ظاہر کے مخالفانہ بیان کر دینے مین جو جایسے کہیے
ورنہ حدیث مین کوئی نقص نہین کیونکہ اونکا علم اونکو اور حافظہ اونکا بہت قوی ہی پس اونکی طرف
ایسا گمان کرنا سراسر عتساف اور بالکل خلاف انصاف ہی اور چوتھی وجہ ضعف کی معترض صاحب نے
یہ بیان کی کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اگر معترض صاحب ترمذی کی کتاب الحدود دیکھتے تو ایسا
زبان سے نہ نکالتے چنانچہ اوسمین لکھا ہی وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ
عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ یعنی علقمہ نے اپنے باپ سے
سنا ہی اور وہ عبد الجبار سے بڑے ہین اور عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی انتہی پس معترض صاحب نے
عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو ابن ماجہ مین جہر آمین کی نسبت آئی ہی (حالآنکہ عبد الجبار کی
عدم سماع مین اتفاق ہی) حجت گردانی اور علقمہ کی روایت جو متصل ہی اوسکو بعض اشخاص کے
مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سبحان اللہ کیا انصاف اسی کا نام ہی کہ حق کو ناحق کر دیجے
التزام ہی لیکن معترض صاحب دل مین کہتے ہونگے ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا ٭
اور خود نواب صاحب امیر بھوپال جو معترض صاحب کے بڑے معتمد اور مستند ہین اپنی کتاب
مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھتے ہین سماع علقمہ از ابیہ ثابت ہست پس حدیث سالم از نقش

از انقطاع یعنی سماع علقمہ کا باپ سے ثابت ہی پس حدیث اخفائے آمین کی انقطاع سے سلامت
ہی انتہی باقی رہا یہ امر کہ شعبہ سے جہر کی بھی روایت ہے اسکا ہم کب انکار کرتے ہین ہم تو خود کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اسیوجہ سے صحابہ رض مین اختلاف ہوا بعضون نے اوسکو بوجہ ہمیشگی ثابت
سمجھا اور اکثر نے اوسکو بوجہ تعلیم جانا بنانچہ اکثر آدمیونکا قرأت مدلی مین ترک کردینا خود اسپر دال ہی
اونھون نے اخفا کو ترجیح دی ہی پس دارقطنی کی جہر کو ترجیح دینا ہمکو کچھ مضر نہین للناس فیما یعشقون
مذاہب + اور بعض صحابہ رض کے اہتمام سے خود ہویدا ہی کہ انکی رای مین جہر کو ترجیح تھی اور اکثر نے ترک بھی کردیا
اور جہر نہین کرتے تھے بلکہ آمین مین اخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ رض اسقدر اہتمام نفرماتے
بیخودی بے سبب نہین غالب + کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہی + اسیواسطے علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین
لکھا ہی کہ مصنف نے حدیث اخفا کو ترجیح دی اور دارقطنی نے حدیث جہر کو اگر یہ نزدیک جہر کو قوت ہوی تو خفض
مین یون تاویل کردیتا کہ مراد اوس سے عدم قرع عنیف ہی پس علامہ ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
کہ وہ خود اسمین متردد ہین چونکہ اونھون نے اس تاویل کو معلق بالشرط کیا ہی پس جب شرط کا وجود نہ پایا گیا تو مشروط
بھی معدوم ہوگیا اور اگر اس قول سے یہ مراد لیجائیگی کہ اگر میرے پاس دلیل اخفا ہوتی تو دونو مین یہ توفیق دیتا
تو خلاف مقصود ہوجائیگا کیونکہ کہین اونکے کلام سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہین بلکہ
ترجیح اخفا کو ہی معلوم ہوتی ہی کیونکہ اونھون نے کہا ہی کہ اگر یہ امر تمام ہوجاے تو حدیث مین انقطاع ہوگا
علاوہ اسکے انقطاع کو اونھون نے اپنی کتاب مین حجت گردانا ہی بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت ہی
بلکہ اسکو معلق بھی کردیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک انقطاع اسکا ثابت نہین پھر اونکی تطبیق سے
معلوم ہوتا ہی کہ فقط اخفا کے لفظ مین اونھون نے تاویل کرنے کو معلق کیا ہی اور جہر مین جو معنی بیان
کیے ہین وہ خلاف جہر نہین برخلاف معنی اخفا اور خفض کے کہ اونمین محض تاویل ہی کیونکہ عدم
قرع عنیف جہر کو جو ضد اخفا کی ہی شامل ہی پس معنی اخفا و خفض کے عدم قرع کیونکر ہوسکتے ہین
جبتک جہر کو خوب قوت نہو البتہ اوسوقت ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہوسکتے ہین ورنہ اسکی تاویل
بعید اور خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے مین کیا کلام ہی پس اشارہ ہذا کا طرف دلیل ترجیح کے

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر اوسمین تاویل کیے کیا معنی ہونگے پھر تو جہر مین یون تاویل کیجائیگی
کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہی جسکو خود بھی آپنے بتایا پس یہ معنی اخفا کو شامل ہوجائینگے ورنہ ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجوح ہوجائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا مین تاویل کرتے ہین جہر مین کیون
نہین کرتے کہ مراد اوس سے عدم اخفای شدید ہی اور یہ تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہی علامہ ابن ہمام اسکے
ہرگز قائل نہین اسیواسطے اونھون نے معلق کردیا ہی پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہی کہ
جہر کو ترجیح نہین پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ کے ہم یون تاویل کردیتے پس معترض صاحب کو یہ خیالات
سفید نہ پڑی اور اونکا حدیث مین تاویل کرنا محض لغو ہوا کسی لغت مین اخفا او رخفض کے معنی جہر کو شامل
نہین قاموس مین دیکھ لیجیے کہ اخفا کے معنی مین کیا لکھا ہی أَخْفَاهُ سَتَرَهُ وَكَتَمَهُ جب لغت سے
اخفا کے معنی ستر اور کتم کے ہوئے اوسکو اپنے قول کی پاسداری سے بدل دینا اور برخلاف متبادر لے لینا آپ ہی کا
کام ہی کیا فقط راوی کی خبر دینے سے جہر ثابت ہو سکتا ہی حالانکہ وہ خود کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اخفا کیا خواہ مخواہ اوسمین تاویلات رکیکہ کرنے کی کونسی ضرورت ہی اونکو اس امر کا علم تھا کہ آپ
آمین کہتے ہین ورنہ اخفا کہنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے الحمد پڑھی کیا اوسکو جہر لازم ہوگا اور خصوصًا اوسوقت جب تصریح بھی کردی کہ اخفا کیا ہی
اوسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہی جو اپنی فقط رای سے حدیث کو خراب کرتا ہی اور دوسرونکو
رای کا الزام دیتا ہی ایسے بین الفاظ کو کوئی بیوقوف بھی بدل کر اونکے برعکس معنی نہ لیگا ہان البتہ
جسکو جہل مرکب ہو اوسکا کیا علاج کہ وہ معذور ہی ع گلیم بخت کسی کہ بافتند سیاہ ✤ بآب کوثر و
زمزم سفید نتوان کرد ✤ اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ آثار مین کلام کیا ہی کہ اثر صحابہ رض کا حجت نہین
یہ عجیب بات ہی خود تو اثر صحابہ رض سے استدلال کرتے ہین کہین ابو ہریرہ رض کے قول سے سند ہی اور
کہین ابن زبیر رض سے اور پھر دوسرونکو اوسکی استدلال سے منع کرتے ہین حالانکہ حنفیہ کے یہان موقوف
حدیث حجت ہی چنانچہ چوتھے مسئلہ کے جواب مین تحقیق اسکی بیان ہوچکی ہی علاوہ اسکے مرفوع
حدیثین جو اس جواب کے شروع مین ہمنے لکھی ہین موقوف کی مؤید ہین اور موقوف مرفوع کی مؤید ہی

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تائید کرتی ہی پھر بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے
بھی انکار کرنا ہی پھر دوسرا جواب یہ لکھتے ہین کیہ یہ روایتین طبقہ رابعہ کی ہین یہ قول اونکا مناقض اوس
قول کے ہی جو مسلہ ہفتم مین اونہون نے لکھا ہی کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے
بھی طبقہ ثالثہ مین طحاوی کو داخل کیا ہی پس یہان اوسکو طبقہ رابعہ کہتے ہین حالانکہ یہ قول اونکا مخالف
حجۃ اللہ البالغہ اور خود اونکی تصریح کے ہی سچ کہا ہی دروغگو را حافظہ نباشد اور تیسرا جواب معترض صاحب
لکھتے ہین کیہ روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ہمنے مانا کہ یہ روایت غریب ہی مگر اور روایتین شرح سے
موجود ہین ایک دوسری کی تائید کرتی ہین اسیواسطے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ امام محمد
نے ابو وائل سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونہون نے علی رض اور عمر رض آمین مین جہر نہین کیا کرتے تھے اور امام محمد
کتاب الآثار مین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونہون نے آمین کو اخفا کرنا چاہیے اسیطرح عبد الرزاق
نے مصنف اپنی مین روایت کی ہی پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین کہ جہر بعض اوقات مین واسطے تعلیم تھا
جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قرأت آیت سناتے تھے جہان آہستگی کے واسطے
جہر نہ تھا کہ سنت دوامی ہو جاوے ورنہ عمر رض اور علی رض ترک نکرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے
برخلاف اوسکے حکم نہ دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا قول بے اصل نہین عمر رض اور علی رض سے
بھی یہی روایت ہی اور یہ روایت صحیح ہی اسکے رجال ثقہ ہین بخلاف ابن ماجہ کی حدیث کے جو علی رض سے
مروی ہی وہ ضعیف ہی چنانچہ تحقیق اسکی شروع مین بیان ہو چکی پس معلوم ہوا کہ علی رض سے جہر کی روایت
محض بے سند ہی ہرگز لائق ماننے کے نہین بلکہ صحیح اونسے عدم جہر ہی اور صحیح مسلم کی روایت جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ عمر رض سبحانک اللهم کو جہر سے پڑھتے تھے مرسل ہی چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین
لکھا ہی وهو مرسل يعني ان عبدة وهو ابن ابي لبابة لم يسمع من عمر رض یعنی یہ روایت مرسل ہی
اسلیے کہ عبدہ نے عمر رض سے نہین سنی ہی انتہی پس عدم جہر کی روایت جس طرف جمہور ہین بہت صحیح ہی اور روایت
مرسل سے معترض صاحب کا حجت پکڑنا لغو ہی مگر معترض صاحب کیا کرین الغريق يتشبث بكل حشيش سچ ہی
آدمی کیا نہین کرتا جب قوی حدیث ہاتھ نہین آتی تو قوی کا ضعیف سے مقابلہ کرتے ہین اور تقلید

نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہین آتے اونکی تقلید کو ایسا واجب جانتے ہین کہ صحیح صحیح حدیثونکو اونکے
مقابل مین باطل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین خود ضعیف اور منقطع اور مرسل حدیث کو حجت نہین جانتے مگر جب قول
نواب صاحب کے اوس حدیث مخالف دیکھتے ہین تو پھر ضعیف ہی کی طرف دوڑتے ہین اور اوسکو بھی گویا
قابل حجت اور کالوحی من السماء سمجھکر پیش کرتے ہین پھر اپنے قواعد مقررہ سے بھی قطع نظر کر لیتے ہین غرض
کسی جگہ اونکے برخلاف نہین کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل اونکے نزدیک نہایت سہل بات ہی زبان سے
کہنے کی دیر ہی مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق مین سم قاتل تصور کرتے ہین مبادا اونکی مخالفت سے
دال مین کالا ہو تو سلسلہ آمدنی بلاؤ قورمہ کا تہ و بالا ہو ۔ مقلد ہو تو ایسا ہو موحد ہو تو ایسا ہو
ہی تقلید اوسکی فرض العین جسکے پاس حلوا ہو ۔ اسکے بعد معترض صاحب نے آیت قرآنی مین کلام شروع کیا ہے
کہ ادعوا ربکم تضرعا سے استدلال درست نہین کیونکہ دعا ہونا آمین کا تابعی کے قول سے ثابت ہوتا ہی حدیث اور قرآن
سے ثابت نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ الفاظ دعا توقیفی نہین ہین اگر کوئی شخص دعا مانگے اور وہ دعا قرآن
اور حدیث مین نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہوگی علاوہ اسکے حدیث مین آمین کہنا آیا ہی اگر اسکے معنی دعا نہیں
یا یہ لفظ اسمای الٰہی سے نہین تو گویا نعوذ باللہ مہمل لفظ کا شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہی بلکہ آمین کے معنی قاموس وغیرہ مین
استجب او فکذلک فلیکن او کذلک فافعل کے ہین اور آمین کو اسمای الٰہی مین سے بھی لکھا ہی پس دو حال سے
خالی نہین دعا ہوگی یا اسمای الٰہی سے ہی ہر صورت سے اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
اخفای مین دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ آمین دعا ہی اور دوسری یہ کہ آمین اسمای الٰہی سے ہی پس اگر دعا ہی
تو اخفا اوسکا واجب ہی اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے زاری اور آہستگی سے اور اگر
اسمای الٰہی سے ہی تو بھی اخفا واجب ہی اسلیے کہ خدا تعالی فرماتا ہی اپنے پروردگار کو دل مین یاد کرو پس اگر
وجوب ثابت نہوگا تو نہ کم ہوگا استحباب سے اور ہم بھی اسکے قائل ہین انتہی پس تابعی کا قول خلاف قرآن
اور حدیث نہوا بلکہ حدیث اور لغت اونکے قول کی تائید کرتا ہی اور دوسرا جواب معترض صاحب کا کہ کسی تفسیر مین
اس آیت کی تفسیر مین اخفای آمین نہین لکھا عجب مہمل اور بے معنی قول ہی تفسیر والون نے جب دعا کا
اخفا کرنا اس آیت سے ثابت کر دیا تو اب کیا ضرور ہی کہ مسائل متعلقہ کو مفسر لکھے البتہ امام فخر الدین رازی نے

اخفای دعا مین اسی آیت کی تفسیر مین بہت دلائل بیان کیے ہین اوسکے بعد امام صاحب کی بھی حجت بیان کرتی
ہی چنانچہ ابھی اونکی عبارت ہمنے نقل کی ہی اب اخفای دعا کے دلائل بھی سنیے تفسیر کبیر مین ہی جاننا تو کہ اخفا
دعا مین معتبر ہی اور اسپر کئی دلیلین ہین اول تو یہی آیت ہی کیونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ جناب باری نے
دعا کا حکم دیا ہی اوس حال مین کہ وہ دعا مخفی ہو اور ظاہر امر کا وجوب ہی پس اگر وجوب حاصل نہو تو اقل درجہ
استحباب کا ہی پھر خدای تعالی نے اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست نہین رکھتا اور
ظاہر یہ ہی کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ خدا دوست نہین رکھتا اون لوگونکو جو حد سے تجاوز کر جاتے ہین اون دو امرونکے
ترک کرنے مین (کہ وہ دونون تضرع اور اخفا ہی) پس اللہ اونکو دوست نہین رکھتا اور محبت اللہ کی ثواب
سے عبارت ہی پس معنی یہ ہوئے کہ جو شخص دعا مین تضرع اور اخفا کو ترک کردے پس اللہ اوسے ثواب نہین دیگا
اور اوسکی طرف احسان کریگا اور جو شخص ایسا ہوگا وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہوگا پس ظاہر ہوا کہ قول
تعالی کا انه لا یحب المعتدین بطور تہدید شدید کے ہی اوپر ترک کرنے تضرع اور اخفا کے دعا مین
دوسری حجت یہ ہی کہ اللہ تعالی نے زکریا ع کی تعریف کی فرمایا جبکہ ندا کی زکریا ع نے پروردگار سے ندا آہستہ
یعنی چھپایا اوسکو بندون سے اور خالص کیا اوس دعا کو واسطے اللہ اور اوس ندا کی وجہ سے خدا کی طرف منقطع ہوا
تیسری حجت وہ حدیث ہی جسکو ابو موسی اشعری نے روایت کیا ہی کہ صحابہ رض ایک غزوہ مین تھے ایک وادی مین
پس لگے کہنے تکبیر اور لا اله الا الله آواز سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کرو نہین پکارتے ہو
کسی بہرے کو تم نہین پکارتے اور نہ کسی غائب کو تم تو سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہی اور چوتھی
حجت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ایک خفی دعا برابر ہی ستر دعای جلی کے اور دوسرا قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر ذکر کا خفی ہی اور بہتر رزق کا وہ ہی جو کافی ہو جاوے انتہی پس ان احادیث اور قرآن
سے ثابت ہوگیا کہ دعا مین اخفا مستحب ہی اور بعض اوقات مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا
مسموع ہوئی ہی وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہی ورنہ احادیث مین تناقض ہو جائیگا اسکے بعد حضرت صاحب نے
آیت مین بھی تاویل شروع کی ہی فرماتے ہین کہ اس آیت مین اخفا سے مراد نہ بہت چلانا ہی اور نہ بہت آہستہ
پڑھنا ہی اور آیة لا تجہر بصلاتک اوسکی سند مین بخاری کی روایت سے لائے ہین کہ یہ آیت دعا مین

نازل ہوئی ہی اور یہ کہتے ہین کہ یہ آیت نماز کے حق مین اوتری ہوئی ہی چنانچہ بخاری و مسلم مین عبداللہ بن
عباس رضی سے روایت ہی قال نزلت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختف بمکۃ کان اذا صلی
باصحابہ رفع صوتہ بالقرآن فاذا سمع المشرکون سبوا القرآن ومن انزلہ ومن
جاء بہ فقال اللہ تعالی لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجہر بصلاتک ای بقراءتک
فیسمع المشرکون فیسبوا القرآن ولا تخافت بہا عن اصحابک فلا تسمعہم و
وابتغ بین ذلک سبیلا یعنی فرمایا ابن عباس رضی نے کہ یہ اوس وقت نازل ہوئی ہی کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین چھپے رہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو قرآن
آواز سے پڑھتے پس مشرکین سنتے برا کہتے قرآن اور اوسکے بھیجنے والے اور لانیوالے کو پس فرمایا اللہ تعالی
واسطے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نماز مین جہر نکرو یعنی قرات نماز مین پکار کر نکرو پس مشرک سنینگے
اور قرآن کو دینگے اور اپنے اصحاب سے قرات کو پوشیدہ مت کرو بلکہ اونکو سناؤ اور طریقہ اوسط
کرو انتہی آیت بلفظ بخاری کے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز مین نازل ہوئی ہی اور مذہب مختار
امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی لکن المختار الاظہر ما قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
یعنی لیکن مذہب مختار اور ظاہر تر وہی ہی جو ابن عباس رضی نے کہا ہی انتہی اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ
کی ذکر فرمایا ہین اگر آمین کا دعا ہونا تسلیم کیا جاوے تو بھی اس حکم سے اسیقدر مستفاد ہوتا ہی کہ آمین کو
چلا کر نکہن بلکہ میانہ آواز سے کہین جو کہ نہ بہت بلند ہو اور نہ بہت پست **جواب** اسکا یہ ہی کہ کسی لغت یا
تفسیر کے معنی نہین ہین اگر تم سچے تھے تو کسی معتبر کا قول کیون نہین نقل کرتے ہو فقط اپنی رای سے قرآن کے
الفاظ کو بدلنا شروع کر دیا حالانکہ قرآن مین رای سے معنی کہنے پر نہایت وعید آئی ہی علاوہ اسکے تفسیر
ابو سعود مین اسی آیت کی تفسیر مین لکھا ہی فان الاخفاء دلیل الاخلاص یعنی اسلیے کہ اخفا کرنا
دلیل اخلاص کی ہی انتہی اور تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی والخفیۃ الاسرار بہ فان ذلک اقطع
لعرق الریاء یعنی معنی خفیہ کے پوشیدہ کہنے اوس دعا کے ہین اسلیے کہ آہستہ کہنا زیادہ قطع کرنیوالا رگ ریا کا ہی
انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی وخفیۃ ای سرا قال الحسن بین دعوۃ السر ودعوۃ

الْعَلَانِيَةِ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا وَلَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَجْتَهِدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يُسْمَعُ لَهُمْ صَوْتٌ إِنْ كَانَ إِلَّا هَمْسًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُوْلُ ادْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَكَرَ عَبْدًا صَالِحًا وَرَضِيَ فِعْلَهُ فَقَالَ اِذْ نَادٰى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ط یعنی خفیہ کے معنی سر ہین کہا حسن بصری نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے ستر حصہ ہین اور تحقیق تھے جمیع مسلمان کوشش کرتے دعا مین پر نہین سُنی جاتی تھی آواز اونکی آواز نہین تھی مگر آہستہ درمیان اونکے اور پروردگار اونکے کے اور یہ اسلیے کہ خدا تعالی فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے خشوع کرتے ہوئے اور آہستہ اور تحقیق اللہ تعالی نے بندۂ صالح کا ذکر کیا اور اوسکے فعل سے راضی ہوا پس فرمایا جسوقت دعا کی اوسنے پروردگار اپنے سے دعای خفی انتہی اسیطرح تفسیر کشاف وغیرہ مین لکھا ہی پس باوجود اجماع لغت اور تفسیر کے معترض صاحب جنکی وہی تاویل کیے جاتے ہین جو جہر کو شامل ہو اور اپنی رای کے مقابل سبکو بالای طاق رکھدیا اگر ذرا انصاف کی کسیکو تلاش ہو تو معترض صاحب کے یہان سے لوٹ باندھے ہزارون چالین چلتے ہین مگر کوئی چال اونکی قرآن اور تفسیر کے مقابلہ مین نہین چلتی اس آیت مین گفتگو کرکے نہایت مضطرب ہوگئے ہین برابر تاویلون پر کمربستہ ہین حیلے پر حیلہ کرتے ہین مگر حق بات مخفی نہین رہتی کوئی عاقل ان تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتا مگر وہ مجبور ہین کیا کرین حالت مخمصہ اور اضطرار مین آدمی معذور ہوتا ہی اسکے بعد فرماتے ہین کہ اگر فرض بھی کیا جاے کہ اس آیت سے مراد ایسی آہستگی ہی جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین کا اس سے مستثنی اور مخصوص ہوگا

جواب اسکا یہ ہی کہ جبتک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کردینگے کہ جہر آمین اور بعض دعا کا جو بعض وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہوسکتی ہم بعض اوقات جہر کے دعا خود قائل ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خاص وقائع مین ثابت ہی اوس سے قرآن کی کیونکر تخصیص ہوکر جہر مسنون ہوسکتا ہی بلکہ اکثر دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض اوقات جہر کسی غرض سے خلاف قرآن نہین ہوسکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کردیے جس سے ثابت ہوگیا کہ دعا کا اخفا کرنا بہتر ہی پس متنازع فیہ فقط یہ امر ہی کہ آمین کا جہر اکثری ثابت نہین

اور نیز اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے آمین کی نہین ہوگی اگر بعض اوقات صادر ہوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے
ہین چنانچہ بعض دعاؤن مین بھی بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات مین ہی اسکے حنفیہ منکر ہین اور حدیث مین
کہین اسکا پتا نہین اگر قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہین ملیگی جس سے اکثری فعل جہر دعا کا
ثابت ہو بلکہ دونون قسم کی احادیث موجود ہین اور ہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہ رض اور تابعین سے
اخفا معلوم ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی خفا ہی کیونکہ قرآن مین دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے
دعا ہونے مین یا اسم اسمای الٰہی سے ہونے مین کسی کو کلام نہین اور عجب ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور قرآن کی
سند پیش کی ہی کہ اوسمین تو نے معنی نہین آئے ہے برین عقل و دانش بباید گریست ✽ معترض صاحب نے
شارع کے ذمہ اظہار معنی اللغوی ہی یا تصور فرمایا ہی اسکے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا ہین یا نہین خدا اور رسول
احکام بتلاتے ہین یا آپکو لغت تعلیم کرتے ہین پھر اگر عطا تابعی نے اسکو کہدیا تو کونسی وجہ سے قابل حجت نہو گا
دعا کا اقرار معترض صاحب کو پھر اسے کرنا پڑیگا یا اسمای الٰہی مین سے ماننا پڑیگا ہے یار است بیان ہمچو
باید بود ✽ یا معترف فتنہ و شر باید بود ✽ ورنہ بچنین حیلہ و کیادی خویش ✽ دو چشم پر از خون جگر باید بود
اور ان دونونکے واسطے اخفا کا حکم ہم آیت سے بیان کر چکے ہین لہذا خالی از استحباب نہو گا مزید بران
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب مین احادیث ہمنے نقل کر دی ہین
اور جہر کی احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہین ہوتا اول تو وہ حدیثین خود ضعیف ہین چنانچہ ہم
بیان کر چکے ہین کہ کسی مین انقطاع اور کسی مین ضعف ہی اور اگر مانا جاے تو بیش برین نیست کہ گاہی گاہی
ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ درمیان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات واہیہ اور
کچھ نہو سکیگا معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپ اپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے کلام
اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہین فرماتے ہین کہ اگر یون نہین تو کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سمجھ مین نہین آیا یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا نعوذ
باللہ ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہین اور کچھ باک نہین کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فعل کو سمجھتے
نہین جب حدیث اور قرآن مین موافق عندیہ اونکے تناقض ہوتا ہی تو [illegible] ہوئی تا پیغمبر کا دریدہ

کرتے ہین جناب ہین آپکی سمجھ مین معنی آیت کے نہین آتے یا آپ دیدہ و دانستہ اوسکے برخلاف کرتے ہین کیونکہ
آپکے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہی کتاب اللہ کو تو آپ صاحبون نے بالکل بالای طاق رکھدیا ہی
اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کیسی
قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا آپ تو ضعیف حدیثون سے استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی
آیت پیش کرے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو کیا قرآن محض تلاوت ہی کیواسطے نازل ہوا ہی احکام کا استدلال
اوس سے صحیح نہین باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک متواتر چلی
آئی ہین اور احادیث مین یہ بات میسر نہین بلکہ اوسمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ بیان سے باہر ہی احادیث
ضعیفہ تو در کنار احادیث صحیحہ کو جنکے تمام راوی ثقہ ہین اونمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ جبتک کوئی بڑا ماہر
ہو ہرگز غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہین کر سکتا ایس حیف ہی کہ احادیث ضعیفہ تو ایک دوسرے کی
مؤید ہو جائین اور قرآن کی آیات کو تائید مین کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علمانے لکھا ہی مگر یہ حضرات
تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہین چنانچہ کتابین اونکی موجود ہین اور مشتی نمونہ از خروارے یہی معترض صاحب کی
کتاب کو ملاحظہ کر لیجیے کہ آیت کو حدیث کے مقابلہ مین نہین مانتے آیت مین تو ایسی تاویلین گڑھتے ہین جو کوئی
ابلہ بھی اوسکو پسند نہین کریگا اور احادیث کے الفاظ کو یون جانتے ہین کہ بلا واسطہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پونہچی ہین اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہین خدا جانے اونکے
امام پر وحی آئی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اونسے یہی غرض ہی یا اونھون نے کوئی خواب
دیکھا ہی جسکی وجہ سے اپنے خیال خام مین خوش ہین پھر آمین کے بارہ مین اکیس حدیثونپر بڑا ناز ہی اگر مطلق آمین
کی اکیس حدیثین مراد ہین تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ آمین کی فضیلت و اخفا اور جہر مین اس سے
زیادہ حدیثین آئی ہین اور اگر مراد یہ ہی کہ جہر آمین مین اکیس حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول سے
یہی دعوی معلوم ہوتا ہی تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہی چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کر گئے ہین
اونمین بجز ابوہریرہ رضی اور وائل بن حجر رضی کی حدیث کے کسی اور حدیث سے جہر ثابت نہین ہوتا اور علی رضی
کی حدیث تو برعکس اسکے ثابت ہوتی ہی چنانچہ کئی کتابون سے سند اوسکی لکھدی ہی اور بعض صحابہ

فعل سے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہی تو اکثر صحابہ رضہ سے اخفای آمین سمجھا جاتا ہی فقط ان دو تین حدیثونکو
کئی کتابونمین آنیسے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہی اور اسقدر حرص کو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثین
بھی اونمین شامل کر کے اکیس حدیثین کر دین پھر اوس پر ناز کرتے ہین حالانکہ اصل اور حقیقت اونکی دو تین
حدیثین ہین کہ اونمین بھی کلام ہی اسی وجہ سے ہمنے جواب ترکی بترکی دیا ہی کہ گیارہ حدیثین متعدد کتابونکی
جنمین صریح اخفای آمین مذکور ہی لکھدین اور دس حدیثین اخفای بسم اللہ کی کہ اسپر بھی معترض کا اعتراض
تھا بیان کر دین اسقدر بچونکے بہلانیکو کافی ہی کیونکہ معترض صاحب اوس چیز سے جو گنتی مین زیادہ ہو
بہت خوش ہوتے ہین جیسے اطفال خُردسال عمدہ غیر عمدہ کا مطلق خیال نہین کرتے جو چیز شمار مین زیادہ ہو
اوسکو لیکر خوش ہو جاتے ہین ~~ قبول ناقصان از شاہدی بجوہری باید + کہ جز طفلان خریدار نسی یابی
تیغ چوبین را + ان اکیس حدیثونپر فخر کرنے مین بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکپن کو کام فرمایا ہی اگر ہمکو
اختصار منظور نہوتا تو اونکے واسطے اس قسم کی سو حدیثین بلکہ زیادہ لکھدیتے اسکے بعد معترض صاحب نے
الزامی جواب دیا ہی کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین تو الحمد وغیرہ دعائین قرآن کی عشا
وغیرہ مین کیون پکار کر پڑھتے ہین جواب اسکا کئی طرح پر ہی اول تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہین جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہین دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو جو دعا معنوی ہی نماز مین بطور دعا نہین پڑھتے ہیں بلکہ آیت قرآن
سمجھکر پڑھتے ہین اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہین کرتی ہی اوس سے بھی نماز جائز رکھتے ہین حنفیہ کو فقط قرآن
پڑھنا مقصود ہی دعا وغیرہ سے نماز مین بحث نہین البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہین
اسی وجہ سے جہر نہین کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت سے دعا مانگتے ہین تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہین تیسرے
یہ کہ الحمد وغیرہ کا تینون نمازونمین جہر سے پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہی اور حنفیہ کے نزدیک
حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر ہو جاتی ہی البتہ حدیث احاد سے نہین ہوتی اور جہر الحمد مین تو اجماع
امت بھی موجود ہی لہذا الحمد وغیرہ کا جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
لغو اور مانند تار عنکبوت ہو گیا ~~ جواب اول ہی تمسے بن نہ آئی + تو آخر آپ تمنے منہ کی کھائی
اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول حنفیہ مین بحث کی ہی حالانکہ حنفیہ کے اس مسلک سے کہ آیت مفید یقین

ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن ہی قطعی کو چھوڑ کر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوسمین بہت سے احتمالات ہیں
تسلیم کر لینا نچاہیے یعنی اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اوسوقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے مطلق
خبر نہیں ہی ورنہ اعتراض نکرتے مگر اونکے شیوہ قدیم اور عادت ذمیمہ سے کچھ بعید بھی نہیں کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے
احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ کے اسو مسئلونکو بیدھڑک قلمبند کر دیا اور کچھ خدا کا خوف نکیا پھر مزید برآں اونکو
مخالف حدیث او قرآن بتلا دیا اور پھر ان مسائل کی وجہ سے جسقدر طعن اور تشنیع ائمہ مجتہدین پر کی ہی گویا انہی
خباثت تعصب مذہبی کی داد دی ہی ایسا شخص جو کچھ لکھے تھوڑا ہی اسی وجہ سے ہمکو تو اونکے ایمان پر شک معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اس طرح مبین ہین اونھون نے در پردہ صحابہؓ اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین سوء ادبی
کی ہی حال آنکہ اس مسئلہ کو آمین مین کچھ تعلق تھا خود بخود حنفیہ کیطرف سے ضعیف جواب گڑھکر اوسکا جواب
الجواب معترض صاحب دینے لگتے ہین پھر تعجب یہ ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہیں بجز نواب صاحب
امیر بھوپال کے رسالون کے کسی محقق کی کتاب ملاحظہ سامی سے ہنوز نہیں گذری مگر دخل در معقولات دینے کو آمادہ ہین
چنانچہ بحث اوسکی آگے آتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ بنجیم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین پکار کر اسلیے نہیں کہتے
کہ الخ **جواب** اسکا یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکار کر آمین بعض اوقات مین ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر
آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے فَأْتُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ورنہ صحابہؓ کا فعل ہرگز اخفا ہوتا
اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب مین ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی
بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت نہیں مگر آجکل ظاہر ہی کہ تعلیم کی
کوئی ضرورت نہیں ہی سبکو یہ احکام معلوم ہین پس جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی
وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالی کے ہی اور اوسمین جو غلو اور ترقی ہوگئی ہی یہ ہرگز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل ثابت نہیں ہوتا پس حنفیہ کو جہر کی حدیث گو اوسمین کلام ہی اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد
بقول حاکم ہی باینہمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر ہوا ہی تاکہ حکم اخفا
اور جہر کی حدیثون مین تطبیق ہو جاے اور فعل صحابہؓ بھی بجا ہی خود رہے پس جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے
ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کے کہ اپنے دعوی کو بعینہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہین مخالف ہوا جاتا ہی اسیلیے معترض صاحب بہت بگڑے
نظر آتے ہین خدا خیر کرے ۵ آج وہ شوخ غضب پہ ہی خدا خیر کرے ÷ غصے مین جامہ سے باہر ہی خدا خیر کرے ÷
قولہ پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا الخ **اقول**
عرفات اور مزدلفہ مین جمع کی حدیثین اس کثرت سے موجود ہین کہ آحاد سے گذر کر مشہور تک بلکہ فی المعنی متواتر ہین
اور اجماع صحابہ رض کا بھی موجود ہی پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہوجاتا ہی اور زیادتی اوسکی کتاب اللہ
پر کہ من وجہ نسخ ہی درست ہی کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اور جو دونون مین اگر مخالفت
ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آپکو حنفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہین یا خبر ہی مگر عوام الناس کو
اشتباہ مین ڈالنے کے واسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہین **قولہ** دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ الخ **اقول** اس آیت مین کہین نہین سمجھا جاتا کہ سوای ان
عورتونکے دوسری عورتین حرام نہین فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عورتین جو آیت مین مذکور
ہین قطعی حرام ہین اور دوسری عورتون سے آیت ساکت ہی جیسے حمار اہلی کا قرآن مین ذکر نہین اور حدیث
مین اوسکی حرمت وارد ہی پس حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتین قرآن مین مذکور ہین اونمین سے
اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث مین وارد ہوتی تو اوسوقت حنفیہ خبر آحاد سے کہ جبتک مشہور خبر ثابت
نہوتی قرآن کو ترک نکرتے اور پھوپی اور خالہ کا قرآن مین کہین پتا بھی نہین پس اس حدیث کو قرآن
کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہی جسمین فرق بین ہو معترض صاحب اوسکو بھی بیباکانہ لکھدیتے ہین تاکہ
عوام تصور کرین کہ مسائل حنفیہ بھی انکو خوب یاد ہین حال آنکہ معترض صاحب حدیث مطلق نہین سمجھتے
اور نہ تطبیق دینا جانتے ہین مگر محض حدیثونکی نقل کرنے مین عاجز نہین اور حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
اونکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہین اور ناحق مسائل فقیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہین ۵
کہ پسندد خرد خردہ بین ÷ مدعیست سست و دعوی حیست چابک ÷ تو بروی دسینی تصدیق او ÷ وان پی تغلیط
قائی الوفاق ÷ **قولہ** تیسرا مسئلہ آیت اُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ الخ **اقول** اس آیت سے ہمع
نہین معلوم ہوتا کہ سوای ان دو قسم کے اور حلال ہین ایک شی کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

نہی کی کیونکہ جلت اوس قول سے ہوسکتی ہی دوسری شی کے حکم سے وہ قول ساکت ہوتا ہی جبتک
دوسرا حکم اوس دوسری شی کے واسطے نہو اول حکم اسکے واسطے کافی نہوگا جسمین وہ حکم وارد ہی اور
رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کردی ہی
اونکو تسلیم کرلینا عین ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن مین جابجا موجود
ہی بیکار ہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہوجاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہی
اوسوقت موافق آیت کے اطاعت واجب ہی اور اگر ہمکو اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
ہونیمین یقین نہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اوسوقت ہم اوسکو اس حیثیت سے ترک نہین کرتے
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم تیقن ارشاد ہونیکے آیت پر ترجیح نہین دیتے
ورنہ جس شخص نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سنا کہ وہ اپنے
معنی مین قطعی الدلالت ہی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا واجب ہی گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ اوسوقت
اوسے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسیوجہ سے
اونمین تفصیل کیجاتی ہی کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانہ مین چلے آئے ہون
کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اوسکو
ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث اسقدر پھیلی کہ اونصحابہ رض اور تابعین وغیرہ اوسکو برابر روایت کرتے
چلے آئے کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہوجاتی ہی
اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک دو راوی ہون یہ قسم موجب ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن
ہوگی تو آیت اوسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہی کیا جائیگا اور حدیث ظنی مین
تاویل معقول کردیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے بہت سے واسطونکے ترک کیجائیگی کیونکہ بلاواسطہ علم
مین اور علم بوسائط مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف قرآن وہ حدیث نہوگی تو اوسیکو وہ ظنی ہی عمل کرنا
واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلاواسطہ علم اور بواسطہ تواتر موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص
کسی بات کو بیان کرین تو اونکے بیان مین ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس الحدیث

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بسر و چشم ہے اگر ثابت ہو جاوے اور یہی وجہ ہے احادیث میں بہت فرق ہو گیا ہے
لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہو یہ سمجھنا سہل ہے کہ راوی سے کوئی غلطی سہواً ہو گئی ہو گی مگر
خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرت ظاہریہ ہی کا کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خبر آحاد
مخالف قرآن کی نسبت کرنی انھیں حضرات کا شیوہ ہے جنھوں نے احادیث میں اس درجہ کا غلو کیا ہے کہ ان کے
مقابلہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہیں
حالانکہ خدا کا کذب محال ہے اور راوی کا محال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول اِنِّی سَقِیْمٌ
آیا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ تحقیق میں بیمار ہوں اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے
ہیں ایک تو اونمیں یہی صورت ہے کہ آپکو بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث ہونے کے اسکا
انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے مجکو یہ امر سہل معلوم ہوتا ہے کہ راوی
کی طرف نسبت کروں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں قَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ الْقَوْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ كِذْبَةٌ
وَرَوَوْا فِيْهِ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا كَذَبَ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ
قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُقْبَلَ لِاَنَّ نِسْبَةَ الْكِذْبِ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ لَا تَجُوْزُ فَقَالَ
ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَكَيْفَ يُحْكَمُ بِكِذْبِ الرُّوَاةِ الْعُدُوْلِ فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ نِسْبَةِ
الْكِذْبِ اِلَى الرَّاوِيْ وَبَيْنَ نِسْبَتِهٖ اِلَى الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ الْمَعْلُوْمُ بِالضَّرُوْرَةِ اَنَّ نِسْبَتَهٗ
الْكِذْبِ اِلَى الرَّاوِيْ اَوْلٰى یعنی بعضوں نے کہا کہ یہ کہنا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہے اور بیان کی اونھوں نے اندر
ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا آپ نے نہیں جھوٹ کہا ابراہیم ع نے مگر تین بار میں نے اوس سے کہا یہ
حدیث قبول کرنیکے لائق نہیں اسلیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں پس کہا
اوس شخص نے کیونکر حکم کیا جاوے ساتھ جھوٹ بولنے ثقہ راویوں کے میں نے کہا جبکہ درمیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
راوی کے اور درمیان نسبت کرنی جھوٹ کی طرف ابراہیم خلیل اللہ کے تعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جاویگا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی کے بہتر ہے انتہی **حاصل** یہ ہے کہ حدیث میں سوای ان دو قسموں کے
(جو قرآن شریف میں مذکور ہیں) آنے سے مخالف قرآن نہیں ہو سکتی یہ حکم اوپر اور وہ لوہی سکیوں

احکام احادیث مین مذکور ہین اور قرآن مین نہین کیا اونمین مخالفت ہی جو حدیث مشہور یا متواتر کی ضرورت
پڑی ایسے مسائل کو قطعی اور ظنی کی بحث مین لکھنا نشانہ مضحکہ عام و خاص کا بننا ہی معترض صاحب کو مطلق
خیال نہین ہی اشیا ایسی کو مثل حاطب اللیل کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ اوسپر یہ ہی کہ ندامت تو درکنار اونکو
فخریہ لوگونکے سامنے پیش کرتے ہین خیر خدا تعالی اونکو اس تلبیس سے بچاوے اور ان افعال اور اقوال سے
توبہ نصیب فرماوے آمین **قولہ** چوتیسواں مسئلہ فرمایا اللہ تعالی نے یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ
مِن یَومِ الجُمُعَۃِ الخ **اقول** آیت مطلق نہین بلکہ مقید ہی اور مقید ظنی ہوتی ہی پس ظنیات سے
اوسکو خاص کر لینا جائز ہوا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَا شَکَّ اَنَّ اِطلَاقَ قَولِہٖ تَعَالٰی فَاسعَوا
مُقَیَّدٌ بِخُصُوصِ مَکَانٍ وَمَخصُوصٌ مِنہُ کَثِیرٌ کَالعَبِیدِ وَالمُسَافِرِینَ فَجَازَ تَخصِیصُہٗ بَعدُ بِظَنِّیٍّ
آخَرَ فَیُخَصُّ بِمَن اَمَرَہُ السُّلطَانُ اَیضًا یعنی نہین شک کہ اسمین کہ مطلق ہونا آیت فاسعوا الخ کا ساتھ
خاص مکان کے مقید ہی اور بہت اشیا اوس سے خاص کی گئی ہین مثل غلامون اور مسافرون کے پس جائز ہوا
خاص کرنا اوسکا ساتھ ظنی دوسری کے پس خاص کیا جائیگا وہ اوس شخص سے بھی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی
اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ قَولَہٗ تَعَالٰی فَاسعَوا اِلٰی ذِکرِ اللّٰہِ لَیسَ عَلٰی اِطلَاقِہٖ
اِتِّفَاقًا بَینَ الاَئِمَّۃِ اِذ لَا یَجُوزُ اِقَامَتُہَا فِی البَرَارِی اِجمَاعًا یعنی تحقیق فرمانا اللہ تعالی کا کہ چلو
طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہی بوجہ اتفاق سب امامون کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنگلون مین بالاجماع جائز
نہین انتہی پس جب آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر موجب حدیث
جمعہ واجب نہوگا کیونکہ آیت مین بعضی چیزونکے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہو گیا کہ
شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص ہون پس اوسوقت ظنی حدیث بھی کافی ہو جائیگی اور آیت مین دوسری
تخصیص پیدا کر دیگی البتہ جو آیت مطلق ہی اوسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس اس مقید آیت کو
اس بحث مین پیش کرنا اور حنفیہ کے مذہب کو خلاف اصول مقررہ کے واسطے مغالطہ دہی عوام کے بیان کرنا غایت درجہ
کی فریب دہی ہی **ف** وای بر فرقہ کہ ہمت شان ٭ جملہ گیا دی بود نما باشد ٭ حنفیہ نے موافق قرآن اور
حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی مذہب مین ایسے کلیے نہین حتی کہ منطق کے کلیے تو سچے ہین

مگر حنفیہ کے قواعد و کلیات برابر نقض سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ اپنے
لاعلمی سے جو چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کیے
ہین چہ جای مقلدین و ائمہ مجتہدین ﴿مَا أَنْجَاهُ اللَّهُ وَالرَّسُولُ مَعَاً مِنْ لِسَانِ الْوَرَى فَكَيْفَ أَنَا﴾
اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ سعی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ سعی سے
نابینا معذور ہی مگر باینہمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہو جائینگے تو پھر ظہر کی نماز اونسے ساقط
ہو جائیگی اور لڑکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصونکے لیے وارد ہی کہ اونسے قلم تکلیف کا
اوٹھالیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ و شروط جمعہ کے موافق اور احادیث
کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالی نے تم پر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام
مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک پس جو شخص اوسکو
ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد میرے اور حال یہ ہی کہ واسطے اوسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے
اوسکے کے اور انکار اوسکے کے پس جمع کرے پریشانی اوسکی اور نہ برکت دیوے اللہ اوسکے کام مین خبردار ہو نہ
نماز اوسکی اور نہ زکوۃ اوسکی اور نہ حج اوسکا اور نہ روزہ اوسکا انتہی مختصراً اور کہا شیخ الاسلام عمدۃ
المحدثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے بمقدار قوت
آگئی ہی پس حجت ہونے سے منع نہین کرتی اتفاق اس حدیث سے شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ کے ثابت ہوا کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک کرنے جمعہ پر وعید فرمائی پس معلوم ہوا
کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی پھر حنفیہ نے تو ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم
نہونے کے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام جمع ہو کر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث شریف
سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم کے ہین کیونکہ صفت اوسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت
حکام مین ہوتی ہی مسجد کے امام کو واسطے کہنا بھی محل ہی مگر احتیاطاً متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
اوڑا دیا ہی مگر اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی جو امام صاحب کی غرض ہی اور حسن بصری رح سے بھی منقول ہی

کہ جا چیزین بادشاہ کی تفویض مین ہین کہ اونمین سے جمعہ اور عیدین بھی ہے پھر اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرما دی باوجودیکہ کسی حدیث مین اوسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ
کیواسطے معلوم ہوتی ہے تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا اگر تمہین کہو تو کہو اسمین کسکی رای صواب ہے
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگئی ہے پس خلاف قاعدۂ اصول
اور خلاف قرآن بھی نہوا البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رض کی امامت بروقت
محصور ہونے عثمان رض کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اونھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث
کے) محمول بر اذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہے پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید
ہے اور اگر اوسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز ہے چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے
جس سے لوگ راضی ہوجائین جائز ہے باقی رہی شرط شہر ہونے کی اوسکے واسطے بھی حدیث موجود ہے مصنف ابن
ابی شیبہ مین علی رض سے روایت ہے کہ فرمایا اونھون نے لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ وَلَا صَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰی
اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے
شہر مین انتہی اور فتح القدیر مین ہے وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَكَفٰى بِعَلِيٍّ رض قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اس حدیث کو
ابن حزم ظاہری نے اور کفایت کرتا ہے اتباع علی رض کا انتہی اور مسند عبد الرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہے
اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی حدیث حکما مرفوع ہوتی ہے کیونکہ یہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہے پس اگر دوسرے
صحابی کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رض کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حال آنکہ ابتک کوئی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہین ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رض سے یہ امر منقول نہین کہ جب اونھون نے شہرونکو فتح کیا ہو
تو منبر اور جمعہ کا گانؤنمین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرونمین جمعہ کیواسطے حکم دیتے اور منبر رکھوا دیتے اور اگر دیہات گانؤن
مین بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو آحاد ہی سہی ضرور مروی ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہے
امام صاحب سے اسمین مختلف روایتین ہین ایک یہ ہے کہ مصر جامع وہ جگہ ہے جہان حوائج ضروری متعلق عیال و
اطفال کو مہیا ہون اور دوسری یہ ہے کہ جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اور

۱۲ مصنف ابن ابی شیبہ

۱۲ فتح القدیر باب صلوٰۃ الجمعہ

یعنی مصر جامع کے امام ابو یوسف رح سے بھی منقول ہین اور تیسری یہ ہی کہ مصر جامع وہ ہی جہان کوچہ و بازار
ہون متعلق اوسکے گانون ہون کہ آدمی بروقت حوادث اوسمین جمع ہو جائین اور سفیان ثوری رح کے نزدیک
مصر جامع وہ ہی کہ آدمی جسکو شہر جانتے ہون اور امام کرخی رح اور علامہ زمخشری رح کے نزدیک جسمین حدود اور
احکام جاری ہون اور ابو عبد اللہ بلخی کے نزدیک مصر جامع وہ ہی جسکی بڑی سی بڑی مسجد مین آدمی
اوسکے نہ آسکین **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ نے یہ شرط مخالف حدیث نہین لگائی بلکہ جب تمام
صحابہ مصر ہی مین جمعہ کا حکم دیتے تھے اور علی رض سے بھی شرط مصر کی منقول ہی اور ابن حزم جنکو تمام فرقہ
ظاہریہ اپنا پیشوا سمجھتے ہین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہین تو پھر امام صاحب نے اس شرط کے لگانے مین
مخالفت قرآن اور حدیث کی نکی بلکہ عین موافقت ہو گئی البتہ گانؤن مین جمعہ ہونے کی کوئی حجت نہین
پائی جاتی ورنہ صحابہ رض سے ضرور منقول ہوتا اور حوالی کا گانون ہونا ثابت نہین کیونکہ شہر کے لیے قریہ بھی بولتے
ہین اور لغت مین بھی اوسکے قلعہ کے معنی مین لکھا ہی اور قاعدہ پر مصر جامع کی تعریف صادق آتی ہی
چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ ہشتاد و ششم کے جواب مین بیان ہو گئی ہی غرضکہ امام صاحب تو بموافق
حدیث اور قرآن کے کہتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ باانہمہ دعوی عمل بالحدیث سراسر خلاف حدیث اور قرآن
کرتے ہین انکے گریبان مین تو منہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرون پر طعن کرتے ہین ع اپنی فضیحتی انھین کچھ
نہین نظر آتی اندھے ہین خود پر اورونکو جانتے ہین بے بصر **قولہ** پانچوان مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الخ **اقول** جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آیت خاص محدثین کے
حق مین وارد ہی متوضی اسمین داخل نہین اور تقدیر اسکی یون ہی اذا قمتم الی الصلوۃ وانتم محدثین
یعنی جسوقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو سے نہو پس وضو کرو چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہی وتقدیر الآیۃ
وانتم محدثون مشہور عند البعض وقیل معناہ اذا قمتم من النوم لانہ دلیل
الحدث علی ما روی عن ابن عباس رض کما انہ فی المدارک یعنی تقدیر آیت کی وانتم محدثون
مشہور ہی نزدیک بعض کے اور بعضون نے کہا معنی اوسکے جسوقت اوٹھو تم خواب سے کیونکہ سونا دلیل حدث کی
چنانچہ یہی روایت ابن عباس رض سے کی گئی ہی جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر مدارک مین موجود ہی انتہی

حاصل کلام ہی کہ ابن عباسؓ جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہین اسکی تقدیر مِنَ
النَّوْمِ متعلق قُمْتُمْ محذوف مانتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمین ضرور ہی مطلق نہین اور
تفسیر کشاف مین لکھا ہی قُلْتُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ فَيَكُوْنُ الْخِطَابُ لِلْمُحْدِثِيْنَ خَاصَّةً
وَاَنْ يَّكُوْنَ لِلنَّدْبِ فَاِنْ قُلْتَ هَلْ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاَمْرُ شَامِلًا لِلْمُحْدِثِيْنَ وَغَيْرِهِمْ
لِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ الْاِيْجَابِ وَلِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا یعنی ہین جوابیہ کہ احتمال
ہی کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگونکے اور یہ بھی احتمال ہی کہ امر واسطے
استحباب کے ہو پس اگر کہے تو کیا جائز ہی کہ امر باوضو اور بے وضو دونو نکو شامل ہو اونکو بطور ایجاب کے اور انکو بطور
استحباب کے مین کہونگا نہین جائز ہی انتہی حاصل یہ کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہی تو بالاتفاق
بے وضو لوگ مراد ہین اور اگر امر ندبی ہی تو اوسوقت باوضو لوگ ہی ہونگے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت
ہوگی باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمین زیادہ ہی اور دوسمین تحصیل حاصل ہی گو مستحب ہی اور تفسیر فتح البیان
مین لکھا ہی وَالتَّقْدِيْرُ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ وَهٰذَا اَحَدُ اخْتِصَارَاتِ الْقُرْاٰنِ
وَهُوَ كَثِيْرٌ جِدًّا یعنی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حال یہ ہی کہ تم بے وضو ہو اور
یہ تقدیر منجملہ اور اختصارات قرآن کے ہی اور یہ بکثرت ہی انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی معترض صاحب بہت
سند لائے ہین معلوم ہوا کہ یہان یہ لفظ مقدر ہی اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہی اور قرینہ اسپر اسی آیت سے
آگے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا کا موجود ہی یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کر لو اور اگر جنابت سے ہو تو غسل کر لو
پس یہ آیت عام نہولی بلکہ خاص وہ نہین کے حق مین وارد ہولی جو طہارت سے نہون اور یہ مقدر الفاظ تم
مذکور کرتے ہین اسی سے اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض مغالطہ ہی پھر کثرت سے احادیث بھی اسکی مؤید
موجود ہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی وَدَلِيْلُ الْجُمْهُوْرِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ
مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ وَحَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَحَدِيْثُ سُوَيْدِ
ابْنِ النُّعْمَانِ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ

تفسیر کشاف جلد اول
فتح البیان جلد اول صفحہ
شرح مسلم جلد اول صفحہ

ثم اکل سویقا ثم صلی المغرب ولم یتوضأ وفی معناہ احادیث کثیرۃ کحدیث الجمع بین
الصلاتین بعرفۃ والمزدلفۃ وسائر الاسفار والجمع بین الصلوات الفائتات یوم الخندق
وغیر ذلک یعنی دلیل جمہور کی احادیث صحیحہ ہین کہ اونسے ایک تو یہی حدیث مسلم کی اور دوسری حدیث
انس رض کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ہم لوگونکو ایک ہی
وضو جبتک حدث نکرتے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن نعمان کی کہ صحیح بخاری مین آئی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہین کیا
اور اسی معنی کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام
سفرونمین اور حدیث جمع قضا نمازونکی دن خندق کے اور سوا اسکے موجود ہین انتہی اسیطرح کی حدیثین
ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داؤد ظاہری جو فرقہ ظاہریہ کے
مقتدا اور پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین رکھتے کہ ایک وضو کی نمازونکو کافی ہوجاے بلکہ ہر نماز کے واسطے تازہ
وضو واجب جانتے ہین پس فرقہ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے
اور کہتے کہ یہ مسئلہ اونکا صحیح احادیث اور اجماع صحابہ رض اور تابعین کے برخلاف ہی امام صاحب کا کچھ قصور نہین
بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہی ورنہ کوئی مخالفت حدیث سے پاکدامن نہین اگر ایک حدیث کے موافق ہی تو دوسری کے
مخالف ہم تو اسمین کسیکا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے اور نہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جہنم نعوذ باللہ
جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کا سا عقیدہ بھی ہوتا تو پھر ہم تو ایسی قلعی اوس طرف کی
کھولدیتے کہ یا یدو شاید اسلیے فقط ہم اشارہ پر اکتفا کرجاتے ہین اگر معترض صاحب زیادہ چون وچرا کرینگے
تو پھر اونکو مشکل پڑجائیگی اور انشاء اللہ جس وادی مین وہ چلینگے ہم اونکا پیچھا نچھوڑینگے اور جواب باصواب سے
منہ نہ موڑینگے ؎ میدان ہی کاغذ تو قلم اپنا ہی چوگان + ہان مرد جو ہو آئے مقابل مین ہمارے یان
اگر اونکو ان مسائل مین شبہہ ہوتا تو مناسب تھا کہ الفاظ مہذبانہ لکھکر رفع اشتباہ کرلیتے خلاصہ
یہ ہی کہ داؤد ظاہری باوجود کثرت احادیث اس آیت کو باوجود خاص ہونیکے عام لیتے ہین اور منسوخ ہونا
قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر کبیر مین اونکا مذہب مع جواب مفصل موجود ہی مگر تعجب یہ ہی

بہ حصر نص عام کر لینا حال آنکہ کوئی قرینہ اوسپر موجود نہین بلکہ خصوصیت کا قرینہ خود عبارت مین موجود ہی پھر
احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم کو اونھون نے اسکے مقابلہ مین ایک ذرا تامل بس معلوم ہوا کہ ظاہریہ کا عقیدہ یہ ہی
کہ جیسا قرآن کو داؤد ظاہری سمجھے تھے ویسا پیغمبر بھی نہین سمجھے ورنہ ایک وضو سے کئی نمازین نہ پڑھتے
کیا یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سمجھے تھے بلکہ ظاہر ہوگا کہ امام برادری ہی بالدیدہ و دانستہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکا خلاف کیا ہی مسلمان کی تو یہ شان نہین کہ انمین سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیجا تجویز کرے
لیکن یہ حوصلہ امام داؤد کے مقلدون کا ہی اور کسیکا نہین حال آنکہ خدای تعالی فرماتا ہی مَن یُطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اوسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی تمہارے واسطے رسول اللہ مین نیک پیروی موجود ہی
انتہی اور تیسری آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہدے ای پیغمبر اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا
قول ظاہریہ کے حقمین بہت ٹھیک صادق آتا ہی کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح یا تمام عیوب اور
جرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین قرآن کی آیت پر چلتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قرآن سے اخذ نکرین بلکہ دونو کو
باہم موافق کرین جیسے حنفیہ کرتے ہین لیکن چونکہ یہ بات ظاہریہ صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتے ہین اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑمین شکار کھیلتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور قطعی
کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی پس وضو کی آیت اونکے نزدیک عام اور قطعی ہی اور احادیث
ظنی ہین اسلیے اونکے امام داؤد ظاہری نے آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثین بخاری اور مسلم کی آیت کے
مقابلہ مین ترک کر دین پس ظاہریونکو اول اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے کہ اونکے امام کیا کہتے ہین
اوسکے بعد دوسرون پر اعتراض کرین لیکن انصاف کہنا چاہیے کہ یہان فرقہ ظاہریہ کا حدیث سے عمل کہان
چلا گیا اور اس قاعدہ کو کہ حدیث کے مقابلہ مین قرآن کی آیت نہین پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا پھر
ان تمام تقریرات سے مراد واقعی واضح ہوگیا کہ آیت اُدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ظاہر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہریہ ضعیف حدیثونسے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
ہین اور آیت اور حدیث مین تناقض پیدا کرتے ہین خود تو دعوی کرتے ہین کہ آیت اور حدیث کو
مطابق کرنا چاہیے مگر خود کاربند اوسکے نہین ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ آیت مین صریح لفظ خُفیہ موجود
ہی اور آمین کا دعا ہونا لغات اور کلام عرب پر موقوف ہی کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو
(اس لفظ کے دعا کے معنی ہین یا نہین) موضوع نہین بلکہ وہ واسطے تعلیم احکام کے وارد ہی قرآن اور
حدیث کچھ لغت نہین کہ معترض صاحب اوسمین آمین کے معنی تلاش کرین آمین کے معنی لغت مین دیکھے
ہوتے کہ دعا کے ہین یا نہین تمام لغت کی کتابو مین آمین کے معنی دعا اور اسم باری تعالی کے موجود
ہین اسلیے عطا تابعی نے بیان کردیا کہ یہان آمین کے معنی دعا کے ہین فقط ایک معنی کے حصر کرنے مین اونکی رای
ہی اسکو کوئی اگر تسلیم نکرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی لئے ہین تو کچھ مضایقہ نہین مگر نفس ان معنونکا انکار
کرنا اور حدیث اور قرآن مین سے اوسکی سند طلب کرنی ع چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا + کے قبیل سے
ہوگا جیسے قرآن مین تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ آیا ہی اور اسیطرح جناب باری نے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ
کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ فرمایا ہی جسکے معنی ہین کہ قرآن مین رطب و یابس ہر شی کا بیان ہی اور مراد اوس سے احکام اجمالی
اور تفصیلی ہین یہ معنی نہین کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہین پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جاوینگے
تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کرتی ہی اور اگر نام خدا کے معنی خدا کے نامون سے مراد ہی تو دوسری آیت وَاذْکُرْ رَّبَّکَ
فِیْ نَفْسِکَ سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نلیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہی تو
استحبابی لینا ضرور ہی ورنہ آیت بیکار ہوجائیگی اور اس صورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفاے آمین
مین موجود ہی تو اس صورت مین آیت اور حدیث مین زیادہ موافقت ہوگی اور نہ آیت مین اخفا کے
معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہؓ کو بھی ترک کردینا لازم آئیگا ہماری راے مین حدیث
اور قرآن مین پوری پوری تطبیق جبھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالۃ ہونے کے ماول نہو اور جہر کی حدیث
بعض اوقات پر محمول کیجاے ورنہ جہر آمین لینے مین آیت اور حدیث اور افعال صحابہؓ کی کوئی وجہ معلوم
نہین ہوتی بجز اسکے کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاوین جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑگئی ہی کہ آیت

اور حدیث کو تخیلات لا طائل اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اونکے ذہن مین شاید یہ امر گذرتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اونھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہر ہین کسی لغت مین اونھون نے دیکھ لیے ہین پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہے کہ خدا نے اخفای دعا کا کیون حکم دیا اسیطرح پیغمبر اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض ہے کہ اونھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ منہا پس ایسی لوگون کے واسطے یہ آیت وارد ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا یعنی نہین ہو پہنچتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اوسکا کسی امر کا حکم کرے کہ پھر اونکو کچھ اختیار رہے اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکے کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہو گیا انتہی پس ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے حکم اخفا کا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی سے بھی یہی منقول ہے باوجود اسکے ظاہر یہ اپنی رای کے مقابلہ مین نہین سنتے ہین تو بموجب اس آیت کے عاصی ٹہیرے خدا کی بھی نافرمانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی اسی آیت سے نسبت کرتے ہین باوجودیکہ اسمین لفظ خُفْيَةً موجود ہے اور جہر اسمی آیت سے پیغمبر نے سمجھا تو اوسکے معنی کی نسبت انھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی خدا سے بھی خوف نکیا کہ اسمین تو موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہے فقط ہر قسم کے راویونکی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ایسے معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے سے یہ قول امام فخر الدین رازی کا صادق آتا ہے کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی آسان ہے اور پیغمبر کی طرف خلاف شان اونکے نسبت کرنی بہت بعید ہے اور آمین مین تو صریح آیت موجود ہے فقط ضعیف یا راویونکی روایت سے آیت کو درہم برہم کر دینا بیجا ہے حالانکہ ہمتو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار سے یہ تطبیق بدرجہا بہتر ہے اور دوسری آیت اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی کیا اونکے لیے شریک ہین کہ اونکے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہے جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا اونمین بیشک ظلم کرنے والونپر عذاب دردناک ہے انتہی یہ آیت صریح دلیل ہے اسپر جو لوگ خلاف حکم خدا کے

ہے ہین کہ اللہ نے اس شی کا حکم نہین دیا بلکہ اونہون نے بزاوے اونکو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہے وہ لوگ مسلمان
نہین مشرک ہین اور ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا نے فیصلہ دن قیامت کے مقرر نکیا ہوتا تو ابھی ان
لوگونکا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک اونپر آجاتا مگر قیامت کو ہوگا مگر داؤد ظاہری اور مولوے
نذیر حسین صاحب نے تو اپنی کی نسبت ایسا نہین کہا جیسا کہ حشرات الارض انکے اتباع کرنے والونے امر دین
میں انکو موجب ثواب سمجھا ہے ایسے لوگونکو کب خبر تو یہ نصیب ہونی بھی مشکل ہے مانو بے طعن کرنا ان کا ہمیشہ کا
دنیا یا دین مین انشاء اللہ آپکا عزو جلجہ ہے گے غرض کہ دلیل حنفیہ ہر طور سے قوی معلوم ہوتی ہے چنانچہ تبیین الحقائق
میں لکھا ہے وَلَنَا حَدِيثُ وَائِلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ آمِينَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ
وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُخْفِي الْإِمَامُ أَرْبَعًا التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَآمِينَ
وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَيُرْوَى مِثْلُ قَوْلِهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ بَعْضُهُمْ يَقُولُ أَرْبَعٌ
يُخْفِيهِنَّ الْإِمَامُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ خَمْسَةٌ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ ثَلٰثَةٌ وَكُلُّهُمْ يَعُدُّونَ
آمِينَ مِنْهَا وَلِأَنَّهُ دُعَاءٌ فَيَكُونُ مَبْنَاهُ عَلَى الْإِخْفَاءِ یعنی ہماری حجت حدیث وائل
حجری کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اوسکو روایت کیا اسکو امام احمدؒ اور
ابو داؤد اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزونکو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمرؓ کے صحابہؓ کی ایک جماعت سے روایت ہے بعضے کہتے ہین کہ چار چیز کو
امام اخفا کرے اور بعضے کہتے ہین پانچ چیزونکو مخفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور کل اونکی آمین کو
اونمین شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہے پس بنا اوسکی اخفا پر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفا کی حدیث
کو صحیح الاسناد کہا ہے پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہے اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق
ہوا پس جہر کی کوئی حدیث باقی نرہی مگر واسطے تعلیم کے احیاناً صادر ہوا ہو لہذا جسنے حنفیون پر
اعتراض کیا اوسنے سوائے اپنے امام کے (کہ شاید داؤد ظاہری یا اور کسی یہان سمجھا ہے) سبکا خلاف کیا خدا کے
مخالف تو صاف صاف وہ شخص ہو گیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہے پس اعتراض کسی پر ہوا تھا جا بجا
کسی پر ۔ زفروعت محکم آمدنی اصول ❖ بایدت شرم از خدائے و از رسول ❖

قال ور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابونکے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی کی ہے اور اونکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے اونسے کی ہے اور سبکے سب امام اعظم کے استاذ علم کے چار ہزار آدمی ہین اسبات کو شیخ عبد الحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ عبد الحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدونکے کوئی نہین مانتا اور اپنی بنائی ہوئی دل سے تراشی ہوئی باتونکو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** معترض صاحب سے جب کوئی جواب نبنا تو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتین کہدیا اگر اسیکا نام جواب ہے تو ہمکو ایسا جواب بہت آسان ہے جو بات کسیکے مخالف ہوئی جھٹ اوسکو تراشیدہ قرار دیکر جھوٹ کہدیے یہ جواب بھی قابل وجد ہے آجتک کسیکو نہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہے مگر ان باتونسے کیا ہوتا ہے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُنْکِرُوْنَ ط ؎ خس بخسانہ میرود بر روی آب ✽ آب صافی میرود بی اضطراب ✽ اس جواب مین معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہے اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہین بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی رؤیت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہین ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح الشرح مین لکھتے ہین قَالَ الْعِرَاقِیُّ وَعَلَیْہِ عَمَلُ الْاَکْثَرِیْنَ وَقَدْ اَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّحَابِیِّ وَالتَّابِعِیِّ بِقَوْلِہٖ طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَمَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ فَاکْتَفٰی بِمُجَرَّدِ الرُّؤْیَۃِ قُلْتُ وَبِہٖ یَنْدَرِجُ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فِیْ سِلْکِ التَّابِعِیْنَ فَاِنَّہٗ قَدْ رَاٰی اَنَسًا وَغَیْرَہٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ عَلٰی مَا ذَکَرَہُ الشَّیْخُ الْجَزَرِیُّ فِیْ اَسْمَاءِ رِجَالِ الْقُرَّاءِ وَالتُّوْرِبِشْتِیُّ فِیْ تُحْفَۃِ الْمُسْتَرْشِدِ وَصَاحِبُ کَشْفِ الْکَشَّافِ فِیْ سُوْرَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَصَاحِبُ مِرْاٰۃِ الْجِنَانِ وَغَیْرُہُمْ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِیْنَ فَمَنْ نَفٰی اَنَّہٗ تَابِعِیٌّ فَاِنَّمَا مِنَ التَّتَبُّعِ الْقَاصِرِ اَوِ التَّعَصُّبِ الْفَاتِرِ انتہی یعنی کہا عراقی نے کہ یہ (یعنی ابن حجر رحمہ اللہ نے جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہے)

عمل اکثر ونکا ہی اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے مجکو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے اوسکو جسنے مجکو دیکھا ہی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی مین کہتا ہون کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلۂ تابعین
مین داخل ہین اسلیے کہ اونھون نے انس رض اور سوا اونکے اور صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسمای رجال قرآء مین اور توربشتی نے تحفۃ المسترشدین مین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور
صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے علمای معتبر سے پس جس شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی نفی کی یا بوجہ
قصور تلاش کے یا بوجہ تعصب شاید کے ہی انتہی اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہی اَبُو حَنِيفَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ
اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَاِنَّمَا رَاٰى اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِعَيْنِهٖ یعنی امام صاحب نے نہین سماعت کی کسی صحابی رض سے
بلکہ انس رض کو دیکھا ہی انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
امام صاحب کی روایت اور تابعیت سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رح نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے
کہ کوفہ مین ولادت اونکی سن اسی ہجری مین ہوئی ہی اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اونکی بعد
اس سن کے ہی اور اوسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اونکی سن نوے مین یا بعد اسکے ہی اور ابن سعد نے
ایسی سند سے جسمین کوئی حرج نہین روایت کی ہی کہ امام صاحب نے انس رض کو دیکھا ہی اور سوا ان کے اور
صحابہ چند شہرون مین زندہ تھے انتہی مختصراً اور اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ ان علمای ثقہ دارقطنی اور ابن سعد اور
خطیب اور ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی
اور جزری اور توربشتی اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کر دی
ہی اور جنھون نے انکار کیا ہی انمین سے اونکا صحابہ سے روایت کرنیکا انکار ہی اور دوسری جماعت محدثین اور مورخین
نے بھی اسکی تصریح کی ہی اور ہمنے عبارتین اونکی بوجہ طول کلام کے ترک کر دین اور جو کچھ کہ ہمنے نقل کیا ہی بعد دیکھنے
ان کتابونکے نقل کیا ہی بجرد اعتماد نقل دوسرے کے نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکورہ کو دیکھیگا ہماری نقل کی
تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہمارے کے اسی طرف مائل ہین پس وہ بیشمار ہین اور جسنے مورخین مین سے امام صاحب
کی تابعیت کا انکار کیا ہی وہ شخص اعتماد اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مثل کو

نہیں ہوپہنچتا پس اونکے قول کا اعتبار نہیں ہے کہ وہ انکے قول کا معارض ہوجاے اور نیز یہ بھی شیخ الاسلام کے مخلوق کے نزدیک نقل اونکی معتبر ہے اگر اکیلے امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کر دیتے تو بیشک اونکا قول نفی کرنیوالونکے قول کی رد میں کافی تھا پھر بتلا نیے جبکہ موافق اونکے امام الحفاظ ابن حجر اور دیگر ثقات کے ولی عراقی اور خاتم الحفاظ سیوطیؒ اور معتمد مورخین کے یافعی وغیرہم ہوگئے ہوں اور سبقت کی ہو طرف اسکے خطیب اور دارقطنی نے اور تو جانتا ہی خطیب اور دارقطنی کون ہیں بڑے امام اور معتمد اور مستند ہیں اور سوا انکے پس اب سنکر اسکے واسطے کوئی امر باقی نہیں سواے اسکے کہ ان ثقات کی تکذیب کریں گو کہ یہ امر اوس سے واقع ہو تو اوسکے ساتھہ کلام نہیں یا اقوال ادنی کو اعلی پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو ترجیح مرجوح لازم آجائیگی اور امید علماے منصف سے بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہے کہ اونکا انکار باقی نرہیگا انتہی اور ثبوت روایت امام صاحب کا صحابہ سے یہ ہے کہ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری شافعی نے ایک رسالہ بیچ بارہ روایت امام صاحب لکھتے ہیں قال

الْإِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ لَقِيْتُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُنَيْسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ وَوَاثِلَةُ بْنُ الْاَسْقَعِ وَعَائِشَةُ بِنْتُ عَجْرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ثُمَّ رَوٰى عَنْ اَنَسٍ ثَلٰثَةَ اَحَادِيْثَ وَعَنِ ابْنِ جُزْءٍ حَدِيْثًا وَعَنْ وَاثِلَةَ حَدِيْثَيْنِ وَعَنْ جَابِرٍ حَدِيْثًا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ حَدِيْثًا وَعَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ حَدِيْثًا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا میں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ انس ابن مالک اور عبداللہ بن انیس اور عبداللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبداللہ اور معقل بن یسار اور واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہیں پھر روایت کی امام ابو حنیفہ رحمہ نے تین حدیثیں انس رض سے اور ایک حدیث ابن جزء سے اور دو حدیثیں واثلہ رض سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور ایک عبداللہ بن انیس رض سے اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرد رض سے انتہی اور طبقات حنفیہ میں ملا علی قاری لکھتے ہیں فَقَدْ ثَبَتَ رُؤْيَتُهُ لِبَعْضِ الصَّحَابَةِ وَاخْتُلِفَ فِيْ رِوَايَتِهِ عَنْهُمْ وَالْمُعْتَمَدُ ثُبُوْتُهَا كَمَا بَيَّنْتُهُ فِيْ سَنَدِ الْاَنَامِ شَرْحِ مُسْنَدِ الْاِمَامِ مَعَ الْاِسْنَادِ اِلٰى بَعْضِ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ فَهُوَ مِنَ التَّابِعِيْنَ الْاَعْلَامِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْعُلَمَاءُ الْاَعْيَانُ دَاخِلٌ تَحْتَ قَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ وَفِيْ عُمُوْمِ قَوْلِهٖ

لہ انجاز الحاجہ صفحہ ۱۶۲

علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم رواہ الشیخان یعنی تحقیق ثابت ہوا کہنا امام صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہی روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہی ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا مینے اسکو سند الانام شرح مسند الامام مین وقت اسناد اونکی کے طرف بعض صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علمانے آیت والذین اتبعوھم باحسان کے تحت مین اور عمومیت قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم مین تصریح کردی ہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے انتھی اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب صاحب شفاء العی کے جواب مین لکھتے ہین وَاَمَّا رَابِعًا فَھُوَ اَنَّ عِبَارَتَہٗ ھٰذِہٖ تُوْھِمُ اَنَّ الْحَنَفِیَّۃَ مُقْتَصِرُوْنَ عَلٰی اِثْبَاتِ الْمُعَاصَرَۃِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ فَاِنَّ اَکْثَرَھُمْ بَلْ کُلَّھُمْ ذَھَبُوْا اِلٰی رُؤْیَۃِ الصَّحَابَۃِ وَاِنَّمَا اخْتَلَفُوْا فِیْ رِوَایَتِہٖ عَنِ الصَّحَابَۃِ فَجَمْعٌ مِّنْھُمْ نَفَوْھَا کَجَمْعٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَجَمْعٌ مِّنْھُمْ اَثْبَتُوْھَا وَقَالُوْا ھُوَ الْمَذْھَبُ الْمَتِیْنُ وَ لَقَدِ اقْشَعَرَّ جِلْدِیْ وَتَوَحَّشَ فُؤَادِیْ حِیْنَ رَاَیْتُ عِبَارَۃَ الْاَبْجَدِ وَحَکَمْتُ مِنْ فَھْمِھَا اَنَّھَا تُجَاوِزُ عَنِ الْحَدِّ وَھُوَ الَّذِیْ اَزْعَجَنِیْ اِلٰی جَمْعِ نُبَذٍ مِّنْ مُّسَامَحَاتِہٖ فِیْ تَصَانِیْفِہٖ لِئَلَّا یَغْتَرَّ الْجَاھِلُوْنَ بِاَمْثَالِ ھٰذِہِ الْکَلِمَاتِ فِیْ تَاْلِیْفَاتِہٖ وَاللّٰہَ اَسْاَلُ اَنْ یُّجَنِّبَنِیْ وَیُجَنِّبَہٗ مِنْ اَمْثَالِ ھٰذِہِ الْمُغَالَطَاتِ یعنی چوتھا اعتراض یہ ہی کہ یہ عبارت اونکی موہم ہی کہ فقط حنفیہ امام صاحب کا ہمعصر صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہی پس تحقیق اکثر اونکے بلکہ کل اونکے رویت صحابہ کے قائل ہین اور جز این نیست کہ اختلاف اونھون نے امام صاحب کی روایت مین کیا ہی پس ایک جماعت نے اونمین سے نفی روایت کی ہی مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اونمین سے روایت کو ثابت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہی مذہب قوی ہی اور تحقیق کانپ اوٹھا بدن میرا اور ڈر گیا دل میرا جبکہ عبارت ابجد العلوم تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مینے دیکھی اور جسنے اوسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کر گئی ہی اور اسی نے مجھکو برانگیختہ کیا جمع کرنے مسامحات اونکی پر تصانیف اپنی مین تاکہ دھوکے مین نہ آجاوین بی علم اسطور کے کلمات سے جو اونکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالی سے مین سوال کرتا ہون کہ مجھکو اور اونکو اس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتھی اقوال روایات امام صاحب کی جو صحابہ سے ہین

مع اسناد و تقریر سیوطی کی نقل کیجاتی ہے تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں قال ابو معشر فی
جزء ثنا انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد
ابن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان الصیرفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی
السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البزاد ثنی ابو سعید الحسین بن محمد بن
المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی ثنی بشر بن الولید
الفانی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سم … مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول … یضۃ علی کل مسلم وبعن انس رض
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس … دال علی الخیر کفاعلہ وبعن انس سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم … لہ یحب اغاثۃ اللہفان یعنی امام ابوحنیفہ سے روایت
ہو کہ سنا میں نے انس رض کہتے تھے … للہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہے
اور امام ابوحنیفہ انس رض سے … ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بتلانے والا
خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے … حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے تھے تحقیق ا … ہری غمگین کی دوست رکھتا ہے اقول احمد بن مغلس مجروح والحدیث
الاول متنہ … فقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتاواہ ہو حدیث ضعیف
وان کا … صحیحا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن
قلت … بلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء
والحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ واصلہ فی صحیح مسلم من حدیث
ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث
متنہ صحیح … من روایۃ جمع من الصحابۃ واخرجہ ضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث
انس یعنی کہتا ہوں میں احمد بن مغلس مجروح کیا گیا ہے اور پہلی حدیث متن اوسکا مشہور ہے اور کہا شیخ محی الدین
نووی نے فتاوی میں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ معنی اوسکے صحیح ہیں اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے

روایت کی گئی ہی اتنے طریقون کہ پہونچ جاتے ہین رتبہ حسن کو کہا مینے اور میرے نزدیک حدیث تو صحیح کو پہونچی ہی اسلیے کہ مین اسکے بچاس طریقون سے واقف ہو گیا ہون اور مینے علیحدہ ایک جزء مین جمع کیا ہی اور دوسری حدیث متن اوسکا صحیح ہو وارد ہوئی ہی روایت ایک جماعت کے صحابہ سے اور اصل اوسکی صحیح مسلم مین حدیث ابن مسعود رض سے بایں الفاظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ کے وارد ہی اور تیسری حدیث متن اوسکا صحیح ہو وارد ہوئی ہی بروایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اوسکو ضیا مقدسی نے مختارہ مین حدیث بریدہ رض سے قال ابو معشر انا ابو عبد اللہ ثنی ابو ابراھیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الحسینی بن احمد ثنی علی بن احمد الحسینی النعمی البصری ثنی احمد بن عبد اللہ بن حرام ثنی المظفر بن سھل ابن موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعیل بن عیاض عن ابی حنیفۃ عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع مایریبک الی مالا یریبک وبہ عن واثلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تظھر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک یعنی پھر ابو معشر حنیفہ رح سے روایت کی وہ واثلہ بن الاسقع صحابی سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کر اوس چیز کو جو شک مین ڈالے تجکو طرف اوس چیز کے جو نہ شک مین ڈالے تجکو اور امام ابو حنیفہ رض روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کر تو خوشی بھائی کے پس اللہ اوسکو عافیت دیگا اور تجکو مبتلا کر دیگا اقول الحدیث الاول متنہ صحیح وردمن طرق عن من الصحابۃ وقد صححہ الترمذی وابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما والحدیث الثانی اخرجہ الترمذی من وجہ عن واثلۃ وحسنہ ولہ شاھد من حدیث ابن عباس رض یعنی مین کہتا ہون کہ متن اوسکا صحیح ہو وارد ہوئی روایت ایک جماعت صحابہ سے اور تحقیق صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم اور ضیا نے طریقہ حدیث حسن بن علی رض سے اور دوسری حدیث بیان کیا اوسکو ترمذی نے دوسرے طریقہ سے بروایت واثلہ رض اور حسن کہا اوسکو اور واسطے اوسکے شاہد ہی حدیث ابن عباس رض سے

ابو معشر انا عبد الله ثنی ابو ابراهیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید السمان ثنی ابو علی
الحسین بن علی بن محمد بن اسحق الیمنی ثنی ابو حسین علی بن ماهومة الاسوادی
ثنی ابو داود الطیالسی عن ابی حنیفة قال ولدت سنة ثمانین وقدم عبد الله بن
انیس الکوفة سنة اربع وتسعین ورأیته وسمعت منه وانا ابن اربعة عشر سنة
سمعته یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حبک الشئ یعمی ویصم یعنی پھر ابو معشر نے
امام ابو حنیفہ سے روایت کی کہ فرمایا انہوں نے کہ پیدا ہوا میں سن اسی میں اور آئے عبد اللہ بن انیس کوفہ میں سن
چورانوے ہجری میں اور دیکھا میں نے اونکو اور سنا میں نے اونسے اور میں اوس وقت چودہ برس کا تھا سنا میں نے اونکو کہتے
تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شے سے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے هذا الحدیث رواه
ابو داود فی سننه من حدیث ابی الدرداء واصعب ههنا ان یقال ان عبد الله بن
انیس الجهنی الصحابی المشهور مات سنة اربع وخمسین وذلک قبل مولد ابی حنیفة
بدهر والجواب ان الصحابة المسلمین عبد الله بن انیس خمسة فلعل الذی روی
عنه الامام ابو حنیفة واحد آخر منهم غیر الجهنی المشهور یعنی اس حدیث کو ابو داود نے سنن
اپنی میں ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دشوار اس جگہ یہ ہے کہ کہا جاوے عبد اللہ بن انیس جہنی صحابی مشہور کا
انتقال سن چون میں ہوا ہے اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابو حنیفہ کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ صحابہ مسلمان
عبد اللہ بن انیس پانچ ہیں پس شاید کہ جنسے امام ابو حنیفہ نے روایت کی ہے کوئی اور صحابی اونمیں سے
سوا جہنی مشہور کے ہوں قال ابو معشر انا عبد الله ثنی ابو ابراهیم انا ابو بکر الحنفی ثنی
ابو سعید بن السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بالدمشقی ثنی ابو الحسن علی
ابن غیاث القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی ابن عباس الجلودی عن
السمان یحیی بن القاسم عن ابی حنیفة سمعت عبد الله بن ابی اوفی یقول سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی الله له بیتا
فی الجنة یعنی امام ابو حنیفہ رح نے روایت کی ہے کہ سنا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص واسطے اللہ کے مسجد بناوے اگرچہ مثل آشیانہ قطاۃ کے ہو بناویگا اللہ واسطے اوسکے مکان جنت مین اقول هذا الحدیث صحیح بل متواتر یعنی مین کہتا ہون کہ یہ حدیث صحیح ہی بلکہ متواتر ہو وبه الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبد اللہ بن کثیر الرازی ثنی عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی ثنی عیاش بن محمد بن الدوری ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفة انه سمع عن عائشة بنت عجرة رضی اللہ عنها تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکله ولا احرمه یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے عائشہ بنت عجرہ سے کہتی تھین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈی کا ہی نہ مین اونکو کھاتا ہون اور نہ اونکو حرام کرتا ہون اقول هذا الحدیث متنه صحیح اخرجه ابو داود من حدیث سلمان وصححه الضیاء فی المختارة یعنی کہتا ہون مین کہ یہ حدیث متن اسکا صحیح ہی ذکر کیا اسکو ابو داود نے حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیاء نے مختارہ مین قال ابن النجار انا القاضی ابو الحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی ابو الفضل بن حرون قال قرأت علی القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد بن الوجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد اللہ انا ابو علی بن الحسن بن علی بن الدمشقی ثنی الحسن بن عباس بن القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی محمد بن عباس عن الیمامی یحیی بن القاسم عن ابی حنیفة عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنه قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال له یا رسول اللہ ما رزقت ولدا قط قال فاین انت عن کثرة الاستغفار والصدقة یرزق اللہ بها الولد قال فکان الرجل یکثر الصدقة ویکثر الاستغفار فولد له سبعة من الذکور یعنی امام ابو حنیفہ جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہین ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار

اور صدقہ کیون نہین کرتا اللہ تعالی اوسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا کہا جابر رضی نے پس وہ شخص صدقہ بہت
دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا پس اوسکے سات لڑکے پیدا ہوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کر دی پس ابن جوزی کے محض
ظواہر کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہے ؎ باطل است آنچہ مدعی گوید ✤ بلکہ اسمین جمہور محدثین ہی اونکا
اعتبار نہین کرتے اونھون نے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہین کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث
کو ضعیف کہا ہے سو اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کر دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث
اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اوسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہے اور ان احادیث
مین تو کوئی ایسا راوی نہین جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو اوسکا انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہے
اور نہایت بد ہے ؎ شیشۂ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ✤ توڑ ڈالو اور راہ بی بیون کی دل سے چھوڑ دے
اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہے کہ قوت ثبوت روایت کو ہے پس اگر
بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی
رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب وہ بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی
نہین کہ حدیث اونکو آتی نہین تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا پتلا ہو ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✤ اور چار ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہین بیان کیے
بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگون پر اتہام
نکرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہریہ کا ہے کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی
خیرات الحسان مین لکھتے ہین مَرَّ اَنَّہٗ اَخَذَ عَنْ اَرْبَعَۃِ اٰلَافِ شَیْخٍ مِّنْ اَئِمَّۃِ التَّابِعِیْنَ وَغَیْرِہِمْ
وَمِنْ ثَمَّ ذَکَرَہُ الذَّہَبِیُّ وَغَیْرُہٗ فِیْ طَبَقَاتِ الْحُفَّاظِ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَمَنْ زَعَمَ قِلَّۃَ اِعْتِنَائِہٖ
بِالْحَدِیْثِ فَہُوَ اِمَّا لِتَسَاہُلِہٖ اَوْ حَسَدِہٖ اِذْ کَیْفَ یَتَاَتّٰی لِمَنْ ہُوَ کَذٰلِکَ اِسْتِنْبَاطُ
مِثْلِ مَا اسْتَنْبَطَہٗ مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی کَثْرَتُہٗ مَعَ اَنَّہٗ اَوَّلُ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَدِلَّۃِ
عَلَی الْوَجْہِ الْمَخْصُوْصِ الْمَعْرُوْفِ فِیْ اَصْحَابِہٖ عَنْہُ وَلِاَجْلِ اشْتِغَالِہٖ بِہٰذَا الْاَہَمِّ لَمْ یَظْہَرْ حَدِیْثُہٗ

خیرات الحسان

فی الخارج کما ان ابابکر و عمر رضی الله عنهما لما اشتغلا بمصالح المسلمین العامة لم یظهر عنهما من روایة الحدیث مثل ما ظهر عمن دونهما حتی صغار الصحابة رضی الله عنهم وکذلک مالک والشافعی لم یظهر عنهما مثل ما ظهر عمن تفرغ للروایة کابی زرعة و ابن معین لاشتغالهما بذلک الاستنباط علی ان کثرة الروایة بدون الدرایة لیس فیه کثیر مدح بل عقد له ابن عبد البر بابا فی ذمه ثم قال الذی علیه فقهاء جماعة المسلمین و علماؤهم ذم الاکثار من الحدیث بدون تفقه فیه و لا تدبر

یعنی بیان ہوچکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار مشایخ ائمہ تابعین و غیرہم سے حدیث اخذ کی ہی و اسیوجہ کو ذہبی وغیرہ نے اونکو حافظون حدیث کے طبقہ مین ذکر کیا ہو اور جو شخص گمان کرتا ہی قلت حدیث کا پس یا تو بوجہ مسابلہ کرنے اوسکے اہل حدیث سے یا بوجہ حسد اوسکے کہے ہی اسلیے کہ جس شخص کو چند حدیثین حاصل ہونگی اوس سے کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشیار کا ہو سکتا ہی باوجودیکہ امام ابو حنیفہؒ اول اون لوگونکے ہین جنھون نے اوسے بطور خاص جو حنفیہ مین امام ابو حنیفہؒ سے مشہور ہین استنباط کیا ہی اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہؒ کی خارج مین ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بسبب مشغول ہونے مصالح عام مسلمانونکے روایت حدیث اونسے ایسی ظاہر نہین ہوئی جیسے سوا اونکے اور صحابہ سے حتی کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے اسقدر روایت ظاہر نہین ہوئی جسقدر اون لوگون سے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب مشغول ہونے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت کے بدون سمجھنے کے ہی کہ اوسمین کچھ زیادہ تعریف نہین بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت مین ایک باب باندھا ہی پھر کہا ہی کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانون کے اور علما اونکے ہین مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی ہی بدون فقاہت و فکر کرنیکے انتہی اب امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہی اور چند شاگرد جنھون نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہی لکھے جاتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہی کہ روایت کی امام ابو حنیفہؒ نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور جبلہ بن

تبییض الصحیفہ

سحیم اور ابو ہند الحارث بن عبدالرحمن الہمدانی اور حسن بن عبداللہ الحکم بن عتیبہ اور حماد بن
ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن
مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو روبہ شداد بن عبدالرحمن القشیری اور شیبان
ابن عبدالرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر السبیعی اور عبداللہ بن ابی حبیبہ اور عبداللہ بن دینار اور عبدالرحمن بن
ہرمز الاعرج اور عبدالعزیز بن رفیع اور عبدالکریم بن ابی امیۃ البصری اور عبدالملک بن عمیر اور علی بن
ثابت الانصاری اور عطا بن ابی رباح اور عطا بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولے
ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن اقمر اور علی بن الحسن الزراد اور عمر بن دینار اور عون بن عبداللہ
ابن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود
اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر الحنظلی اور محمد بن السائب
الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور
محمد بن المنکدر اور مخول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور معن بن عبدالرحمن اور مقسم اور منصور
ابن المعتمر اور موسیٰ بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبداللہ المحلمی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ
اور ابو غنا الہیثم بن حبیب الصراف اور ولید بن ربیع المخزومی اور یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحییٰ بن
عبداللہ الکندی اور یحییٰ بن عبداللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبدالرحمن الکوفی
اور یونس بن عبداللہ بن ابی الجہم اور ابو جناب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو زبیر المکی اور ابو السوداء
اور ابو عون الثقفی الجہنی اور ابو شعبہ مولی ابن عباس اور ابو الغفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
سے ابراہیم بن طہمان اور ابیض بن اعز بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحق بن ابی یوسف
اور اسود بن عمرو النخلی اور اسمٰعیل بن یحییٰ الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور جارود بن یزید النیسابوری
اور جعفر بن عون اور حارث بن ہانی اور حبان بن علی العنزی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی اور حسین بن
فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیۃ العوفی اور جعفر بن عبدالرحمن البلخی القاضی اور حکام

ابن مسلم الرازی اور ابو مطیع الحکم بن عبداللہ البلخی اور حماد بن الامام اعظم ابی حنیفہ رح اور حمزہ بن حبیب الزیات
اور خارجہ بن مصعب الضبعی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زیاد بن حباب العکلی اور
سابق الرقی اور سعید بن الصلت قاضی شیراز اور سعید بن ابی الجہیم العالوی اور شعیب بن سلام بن
ابی الہیعا البصری اور سلم بن سالم البلخی اور سلیمان بن عمرو النخعی اور سہل بن زاحم اور شعیب بن اسحق
الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد اور عامر بن
الفرات النسوی اور عائذ بن حبیب بن عباد العوام اور عبداللہ بن المبارک اور عبداللہ بن یزید المقری
اور عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی اور عبدالرزاق بن ہمام اور عبدالعزیز بن خالد الترمذی اور عبدالکریم
ابن محمد الجرجانی اور عبدالحمید بن ہلال الحنفی اور عبدالعزیز بن ابی داؤد اور عبدالوارث بن سعید اور عبداللہ
ابن الزبیر القرشی اور عبیداللہ بن عمرو الرقی اور عبیداللہ بن موسی اور عتاب بن محمد بن شورب اور
علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقری اور ابو قطن عمرو بن الہیثم
القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسی الشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور قاسم بن معن المسعودی
اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور معافی بن عمران الموصلی
اور مکی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نصر بن عبدالکریم البلخی المعروف بالصیقل اور نصر بن عبدالملک
العتکی اور ابو غالب النضر بن عبداللہ الازدی اور نضر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبدالسلام الاصبہانی
اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور نوح بن سفیان اور ہوذ بن خلیفہ اور ہیاج بن
بسطام البرجمی اور وکیع بن الجراح اور یحیی بن ایوب المغربی اور یحیی بن نصر بن الحاجب اور یحیی بن یمان
اور یزید بن الربیع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق الفزاری اور ابو یحیی البکری اور ابو
مقاتل الصاغانی اور ابو شہاب الخیاطی اور ابو مقاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتہی اب غور کرنا چاہیے
جس شخص کے اسقدر استاذ اور شاگرد حدیث کے ہوں اگر بالفرض چار ہزار قطع نظر کیجائے تو بھی کیا تھوڑے ہیں
الکیا ایسے کل ستہ حدیثوں کی روایت کی ہے کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا ہاں البتہ جسکو

امام صاحب سے بغض ہو وہ جو چاہے کہے مگر اس تعصب کو باطل سے اونکے کمال روایت و درایت مین سرمو نقصان نہوگا اور نہین ہے معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہے نہوا اگر سجدۂ آدم ابلیس سے کیا نقصان کا اور قطع نظر اسکے یہ روایت سترہ حدیثون کے پہونچنے کی سوای ابن خلدون کے اور کسی نے علمای معتبرین سے نہین لکھی اور ابن خلدون کو سوای بہرہ علم انشا و ادب کے علوم شرعیہ اور فن حدیث و رجال مین چندان مداخلت نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع مین ابن خلدون کے ترجمہ مین لکھتے ہین وَلَمْ یَکُنْ مَاهِرًا بِالْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّةِ یعنی وہ علوم شرعیہ کا ماہر نہین تھا انتہی پس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شرعیہ اور فن حدیث مین ملکہ نہو قابل اعتبار کے کب ہوسکتا ہے ہان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سیر کہ جو علم روایت حدیث مین مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر تھا اور کیا عجب کہ عبارت ابن خلدون مین غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ابراز الغی مین لکھتے ہین کہ سترہ حدیثین اگرچہ مقدمۂ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہین اور صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال کلام اوسکا تمامہ اخذ کیا ہے اور کل نقل کردیا ہے لیکن یہ قول مردود ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قول ابن خلدون کا نہین بلکہ لکھنے والون کی غلطی کی ہے اسیواسطے اوس نسخہ کے مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے سن چوہتر مین چھپا ہے تنبیہ کردی اور قول سبعة عشر حدیثا پر لکھدیا ہے کہ شرح زرقانی موطا مین پانچ قول نقل کیے ہین اول پانسو اور دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار سے زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچوان چھہ سو چھیاسٹھ اور اوسمین کوئی قول اس نسخہ کا نہین حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوسپر سکوت کرجانا محققین اور علمای متبحرین سے بعید ہے اور جو شخص امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کی کتابین دیکھیگا تو اس سترہ حدیثون کے قول کا کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر مکی خیرات الحسان مین لکھتے ہین کہ بچنا تو اس توہم سے کہ امام ابو حنیفہ رح کو سوای فقہ کے اور علم مین ملکہ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر اور حدیث اور ادب وغیرہ مین ایک دریا تھے اور امام بے مثل تھے اور قول بعض دشمنون اونکے کا خلاف اسکے ہے منشا اوسکا حسد ہے اور محبت اسکی سبقت لیجانا اونکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا اونکا ساتھہ زور اور بہتان کے ہے

وَيَأبَى اللهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ انتہی اور ابن جوزی وغیرہ کا طعن کرنا کچھ مضر نہین کیونکہ کوئی امام
ایسا نہین جسپر کسی نے طعن اور جرح نکیا ہو شعبی نے نخعی پر اور زہری نے ربیعہ پر اور امام مالک نے ابن اسحق پر
اور یحیی بن معین نے امام شافعی پر اور ابن ابی ذیب وغیرہ نے امام مالک پر اور ابن جوزی نے غوث الثقلین
شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کیسا کچھ طعن کیا ہی کوئی ایسا ہی حاسد بیدین ہوگا جو ان مطاعن کو
جائز رکھتا ہوگا مسلمان کا تو یہ شیوہ نہین ہے وہ بحکم حدیث شریف اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰةُ الْمُسْلِمِ کے
ہر مسلمان بھائی سے صاف رہتا ہی نہ کہ ایسے امام معظم پیشوای عرب و عجم سے کہ جسکے معتقد اور
مقلد دنیا مین کرورون ہون بغض و حسد رکھے صورت نہ بست سینۂ ما کینۂ از کس کہا ہمہ مہر
وید فراموش میکند عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی وَقَدْ رُوِیَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ
اَیُّوْبَ یَعْنِی السَّخْتِیَانِیَّ وَقَدْ ذُکِرَ عِنْدَهٗ اَبُوْ حَنِیْفَةَ بِنَقْصٍ فَقَالَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا
نُوْرَ اللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَقَدْ رَاَیْنَا مَذَاهِبَ جَمَاعَةٍ مِمَّنْ تَکَلَّمَ
فِیْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاضْمَحَلَّتْ وَمَذْهَبُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ بَاقٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ
وَکُلَّمَا قَدُمَ اِزْدَادَ نُوْرًا وَّبَرَکَةً وَالنَّاسُ الْاٰنَ مُطْبِقُوْنَ عَلٰی اَنَّ اَصْحَابَ السُّنَّةِ
وَالْجَمَاعَةِ هُمْ اَهْلُ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مِثْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَ
کُلُّ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْ مَذْهَبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ دَرَسَ مَذْهَبُهٗ حَتّٰی لَا یُعْرَفُ وَمَذْهَبُ
اَبِیْ حَنِیْفَةَ بَاقٍ یَمْلَاُ الْاَرْضَ شَرْقَهَا وَغَرْبَهَا وَاَکْثَرُ النَّاسِ عَلَیْهِ یعنی روایت کی گئی ہی حماد بن
زید سے کہ کہتے تھے سنا مینے ایوب سختیانی سے کہ جسوقت کسی نے امام ابو حنیفہ رح کا ذکر کچھ برائی سے
نزدیک انکے کیا تو فرمایا لوگ ارادہ کرتے ہین کہ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھا دین اور اللہ انکار کرتا ہی مگر
یہ کہ تمام کرے نور اپنے کو اور ہمنے ان لوگونکے مذاہب کو دیکھا جنھون نے امام ابو حنیفہ رح مین کلام کیا تھا
جاتے رہے اور نابود ہوگئے اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا قیامت تک باقی رہیگا اور جتنا پرانا ہوتا ہی
اوتنا ہی نور اور برکت زیادہ بخشتا ہی اور ابتک آدمی اجماع کیے ہوئے ہین کہ اہل سنت اور جماعت
اہل مذاہب اربعہ ہین مثل ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد کے اور جس شخص نے امام ابو حنیفہ رح

عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ صفحہ ۱۲

مین کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا ناپید ہو گیا کہ پتا نہین اور مذہب امام ابو حنیفہ رح بدون شرق سے غرب تک زمین بھری ہوئی ہی اکثر آدمی اس مذہب پر ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی اعلم انہ
یَتَعَیَّنُ عَلَیْکَ اَنْ لَّا تَفْهَمَ مِنْ قَوْلِ الْعُلَمَاءِ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَصْحَابِهِ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الرَّاْیِ اَنَّ مُرَادَهُمْ بِذٰلِکَ تَنْقِیْصُهُمْ وَلَا نِسْبَتُهُمْ اِلٰی اَنَّهُمْ یُقَدِّمُوْنَ رَاْیَهُمْ عَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلٰی قَوْلِ اَصْحَابِهٖ لِاَنَّهُمْ بُرَاءُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَدْ جَاءَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ مِنْ طُرُقٍ کَثِیْرَةٍ مَا مُلَخَّصُهٗ اَنَّهٗ اَوَّلًا یَاْخُذُ بِمَا فِی الْقُرْاٰنِ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِالسُّنَّةِ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِقَوْلِ الصَّحَابَةِ فَاِنِ اخْتَلَفُوْا اَخَذَ بِمَا کَانَ اَقْرَبَ اِلَی الْقُرْاٰنِ اَوِ السُّنَّةِ مِنْ اَقْوَالِهِمْ وَلَمْ یَخْرُجْ عَنْهُمْ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَوْلًا لَمْ یَاْخُذْ بِقَوْلِ اَحَدٍ مِّنَ التَّابِعِیْنَ بَلْ یَجْتَهِدُ کَمَا اجْتَهَدُوْا یعنی جان تو کہ چاہیے تجھکو کہ نہ سمجھے تو کہنے علما کے سے امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کو کہ وہ اصحاب رای ہین یہ کہ مراد اونکی اس سے منقصت بیان کرنی اونکی ہی اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اسکے کہ وہ رای کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قول صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیے کہ وہ اس سے بری ہین کیونکہ امام ابو حنیفہ رح سے بواسطہ طرق کثیرہ کے ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوسمین نپاوین تو حدیث سے اگر اوسمین بھی نملے تو قول صحابہ سے پس اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اور صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کرتے تھے پس اگر صحابہ مین سے بھی کسیکا قول نہین پاتے تو تابعین کے قول کو اخذ نہین کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے اونہون نے کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے اوس قصہ کا رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو معترض صاحب نے یہ عبارت لا طائل لکھی ہی اور ان کتابونکے قصہ کو جس سے اہانت انبیا لازم آتی ہی اون کتابونکے ساتھ جو امام صاحب کے پاس تھین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ عوام کیواسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل کر دی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اون ہی کتابونکا رد لکھا ہی جنکو شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مین ثابت کرتے ہین حالانکہ طحطاوی نے اوس قصہ کو رد کیا

فصل

جو مشہور ہے کہ عیسی علیہ السلام امام قشیری کی کتابون پر آسمان سے اوتر کر عمل کرینگے اسکو وہ رد کرتے ہین کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیا لازم آوے نہ کہنا چاہیے باقی رہا یہ امر کہ وہ کتابین بالفعل نہین پائی جاتین سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مراد اس سے یہ ہے کہ وہ کتابین بعینہ موجود نہین سو ایسی کوئی کتاب مصنف کیوقت کی موجود نہین ہے نہ اصلی بخاری کا پتا ہے نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتابین حدیث کی ہین تو وہ بیشک موجود ہین جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود اونکی جمع کی ہوئی نہین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر دیا ہے اسیطرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے اپنے ہاتھہ سے جمع نہین کین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر لیا ہے اونکا ذکر فتح القدیر وغیرہ مین برابر موجود ہے اور کم ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ او حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہے اسلیے حنفیہ اونہین کی کتب حدیث سے سند لائے ہین اور اونکو قائل کیا ہے اور کہین امام صاحب کی حدیث بھی بطور تائید لے آتے ہین چنانچہ راقم نے حتی الامکان شافعیہ کی کتابون سے سند لی ہے اور کہین کہین اصل سند کا بھی بیان کر دیا ہے اگر ظاہر بین وہ کتابین نہین دیکھین تو پھر اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ اونکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہو گیا ہو چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو مطبع سکندریہ مین چھپی ہے اوسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثین متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب چودہ مسندون مین سے انتخاب کی ہین اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث مین دیے ہین کہ اس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ دیباچہ مین لکھتے ہین أما بعد فهذا كتاب نفيس أذكر فيه أحاديث الأحكام التي رواها إمامنا الأعظم المشار إليه روّح الله روحه وأعاد إلينا سره وفتوحه مما وافقه الأئمة الستة البخاري ومسلم وأبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجة في كتبهم المشهورة وسننهم المأثورة أو بعضهم وأشير إلى موافقتهم باللفظ في سياق المتن والسند أو بالمعنى وقد أذكر غيرهم تبعا لهم معتمدا فيما أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من تخاريج الأئمة فمنها ما لأصحابه الأربعة حماد ابنه وأبي يوسف ومحمد ويعرف بالآثار والحسن بن زياد اللؤلؤي رواياتهم بلا واسطة وللأئمة من بعدهم أبي محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب

عقود الجواہر المنیفہ صفحہ ۲

ابن الحارث الحارثي البخاري المعروف بالاستاذ تلميذ ابي حفص الصغير وابي القاسم طلحة بن محمد بن جعفر العدل وابي نعيم احمد بن عبد الله الاصبهاني صاحب الحلية وابي احمد عبد الله بن عدي الجرجاني وعمر بن الحسن الاشناني وابي الحسين محمد بن المظفر وهؤلاء الستة حفاظ وابي بكر احمد بن محمد بن خالد الكلاعي ومحمد بن عبد الباقي الانصاري وابي القاسم عبد الله بن محمد ابن ابي العوام السعدي وابي بكر المقري والحسين بن محمد بن خسرو وقد جمع كل ذلك الامام ابو المؤيد محمد بن محمد الخوارزمي المتوفى سنة خمس وسبعين وستمائة في كتاب سماه جامع المسانيد مما وصل الي بعضها بالسماع المتصل وبعضها بالاجازة المشافهة وبعضها فيما يندرج تحت الاجازة العامة

یعنی لیکن بعد حمد و صلوۃ کے پس یہ نفیس کتاب ہے اسمین مینے احادیث احکام کے ذکر کی ہین جنکو ہمارے امام اعظم رح نے روایت کیا ہے اون احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہے اپنی کتابون مشہور مین یا بعض نے انمین سے موافقت کی ہے اور اشارہ کر دیتا ہون مین طرف موافقت کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی کے اور غیر اونکے کو بالتبع ذکر کر دیتا ہون درانحالیکہ اعتماد کرنیوالا ہون اوس چیز مین جو ذکر کی ہے اوپر چودہ مسندون امام کے جو اونکی طرف تخاریج ایسے منسوب ہین پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہے ایک مسند حماد بیٹے امام صاحب کی دوسری مسند امام ابو یوسف کی تیسری مسند امام محمد کی جو آثار مشہور ہے چوتھی مسند حسن بن زیاد لولوی کی ان چارونکی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہے اور بعد اونکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاذ مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹی مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین مسند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ حافظ

حدیث کہلاتے ہیں گیارھوین مسند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی
بارھوین مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی کی تیرھوین مسند ابو بکر مقری کی چودھوین
مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہے امام ابو المؤید خوارزمی نے سنہ چھسو
بہتر میں ایک کتاب میں جسکا نام جامع المسانید رکھا ہے اور بیچ بعض کے سماع متصل ہے اور بعض کا
بالمشافہہ اجازت ہے اور بعض سے بیچ ان اجازت عامہ میں انتہی اور خیرات الحسان میں لکھا ہے
وَقَدْ خَرَّجَ الْحُفَّاظُ مِنْ اَحَادِيْثِهٖ مَسَانِيْدَ كَثِيْرَةً اِتَّصَلَ بِنَا كَثِيْرٌ مِنْهَا كَمَا هُوَ
مَذْكُوْرٌ فِيْ مُسَلْسَلَاتِ مَشَايِخِنَا یعنی حافظان حدیث نے امام اعظم کی احادیث سے بہت مسندین
لکھی ہیں کہ کثیر انمین کی ہمکو با اتصال ہے چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی مسلسلات میں مذکور ہے انتہی اور شرح
مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ اور قرآن سے اوسمین ہو وہ
بجا اور درست ہے وہ ایسی کتاب ہے خود تو معترض صاحب نے اوسکو دیکھا نہین شیخ محدث کے قول
مین ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالی وہ کتاب نظر سے کسیکے نہیں گذری ہے
خیالی گنگوہی یہ کوئی فرضی کتاب ہے یہ کتاب اونہون نے قطعاً نہیں دیکھی ورنہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
بدیہی البطلان ہے اور اگر بالفرض اونکے پاس موجود ہے تو بجز اسکے کہ طلب شی مع العلم بالا معلوم شد ہم اور
کیا کہیں ان سچ ہے ع اپنی آنکھیں بھی بند کئے ہمسے آگے رکھیے ٭ مسلہ عدم کے جواب میں ہمنے اخفای
بسم اللہ میں احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب سے نقل کی ہیں ناظرین اوسکو ملاحظہ
فرمائیں تاکہ کذب بیانی معترض صاحب کا کھلجاے اونہون نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہین یہ نسخہ
ہندوستان مین نایاب ہوگا اور اگر کہین ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہے وہ
بیچارے صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانین جو نیت امام کی سو وہی اپنی معترض صاحب نے سمجھی تو خدا کا خوف
کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس ہے اوسکا صریح انکار کر جانا دن دہاڑے آفتاب کا انکار ہے ورنہ یہان
تشریف لائیے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین صحیح حدیثین استدلال مسائل میں کیا لکھی ہین
یا نہیں اور گھر بیٹھے دشمنی جہلا ہونکو بہکانے کیواسطے کہدینا محض بے انصافی ہے آخر خدا کو بھی تو

سُنہ دیکھا ناہی اسقدر کذب اور افترا پردازی کی کیفیت فردا ہی قیامت معلوم ہوگی سے

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت که با که باخته عشق در شب دیجور وعلی ہذا القیاس فتح القدیر

اور عینی مین اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہین که سوای متعصب اور آنکھ کے اندھے کے اورکوئی انکار

نہین سکتا اب اس جواب کو ایک عبارت پر نقل کرکے ختم کرتا ہون خیرات الحسان مین ہی کہ اکثر

ساتویں فصل ابتدای کتاب میں ذکر مشائخ امام ابو حنیفہ رح میں اور وہ بہت ہین یہان گنجائش کہان یہ مختصر اور تحقیق ذکر کیا

انمین سے امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشائخ کو اور کہا غیر اونکے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رح کے اوستاد

تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اونکا ... اونکے نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا

قبل استیعاب اونکے کے متعذر ہی ضبط اوسکا ممکن نہین اسیواسطے بعض ائمہ نے کہا ہی کہ کسیکا اماموں

مشہور اسلام سے یہ بات میسر نہین ہوئی جو امام ابو حنیفہ رح کے واسطے نصیب ہوئی ہی مشائخ اور شاگردون

اور نہین نفع پایا ہی علما اور جمیع آدمیون نے جیسا کہ نفع امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون سے

اوٹھایا ہی تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ

شرح مسند امام میں لکھتے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدی امت ہوجاتے اور کل فقہا اونکے طفیلی اصلی

مذہب صحیحہ کہلاتے خصوصاً زمانہ تابعین مین باوجودیکہ اوس وقت مین بہت مجتہدین الیسے موجود تھے

اور طحاوی نے لکھا ہی کہ ہم سے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا

امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہین کہ لوگونکو نہین لائق ہی کہ حدیث بیان کرین مگر جبکہ اوسکو جسدن سے

سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو اور بیان اوسکے تک کہ حاصل ہوسکا یہی کہ روایت بالمعنی جائز نہین اگرچہ

اصل کے مطابق ہو برخلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز رکھتے ہین مگر جبکہ اصل یاد

نرہی ہو پس اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حال انکہ اونکی مسانید کثیرہ مشہور ہین کہ پندرہ

تک پہنچتی ہین لہذا اونکو جمع اور ضبط علما نے کیا ہی جیسے ابوبکر صدیق رضی اور عمر رضی نہایت قلیل روایت

کرتے تھے اور عمل مین غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہین اور فارس

ابن الحسن نے شعر کہا ہی کہ اے طالب علم کہ تیری تمام عمر روایت مین گئی کچھہ درایت مین بھی گذار
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہی انتہی پس درایت امام صاحب کی درایت سے ساعدہ سا
ہی اور فرقہ ظاہریہ نے یہ نعمت نہین پائی ہی ۵ جو عالم مین روایت ہے درایت معتبر ہوتی تو ہر ایک مجتہد
مانند امام اعظم کے بنجاتا ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جو مرتبہ
امام اعظم کا ہی ائمہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہی اسلیے کہ امام اعظم کی فضیلت مین اونکا نام لیکر صحیح یا حدیثین آچکی ہین الخ
اقول کچھہ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ
سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اونمین وہ اوصاف تھے جنکے سبب ائمہ و جمہور مداح چلے
آئے ہین اور مثل متواتر کے ہو گئے ہین چنانچہ اونمین سے ایک پندرھوان مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر دال ہی اور ان احادیث کی نسبت در المختار مین لکھا ہی قَالَ فِي الضِّيَاءِ الْمَعْنَوِيِّ
وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِيِّ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ تَعَصُّبٌ لِأَنَّهُ رُوِيَ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی
مین کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی اسواسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت
کی گئی ہی انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہی اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین
کوئی استحالہ لازم نہین آتا کچھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہین علی ہذا راوی کا اگرچہ کاذب ہو
کبھی صادق ہونا محال نہین سوائے اسکے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹھا آدمی روایت کرتا ہی اوسکی حدیث
تو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اوسنے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہی مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوائے اسکے اور اوصاف اونکے
کالشمس فی نصف النہار ہین جنسے فضیلت اونکی سب ائمہ پر ثابت ہی اور جلال الدین نے تبییض الصحیفہ مین
لکھتے ہین کہ ائمہ نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی
ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سواریونکو دوڑاتے ہوے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس پائینگے کسیکو زیادہ جاننے والا
عالم مدینہ سے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہی کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیے کہ عالم اوسکا
زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت اور

حدیث مین وہ ہی جسکو ابو نعیم نے حلیہ مین ابوہریرہ رضہ کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اوسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو
قیس بن سعد بن عبادہ رضہ کی روایت سے بیان کیا ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اوسکو لیلیتی اور ابوہریرہ رضہ کی حدیث مین جو بخاری اور
مسلم مین آئی ہی پس لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور لفظ
مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جاکر اوسکو لے لیتا اور حدیث
قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا پر ہوتا تو اوسکو فارس کے
لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رضہ کی روایت سے ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اوسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اسپر بشارت اور
فضیلت مین مثل وہ حدیثون پہلی کے جو دونون اماموںکے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث
موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی وَمِمَّا یَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِہٖ عَلٰی عِظَمِ
شَاْنِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَا رُوِیَ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُرْفَعُ زِیْنَۃُ الدُّنْیَا سَنَۃَ
خَمْسِیْنَ وَمِائَۃٍ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اوپر عظمت شان امام ابو حنیفہ رح کے
رکھتی ہی وہ حدیث ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اوٹھالیجائیگی
زینت دنیا کی سن ڈیڑھ سو مین انتہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور ریاضت اسلیے زیادہ ہی کہ اونھون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز
عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو خطیب نے تاریخ بغداد مین
نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی تو وہان اونھون نے ستر ہزار ختم کیے ہین
جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب مذمت امام اعظم کے ہی
نہ یہ کہ اونکی تعریف کی باعث ہو اونھون نے جو اپنے آپکو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا
کیا اونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر مین کبھی شب کو تیرہ

ع
جامع البیان
فی مناقب النعمان

رکعت سے زیادہ نوافل نہیں پڑھی اور نہ کبھی تمام شب جاگے الخ **اقول** اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانَ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهُ
هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ ٭ یعنی امام اعظم رح کا ذکر پھر بیان کر اسلیے کہ ذکر اونکا مانند مشک کے ہی
جسقدر اوسکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی معترض صاحب کو اور احادیث سے ہنوز اطلاع نہیں و سنے ایسی عبادت کو
بدعت لکھتے اپنا سا حال سبکا تصور کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ مشقت و تکلیف
عبادت کثیرہ سے نہیں ہوتی تھی اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر طاقت ہو ممانعت نہیں پائی جاتی
اور جہان نہی وارد ہی بوجہ ملالت طبع و گرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہی نہ مطلقاً کثرت عبادت اور
ریاضت کی ممانعت آئی ہو **ع** ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد ٭ حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپکے ورم کر جاتے تھے بخاری میں عائشہ رض سے روایت ہی كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ
عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونو
قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس فرماتے کیا میں بندہ شکر گزار نہیں ہوں انتہی اور ترمذی میں مغیرہ رض سے روایت ہی
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھوں نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک
کہ آماس کر جاتے قدم آپکے پس کہا گیا آپ سے آپ کیوں ایسی تکلیف اوٹھاتے ہیں حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے
گئے فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار نہیں ہوں انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی میں مغیرہ رض سے روایت ہی قَالَ صَلّٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ
لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھوں نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہوگئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ اللہ نے
تو آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار نہیں ہوں انتہی اور نسائی میں ابو ہریرہ رض سے
روایت ہی كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَزْلَعَ قَدَمَاهُ یعنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
مین لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
اختیار کرے اگرچہ بدن اوسکے کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجودیکہ
آپ جانتے تھے کہ مغفور ہو گئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو بخوبی استحقاق نار سے
نہوئی ہو اوسکو بدرجۂ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیساکہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جبتک کہ
طبیعت کے ملالت کو نہ پہونچا دے اسلیے کہ حال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال سے کامل تر تھا
پس آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے میری آنکھونکی خنکی نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی نے
انس رضہ کی روایت سے اوسکو بیان کیا ہی پس اگر شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے تو اوسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو صحیح مسلم اور ابو داود وغیرہ مین عائشہ رضہ سے روایت ہی کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْیَی اللَّیْلَ وَاَیْقَظَ
اَھْلَہٗ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرۂ اخیر رمضان شریف کا
آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نکرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے بیبی عائشہ رضہ سے عرض کیا کہ مجکو زیادہ تعجب خیز
بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے اونھون نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین
اپنے پروردگار کی عبادت کر لون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پھر
روئے یہانتک کہ آنسو آپکے سینے پر بہے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اوٹھایا
پس روئے پس اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رضہ نماز کی اطلاع کو آئے مینے کہا کس چیز نے رلایا آپکو
حالانکہ آپکے گناہ مقدم اور موخر اللہ نے بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندۂ شاکر نہین ہون انتہی

مختصر اور نسائی اور ابن ماجہ مین ابوذر غفاری رض سے روایت ہی قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ بِاٰیَۃٍ وَالْاٰیَۃُ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ
فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنی کہا اونھون نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ
صبح کردی ایک آیت مین اور آیت یہ ہی کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس بندے تیرے ہین اور اگر بخشدے
انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہی انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہین اجازت اسکی نہین دی ہی کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اوتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب سنیے
بخاری مین عائشہ رض سے مرفوع روایت ہی عَلَیْکُمْ مَا تُطِیْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ
حَتّٰی تَمَلُّوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق
خدا نا خوش نہین ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابو داود مین ہی عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ اِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُکْلُفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ
حَتّٰی تَمَلُّوْا فَاِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہٗ وَاِنْ قَلَّ وَکَانَ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَہٗ
یعنی عائشہ رض سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف اوٹھاؤ تم عمل سے جسقدر
طاقت رکھتے ہو اسلیے کہ اللہ ناراض نہین ہوتا جبتک تم ملول نہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے دائم تر عمل ہی
اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اوسپر انتہی اور اقامۃ الحجۃ ملا میں ہی
وَاِذَا ثَبَتَ جَوَازُ الْعَمَلِ حَسَبَ الطَّاقَۃِ اِلٰی اَنْ یَحْصُلَ الْاِعْیَاءُ وَالْمَلَلُ فَنَقُوْلُ طَاقَۃُ النَّاسِ
مُخْتَلِفَۃٌ فَکَمْ مِنْ رَجُلٍ یُطِیْقُ شَیْئًا وَلَا یُطِیْقُہٗ اٰخَرُ وَکَمْ مِنْ رَجُلٍ یَمَلُّ مِنْ شَیْءٍ وَلَا یَمَلُّ
مِنْہُ اٰخَرُ وَکَمْ مِنْ رَجُلٍ اُعْطِیَ السُّرْعَۃَ فِی الْقِرَاءَۃِ وَلَمْ یَنَلْھَا الْاٰخَرُ یعنی جبکہ ثابت ہوگیا جواز
عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل نہو پس ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی طاقت مختلف
ہوتی ہی بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہین اور دوسرا اوسکی طاقت نہین رکھتا اور بہت
آدمی ایسے ہین کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہین اور دوسرا اوس سے ملول نہین ہوتا اور بہت آدمیونکو سرعت
قرارت عطا کی گئی ہی اور دوسرا اوسکو نہین پوہنچا انتہی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام مین لکھا ہی کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رضہ کا قیام کل شب کی نفی کرنا غالب اوقات پر محمول ہی اسیطرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہی ورنہ روایات متعددہ سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہی الیسی فی آرتیا اسکو نووی نے شرح مسلم مین اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اوسکی ضعیف ہی اور دوسرے یہ ہی کہ اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور کل قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہ بشدومین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم آپکے ورم کر آئے تھے اور اسقدر بدعت کا نام اوٹھا دینے مین عبادات شاقہ سے کافی ہی اسلیے کہ بدعت وہ ہی کہ وہ اور نہ مثل اوسکا عہد نبوی مین ثابت ہو اور یہ وسمین شرط نہین ہی کہ ہر جزئی جزئیات عبادات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاے اور تیسرے یہ ہی کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار نہین کیا لیکن اوسکو اون لوگون نے اختیار کیا ہی جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہی پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہو گی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ صحابہ رضہ سے اس قسم کی عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی ملاحظہ کیجیے حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین حال عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنِی اَبِی نَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ نَا الزُّبَیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ جَدَّۃٍ لَہٗ یُقَالُ لَھَا رُھَیْمَۃُ قَالَتْ کَانَ عُثْمَانُ یَصُوْمُ الدَّھْرَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اِلَّا ھَجْعَۃً مِّنْ اَوَّلِہٖ یعنی زبیر بن عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ عثمان رضہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات قیام کرتے مگر قدرے اول شب مین آرام کر لیتے حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ نَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ نَا اَبُوْ عَلْقَمَۃَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّیْمِیِّ قَالَ قَالَ اَبِیْ لَاَغْلِبَنَّ اللَّیْلَۃَ عَلَی الْمَقَامِ فَلَمَّا صَلَّیْتُ الْعَتَمَۃَ تَخَلَّصْتُ اِلَی الْمَقَامِ حَتّٰی قُمْتُ فِیْہِ فَبَیْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا رَجُلٌ وَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَاِذَا ھُوَ عُثْمَانُ

۴ ابو نعیم صفحہ ۵۶

ابن عفان فبدأ بأم القرآن فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد ثم أخذ نعليه
فلا أدري أصلى قبل ذلك شيئا أم لا يعني عثمان بن عبد الرحمن تیمی روایت کرتے ہین کہ
میرے باپنے مجھسے کہا آجکی رات مین مقام پر غالب ہونگا پس جبکہ عشا کی مینے نماز پڑھی مقام کی طرف
پہونچا پس مین وہان کھڑا ہی تھا کہ اتنے مین ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھا کیا ہون کہ
وہ عثمان رض ہین پس اونھون نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہانتک کہ قرآن ختم کر دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ
کیا پھر نعلین اپنی اوٹھا لین پس نہین جانتا مین کہ اس سے پہلے نماز اونھون نے پڑھی یا نہین حدثنا
سليمان بن أحمد نا أبو يزيد القراطيسي نا أسد بن موسى نا سلام بن مسكين
عن محمد بن سيرين قال قالت امرأة عثمان حين أطافوا به يريدون قتله
إن تقتلوه أو تتركوه فإنه كان يحيي الليل كله في ليلة يجمع فيها القرآن یعنی محمد بن سیرین
سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہا زوجہ عثمان رض نے جسوقت کہ لوگون نے اونکا بارادہ قتل احاطہ کر لیا تھا
اگر تم قتل کرو انکو یا چھوڑ دو بیشک یہ تمام رات اوس شب جاگتے تھے کہ جسمین قرآن ختم کیا کرتے تھے انتہی اور
ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین عمر رض کا یہ حال لکھا ہی كان يصلي بالناس العشاء ثم يدخل بيته
فلا يزال يصلي إلى الفجر وما مات حتى سرد الصوم یعنی تھے عمر رض کہ لوگونکو عشا کی نماز
پڑھا دیتے پھر اپنے گھر مین چلے جاتے پس برابر فجر تک نماز پڑھے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے
رکھے گئے انتہی اور عبد اللہ بن عمر رض کو حلیۃ الاولیا مین لکھا ہی حدثنا سليمان نا أبو يزيد نا أسد
ابن موسى نا الوليد بن مسلم نا ابن جابر حدثني سليمان بن موسى عن نافع
أن ابن عمر كان يحيي الليل صلاة ثم يقول يا نافع أسحرنا فيقول لا فيعاود الصلاة
فيقول يا نافع أسحرنا فأقول نعم فيقعد ويستغفر الله ويدعو إلى الصبح یعنی نافع
تابعی سے روایت ہی کہ ابن عمر رض رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے ای نافع سحر ہو گئی وہ کہتے نہین پھر نماز
پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہو گئی مین کہتا ہان پس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک
کرتے حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن نا بشر بن موسى نا خلاد بن يحيى نا عبد العزيز

ابن ابی رواد نا ابن مخلد نا ابو یعلی نا محمد بن الحسین الجرجانی نا زید نا عبد العزیز
عن نافع ان ابن عمر کان اذا فاتته صلوة العشاء فی جماعة احیی بقیة لیلته
یعنی نافع رحمہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رض کو جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شب جاگا کرتے تھے
اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب میں لکھتے ہیں کان تمیم یختم القرآن
فی رکعة وربما ردد الآیة الواحدة اللیل کله حتی الصباح وکان من عباد
الصحابة وزهادهم ممن جانب اسباب العز ولزم التخلی بالعبادة الی ان مات
یعنی تمیم رض ایک رکعت میں قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور تھے
وہ عباد اور زہاد صحابہ میں سے جنہوں نے کہ اسباب عزت وجاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو
لازم پکڑا تھا یہی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر کی فتح المبین میں لکھتے ہیں کان تمیم یختم القرآن
فی رکعة یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت میں انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیة الاولیا
میں ہے حدثنا ابراهیم بن عبد الله نا محمد بن اسحق نا قتیبة بن سعید نا الفرج بن
فضالة عن اسد بن وداعة عن شداد الانصاری انه کان اذا دخل الفراش
یتقلب علی الفراش لا یأخذه النوم فیقول اللهم ان النار اذهبت عنی النوم فیقوم
فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہے کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے
کروٹیں لیتے نیند اونکو نہیں آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھ سے خواب کو اوڑا دیا پس کھڑے
ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی سن لیجیے اقامة الحجة میں لکھا ہے
انه کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکره بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی رض
ایک دن میں آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس غور کا مقام ہے
کہ جو شی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت میں ہو اور صحابہ رض سے دائمی ثابت ہو اوسکو
بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جاوے اللہ تعالی ایسے عقیدۂ فاسدہ سے سب مسلمانوں کو
محفوظ رکھے ○ ای مومنو! ان جاهلون ہشیار رہو تم ÷ دجالونکے فتنونسے خبردار رہو تم ÷ معترض صاحب

کتاب الانساب
فتح المبین
حلیة الاولیاء
اقامة الحجة

اعتراضات ایسے پر نہین درحقیقت انبیا اور صحابہ رض پر ہین اس عبادت مین امام صاحب کچھ مخصوص نہین جو
اونپر معترض صاحب الزام بدعت دیتے ہین بلکہ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے ایسی عبادت شاقہ کی ہی
کہ دوسرے سے ممکن نہین اور یہ جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہین اگر شارع کی طرف سے ایسی عبادت
کی اجازت نہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نکرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
عثمان رض اور حضرت عمر رض اور حضرت علی رض اور عبداللہ بن عمر رض وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کرین حاشا
وکلا ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ٭ اویس قرنی رح کے حال مین حلیۃ الاولیا
مین لکھا ہی حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْکَرِیْمِ
نَا سَعِیْدُ بْنُ اَسَدِ بْنِ مُوْسٰی نَا ضَمْرَۃُ بْنُ رَبِیْعَۃَ عَنْ اَصْبَغَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ کَانَ
اُوَیْسُ الْقَرَنِیُّ اِذَا اَمْسٰی یَقُوْلُ ھٰذِہٖ لَیْلَۃُ الرُّکُوْعِ فَیَرْکَعُ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ اِذَا اَمْسٰی
یَقُوْلُ ھٰذِہٖ لَیْلَۃُ السُّجُوْدِ فَیَسْجُدُ حَتّٰی یُصْبِحَ یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
رکوع کی ہی پس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہی پس سجدہ کرتے
یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہین اونکے حال مین اسی کتاب مین
لکھا ہی حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَامِدٍ نَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ
صَلّٰی سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ الْغَدَاۃَ بِوُضُوْءِ الْعَتَمَۃِ خَمْسِیْنَ سَنَۃً یعنی عبدالمنعم اپنے
باپ ادریس سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس
برس تک پڑھی ہی اور ثابت بن اسلم تابعی جنھون نے عبداللہ بن عمر رض اور عبداللہ بن زبیر رض سے روایت کی ہی
اور حضرت انس رض کی خدمت مین چالیس برس رہے ہین اونکے حال مین اوسی کتاب مذکور مین لکھا ہی حَدَّثَنَا
عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُثْمَانِیُّ نَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَلِیٍّ الْکَرَابِیْسِیُّ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ نَا
سِنَانٌ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَنَا وَاللّٰہِ اَدْخَلْتُ ثَابِتًا لَحْدَہٗ وَمَعِیْ حُمَیْدُ الطَّوِیْلُ اَوْ رَجُلٌ
غَیْرُہٗ شَکَّ مُحَمَّدٌ فَلَمَّا سَوَّیْنَا عَلَیْہِ اللَّبِنَ سَقَطَتْ لَبِنَۃٌ فَاِذَا ھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ
فَقُلْتُ لِلَّذِیْ مَعِیْ اَلَا تَرٰی قَالَ اُسْکُتْ فَلَمَّا سَوَّیْنَا عَلَیْہِ التُّرَابَ اَتَیْنَا اِبْنَتَہٗ

عہ حلیۃ الاولیا

فقلنا ما كان عمل ابيك فقالت وما رأيتم فاخبرناها فقالت كان يقوم الليل
خمسين سنة فاذا كان السحر قال اللهم ان كنت اعطيت احدا من خلقك الصلوة
في قبره فاعطنيها فما كان الله ليرد ذلك الدعاء یعنی سنان نے والد سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اونھون نے واللہ مین نے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص
تھا یہ شک محمد بن سنان راوی کا ہی لیکن جبکہ اوپر ہمنے مٹی برابر کر دی ایک اینٹ نکل پڑی پس مین نے دیکھا
کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہین پس مین نے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اوس نے چپ رہ
پس جب ہمنے مٹی ڈال دی لوٹ کر اونکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے تمھارے والد کونسا
عمل کرتے تھے اونھون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اونکو اس واقعہ کی خبر دی اونھون نے کہا پچاس برس سے تمام رات
قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے ای اللہ اگر تو نے کسیکو مخلوق اپنی سے قبر کے اندر نماز عطا کی ہو پس مجھکو
عطا کرنا پس نہ تھا اللہ کہ رد کر دیتا اس دعا کو انتہی اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی مین روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے اور رسی درمیان دو کھمبون کے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہی لوگون نے
عرض کیا کہ زینب نماز پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھول ڈالو چاہیے کہ نماز
جبتک نشاط رہے پڑھے جب تھک جاوے بیٹھ جاوے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ تمام رات نماز پڑھنا
ممنوع نہین بلکہ جب آدمی کی طبیعت کسلمند ہو جاوے اوس وقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہی
غرض جہان ممانعت ہی وہان مطلق ممانعت نہین ہے اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہی وہان وقت
نشاط تک امر دی ہی مطلقاً کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کر دینا ہی اور بے دلیل الزام
دینا ہی حالانکہ دعوای بے دلیل قبول خرد نہین باقی رہا جواب حدیث عبد اللہ بن عمرو اور
جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے واسطے آپکے بکار اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو کا
جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حال سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرتے تھے
ہین اوسکی مداومت پر قادر نہونگے پس ہدایت کی اونکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ
اونکے نفس کے لیے اوپر حق ہی اور اونکی اہل کا اوپر حق ہی اور یا نیز یہ کہ جب ایسا کرینگے تو آنکھین ضعیف

ہوجاینگے اور بدن نحیف ہوجائیگا پس دلالت کی اس امر نے کہ سعی کرنی عبادت مین اس طور سے
کہ ملال خاطر اور کسل طبع کی مورث ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہوجاے تو ممنوع ہے اور دلالت اسکی
مطلق منع پر نہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ اونھون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہونیکے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور اپنے اوپر
اونھون نے اوس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسیواسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اونکو زجر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقہ پر مین ہون اوسکو
حسن نسمجھے جیسا کہ ان لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی اونمین سے نہین جو
میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اس حدیث مین اس امر کی کہین دلالت نہین کہ جب آدمی
حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے
مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہوگی انتہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نکرنیکا باعث یہ ہے جو اسی کتاب مین لکھا ہے کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیونکو اتنی طاقت نہین
لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت اونکے اور بوجہ ترحم کرنیکے اوپر اتباع اپنے کے ترک کرتے تھے تاکہ
لوگ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہون اور دلالت کرتا ہے اسپر قول عائشہ رض کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حالانکہ اوس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اسکے کہ لوگ عمل کیا
کرنے لگین پس فرض ہوجاے اونپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداود وغیرہما نے اور تحقیق ترک
کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے خوف اسکے
کہ لوگونپر فرض ہوجائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداود وغیرہ نے عائشہ رض سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رض پیچھے آپکے برتن پانی کا لیکر کھڑے
ہوئے پس فرمایا کیا ہے یہ اے عمر رض کہا پانی آپکے وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا مین کہ جب پیشاب

کرون وضو کر لیا کرون اور اگر نہ کرتا مین تو سنت ہو جاتا اور امثال اسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے
دوسرے اعتراض کا جواب اقامۃ الحجہ مین یہ لکہا ہی فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ الْمُجَاهَدَاتِ مِمَّا لَا يُعْقَلُ وُقُوْعُهَا
كَخَتَمَاتٍ فِي يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَّكَاَدَاءِ اَلْفِ رَكْعَةٍ فِي لَيْلَةٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ قُلْتُ فِي وُقُوْعِ مِثْلِ
هٰذَا وَاِنِ اسْتُبْعِدَ مِنَ الْعَوَامِّ لٰكِنْ لَّا يُسْتَبْعَدُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ
اُعْطُوْا مِنْ رَّبِّهِمْ قُوَّةً مَّلَكِيَّةً وَّصَلُوْا بِهَا اِلٰى هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مَنْ
يُّنْكِرُ صُدُوْرَ الْكَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض مجاہدات کا وقوع
عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن اور رات مین اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون مین وقوع
اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہی لیکن اہل اللہ سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے
گئے ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات اور خرق
عادات کا ہو انتہی اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑہا ہوا ہی چنانچہ خود نواب صاحب امیر بھوپال کے جنکی
معترض صاحب بہت سند لاتے ہین کشف الالتباس مین لکھتے ہین صاحب تبصرہ نے فرمایا ہی کہ علمای متاخرین
امامیہ نے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہی کہ ایک شخص نے واسطے تضحیک مذہب ابو حنیفہ کے نبیذ سے
وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب اول مین مذکور ہی انتہی حاصلہ و لہذا ابلا علی
نے انکار شدید کیا ہی قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منظور ہو کتاب
اقامۃ الحجہ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین
اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتین اونکی کہ جنکے دیکھنے سے
آنکھوں کو نور اور دل کو سرور ہووے کچھ حالات دیگر اپنے دین کے بیان کرتے ہین ؎ اگر بمدح و ثنا کسی ستودہ شود
تو آن کسی کہ ستودہ بہ تست مدح و ثنا + امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسما مین لکھتے ہین کہا
ابو نعیم نے تہا امام ابو حنیفہ رح اچھی صورت والے عمدہ لباس والے عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب مدارات
کرنے والے اپنے بھائی مسلمانون سے تہے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر امیر المؤمنین کے پاس گیا پس کہا
اونھون نے آپنے کس سے علم حاصل کیا کہا مینے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے اونھون نے

عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رض سے پس کہا ابو جعفر نے خوب علم
واثق حاصل کیا اور ایکدن امام ابو حنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص اسوقت مین تمام
دنیا کا عالم ہو اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہو کہ کہا اونھون نے میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہین دیکھا
اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کہ کہا اونھون نے امام ابو حنیفہ بڑے صاحب وقار تھے ایکدن ہم جامع مسجد مین
تھے پس ایک سانپ اونکی گود مین اوپر سے گر پڑا پس واسطے اوسکے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے اونھون نے
سانپ کو جھاڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نکیا اور روح بن عبادہ سے روایت ہو کہ مین سنہ ڈیڑھ سو ہجری مین
ابن جریج کے پاس تھا پس خبر انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہونچی پس انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور نہایت
غمگین ہوے اور فرمایا کیسا بڑا عالم اوٹھ گیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ مین اپنے والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ کے
واسطے دعا مانگتا ہون اور تحقیق مینے اونسے سنا ہی فرماتے تھے کہ مین حماد کیواسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا
مانگتا ہون اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کہا اونھون نے دیکھا مینے مسعر بن کدام کو امام ابو حنیفہ کے حلقہ مین
کے ساتھ بیٹھے ہوے اونسے سوال کرتے تھے اور فائدہ اوٹھاتے تھے اور نہین دیکھا مینے کسیکو کبھی کہ اونسے فقہ مین امام ابو حنیفہ سے
عمدہ کلام کیا ہو اور وکیع سے روایت ہو کہ نہین ملا مین زیادہ فقیہ بنسبت ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے زیادہ اچھے نماز پڑھنیوالے اور نضر بن
شمیل سے روایت ہو کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر تھے یہانتک کہ ہوشیار کردیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھ درس کے جو بیچ
اونکا اور ملخص کیا اوسکو اور بیان کردیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت ہو کہ تمام آدمی فقہ مین امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہین
اور جعفر بن ربیع سے روایت ہو کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس رہا پس کسیکو مینے اونسے زیادہ خاموش نہین
پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کے بہتے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہو کہ ہمارے وقت مین
کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہین آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رح
ایک رکعت مین رات گذارتے اوسمین قرآن ختم کر دیتے اور اسد بن عمرو سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز
عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت مین قرآن ختم کرتے تھے اور اونکے رونیکی آواز
سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اونکے اوپر رحم کھاتے تھے اور شمار کیا گیا ہو کہ اونھون نے قرآن کو جس جگہ وفات
پائی ہی سات ہزار مرتبہ پڑھا ہو اور مسعر بن کدام سے روایت ہو کہ مین ایکرات مسجد مین گیا پس دیکھا مینے

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس امجھی معلوم ہوئی مجکو قرارت اوسکی پس پڑھی ایک منزل کہا مینے اب رکوع کریگا
پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر السبعی وہ شخص پڑھتا رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین کل قرآن ختم کر دیا پس دیکھا
مینے تو وہ امام ابو حنیفہ تھے اور زائدہ سے روایت ہے کہ مینے امام ابو حنیفہ رح کے ساتھہ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی
اور لوگ چلے گئے اور مجکو اونہونے نہین جانا کہ مسجد مین ہے اور مینے ارادہ کیا کہ ایک مسلہ اونسے دریافت کرونگا
پس کھڑے ہوئے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کہ اس آیت تک پونہچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا
عَذَابَ السَّمُومِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہانتک کہ موذن نے صبح کی اذان کہدی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح نے تمام رات اس آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اوسیقدر خیرات کرتے اور جسوقت
نیا کپڑا پہنتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب اونکے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
دو چند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح بڑے امانتدار تھے اور
ہر شی پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اونپر پڑتین برداشت کرتے تھے اور
قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اوس
شخص پر جو اونکے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیون پر تھے اور بغداد کی طرف مال تجارت
روانہ کرتے تھے اوسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اوس سے اپنے مشایخ محدثین
کی حوائج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اونکو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوائج مین صرف
کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعالی کی اسلیے کہ مینے تمکو اپنے مال سے کچھہ نہین دیا ہے اللہ تعالی تمہارے واسطے میرے
ہاتھہ پر نفع بخشتا ہے پس رزق اللہ مین کسی غیر کو قوت نہین اور ابو یوسف رح سے روایت ہے کہا اونہون نے امام ابو حنیفہ رح سے
کسی حاجت سے سوال نہین کیے جاتے تھے مگر اوسکو پورا ہی کر دیتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا
اونہون نے کہ مینے سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح غیبت سے بہت بعید تھے نہین سنا مینے اونکو نہین سنا
کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی بھی غیبت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقلمند ہین اپنی نیکیون پر اوس شی کو مسلط

نہین ہونے دیتے جو اونکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہی کہا اونہون نے اگر امام ابو حنیفہ رح کی عقل نصف اہل ارض کی عقل سے وزن کیجائے تو انکی عقل اونکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل پوتے امام صاحب سے روایت ہی کہا اونہون نے ہمارے یہان ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اوسکے دو خچر تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک نے اوسکو پیر سے روند کر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رح کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسنے اوسکو مارا ہی اوسکا نام عمر ہوگا پس دیکھا تو جیسا اونہون نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن سالم بغدادی سے روایت ہی کہا اونہون نے امام ابو حنیفہ رح قاضی ہونے پر جبر کیے گئے پر قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے اور اونکو ترحم آتا اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی ابو یحیی حمانی اور ہشیم بن بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی بن عاصم اور یحیی بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقزی اور ہوذہ بن خلیفہ اور ابو عبد الرحمن المقری اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسرون نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح اور ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت ہی کہا اونہون نے بھاری جسم والا مینے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہین دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ اونسے دیکھا جب مین اونکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن اونہین کی لغت مین نازل ہوا ہی اور امام شافعی سے یہ بھی روایت ہی کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کسیکو نہین دیکھا اور اونہین سے روایت ہی کہ مینے جسیم آدمی کی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہین دیکھا اور اونہین سے روایت ہی کہ جب امام محمد کسی مسئلہ مین گفتگو کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی نہ کسی حرف کو مقدم کرتے اور نہ موخر اور اونہین سے روایت ہی کہ امام محمد آنکھ اور دل کو بھر دیتے تھے اور انہین امام شافعی سے روایت ہی کہ مین امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے کتابون کا مالک ہوا ہون اور یحیی بن معین سے روایت ہی کہ مینے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہی کہ مینے کوئی کتاب اللہ کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہین دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہا اونہون نے مینے امام احمد سے کہا کہ آپکے پاس یہ مسائل دقیق کہان سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابون سے تھا امام شافعی نے کسیکو مینے نہین دیکھا کہ اوس سے کوئی مسئلہ جسمین اعتراض ہو دریافت کیا جاوے اور اوسکے چہرہ پر تغیر معلوم ہو

مگر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے قلب پر نور ڈالا ہی اسکو
معصیت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب مین امام مالک کے پاس گیا پس سُنا کلام میرا اور ایک ساعت
میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمہارا نام کیا ہی مینے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور معاصی
سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے ثقہ مینے کسیکو زیادہ عقیل شافعی سے
نہین دیکھا اور کہا حمیدی نے سردار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہین اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا
کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علمای حجاز اور یمن اور
مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اونھون نے
ذکر کیا اون لوگونکو جنھون نے اونسے روایت کی ہی اور فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی
وغیرہ کے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد مین اللہ تعالی نے علم اولین ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور ہیثم
بن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون مین کہ میری عمر سے کم ہو جاے اور امام احمد کی عمر مین زیادتی
ہو جاے اور امام ابو حاتم سے حال امام احمد اور علی بن مدینی کے سوال کیے گئے کہا حافظہ مین دونون قریب ہین
امام احمد فقیہ زیادہ [illegible] عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث مین میرے موافق ہو جائین تو
پرین پروا نہ [illegible] شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے مینے امام احمد
[illegible] سے زیادہ عقیل کسیکو نہین دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تم کسیکو دیکھے
[illegible] سنا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ
[illegible] سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سُنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اونکے شیخ عبد الرزاق
یحیی بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داود وغیرہم نے اور کہا
[illegible] نے اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسیکو
[illegible] امام مالک پر ترجیح نہین دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہین درمیان مشرق اور مغرب کے کوئی
[illegible] احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی کہ
کوئی کتاب اکثر صواب کی موطای مالک سے نہین کہا علما نے [illegible] امام شافعی سے قبل موجود

صحیحین کے کہا ہی اور وہ دونون موطا سے باتفاق علما زیادہ صحیح ہین اور امام مالک تبع تابعین سے ہین روایت
کی اونسے ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم نے
اور محمد بن دبدویہ سے روایت ہی کہ سنا مینے امام بخاری سے کہتے تھے کہ مین ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
غیر صحیح یاد رکھتا ہون اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہی کہا نہین دیکھا مینے کسی خراسانی کو
زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ جاننے والے حدیث کے امام بخاری ہین اور زیادہ حافظ حدیث کے ابو زرعہ
ہین اور وہ اکثر اونکے ہین حدیث مین اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہی کہ بصرہ مین مثل بخاری کے کوئی
نہین آیا اور جب امام بخاری بصرہ مین داخل ہوئے کہا اونھون نے آج سید الفقہا داخل ہوئے اور محمد بن عبداللہ
ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہی کہ ہمنے مثل امام بخاری کے نہین دیکھا اور ابو عیسی ترمذی سے ہمکو روایت
پہونچی ہی کہ مینے علل اور تاریخ اور معرفت اسانید مین عراق اور خراسان مین کسیکو نہین دیکھا اور روایت
کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ اونھون نے امام بخاری سے کہا کہ نہین بغض رکھیگا تمسے مگر حسد کرنیوالا اور مین
گواہی دیتا ہون کہ مثل تمہارے دنیا مین نہین اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پہونچی ہی کہا اونھون نے
نہینے آسمان تلے زیادہ جاننے والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہین دیکھا اور بغداد
اوستاد اونکے محمد بن عیسی طباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران اونکے ہین اور روایت کی
اونسے ابو الحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسی ترمذی اور ابو عبدالرحمن نسائی وغیرہم
انتہی مختصراً اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَتَلَمَّذَ لَهُ كِبَارٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ
وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْاِمَامُ مَالِكُ بْنُ
اَنَسٍ انتہی وَمِنْهُمْ دَاؤُدُ الطَّائِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَدْهَمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ
مِنْ اَكَابِرِ السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی کہا ابن حجر نے شاگرد
امام ابو حنیفہ رحمہ کے بڑے بڑے ایمہ مجتہدین اور علماے راسخین مثل عبداللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور
امام مالک کے انتہی اور اونہین سے داؤد طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ
ہین انتہی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام شافعی امام مالک

ین اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہین اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد
ہین اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہین ٥ امام اعظم کے شاگرد و ہین شاگرد بھی شاگرد
شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہین جسکو امام ابو حنیفہ سے
یا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو اسیطرح عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی
ہون بھی امام صاحب کے شاگرد ہین امام بخاری و مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
امام ابو یوسف کے امام احمد و امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہین غرض عاقل کے واسطے اتنا
اور متعصب اور بد دین کے واسطے اگرچہ کتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ گائے جائیگا
ہی سے باز نہ آئیگا ٥ ہر ایک راہ پر گھامتثال نلبش کژدم + ابھی کچھ فہم کو سیدھا نہ پایا + اور خیرات احسان ہین
ے امام شافعی بغداد مین داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتین پڑھین اوسمین رفع یدین نکیا
روایت ہے کہ دو رکعتین صبح کی تحیت اوسمین قنوت نہ پڑھا کسی نے کہا کیا امر ہے فرمایا بسبب ادب اس امام کے
ہر کر وہمین مخالفت اونکی حضور مین اور تلمذ کیا اونسے بڑے مشایخ ایمہ مجتہدین اور علمای راسخین کے
مثل عبداللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدم اور زہد پر اجماع ہے اور مثل امام لیث بن سعد اور
م مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہین تجھکو یہ ایمہ اور مثل امام مسعود بن کدام اور زفر اور ابو یوسف
وغیرہم کے اور جب عبداللہ بن مبارک کے پاس اونکا ذکر ہوا کسی شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا پیش ہوا
کی گئی تو اوس شخص نے اوس سے اعراض کیا اور جب ابو حنیفہ مقتدی ہوئے ہم ... ... [illegible]

... [illegible] ... ہو ... [illegible]

ن ایسا ہی کیا امام حسن ... رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوئے
حنیفہ رحمہ اللہ سامنے دعوت کرنے ... طرف مذہب اپنے کے مگر بسبب ... کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ین طرف ... تاکہ دعوت کرین لوگونکی طرف مذہب اپنے کے پس جگہ ہوا اونکا اون تقسیم کیا خزانے خدا کو
... کے اور جانا کہ یہ مرحمتی اللہ پر پس دعوت کی آدمیونکی طرف ... تک کہ ظاہر ہوا مذہب ...
اور کثیر ہوئے معتقدین اونکے اور رسوا ہوئے حاسد اونکے اور ... اللہ ...

تصدیق کیا بہرہ وافی اونکے مقلدین مین پس مستعد ہوئے وہ ساتھ لکھنے اصول او فروع مذہب اونکے
تر سنے منقول او معقول او سکے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہو گیا وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فقہ ائمہ مین اور تاید
اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت والد امام صاحب کے صغر سنی مین حضرت علی رضہ کی
مین لائے گئے پس حضرت علی رضہ اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو
جو کچھ لیے گئے اسی دعا کی برکت سے دیے گئے اور کمال تقوی اونکے سے ہی کہ او نھون نے بکری کا گوشت
چھوڑ دیا جبکہ سنا کہ ایک بکری کوفہ مین گم ہو گئی ہی یہانتک کہ اوسکی موت کا اعلام ہو گیا اور وہ شخ
طریقیون اونکے سے حد مناقب انکے کا اوس سے نہین ہی بلکہ یہ بیان ایک قطرہ اوس سمندر کا ہی جسکا
پتا نہین اور او نھون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی ہین کہا گیا ہی او کسی شخص نے انکو
قوی کیا ہی کہ اسنے اللہ کے ساتھ اسما دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین اول محمد رسول اللہ الآیہ تمام
اور دوسری ثم انزل علیکم من بعد الغم الآیہ سورہ آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارا
اعتقاد رکھنا کہ ہر ایک ائمہ مجتہدین اور علمای عالمین سے ہدایت اور رضای الٰہی پر ہین اور سب جو
حالات مین باتفاق ائمہ نقل اور برہان اور تحقیق روایت کی ہی بیہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
جو چیز تمکو کتاب اللہ دی جاوے تو عمل کرو اوسکو عذر اوسکے ترک کرنے پر نہین پہونچتا پس اگر کتاب مین نہ
اختیار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے اصحاب کہین کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارونکے ہین آسمان
ایت پا جاؤگے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطے تمہارے رحمت ہی
امام ابو یوسف نے نہین دیکھا کسیکو زیادہ جاننے والا تفسیر حدیث کو امام ابو حنیفہ رح اور تھے وہ زیادہ
مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رح نے وہ کام کیے کہ دوسرا اوس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اونکے
اور یہ سنت اللہ کی ہی اپنی مخلوق مین ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور بسبب وقت کے
کے مزنی شاگرد امام شافعی کے اونکے کلام کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اونکے بھانجے امام
اسی بات نے برانگیختہ کیا کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا **فصل بارھوین** امام
ابو حنیفہ رح ابن عباس کے بعد وہ الوہیت کے متاز تھے اور وہ صفات بہت ہین بعض انکے

یہ ہین کہ اونھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہی اور صحت کو پونہچا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقہ سے کہ فرمایا آپ نے خوشخبری ہو اوسکو جسنے مجھکو دیکھا اور اوسکو جسنے میرے
دیکھنے والونکو دیکھا اور بعض اون صفات سے یہ ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اوس قرن مین پیدا ہوئے ہین کہ گذر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہی پھر جو لوگ کہ اوسکے متصل
ہین اور روایت مسلم مین ہی کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہی جسمین مین ہون پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اون
صفات سے وہ ہین کہ اونھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا
تو امام ابو حنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اونکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا
کرتے تھے مناسک حج کے امام ابو حنیفہ رح سے لکھلو کیونکہ مین اونسے زیادہ جاننے والا فرائض اور نوافل حج کا
کسیکو نہین جانتا پس نظر کر تو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اون
صفات سے روایت کرنا اکابر شیوخ اونکے وغیرہم کا اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات سے
ہے ہونا اونکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسیکے بعد اونکے نہین ہوئے چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص
نے ایک شخص وکیع کے خطا کی امام ابو حنیفہ رح نے پس جھڑکا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہی
کیونکر وہ خطا کرتے حال آنکہ اونکے پاس ائمہ فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ائمہ
حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اونکا اور ائمہ لغت اور عربیت کے اور شمار کیا اونکو اور ائمہ زہد اور تقوی کے
مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر خطا بھی
کرتے تو وہ اونکو حق کی طرف لوٹاتے اور بعض اون صفات سے یہ ہی کہ وہ اول اون لوگونکے ہین کہ
جھونے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابونکی ترتیب دی جیسا کہ آجکے دن موجود ہی اور اتباع
کیا اونکا امام مالک نے موطا اپنے مین اور جو پہلے اونکے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
اول اون لوگونکے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط کیا رکھی ہی اور بعض اون صفات سے
منتشر ہونا مذہب اونکے کا اون اقالیم مین کہ سوای اوسکے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سند اور روم
اور ماوراء النہر کے اور بعض اون صفات سے خرچ کرنا اپنے نفس پر اور علما وغیرہم پر اپنے ہاتھ کا مال اور

نہین قبول کرتے تھے کسیکی بحث شیوہ اور متواتر ہونا کثرت سے ... اور اعتماد وغیرہ اونکی کا اور
امام شافعی نے امام مالک سے چند لوگونکا حال دریافت کیا پس اونہ ... یا پھر پوچھا کہا امام شافعی نے
حال امام ابو حنیفہ رح کا امام مالک نے کہا سبحان اللہ لم ار مثلہ تاللہ یعنی قسم ہے اوس خدای پاک
کی کہ مثل ابو حنیفہ رح کے ہمنے کسیکو نہین دیکھا اور کہا ثوری نے اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے
آیا اور اوسنے اوس سے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے آیا ہون بلکہ زمین والونکے بڑے فقیہ کے
پاس سے آیا ہون اور کہا ثوری نے جو شخص امام ابو حنیفہ رح کی مخالفت کرتا ہے وہ محتاج اس امر کا ہے کہ اونسے
علم مین اعلی ہو اور کہا گیا اوس سے جبکہ اونکے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رح کے کتابین دیکھی کہا آپ اسکو
دیکھا کرتے ہین کہا مین دوست رکھتا ہون کہ میرے پاس کل کتابین اونکی ہون اور کہا ابو یوسف نے
ثوری مجھسے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہین اور کہا امام احمد نے اونکے حق مین کہ وہ اہل علم
اور اہل تقوی اور اہل زہد سے ہین اور اختیار کرنیوالے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ [illegible]
نہین پائیگا اور خطیب نے بعض ائمہ زہد سے نقل کیا ہے کہ کہا اونہون نے اہل اسلام پر واجب ہے کہ [illegible]
امام ابو حنیفہ رح کے واسطے دعا مانگا کرین کیونکہ اونہون نے حدیث اور فقہ کو اونکے واسطے محافظت [illegible]
ہے اور کہا مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رح اپنے زمانہ والون سے زیادہ عالم ہین اور کہا یحیی بن [illegible]
نہین سنا ہمنے مستحسن اور صواب زیادہ رای امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا عیسی بن یونس نے مت تصدیق
کرنا تم کسیکے برا قول کہنے مین امام ابو حنیفہ رح کے حق مین قسم ہے خدا کی کوئی اونسے افضل اور فقیہ زیادہ نہین
دیکھا اور کہا معمر نے کسیکو مینے نہین دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ مین کلام کرتا ہو اور زیادہ عمدہ شرح
کی کرتا ہو امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا امام حافظ نقاد یحیی بن معین نے فقہا چار ہین ابو حنیفہ رح اور سفیان
ثوری مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی ہے اسی پر پایا مینے لوگونکو اور سوال کیے گئے سفیان بن عیینہ
امام صاحب کے حال سے کہا تھے ثقہ بڑے سچے فقہ اور حدیث مین امانت دار دین اللہ مین اور کہا عبد اللہ
ابن مبارک نے دیکھا مینے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رح کی رکاب پکڑے ہوئے دیکھا اور کہتے تھے
قسم ہے خدا کی مینے کسیکو نہین دیکھا فقہ مین آپ سے زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور نہ زیادہ حاضر جواب آپ سے

بیان کلام امام ابو حنیفہ

شیکو اور آپ سردار اون لوگونکے ہین جنہون نے فقہ مین تمہارے وقت مین گفتگو
کرتے والی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا حافظ عبد العزیز نے ابو رواد کہ جو شخص دوست
رکھے امام ابو حنیفہ کو پس وہ سنی ہے اور جو بغض رکھے اوس سے پس وہ بدعتی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ درمیان ہمارے اور درمیان
لوگونکے امام ابو حنیفہ رح ہین پس جو شخص اونکو دوست رکھیگا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہے
اور جو شخص بغض رکھیگا اوس سے جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت ہے اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابو حنیفہ فقہا
مثل قطب چکی کے ہین اور مثل اوس صراف کے ہین جو کہ سونے کو پرکھتا ہے اور کہا حافظ محمد بن میمون نے نہین تھا
زمانہ امام ابو حنیفہ رح مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقیہ
اوس سے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجھکو بعوض سننے میرے اوس سے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک
داؤد طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارہ ہے کہ راہ چلنے والا اوس سے ہدایت پاتا ہے اور علم ہے کہ قبول کرتے ہین
اوسکو دل مومنونکے اور کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف
صحابہ کے پھر اونسے طرف تابعین کے پھر طرف امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے سے پس جسکا جی چاہے غصہ
ہو جاوے اور کہا گیا واسطے بعض ائمہ کے [illegible] تخین کی مدح خاص
کرتے ہو اور کی تعریف نہین کرتے کہا اونہون نے اسلیے کہ جیسا [illegible] نکا مقید اور سبکے
کہ نفع پایا لوگون نے اونکے علم سے پس خاص اونہین کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہون تا کہ [illegible] واسطے
دعا کرنے مین رغبت کرین اور روایتین ائمہ کی سوا اسکے بہت آئی ہین اور منصف کے واسطے اسکا بعض بس
کافی ہے اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنیکو شب مین کسی وقت مگر دیکھا مینے امام ابو حنیفہ کو طواف
کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رح جب اتکو نماز پڑھتے تھے تو بوریے پر آنسو اونکے گرتے مثل بارش کے آواز
سنائی دیتی تھی اور علامت رونے کی اونکی آنکھون اور اونکے رخسارونپر معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ رح
اپنے بعض جلیسونپر کپڑے خراب خستہ دیکھے تو حکم کیا اونکو کہ بیٹھے رہین یہانتک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا
اوس شخص سے جو مصلے کے نیچے ہے اوسکو لیلو پس وہ شخص [illegible] لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوا اور جب انکے
لڑکے حماد سورۂ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو [illegible] فرمائے اور ایک روایت مین ہے کہ ہزار درہم

سے کے جیسا کہ وہ اونکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادای حاجات کی
نیت ہی جانتے ہو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضای حاجات
مین اونکو وسیلہ گردانتے ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اونسے مروی ہی فرمایا
اونھون نے مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت
مجھکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت پڑھتا ہون اور اونکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر
سوال کرتا ہون تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو
ننانوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی پس دل مین کہا اگر ایکی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب
سے نجات دے پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ نے اور ابو معافی فضل بن خالد سے روایت ہی کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مینے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے
علم کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگونکو احتیاج پڑتی ہی اور مسدد بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکہ مین درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کوفہ مین نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہین
مین اونکا علم اخذ کرون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم پر
وہ شخص اچھا ہی اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذاہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو بوجہ تمسک برای کے خارج کرینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ رح
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک جو سے تھے ہین انتہی ملخصًا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان سے
تعیین مذاہب اور تقلید ایمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدونکو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہین رہی
ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویای صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت ٹھہرینگے
حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
تینون ایمہ مجتہدین پر ثابت اور محقق ہو گئی اور درباب استنباط مسائل اور احکام شرعی کے انکو کسقدر

احتیاط تھی اور زہد و اتقا میں آپکا کتنا بڑا رتبہ ہوا کہ آجتک مثل اونکا نظر نہیں آیا کہ قطع نظر تابعی ہونے کے
اسقدر فضائل و کمالات کسی میں نہ تھے اس امت محمدیہ پر اونکا بہت بڑا تفضل و احسان ہے اور پھر باہمہ
علم مناقب محاسن اجتہادی اونکے کے اونکو نہ ماننا اور برا ... ہوگا ...
اونکا ایک ... بجز نقصان ... ہو پائیگا بلکہ معترض اور طعنہ زن اوسکا ...
ہو جائیگا ؎ مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند ہر کہ راچہ جرم خاصیت سگ ہمین بود اور تبییض الصحیفہ
مین امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ خطیب نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہے کہا اونھون نے
سنا مینے عبد اللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عز وجل میری امداد نہ کرتا امام ابو حنیفہ رح اور امام سفیان کے
واسطے سے تو مین مثل عوام آدمیون کے ہوتا اور روایت کی گئی ہے محمد بن عبد الجبار سے کہ قاسم بن معن بن
عبد الرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے غلام ہو کہا نہین بیٹھے آدمی کسی کے پاس
کہ زیادہ نفع اوٹھایا ہو مجلس امام ابو حنیفہ رح سے اور خطیب نے احمد بن صباغ سے روایت کی ہے کہا سنا مینے
امام شافعی کو کہا اونھون نے امام مالک سے کہا گیا تمنے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے کہا ہان مینے ایسے شخص کو دیکھا ہے
کہ اگر تمسے کلام کرے اس ستون کے کہ وہ سونے کا ثابت کرے تو اوس شخص کی حجت سے سونے کا ہو جاے
اور خطیب نے محمد بن سعد کاتب سے روایت کی ہے کہا سنا مینے عبد اللہ بن داود کو کہتے تھے اہل اسلام پر
واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ کیواسطے اپنی نماز دعا میں مانگا کرین اور خطیب نے ... سے روایت
کی ہے کہ ... شداد بن حکیم سے سنا کہتے تھے نہین دیکھا مینے زیادہ ... ابو حنیفہ سے اور خطیب نے
یحیی بن معین سے روایت کی ہے کہا سنا مینے یحیی بن سعید القطان کو کہتے تھے نہین سنی مینے کوئی
رای امام ابو حنیفہ سے اور بہت اکثر اقوال اونکے اخذ کیے ہین کہا یحیی بن معین نے کہ یحیی بن سعید فتوی
کوفیونکا لیا کرتے تھے اور کوفیون مین امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور اونکی رای کا اتباع کیا کرتے
اور یحیی بن نضر سے خطیب نے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ اکثر قرآن شریف کو رمضان مین ساٹھ
پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو رواد سے کہ آدمی امام ابو حنیفہ کو برا کہنے والے دو قسم ہین ایک
جاننے والے اور دوسرے اونکے حال سے ناواقف اور میرے نزدیک ناواقف اونمین اچھے ہین اور محمد بن جعفر

حسن سے اونھون نے سلیمان سے روایت کی ہی کہا اونھون نے اس حدیث کی تفسیر مین کہ نہین قائم ہوگی قیامت
یہانتک کہ ظاہر ہو جاے علم وہ علم امام ابو حنیفہ کا اور تفسیر آثار کی ہی اور بشر بن موسی سے روایت ہی کہا اونھون
نے ہمسے حدیث ابو عبد الرحمن مقری نے بیان کی اور جب وہ امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کرتے
تو کہتے ہمسے حدیث شہنشاہ نے بیان کی اور ابو غسان سے روایت ہی کہا سنا مینے اسرائیل سے کہتے تھے
نعمان اچھے شخص ہین اور ترلوگ احکام کو خوب یاد رکھتے ہین اور خوب سمجھتے ہین اور اونکا خلفا اور
وزرا اور امرا نے اکرام کیا اور مسعر کہتے تھے جو شخص امام ابو حنیفہ کو درمیان اپنے اور درمیان خدا اسکے
رکھیگا مین امید کرتا ہون کہ پھر وہ کچھ خوف نکریگا اور اسمعیل بن عیاش سے روایت ہی کہا سنا مینے
اوزاعی اور عمری سے دونون کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مشکلات مسائل کو سب سے زیادہ جانتے ہین اور وفات
اونکی بغداد مین ہوئی اور مقبرہ خیزران مین مدفون ہوئے اور قبر اونکی اوس جگہ مشہور ہی زیارت کیجاتی ہی
اور حافظ جمال الدین مزی نے تہذیب مین کہا ہی کہ نماز اونپر چھہ بار پڑھی گئی اور دفن ہوتا عصر بسبب
ازدحام کثیر کے قدرت نہوئی انتہی ملخصًا اور امام جزری نے جامع الاصول کی دسوین جلد مین لکھا ہی
کہ امام ابو حنیفہ کی نزاہت پر دلالت کرتا ہی پھیلا دینا اللہ کا ذکر اونکے کو تمام جہان مین اور علم اونکے کو
روی زمین پر اور اخذ کرنیکو ساتھ مذاہب اور فقہ اونکی کے اور رجوع طرف قول و فعل اونکے کے اور یہ امر الہی اور رضاء الہی
جسکی اللہ تعالی نے توفیق دی ہی تو خدا تعالی اہل اسلام کو اسپر جمع نکرتا اور اونکی تقلید پر اور عمل کرنے
پر ساتھ رای اور مذہب اونکے کے لوگونکو قریب نکرتا انتہی اور دراسات اللبیب مین ہی کہ مین کہتا ہون
زیادہ تر قوی دلیل اونکی جلالت شان کی یہ ہی کہ ہزارہا عارف سند اور ہند اور ماوراء النہر وغیرہ کے
واصل بخدا بوجہ عمل کرنے کے فقہ اونکی پر ہوگئے انتہی اور کشف المحجوب مین ہی کہ معاذ رازی نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مین آپکو کہان طلب کرون فرمایا نزدیک
فقہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے انتہی اور تعلیق ممجد مین جناب مولانا بحر العلوم ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب
دام بالافاضات نے لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ کے بیان مناقب جمیلہ سے عقل انسان کی عاجز ہی اور اونکے
مناقب مین ایک جماعت نے علمای مذاہب متفرقہ سے کتابین تصنیف کی ہین اور نہین طعن کیا ہی اونپر

جامع الاصول جلد دہم
دراسات اللبیب صفحہ ۲۰۳
کشف المحجوب
تعلیق الممجد

مگر بڑے متعصب اور بڑے جاہل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوسپر اونکے مناقب کی کتابین جو اوسکے علمای مذہب نے تصنیف کی ہین پیش کرینگے اور اوسکو وہ مناقب امام صاحب کے جو اوسپر مخفی ہین دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ تصنیف کی ہی اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہی اور ذہبی نے اونکو تذکرہ حفاظ مین درج کیا ہی اور اونکی مدح کی ہی اور ایک رسالہ اونکے مناقب مین لکھا ہی اور ابن خلکان نے اونکے مناقب اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہین اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہی اور تعریف کی ہی اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسماء مین اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہین اور اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اوسکے علمانے جو مناقب لکھے ہین اونسے اوسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبدالبر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اوسکے مذہب والے علما کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبدالہادی حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ لکھی ہی اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اوسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنادینگے اور اگر عامی لامذہب ہوگا تو وہ چوپایون مین سے ہی بلکہ اونسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہی اوسکو ہم تعزیر کا مستحق کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر درکار ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش نہین اور سوا اسکے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہونگے اور منکرین کے دل آتش حسد سے داغ داغ ہونگے ۵ اندکی با تو بگفتم و بدل ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست +

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپسمین متعارض ہین وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہی جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہی اور صحیح بھی زیادہ ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ نسبت اون حدیثونکے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہی صحیح بھی زیادہ ہین اور احتیاط بھی اونھین پر عمل کرنے مین ہی موجود ہین الخ ۱ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہی یہ محض معترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین

غیر مقلدین کے مغالطہ

کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط کی گئی ہی اور جن مسائل مین صریح حدیث موجود ہو اونمین احتیاط
اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہی معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو آپکی طلب دانی
اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر ؎ تو خود نمی شنوی بانگ دہل را رموز سر سلطان را چہ دانی
مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے سوا سو مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل
کر دیے ہین حالانکہ محققین حنفیہ اون اعتراضونکی پہلے ہی دھجیان اوڑا چکے ہین اب سنیے کہ
حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہی اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ
نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا مگر معترض صاحب کو تو حال اونکا معلوم ہو گیا ہوگا اونھون نے
صحیح حدیث چھوڑ کر کیون ایسی حدیث پر عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہی اور پھر زیادہ براں جھوٹ
طعن پر بھی کمر باندھی اور اگر ابتک قیس کی اونکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب التہذیب
مین لکھا ہی قَیسُ بنُ طَلقِ بنِ عَلِیٍّ الحَنَفِیُّ الیَمَامِیُّ صَدُوقٌ مِّنَ الثَّالِثَۃِ وَہِمَ مَن
عَدَّہٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ یعنی قیس بن طلق بڑے سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے
اونکو صحابہ سے شمار کیا ہی اوسنے وہم کیا ہی انتہی اور ترمذی مین لکھا ہی وَحَدِیثُ مُلَازِمِ بنِ
عَمرٍو عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ بَدرٍ اَصَحُّ وَاَحسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے
زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہی انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی اونکو صدوق نہ کہتے
اور ترمذی اونکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہی حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کے
اوستاد ہین اور احادیث کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح
نہ دیتے اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَحَدِیثُ بُسرَۃَ ضَعَّفَہٗ جَمَاعَۃٌ حَتّٰی قَالَ
یَحیَی بنُ مَعِینٍ ثَلٰثَۃُ اَحَادِیثَ لَم تَصِحَّ عَن رَّسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَدِیثُ
مَسِّ الذَّکَرِ وَلَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَکُلُّ مُسکِرٍ حَرَامٌ ذَکَرَہُ ابنُ الفَرَجِ وَمِثلُہٗ عَن اَحمَدَ
ابنِ حَنبَلٍ وَاِسحٰقَ بنِ رَاھُوَیہِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اوسکو ایک جماعت نے یہانتک کہ
یحیی ابن معین نے کہا ہی کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث

٤ تبیین الحقائق ... کتاب الطہارۃ

مس ذکر کی اور نہین نکاح مگر ولی سے اور ہر مسکر حرام ہی ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسکی کہی امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہی انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہی اسکو
مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتونکے اوسکو صحیح کہا ہی اور قیس بن
طلق کی حدیث کو امام طحاوی نے کہا ہی هٰذَا حَدِيْثٌ مُسْتَقِيْمُ الْاِسْنَادِ غَيْرُ مُضْطَرِبٍ فِيْ اِسْنَادِهٖ وَمَتْنِهٖ بِخِلَافِ حَدِيْثِ
الْبُسْرَةِ لِاَنَّ فِيْهِمَا اِضْطِرَابًا یعنی یہ حدیث مضبوط اسناد کی ہی نہین اضطراب ہی اسناد اور متن اوسکے مین
برخلاف حدیث بسرہ کے کہ اوسکی اسناد اور متن مین اضطراب ہی انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہی کہا
اونھون نے حَدِيْثُ طَلْقٍ عِنْدَنَا اَثْبَتُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ یعنی حدیث طلق
کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہی حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہی
اور بسرہ کی حدیث مین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بڑی گفتگو کی ہی چنانچہ خلاصہ اوسکا یہ لکھا ہی
وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيْرٍ حَدِيْثُ بُسْرَةَ مَعْلُوْلٌ وَقَالَ فِي الْاِمَامِ هُوَ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ مَعْلُوْلٌ
یعنی ہر صورت سے حدیث بسرہ کی معلول اور ضعیف ہی اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہی انتہی
اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ سے
روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو بسرہ عورت سے سوال آنکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی حدیثین اور صحابہ سے مروی ہین اون
سب مین ضعیف اور کذاب راوی بھرے ہوے ہین چنانچہ تفصیل اونکی بنایہ سے لواحق نواقض وضو سے
ملاحظہ فرما لیجیے اور اسکے قائل ہین عمر رض اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر
اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمانی اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری
اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہی **قال** مسئلہ دوم امام اعظم نماز کے اندر وضو
کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہین بنا کرنیکے قائل ہین حالانکہ اس باب مین کہ حدیث صحیح
جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین وارد ہی علی بن طلق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے **اقول** یہ محض غلط ہی کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین

استیناف افضل لکھا ہی یانی صاحب نہین جانتے پس اگر احتیاط نکرتے تو افضل کیون کہتے اور مسند احمد
مین لکھا ہی ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہی نہین جانتا مین کوئی حدیث علی بن طلق کی سوا
اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی سے اور علت بیان کی ہی اس حدیث کی
ابن قطان نے باینطور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہی اسیطرح تلخیص مین لکھا ہی انتہی اور برہان شرح
مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ بنا ہی صلوٰۃ کی حدیث ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہی اور ابن ابی شیبہ نے بھی
اور اسیطرح عمر رضا اور علی رضا اور ابوبکر صدیق رضا اور ابن عمر رضا اور ابن مسعود رضا اور سلمان فارسی رضا
موقوف روایت کی ہی اور علما او طاوس او سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی کے
عطا اور مکحول او سعید بن مسیب بھی انکے اسمین تابع ہوئے ہین اور کفایت کر لی ہی واقع ان لوگونکی
اور استیناف اسواسطے افضل ہی تا کہ خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جائے انتہی اور مسک الختام
مین ہی حاصل ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہی کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی امام احمد اور بیہقی نے کہا ہی کہ صواب مرسل ہی پس نزدیک اوس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہی جو کچھ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقض ہی اور شوکانی نے کہا ہی اس
باب مین ایک جماعت صحابہ سے روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی حدیث
مین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق مذہب اپنے کے ضعف کہدیا ہی مگر حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور علما
کے نزدیک سوای بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ بارھوین مغالطہ کے مسئلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہو چکا علاوہ اسکے اسقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین بہرحال اس
حدیث کو بھی ترجیح ہی جیسا کہ پہلی حدیث کو قوت تھی پس اسکو ضعیف کہدینا صریح مغالطہ ہی **قال**
مسئلہ سوم امام اعظم کتے کے جھوٹے باسن کو تین بار دھونیکے قائل ہین الخ **اقول** یہ حدیث منسوخ
ہی چنانچہ بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے مسئلہ پنجاہ و ہفتم کے جواب مین مفصل مذکور ہی **قال**
مسئلہ چہارم امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانیسے وضو کرنیکے قائل نہین حالانکہ اس باب مین یہ دو حدیثین صحیح
موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث ترک الوضوء مما مست النار کی حدیث

امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین واجابوا عن حدیث الوضوء مما مست النار بجوابین احدھما انه منسوخ بحدیث جابر رضی الله عنه قال کان اخر الامرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم ترک الوضوء مما مست النار وھو حدیث صحیح رواہ ابو داؤد والنسائی وغیرھما من اھل السنن باسانیدھم الصحیحة والجواب الثانی ان المراد بالوضوء غسل الفم والکفین ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انه لا یجب الوضوء باکل ما مسته النار یعنی جواب دیے اس حدیث الوضوء مما مست النار کے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ یہ حدیث منسوخ ہی جابر کی حدیث سے کہا اوںھون نے آخر دو امرون کا رسول الله صلی الله علیه وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہی اور یہ حدیث صحیح ہی روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی وغیرہ اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ مراد وضو سے دھونا منہ اور ہاتھونکا ہی پھر یہ خلاف جو ہمنے بیان کیا قرن اول مین تھا پھر علما نے اجماع کر لیا اس بات پر اسکے بعد کہ وضو آگ کی پکی ہوئی شے کے کھانے سے واجب نہین ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب مین لکھا ہی کہ اختلاف کیا ہی علما نے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین جاتا چنانچہ خلفاے راشدین ابو بکر رضہ اور عمر رضہ اور عثمان رضہ اور علی رضہ یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رضہ اور ابو الدردا اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی الله عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب انکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امرونکا رسول الله صلی الله علیه سلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے کہ جسکو آگ نے مس کیا سو انتہی پس ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی عمل ہی کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہین جاتا اور صریح حدیث ناسخ اوسکی بھی موجود ہی پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہی ہان اگر کوئی احتیاطا وضو کرے تو امام صاحب اسکو کہین منع نہین کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہین اسکا ثبوت تا ظہور قیامت تک بھی از قبیل محالات ہی ہان البتہ اعتراض لایعنی اور ایراد بیمعنی کرنا ان لوگون کی

قدیمی بات ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوا کرو تو اپنے عالمو کا اثبات
بھی لازم سمجھ لو ورنہ اس بی استعدادی پر مناظرہ مکرو ع نگفتی ندارد کسی با تو کار ٭ ولیکن چو گفتی دلیلش
بیار ٭ بلکہ خود جا بجا رمز جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخر الامرین کہتے مین غرض حنفیہ
کسی صورت سے اعتراض ممکن نہیں ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی **قال** مسالہ پنجم
امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کھانا پینا جائز ہی الخ **اقول** بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے
جواب مسئلہ بائیسوین مین مفصل ہو چکی ہی حاجت مکرر بیان کرنے کی نہیں ہی ع سخن گرچہ دلبند
و شیرین بود ٭ سزاوار تصدیق و تحسین بود ٭ چو یکبار گفتی مگو باز پس ٭ کہ حلوا چو یکبار خوردند بس ٭
قال مسئلہ ششم امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حال آنکہ یہ بات خانہ کعبہ کی
تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پڑھی جاوے
سات جگہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی اِلَّا اَنَّہٗ یُکْرَہُ لِمَا فِیْہِ
مِنْ تَرْکِ التَّعْظِیْمِ وَقَدْ وَرَدَ النَّھْیُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی مگر مکروہ ہی
بسبب اسکے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اوس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
انتہی اسیطرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث نہی کو باب
کراہیت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع مین نماز مکروہ ہی البتہ
اگر حنفیہ بلاکراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسیطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام
مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ
ترمذی نے لکھا ہی حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ اِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِذَاکَ الْقَوِیِّ وَقَدْ تُکُلِّمَ فِیْ زَیْدِ بْنِ جُبَیْرَۃَ
مِنْ قِبَلِ حِفْظِہٖ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہیں اور تحقیق زید بن جبیرہ مین کلام کیا گیا ہی
باعتبار حافظہ اونکے کے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت ہو پہنچانی چاہیے تھی اور پھر
یہ دیکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلاکراہت اونکے نزدیک جائز ہو

یا نہیں معترض صاحب نے سبکو بالای طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا مُنہ بڑی بات دخل
در معقولات نہ ہونے تو طیار اور عقل و فہم یہ کچھ کہ ضعیف حدیث کو بھی صحت گردانکر اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہین یہ سب کج فہمی اور نا انصافی آپکی لامذہبی کی بدولت حاصل ہوئی ہے ؎ ہر خس و خار کہ برا
نمودی از و ✚ آخر ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ✚ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث
چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابونکے مسائل کو بُرا جانتے ہین بلکہ بعضونکو
انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطہ کو معترض صاحب نے حنفیہ کیطرف کیون نسبت کیا خود
مردود مسائل لکھدیے ہوتے مگر وہ کیا کرین عادت پڑی کب چھوٹتی ہے ؎ خوی بد در طبیعتی کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست ✚ **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے
نزدیک یہ ہے جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہے الخ **اقول** یہ دونون مسئلہ محض بے اصل ہین ہرگز قابل
اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب امیر بھوپال جنکے قول کو معترض صاحب کالوحی من السماء سمجھتے ہین
اپنی کتاب کشف الالتباس مین لکھتے ہین یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام حنفیہ و غلام کا شرع میں ہے
محض بے اصل ہے اسلیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اونکے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہے اور مخالف
قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہوا اور وجوہ طعن ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے ؎ مثل الذباب
یراعی موضع العلل ✚ کوئی کام سوای عیب چینی کرام نہین ذرھم فی طغیانھم یعمھون اھ
قال مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ احیاء العلوم مین
لکھا ہے الخ **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعضی موضوع حدیثین
بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہے علاوہ اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نہین
لکھی اور حنفیہ کیطرف سے یہ جواب ہے کہ اونکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہے الخ **اقول**
جواب اسکا مسئلہ اول و دوم کے جواب مین موجود ہے **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہے الی آخرہ

اقول قاضیخان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہی اسپر حنفیہ کا عمل نہین چنانچہ قاضیخان
مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہی اذا اصاب الطباخ في القدر مكان الخل خمرا غليظا فالخل لا
يطهر ابدا وما روي عن ابي يوسف انه يغلي ثلثا لا يؤخذ به كذا الحنطة اذا طبخت
في الخمر لا يطهر ابدا یعنی جسوقت پکانیوالا ہانڈی مین سرکہ کی بجگہ شراب غلیظ ڈالدے پس سرکہ کبھی
پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ وسکو تین بار جوش دیا جاے سو وہ قابل اعتبار
نہین اسیطرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ
امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہی تو محض بیجا ہی
اسلیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہی تو وہ تنزیہی نہی ہی چنانچہ
مسئلہ بست و دوم کے جواب مین گذر چکا اور اسی مسئلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہی اوسکے پاک ہونے مین
کچھہ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دہونے سے پاک ہوجاتی ہین قال مسئلہ ششم و ہفتم کہ ایک مردود
مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی الخ اقول
اسکا جواب بھی مسئلہ بست و دوم کے جواب مین مذکور ہی اور جواب مسئلہ ہشتم کا تا مسئلہ دوازدہم یہ ہی کہ
اگر انکے بعض پر حنفیہ کا عمل نہین تو معترض صاحب کو مشکل پڑیگی اسلیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل مین
معترض صاحب ثابت نہین کر سکتے اسیوجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہی قولہ مسئلہ سیزدہم الخ
اقول حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور امام صاحب کیطرف
سے مسئلہ سوم کے جواب مین گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہی وہان اسکی
خوب تفصیل موجود ہی ملاحظہ فرمائیے قولہ مسئلہ چہاردہم الخ اقول اسکی بحث مسئلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہی قولہ مسئلہ پانزدہم الخ اقول اگر حنفیہ پر اعتراض ہی تو اونکا عمل اسپر نہین بلکہ
صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہی تو جواب اسکا مسئلہ ششم کے جواب
مین گذر چکا قولہ مسئلہ شانزدہم الخ اقول اسکی بحث مسئلہ پنجم مغالطہ بارہوین کے جواب مین
قرار واقعی مذکور ہی قولہ مسئلہ ہفدہم الخ اقول جواب اسکا مسئلہ دوازدہم کے جواب مین خوب

مفصل موجود ہے **قولہ** مسئلہ ہیجدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اسپر مطلق عمل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنیٰ کردیا ہی اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہی کہ کسی حدیث کے یہ مسئلہ مخالف نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کو تو اس مسئلہ مین کچھ بھی چون وچرا کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ حدیث مین جو الفاظ ہین اونسے تو معلوم ہوتا ہی کہ کسیکا چمڑا ہو دباغت سے پاک ہوجاتا ہی اور کہین حدیث مین کسی چمڑے کی تخصیص بھی نہین پائی جاتی ہی مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِہَابُ فَقَدْ طَہُرَ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاے تو تحقیق وہ پاک ہوجاتا ہی اور ترمذی مین ہی اَیُّمَا اِہَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَہُرَ یعنی جو چمڑا دباغت دیا جائیگا تو تحقیق وہ پاک ہوجائیگا انتہی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہی پس حنفیہ تو امام ابو یوسف کیطرف سے اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن مین اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ آیا ہی اس سے تخصیص کرلیجاتی ہی کیونکہ ضمیر غائب کا مرجع خنزیر ہی لحم نہین اور امام ابو یوسف نے مرجع اسکا لحم لیتے ہین اور حدیث مین عمومیت تو موجود ہی اور کسی حدیث مین تخصیص نہین پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بیجا ہی ظاہریہ کو مشکل پڑیگی کیونکہ وہ کلیہ اونکا کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہین سمجھتے تھے جو آپنے ہر کہال مین دباغت سے حکم طہارت لگادیا یہان نکلیگا اب نتیجہ یہ ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کیطرف ضمیر پھیرینگے اور آیت سے حدیث کی تخصیص کرینگے گو قاعدہ کلی اونکا باقی نرہے مگر امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے ہین اسکا جواب معترض صاحب کونسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین کہ اس سوء فہمی پر یہ دعوا ہی حدیث دانی کس برتے تتا پانی ~~~ عاشق ہوئے ہین یار کے ہم کس امید پر ~~~ چارہ نہ کار سازی کوئی سامان ہی نہین ٭ **قولہ** مسئلہ بست ودوم الخ **اقول** یہ مسئلہ کسی حدیث کے مخالف نہین پس اعتراض بیجا ہی **قولہ** مسئلہ بست وسوم الخ **اقول** بحث اسکی مسئلہ سوم اور ششم کے جواب مین مذکور ہی **قولہ** مسئلہ بست وچہارم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین **قولہ** مسئلہ بست وپنجم وششم الخ **اقول** حدیث بوجہ شبہ کے ساقط ہوجاتی ہی چنانچہ مسئلہ ششم اور سوم کے

جواب مین تفصیل اسکی موجود ہی **قولہ** مسئلہ بست و ہفتم الخ **اقول** سمین تو اشد کراہیت موجود ہی
اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا **قولہ** مسئلہ بست و ہشتم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث
کے مخالف نہین **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک
یہ ہی جو کہ ردالمحتار شرح درالمختار مین لکھا ہی الخ **اقول** حالت اضطرار مین جب خوف جان ہوتا ہو
تو حرام تو درکنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسیطرح جو دوا حرام ہو اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور کوئی
ابقای جان کے واسطے دوا میسر نہو تو اوسوقت اوسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت فقط
فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ فیہ کو شفا پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول سے
مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث عرنیین اور حدیث بَوْلُ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ کو
حدیث اِسْتَنْزِھُوْا عَنِ الْبَوْلِ سے جسکو حاکم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر ظاہر کے
نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین انکو تو اعتراض ہمپر کسی صورت سے نہین پہونچ سکتا خود معترض صاحب نے
مسئلہ بست و ششم مین حدیث عرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلا ضرورت
بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات پر اعتراض اور
دوسرونپر اعتراض ــــ لانہ ہونمین شرم کا کچھ بھی اثر نہین ہی اعتراض اور دونپر اپنی خبر نہین
چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہی عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ یعنی براء بن عازب سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب اوس چیز کا کہ کھایا جاے گوشت اوسکا انتہی اور جابر رض کی روایت
مین ہی مَا اُکِلَ لَحْمُہٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِہٖ یعنی جس شی کا گوشت کھایا جاوے پس نہین کچھ مضایقہ اوسکے
پیشاب مین انتہی اسیوجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ و بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک
یہ حدیث اور یہی حدیث مذکور سے منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بے اصل ہو گیا
نہ کوئی حدیث لکھتے ہین نہ کوئی آیت فقط اپنی زبانکو رد و قدح مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی

بالدلیل معقول کے لا کر پیش کرو اور آپ اپنے منہ سبحان مٹھو بنو ہم ایک نہ مانینگے بلکہ تمکو مہمل گو جانینگے ؂ یاوہ گوئیونکی نہ باتون کا ہے کوئی یقین ✤ کیونکہ یہ جھوٹ گڑ ہیتے ہین سکی سکین ✤ ہین غل سکے سب ادب مذہب سب علم و عمل تعلم و عمل سنو بیکار محض ہین یا ہنکے ہمگین ✤ **قولہ** مسئلہ سی امام نے **اقول** رد المحتار مین لکھا ہی ذکرہ الامام الفخر الرازی فی تفسیر سورۃ المؤمنین یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورہ مومنین مین لکھا ہی انتہی اس عبارت کے بعد لکھا ہی قلتُ و مفادہٗ انّھا افضل من الاقتداءِ یعنی مین کہتا ہون کہ مفاد اسکا یہ ہی کہ امامت اقتدا سے افضل ہی انتہی **حاصل کلام** یہ ہی کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہین معلوم ہوتا تھا یا کسی غیر مقلد ظاہریہ کا قول ہو کہ اسکے نقل کر دینے سے کچھ حنفیہ پر اسکا قائل ہونا لازم نہین آتا حنفیہ کے نزدیک امام کی قرارت کافی ہی اور قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک جہر کا ہی اور شافعیہ کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہی **ولکلٍّ وجھۃٌ** علاوہ اسکے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کرلے تو کوئی مضایقہ بھی نہین معترض صاحب نے مطلق مسائل نقل کر دیے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہین پس ہمکو زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہین فقط اتنا کہدینا کافی ہی کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہین **فمن ادعی فعلیہ البیان** اور پھر معترض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہین محض غلط ہی چند مسائل تمام عمر مین بکمال جانفشانی اور تلاش و استعانت غیر مقلدین جیسے کچھ انھون نے لکھے ہین اسی سے انکے علم اور فہم کی سب قلعی کھل گئی یار لوگونکی اب تو صاحب تصنیف بن بیٹھے اور دو چار حدیثین پڑھکر عامل بالحدیث بنگئے اور اجتہاد سراپا فساد کا دم بھرنے لگے ؂ گدا جوان یافت روزی خویش را داند سلیمانی ✤ بزای مور مسکین ہمسا تخت وان باشد ✤ **قال** ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالونکو یہ دیتے ہین کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول و رجانچ ہزار ہا علما اوس پر بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہین اور اوسکی روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہین اور آجتک اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہین کیا ہی لیکن حدیث پر چلنیوالے اسکو نہین مانتے ہین اور اوسکی اکثر حدیثونکو ضعیف اور بعض کو مردود اور خلاف مسائل بتلاتے ہین سو جواب یہ کہ علماء محققین مین سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہین سمجھتا اور نہ اوسکے سب مسائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہی البتہ متعصب حنفیہ اوسکو مقبول سمجھی کہتے ہین اور اوسکے تمام مسائل پر

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہین الخ **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض ہو پہنچا کہ ان حدیثونکی نسبت علامہ عینی نے
یون لکھتے کہ یہ معنی کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتے اونھون نے تو فقط لفظونکی نفی کی ہے کہ یہ حدیث ان لفظون سے
نہین پائی گئی اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہین سو فقط اعتراض اسقدر ہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید نکی سو اسکے خود حنفیہ
قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی وہ انمین تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اوسپر عمل
کرتے ہین الخ اہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین سے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث اول الخ **اقول**
عینی مین لکھا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ لَمْ يُخْرِجْهُ اَحَدٌ وَاِنَّمَا اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ
لَفْظُهٗ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین بیان کیا
بلکہ ابو داود وغیرہ نے جو روایت کی ہے اونکے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جو اللہ کا نام نہ لے
انتہی آپ ہم پوچھتے ہین الخ دونونکے معنونمین کیا فرق ہے بلکہ معنی تو ایک ہین البتہ الفاظ کا فرق ہے پھر اسکے کہنا
کہ تمام محدثین الخ روایت بالمعنی جائز رکھین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجب انصاف ہے ملا علی قاری
شرح مسند امام کے خطبہ مین لکھتے ہین وَحَاصِلُهٗ اَنَّهٗ لَمْ يُجَوِّزِ الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنٰى وَلَوْ كَانَ مُرَادِفًا
لِلْمَبْنٰى خِلَافًا فَاِنَّ الْجُمْهُوْرَ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ فَاِنَّهُمْ جَوَّزُوا الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنٰى لَا سِيَّمَا عِنْدَ نِسْيَانِ الْمَبْنٰى
یعنی حاصل یہ ہے کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو برخلاف جمہور محدثین کے
پس تحقیق اونھون نے جائز رکھا ہے روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بھول جانے اصل کے انتہی پس جبکہ محدثین کے
نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی جائز ہے خاصکر اوس وقت مین کہ جب اصل حدیث یاد نہو تو روایت بالمعنی مین
کوئی محدث بھی انکار نہین کرتا پھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابون مین
روایت بالمعنی موجود ہے ورنہ ایک قصہ مین راویونکے الفاظ مختلف نہوتے حال آنکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیثین
دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہین پس ایسی ہٹدھرمی معترض صاحب کو نہچاہیے کہ اپنے عیبونکو چھپاوین
اور دوسرونپر الزام لگاوین **ع** سچ ہے اوکاذب کچھ فہم ذرا دھیان سے بات جو مسلمان ہین کہتے ہین ایمان بات
ہٹدھرم ایسا تو دنیا مین نہوگا کوئی لاکھ سمجھاؤ یہ سنتا نہین تو کوئی کان سے بات **قولہ** حدیث دوم الی آخرہ

اقول یعنی میں ہی وما ورد هذا الحديث بهذا اللفظ والذی ورد هو ما رواه الدارقطنی فی سننه عن ابی هريرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خللوا اصابعكم لا يخللها الله بالنار يوم القيامة واخرجه الطبرانی من حديث وائل بن حجر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من لم يخلل اصابعه بالماء خللها الله بالنار يوم القيامة وفی الباب عن لقيط بن صبرة وابن عباس والربيع بنت معوذ وعثمان وعبد الله بن مسعود یعنی نہین ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے اور وہ جو وارد ہوئی ہی وہ ہی کہ جسکو دارقطنی نے سنن اپنی مین ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلال کرو انگلیون اپنی کا نہین خلال کریگا انکو اللہ ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور روایت کیا اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نہ خلال کریگا انگلیون اپنی کا ساتھ پانی کے تو خلال کریگا اللہ تعالی انکا ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور اس باب مین حدیثین لقیط بن صبرہ اور ابن عباس اور ربیع بنت معوذ اور عثمان اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی مروی ہین انتہی اسیطرح ان دونو نمین گو الفاظ کا کچھ فرق ہی مگر مطلب دونونکا ایک ہی معترض صاحب نے دھوکا دینے کو عینی کی پوری عبارت نقل نہین کی واہ کیا دیانت و امانت ہی آخر فریب اور دھوکے کی بات کھل گئی ~~س~~ گرش نہفتہ گنی درمیان صد حکیسہ ✤ خرد زدور نشان میدہد کہ کافورست ✤

قولہ حدیث سوم الخ **اقول** یعنی مین ہی هذا الحديث بهذا اللفظ لم يخرجه احد ولكن الائمة الستة اخرجوا قريبا منه فی كتبهم من حديث مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلی الله علیه وسلم يحب التيامن فی كل شیء حتی فی طهوره وتنعله وترجله وشانه كله رواه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة فی الطهارة وابو داود فی اللباس والترمذی فی الصلوة والفاظهم متقاربة واخرجه ابن حبان ولفظه كان يحب التيامن فی كل شیء فی وضوئه حتی فی الترجل والانتعال یعنی اس حدیث کو ان الفاظ سے کسی نے روایت نہین کیا ہی لیکن چھوٹون اماموں نے اپنی

کتابوںمیں قریب اسکے روایت کی ہی حدیث مسروق سے روایت ہی عائشہ رض سے کہا اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی میں یہانتک کہ وضو اپنے میں اور جوتیاں پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور کل حال اپنے میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت میں اور ابوداؤد نے لباس میں اور ترمذی نے صلوۃ میں اور الفاظ اونکے اوسکے قریب قریب ہین اور ابن حبان نے جو روایت کی ہی اوسکے لفظ یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے تیامن کو ہر بات میں وضو اپنے میں یہانتک کہ کنگھی کرنے میں اور جوتیاں پہننے میں انتہی اس حدیث میں بھی غور کر لیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ مین فرق ہی مگر معنی اور مطلب سبکا ایک ہی ہ۵ آنکھیں جدا جدا ہین مگر نور ایک ہی

قولہ حدیث چہارم الخ **اقول** یعنی یہ ہی ہذا الحدیث غریب لا ذکر لہ فی کتب الحدیث واستدل الشافعی ومن تبعہ فیما ذہب الیہ باحادیث منہا ما روی عن النبی علیہ السلام انہ قاء فغسل فمہ فقیل لہ الا تتوضأ وضوءک للصلوۃ فقال ہکذا الوضوء من القئ یعنی یہ حدیث غریب ہی نہین ذکر اوسکا کتب حدیث مین اور امام شافعی اور اونکے مقلدوں نے اسمین کئی حدیثوں سے استدلال کیا ہی بعضی اونکی یہ ہی جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپنے قی کی پس دھویا منہ اپنے پس کہا گیا آپسے کہ وضو نماز کا سا آپ کیوں نہین کرتے فرمایا قی سے ایسا ہی وضو ہوتا ہی انتہی اب غور فرمایئے کہ صاحب ہدایہ اگر کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپنے قی کی اور وضو نہین کیا تو اسمین کیا خلاف ہوگیا بیشک اس حدیث سے بہی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے وضو نہین کیا تھا بلکہ فقط منہ دھولیا تھا جس بات میں امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کردیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب مین دقت ہوتی تو مناسب تہا اور محدثین کے نزدیک بھی تو جیسی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہو اسیطرح مختصر حدیث بیان کرنی بھی جائز ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین قال الصحیح الذی ذہب الیہ الجماہیر والمحققون من اصحاب الحدیث والفقہ والاصول التفصیل وجواز ذلک من العارف اذا کان ما ترکہ غیر متعلق بما رواہ بحیث لا یختل البیان ولا یختلف الدلالۃ بترکہ یعنی اور صحیح مذہب جسپر جمہور و محققین اصحاب حدیث و فقہ اور اصول ہین اسمین تفصیل ہی اور بہجاننے والے سے

ص ۲۱ / بخاری مسلم / کتاب الاصول / مشکوۃ

جائز ہو جسکو وہ شخص جسکو اوسنے ترک کر دیا ہی غیر متعلق اوس سے ہو جسکو اوسنے روایت کیا ہی یا بنظور کہ بیان مختل نہو جاے اور دلالت اوسکے چھوڑ دینے سے مختلف نہو انتہی **قولہ** حدیث پنجم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے

هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَفْظُهُ أَنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي سُنَنِهِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ وَلَفْظُهُ لَا يَجِبُ الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ جَالِسًا أَوْ قَائِمًا أَوْ سَاجِدًا حَتَّى يَضَعَ جَنْبَهُ فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی بلکہ ابو داؤد اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے جو روایت کی ہی اوسکے الفاظ یہ ہین کہ وضو نہین واجب ہوتا مگر اوس شخص پر جو سوے لیٹ کر اسلیے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاوینگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی مین اور طبرانی نے معجم اپنی مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور دارقطنی نے سنن اپنی مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ وضو واجب نہین اوس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوے یا سجدے مین سو جاوے یہانتک کہ رکھے پہلو اپنا کہ جب وہ لیٹ جاتا ہی تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاتے ہین انتہی پس اسمین بھی صاحب ہدایہ نے بعینہ معنی حدیث کے ادا کیے ہین کچھہ فرق نہین الفاظ کی پابندی سے فہم مطلب کہین سو دو ہو جاتا ہی بدون مطالعہ کتب فقہای مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب سمجھنا بہت مشکل ہی **سطر** دو ہزار سوزون ہزار کی صورت + بغیر فقہ نہین اعتبار کی صورت +

قولہ حدیث ششم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنَ الشُّرَّاحِ أَصْلَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا قَالَ الْأَتْرَازِيُّ وَتَبِعَهُ الْأَكْمَلُ بِدَلِيلِ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُمَا فَرْضَانِ فِي الْجَنَابَةِ وَنَفْلَانِ فِي الْوُضُوءِ وَلَفْظُ الْأَكْمَلِ سُنَّتَانِ فِي الْوُضُوءِ وَقَالَ السُّرُوجِيُّ وَأَمَّا قَوْلُ صَاحِبِ الْهِدَايَةِ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهُمَا فَرْضَانِ فِي الْجَنَابَةِ وَسُنَّتَانِ فِي الْوُضُوءِ فَلَا نَعْرِفُهُ قُلْتُ رَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِمَا مَا يُقَارِبُ ذٰلِكَ مِنْ حَدِيثِ بَرَكَةَ

ابنِ مُحَمَّدٍ الحلبی عن یُوسُفَ بنِ اسباطٍ عن سُفیانَ عن خالدٍ الحذّاءِ عن
ابنِ سیرینَ عن ابی ھریرۃ قال قال رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المضمضۃ
والاستنشاقُ للجنبِ ثلثا فریضۃ ورواہُ الحاکمُ فی المستدرکِ ولفظہٗ قال
جعل رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاقَ للجنبِ ثلٰثا فریضۃ
وقال البیھقی رواہ الثقاتُ عن سفیانَ الثوریِ عن خالدٍ الحذّاءِ عن ابنِ سیرینَ
مُرسلا وقال الشیخُ تقی الدّینِ بنُ الامامِ وقد رُوی ھذا الحدیثُ موصولا من
غیرِ حدیثِ برکۃ یعنی نہین ذکر کی کسی نے شراح ہدایہ سے اصل اس حدیث کی ہان اتراز ی اور اکمل نے
کہا ہی بدلیل اوسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہی اور وضو مین نفل ہی اور لفظ اکمل کی وضو مین
دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن قول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام کے کہ استنشاق اور
مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہتا ہو عینی کہ دارقطنی اور بیہقی نے
اپنی سنن مین اسکے قریب قریب روایت کی ہی حدیث برکہ بن محمد حلبی سے اونھون نے یوسف بن اسباط سے
اونھون نے سفیان سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے اونھون نے ابی ہریرہ سے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جنب کے واسطے تین فرض کئے ہین
اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہا گردانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنب کے دو تہائی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا اسکو ثقات نے
سفیان ثوری سے انھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ روایت کی گئی
یہ حدیث متصل سوای حدیث برکہ کے انتہی اب معترض صاحب کے مثل اللہ اور رسول کو غور کرنا چاہیے کہ فقط
لا تقربوا الصلٰوۃ ذکر کردیا وانتم سکارٰی چھوڑ گئے جیسے شہد حدیث مین خلط ملط کرتے ہین اور
حق بات چھپا لیتے ہین ایسے ہی دوسرو پر اتہام دھرتے ہین فقط سروجی کا قول نقل کردیا اور علامہ عینی کی
تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہو سکتا ہی

بعضونکی تلاش قاصر ہوتی ہی تو اونکو پتا نہین لگتا دوسرے اوسپر گواہ کرتے ہین مگر معترض صاحب بھی صفحہ مین
امانت اور دیانت ہین بھرتی کرنیکے قابل ہین ایسی جگہہ معترض صاحب باوجودیکہ حدیث اور قرآن مین تمام
حق پر بڑی وعید وارد ہو سب بالای طاق رکھدیتے ہین امام صاحب اور حنفیہ کی برائی کو جہانتک جھوٹ
سچ ملا کے بیان کرنا ممکن ہو دریغ نہین کرتے اور شروع جواب اس مغالطہ مین خود لکھتے ہین کہ عوام لوگ بھی
واقف ہو جاوین اور حنفیہ کے اس دھوکے مین نہ آوین اور خود اس ٹٹی کی آڑ مین کیا کچھ گل کھلاتے ہین
فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار ایسی فریب و دغا کی باتو پر خدا کی مار اور رسول کی پھٹکار معترض صاحب کے
ہتھکنڈے تمکو یار لوگ خوب جانتے ہین اور اونکی بناوٹی باتونکو خوب پہچانتے ہین ۵ کی بناوٹ بہت
سی باتون مین * پر کہین چھپتی ہی بنائی بات * **قولہ** حدیث ہفتم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے
لَمْ یَثْبُتْ هٰذَا الْحَدِیْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ رَوَاهُ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهُ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰی رِیْحِهٖ وَطَعْمِهٖ وَ
لَوْنِهٖ یعنی نہین ثابت ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے مگر ابن ماجہ نے اسکو حدیث ابو امامہ سے روایت کیا ہی کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی شی مگر وہ چیز جو اوسکی بو اور مزے
اور رنگ پر غالب آجاوے انتہی پس صاحب ہدایہ نے اپنی طرف سے اس حدیث کو نہین لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے
الفاظ سے بیان کی ہی کہ جس سے معنی مین بالکل تغیر نہین ہوا البتہ لفظ متغیر لایا ہی **قولہ** حدیث ہشتم الی آخرہ
اقول کہا علامہ عینی نے لَمْ یُذْکَرْ هٰذَا فِیْ کُتُبِ الْاَحَادِیْثِ الْمَشْهُوْرَةِ غَیْرَ اَنَّ السِّغْنَاقِیَّ ذَکَرَ فِیْ
شَرْحِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ عَلِیٍّ الْحَافِظُ السَّمَرْقَنْدِیُّ بِاِسْنَادِهٖ وَلٰکِنْ فِیْهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَتَبِعَهُ الْاَکْمَلُ فِیْ ذٰلِكَ حَیْثُ نَقَلَهٗ فِیْ شَرْحِهٖ هٰکَذَا وَقَالَ
صَاحِبُ الدِّرَایَةِ کَذَا اَمَرَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِذٰلِكَ فِیْ رِوَایَةِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
یعنی نہین مذکور ہی یہ حدیث کتابون مشہور حدیث کی مین مگر سغناقی نے اسکو اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ
ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہی لیکن اوسمین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اسمین اونکا اتباع کیا ہی اسلیے کہ اوسکو اپنی شرح مین

اسیطرح نقل کیا ہی اور کہا صاحب ہدایہ نے اسی طرح حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسکے روایت
ارض مین انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس سے اوس
حدیث کا پتا لگتا تھا چھوڑ گئے مصنف نے تو بھلا کسی شبہہ سے موقوف ہی بیان کی تھی حال آنکہ مرفوع روایت
موجود ہی **قولہ** حدیث نہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے قُلْتُ حَدِیْثُ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ لَمْ یُرْوَ
عَلٰی ھٰذَا الْوَجْہِ وَاِنَّمَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ الْخَزَّازِ
عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَالَ
ثُمَّ جَاءَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْہِ وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی خُفِّہِ الْاَیْمَنِ وَیَدَہُ الْیُسْرٰی عَلٰی خُفِّہِ
الْاَیْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ اَعْلَاھُمَا مَسْحَۃً وَّاحِدَۃً حَتّٰی کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْخُفَّیْنِ یعنی مین کہتا ہون کہ حدیث مغیرہ اسطرح نہین روایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ نے
مصنف اپنی مین اسکو مغیرہ بن شعبہ سے یون روایت کی ہی کہا اونھون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو پیشاب کیا پھر آکر وضو کیا اور دونون موزونپر مسح کیا اور دا ہنے ہاتھ کو داہنے موزہ پر رکھا
اور بائین کو بائین موزہ پر پھر مسح کیا اوپر خفین کے ایکبار گویا کہ مین دیکھ رہا ہون طرف انگلیون رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر موزونکے انتہی پس جو مطلب اس حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کا فقط مسح کے
بیان مین تھا اوسکو صاحب ہدایہ نے ویسے ہی بیان کیا ہی اور اس محل مسح مین چونکہ اور حدیث کی ضرورت
نہ تھی اوسکو چھوڑ دیا اسکو محدثین اور فقہا سب جائز رکھتے ہین چنانچہ حدیث چہارم کے جواب مین شارح مسلم کی
عبارت مینے نقل کر دی ہی **قولہ** حدیث دہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے ھٰکَذَا لَہٗ اَصْلٌ فِی الْحَدِیْثِ
الصَّحِیْحِ وَلٰکِنْ مَا رُوِیَ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَرَوَی الْاَئِمَّۃُ السِّتَّۃُ فِیْ کُتُبِھِمْ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ مِنْ
حَدِیْثِ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنِ امْرَأَتِہٖ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ جَدَّتِہٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ
اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ
اِحْدَانَا یُصِیْبُ ثَوْبَھَا مِنْ دَمِ الْحَیْضَۃِ کَیْفَ تَصْنَعُ بِہٖ قَالَ تَحُتُّہٗ ثُمَّ تَقْرُصُہٗ ثُمَّ
تَنْضَحُہٗ ثُمَّ تُصَلِّیْ فِیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ حُتِّیْہِ ثُمَّ اقْرُصِیْہِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِیْہِ وَفِیْ

روایۃ لہ وان رأت دماً فلتقرصہ بشیء من الماء ولتنضح ما لم تر وتصلی فیہ ورواہ
ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ ورواہ الامام ابو محمد عبد اللہ بن علی بن الجارود فی
کتاب المنتقی وفی روایۃ حتیہ واقرصیہ بالماء واغسلیہ وصلی فیہ ورشیہ بالماء
یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیث مین ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہین کی گئی اور روایت کیا ہے
ائمہ ستہ نے اپنی کتابون مین اور الفاظ مسلم کے یہ ہین حدیث ہے اسماء بنت ابوبکر رضہ سے کہا اونھون نے
آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم مین سے کسیکے کپڑے پر خون حیض کا
لگجاتا ہے کیا کرے فرمایا اوسکو کھرچ ڈالے پھر ملے پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس سے نماز پڑھ لے اور ایک روایت
ابو داؤد مین ہے کھرچ تو اوسکو پھر پانی سے مل اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت مین ابو داؤد کی ہے اگر وہ
خون نہ چھوٹے تو چاہیے کہ کچھہ پانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھووے اوسکو جبتک اثر اوسکا معلوم نہ ہو اور
نماز پڑھ لے اوس سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
کتاب منتقی مین اور اونکی روایت مین ہے چھیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو پانی سے اور دھو تو اوسکو اور نماز پڑھ
اوس مین اور اوسپر پانی چھڑک دے انتہی پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے وہی مضمون بعینہ ادا کیا ہے مگر ستر
صاحب فقط ایک ہی تذکیر اکتفا کر کے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث یابسہ الخ **اقول** کہا علامہ
عینی نے ہذا الحدیث بہذا اللفظ غریب وقال ابن الجوزی فی التحقیق والحنفیۃ
یحتجون علی نجاسۃ المنی بحدیث روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لعائشۃ
اغسلیہ ان کان رطباً وافرکیہ ان کان یابساً قال وھذا حدیث لا یعرف وانما روی
نحوہ من حدیث عائشۃ قلت عدم المعرفۃ منہ او من غیرہ لا یستلزم نفی معرفۃ
غیرہ مع ان اصل الحدیث فی الصحاح وقد روی مسلم والاربعۃ من حدیث عائشۃ
قالت کنت اغسل الجنابۃ من ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوۃ و
ان بقع الماء فی ثوبہ وقالت ایضاً کنت افرک المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فیصلی فیہ اخرجہ مسلم وابو داؤد وروی الدارقطنی والبیہقی عن

عائشة قالت كنت اغسل المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان
رطبا وافركه اذا كان يابسا يعني يه حديث ان الفاظ غريب ہی اور کہا ابن جوزی نے کہ حنفیہ حجت پکڑتے
ہین منی کے ناپاک ہونے پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رضہ سے مروی ہی کہتا ہون مین کہ ابن جوزی وغیرہ کا
نہ پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حال آنکہ اصل اس حدیث کی صحاح مین موجود ہی اور مسلم اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداود نے حدیث عائشہ رضہ سے روایت کی ہی کہ مین ناپاکی ثوب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لیجاتے اور تری کپڑے مین ہوتی اور بھی کہا
اونھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اوس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداود نے اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے عائشہ رضہ سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے دھوتی تھی جب وہ تر ہوتی اور مل ڈالتی اوسکو اگر وہ خشک ہوتی انتہی اور علامہ ابن ہمام فتح القدیر مین
اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جانے مگر ظاہر یہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصاً اوس وقت مین جب یہ فعل حضرت عائشہ رضہ کا مکرر ہوا باوجود التفات کرنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاکی کپڑے اپنے کے اور تفحص کرنے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس سے
یہ قول عائشہ رضہ کا ہی کہ مین دھوتی تھی اوسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسطے تشریف
لیجاتے اور اثر پانی کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہی کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہی
طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اوس وقت سبب کا ظاہر ہوتا ہوگا اور اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک ہوتا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلاضرورت منع فرما دیتے اسلیے کہ اوس وقت پانی کا
اسراف ہی کیونکہ اسراف بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہین اور حضرت عائشہ رضہ کو بھی بلاضرورت دھونے کی
تکلیف دینی ہی علاوہ اسکے مسلم مین عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے
پھر نماز کو تشریف لیجاتے اوسی کپڑے سے اور مین اثر دھونیکا اوس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو معنی حقیقی پر محمول
کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اوسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہی یا مجاز پر محمول ہونیکو

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس وہ آپکے علم پر متفرع ہی انتہی **قولہ** حدیث و از ہمہ آنہ

اقول کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہین بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رضہ سے

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا ہی فرمایا اونھون نے پاکی زمین کی خشک ہونا اوسکا ہی اور محمد

ابن الحنفیہ اور ابو قلابہ سے روایت کی ہی کہا اونھون نے جب خشک ہوجاوے زمین پس وہ پاک ہوجاتی ہی اور

عبد الرزاق نے مصنف اپنی مین روایت کی ہی کہ ابو قلابہ رضہ نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اوسکی ہی اور وہ

اسرار مین ہی کہ یہ حدیث عائشہ رضہ پر موقوف ہی اور محمد بن حنفیہ مدینہ کے فقہای تابعین سے ہین اور اونسے روایت

کی گئی ہی کہ کہا اونھون نے حسن رضہ اور حسین رضہ مجھسے بہتر ہین اور مین اپنے والد کی حدیث اون دونونسے زیادہ

جانتا ہون اور یہ سو جبکہ جب صحابہ نے اونکو سب مین سے فتوی دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ تقدیم

اونکی کے ہوئے جیسے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور آپنے اوسپر سکوت کیا پس جس

اونسے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اوسکا ہی اور سوا اونکے کسی سے خلاف اسکے اظہار نہین ہوا

تو اسپر سبکا اجماع ہوگیا خصوصًا اوسوقت کہ اونکی موافقت ابو جعفر محمد بن علی رضہ اور ابو قلابہ رضہ اور عائشہ رضہ

نے بھی کی ہی اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارے اس مسئلہ مین استدلال لائے ہین اوس حدیث سے جسکو ابو داود

اور احمد بن صالح نے عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت کیا ہی فرمایا اونھونے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین

مسجد مین سویا کرتے تھے اور مین نوجوان مجرد تھا پس کتّے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے مسجد مین پر

صحابہ اوسپر پانی نہین ڈالتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی مین بھی روایت کیا ہی انتہی

اور ابو داود نے اس حدیث کو باب طهور الأرض إذا يبست مین لکھا ہی یعنی اس باب مین وہ حدیث مذکور ہی

جس سے ثابت ہوتا ہی کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہی پس جب اس حدیث کی اسقدر سند پہونچ گئی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین تقریر ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہوگیا لہذا صاحب ہدایہ

جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منقول ہی حال آنکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر سکوت فرمانا اور صحابہ کا

اجماع ہی قول آپکا ثابت نہین گو یہ تقریر حکم مین قول ہی کے ہی اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض نہین ہوسکتا

اسلیے کہ ہوسکتا ہی کہ اونکو کہین سے یہ قول ثابت ہوگیا ہو اور شراح کی نظر سے نہ گذرا ہو یا قول اور تقریر دونکے

نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہون علاوہ اسکے جس مسئلہ مین انھون نے یہ بحث بیان کی ہے
وہ مسئلہ بلا ریب اتنی حدیثون سے ثابت ہوگیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہے اگر کوئی محدثین کی اصطلاح
کے خلاف کرے تو کچھ چندان عیب نہین خصوصاً ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہو کہ احادیث
مین وہ بڑا تبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالباً فقط اپنی یاد پر اعتماد کرکے اوس حدیث کو نقل کر دیتے تھے اسیواسطے
بعض الفاظ مین فرق ہو گیا ہے سو اسکا کچھ مضایقہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین
قولہ حدیث سیزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ اَخْرَجَہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنَ
الصَّحَابَۃِ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ ھٰذَا اللَّفْظُ بِھٰذِہِ الْعِبَارَۃِ فَعِبَارَۃُ حَدِیْثِ
ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْوَقْتُ فِیْمَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ وَعِبَارَۃُ حَدِیْثِ جَابِرٍ مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ
وَقْتٌ کُلُّہٗ وَعِبَارَۃُ حَدِیْثِ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا بَیْنَ
ھٰذَیْنِ وَقْتُ صَلٰوۃٍ وَعِبَارَۃُ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ وَقْتٌ یَدُوْنُ لَفْظِ
کُلِّہٖ مِمَّا فِیْ حَدِیْثِ جَابِرٍ یعنی تحقیق بیان ہو چکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے اور کسی
حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہے کہ وقت نماز کا درمیان ان دونون کے
ہے اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہے کہ ان دونون وقتون کے درمیان مین کل وقت ہے اور عبارت حدیث
ابو مسعود انصاری کی یہ ہے کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہے اور عبارت
حدیث ابو ہریرہ رض یہ ہے کہ درمیان ان دونون وقتون کے وقت ہے بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض کی
مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط الفاظ کا فرق ہے معنی مین کچھ فرق نہین اور ایسا فرق خود حدیث
ہی مین موجود ہے اسکو محل اعتراض ٹھیرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہے کہ راویون نے الفاظ کو کیون بدلا آخر
جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانون کا کام ہے
البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کرتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث چہاردہم
اقول کہا علامہ عینی نے ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِھٰذَا اللَّفْظِ غَرِیْبٌ لَمْ یَرْوِ ھٰکَذَا وَاِنَّمَا رَوٰی
اَبُوْدَاؤُدَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَخْبَرَنِیْ بِوَقْتِ الصَّلٰوۃِ

الحَدِيْث وَفِيْهِ يُصَلِّي العِشَاءَ حِيْنَ اسْوَدَّ الاُفُقُ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهِ یعنی یہ حدیث
اس لفظ سے غریب ہی اسطور سے روایت نہین کی گئی بلکہ ابوداؤد نے یہ روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجھکو خبر دی الخ اور اس حدیث مین ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشا کی جسوقت کنارہ آسمان کا سیاہ ہوجاتا اور روایت کیا اسکو
ابن حبان نے صحیح اپنی مین انتہی **قولہ** مسئلہ یازدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے کہ یہ حدیث اس عبارت
سے وارد نہین ہوئی اور یہ غریب ہی اور مبسوط مین ہی کہ ابوہریرہ رض سے روایت کی گئی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشا کا وقت طلوع فجر ثانی کے ہی اور تعجب اکثر شراح سے ہی کہ
وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہین اور اوسکی روایت کو ابوہریرہ رض کی طرف منسوب کرتے ہین
اور یہ اسناد صحیح نہین ہی اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اس مقام پر عمدہ کلام بیان کیا ہی
خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ کہا اونھون نے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ آخر وقت عشا کا طلوع ہونے
فجر تک ہی اور یہ اسلیے کہ ابن عباس رض اور ابوموسی اشعری اور ابوسعید خدری نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابوہریرہ رض اور انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی آدھی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسکو یہانتک موخر کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے عشا کو یہانتک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام روایتین صحیح حدیثون کی ہین کہا امام طحاوی نے
پس ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشا ہی لیکن بیچ تقسیم اوسکے وقت شروع عشا سے تہائی رات تک افضل وقت
ہی اور بعد اسکے نصف شب تک اس سے فضیلت مین کم ہی اور بعد نصف رات کے اوس سے بھی کم ہی انتہی
اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب کے مغالطہ کی یہان سب قلعی کھل گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوگئے بلکہ بہت حدیثین جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تایید مین لکھی ہین اونکو ہمنے بوجہ اختصار
نقل نہین کیا ہی اور فقط صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلا دیا ہی تاکہ عوام ظاہر بین کے دھوکے اور فریب میں
نہ آجاوین اور نہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر مین موجود ہین ایسی حدیثون کا نام ضعیف فرق الفاظ ہو

معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتین تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کر دیتے
قولہ اور حدیثون صحیحہ کے باطل کرنیکے حیلہ ساز بیان کرتے رہے ہین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا
سراسر جھوٹ اور بہتان صریح ہی بلکہ اونھون نے یہانتک دیانتداری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
الفاظ سے یہ حدیث نہین آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب کے
دونونکی تحقیق مخالف ہی معترض صاحب نے اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہین اور معترض صاحب نے
عبارت شرح سفر السعادت کی ناتمام لکھدی اوسکے بعد شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین ولیکن شرح
شیخ ابن ہمام جزاہ اللہ خیر الجزاء تلافی آن نمودہ وبہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح علامہ
ابن ہمام نے اللہ اونکو جزای خیر دے تلافی اوسکی کردی ہی اور تحقیق کے ساتھہ کام کیا ہی انتہی اور تحصیل التعرف
مین لکھتے ہین وَالشَّیْخُ ابْنُ الْھُمَامِ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَوّٰی مَذْھَبَ الْحَنَفِیِّ وَتَمَسَّکَ فِیْہِ
بِالْاَحَادِیْثِ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ الشَّافِعِیَّ مِنْ اَھْلِ الرَّاْیِ وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ مِنْ
اَصْحَابِ الظَّوَاھِرِ یعنی اور شیخ ابن ہمام رحمہ نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا اوسمین ساتھہ
احادیث کے یہانتک کہ قریب ہوگیا کہ یون کہا جائے کہ امام شافعی اہل رای سے ہین اور امام ابو حنیفہ رحمہ
اصحاب ظواہر سے ہین انتہی اور کلام شرح سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ بعض حدیث اونکو نہین ملی
پھر اسکا کچھہ تعجب نہین ابن جوزی کیسے محقق کہلاتے ہین اونکو بہت حدیثین نہین ملین اور فقط اٹکل ہی سے
اونکو موضوع بتلا دیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہی اور اون احادیث کو ثابت
کر دیا ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی اون احادیث کا پتا نہ لگا ہو اسمین حسن ظن بزرگان
دین کیطرف اچھا ہی آخر اور احادیث صحیحہ سے تو محققین نے اون مسائل کو ثابت کر دیا ہی ہمکو مسائل کے
ثبوت سے غرض ہی یون تو بدگمانی ہر ایک مسئلہ کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوءظنی کی دلدل مین پھنسکر
نکلنا مشکل ہوگا ٥ ہر کہ شد بستہ این دام بلا ٭ کی رساند بسحر شام بلا ٭ مخور این می کہ خمارش دردست ٭
حذر ای بادہ کش جام بلا ٭ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسا حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ مکہ
معظمہ مین چارون اماموں کے چار مصلے جو کہ اسوقت تک موجود ہین انکو حدیث پر چلنے والے لوگ بدعت

لکھتے ہین سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ مکہ معظمہ مین چارون مصلے چارون اماموں کے علیحدہ علیحدہ سنہ آٹھ سو سات ہجری مین ملک ناصر فرج بن برکوک کے بنائے ہین لیکن انکے بنانے اور مقرر کرنے کیلیے نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چارون مصلونکو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون اماموں کا بالاتفاق حق ہی پھر اونکے مصلے کیونکر بدعت ہو سکتے ہین ہان افراط و تفریط اچھی نہین جس مصلے پر نماز طیار ہو اوسی مین شریک ہو جاوے انتظار اپنے امام کا نکرے چنانچہ راقم الحروف نے سب مصلونپر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب او سمین احتیاط کرتے ہین کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے ہو یا کم ہو وضو کیا یا چھوتھائی سے کم یا حنبلی نے فقط بال پر مسح کیا تو حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت مین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض وہم اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہریہ کے پیچھے بھی بحکم صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ کے برابر نماز پڑھلیتے ہین البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فرماتا ہی تو بجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین سوجھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی اسیوجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام خصوصاً حضرات ظاہریہ کو ایمۂ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرنا ضروری ہی حدیث کی تہ کو تو خوب پہونچے ہی تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپ نے اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا ہی کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور دلیل اسپر یہی آیت مذکورہ ہی جیسے معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہمنے مصلے کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین پس جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت سے آدمی ہونگے تو ایک دو اکیلے دو کیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے پھر دوسرے کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جسنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہوگی اور پہلے بناہونے مصلو جو نمازین صحابہ نے پڑھی ہین معترض صاحب نے اپنے اجتہاد سے سمجھا ہم یہ ہم کردین پس اگر جناب اس آیت کے معنی یہین کہ امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام ابراہیم پر ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف
ہو جاوینگے نعوذ باللہ اجتہاد اسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہیں سوجھے تھے
وہ ہمنے بتلا دیے کبھی نہ کبھی حضرات ظاہریہ نے اجتہاد کیا تھا او سکوت ہمنے مضحکہ مین اوڑا دیا بہرحال
عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست ؎ بیضاوی مین ہے وَهُوَ اَمْرُ اسْتِحْبَابٍ رُوِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَخَذَ بِيَدِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا نَتَّخِذُهُ مُصَلًّى
فَقَالَ لَمْ اُوْمَرْ بِذٰلِكَ فَلَمْ تَغِبِ الشَّمْسُ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهِ الْاَمْرُ بِرَكْعَتَيِ
الطَّوَافِ لِمَا رَوٰى جَابِرٌ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ عَمَدَ
اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ فَصَلّٰى خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَقَرَاَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى
یعنی یہ امر استحبابی ہے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کا ہاتھ پکڑا پس فرمایا
یہ مقام ابراہیم ہے کہا عمر رض نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہہ نکر لین فرمایا مجکو حکم نہیں کیا گیا پس آفتاب غروب
نہیں ہوا تھا کہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے حکم دو رکعتوں طواف کا ہے بسبب اوسکے
جو جابر رض نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوے تو قصد کیا طرف مقام
ابراہیم کے پس دو رکعتین پیچھے اوسکے پڑھین اور آیت واتخذوا پڑھی انتہی پس اس آیت کی شان نزول
سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہے واجب نہیں اور امام کے مصلے کے معنی جو معترض صاحب نے لیئے
ہم اب تک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگونکو اپنے اجتہاد سے بی اعتقاد کر دیا اور اپنی تمیز
بھی کھلوایا ای معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بی سوچے اٹکل پچو تکے نہ لگائیے ؎
مزن بی تامل بگفتار دم ÷ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم ÷ ز نطق آدمی بہترست از دواب ÷ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے
آسان آسان مسلونپر عمل کرتے ہین مشکل پر نہیں چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان
مسلونکو چھوڑکر مشکل مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالی کے نافرمان ہین

اقول معترض صاحب نے کیسے کیسے مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بجز اسکے

کہ اونکو تقلید کی فہمایش کریں جناب من آپ آسان مسائل پر تو عمل کیجیے مگر خدارا اپنے اجتہاد بیجا کو دخل ندیجیے جو مسائل ایمہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہین اونکو اخذ کیجیے اور اپنی رای سے حدیث کے مطالب کو زیب و زینت نہ بخشیے کبھی تہجد بھی پڑھلیا کیجیے اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے جسم کو تکلیف ہو اور پہر آرام کر جائین بس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈھیے ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہونے لگیگی پہر تو خاصے غیر مکلف ہو جاؤگے اتنا یاد رکھو کہ مقلد مکلّف رہتے ہین اور غیر مقلد غیر مکلّف ہو جاتے ہین اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کہ آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے ہمنے بحکم اَلدِّینُ النَّصِیحَۃُ کے اتنی بات کہدی ہے ماننے نہ ماننے آیندہ تمکو اختیار ہے

ع من انچہ شرط بلاغ است باتو میگویم ⁂ تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہین اور کسی مذہب کے بھی نہین اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِی اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَّیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو یا کہا بجاے امتی کے امت محمد اوپر گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون حق اور ہدایت پر وہی لوگ ہوتے ہین اور جس طرف تھوڑے ہون وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثونکے یہی معنی لیے جاوین تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا سب گمراہ ٹھیرتے ہین کیونکہ معرکہ کربلا مین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اونکے اہل بیت اور خادمونکے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو امام حسین کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا سوا لاکھ پیادہ بائیس ہزار

آدمی تھے غرضکہ مطلب ان حدیثون کا یہ ہی کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدث ہین وہی گروہ بڑا ہی پس اگر
امام اعظم ایک طرف ہون مثلاً اور نخعی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور امام مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل
ایک طرف آپس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدہر ہی الخ **اقول** حنفیہ اس قول کو مقابلہ
ظاہر کے کہتے ہین کہ یہ لوگ چارون اماموں کو نہ ماننے والے گروہ علیحدہ ہین اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بنائی ہی
یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہین شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہین کہتے ان چار مذہب کے حق ہونے مین کچھ کلام نہین
جو انمین سے کسیکے قول کا اعتبار نکریگا تو بحکم حدیث شریف اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ
فِی النَّار کے اوسپر شذوذ صادق آجائیگا اگرچہ ظاہر کے لیے جب یہان کوئی مفر نہین دیکھا تو حدیث اپنی
طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ اونکے مذہب کے سراسر خلاف ہی کہ احادیث
اور قرآن مین تاویل کیجاے مگر یہان بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کرین مذہب چھوٹتا ہی اپنا طریقہ خاص
جو اختیار کیا ہی آخر اوسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر اونکی اس تاویلات سے کیا ہوتا ہی احادیث کے الفاظ
بیشک انپر صادق آتے ہین البتہ اونکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذ کے معنی تو یہ ہین کہ جو بالکل علیحدہ
ہوجاے اور یہ بات ظاہریہ پر صادق نہین آتی اسلیے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل مین ائمہ اربعہ کے بالکل برخلاف
ہین مگر انکے اکثر مسائل پر عمل کرلیتے ہین یہ ہمنے ظاہریہ پر ترحم کرکے تاویل کردی ہی ورنہ اونکے خیالات تو
اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہین اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہی اسلیے کہ تواریخ معتبر
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معرکہ ناگہانی ہوگیا صحابہ کو مطلق خبر نہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر
لڑائی کی خبر نہ تھی یون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہی ورنہ انکی طرف
تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اوس طرف آنے والے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اوس طرف والے بخوف جان شریک
جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور کارہ تھے آخر حضرت کی اپنی جمعیت سے اس طرف شریک ہی ہوگئے تھے معترض صاحب کو
اصل قصہ تو معلوم نہین فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہین اور امام صاحب کا ایک دو مسئلون مین
مخالف ہونا مضر نہین اس قسم کی مخالفت ہر مجتہد مین موجود ہی امام شافعی درود کو نماز مین فرض
کہتے ہین حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہی امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہین حالانکہ

جمہور کے خلاف ہی اور لیث بعد نماز فجر اعتکاف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات ہی اوسمین
داخل کرنے کو مسنون کہتے ہین اور عطا بن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری و اکثر محدثین کے
اساتذہ مین ہین اور سب محدثین اونکو مانتے ہین اونکے نزدیک اگر عید دن جمعہ کے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اوسپر واجب نہین ہی غرض عصر تک اونکے نزدیک کوئی نماز نہین اور
داود ظاہری کے نزدیک راکد مین پیشاب کرنا موافق حدیث لا یبولن کے جائز نہین مگر پاخانہ
اوسمین پھرنا جائز جانتے ہین حالانکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسیطرح اگر کوئی برتن مین
پیشاب کرے اور ٹھیرے ہوئے پانی مین ڈالدے تو وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
بہکر پانی مین چلا جاے یہ صورت بھی اونکے نزدیک جائز ہی حالانکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور انکی
دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز
ہونگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ از روی قیاس کے اسی حدیث سے
استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجہ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
یہ ہی کہ اوسمین کسیطرح سے پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہریہ اس صحیح کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ کر قلت کی
حدیث ضعیف پر کاہے کو عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اس مسئلہ مین کل کے مخالف ہی پھر کیا
بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ایمہ مجتہدین نعوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہوسکتے
ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا ہان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے
مُنہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور مقلدین اونکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگ بیشک
سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
تقلید ملا آیا ہی اور ہزارہا عارف اور قطب و ابدال ہر مذہب کے مقلدین ہین خصوصاً حنفی مذہب
اسی فقہ کی بدولت ہوگئے اور علمای محققین نے گو بعض مسائل ہین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہی
مگر تقلید پہلونکے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ نے تو وہ نئے
رنگ دکھائے جنکی سواد اعظم مین کہین بو باس بھی پائی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہین اور بڑے

محققین اور عارفین اگر تقلید بُری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نکرتے حالانکہ اونپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی باینہمہ ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رائے کو جنا ان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر نہیں کہ دین کیا چیز ہے مطلق انبر ٹھہرا ان حضرات ظاہریہ کی بدولت ایمہ کے نسبت او نھون نے کیا کیا زبانین کھولی ہین اور کیسے دلیر ہوگئے اور یون سمجھتے ہین کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بارہ سو برس بعد غدر مین پوری پوری ادا ہوئی گویا یہ مضمون نہین سمجھا تھا خدا تعالی نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل الانبیا کو بھیجا تھا اسیطرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث مین افضل ہین سب ایمہ مجتہدین کو بعض حدیثین میسر نہ آئین اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ اور تابعین کا سب کا خانہ پورا پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثین جمع ہوگئین خالص حدیث پر حسب رضای الٰہی کے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو کل احادیث پر جیسا کہ انکو میسر آیا ہے انکے خیال خام مین میسر نہوا اور سب مین قصور رہا مگر بوجہ بے علمی کے سب سے خطائین معاف کردیجائینگی اور حضرات ظاہریہ کو طبقۂ اعلی عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہین خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگون نے سمجھا اور انہین کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو حدیثین نہین ملین اور اسیطرح ایمۂ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونہچے تو اونکے اجتہادات مخالف احادیث کے پڑے بس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہین جو باوجود امی ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کرتے لیتے ہین اور کسیکی تقلید ضروری نہین سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایمۂ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق مین حدیث کے مخالف پاتے ہین پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہین کہ یون معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابھی جبرئیل علیہ السلام انکو وحی پہونچا کر رخصت ہوئے ہین خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور شیطان نے انکے کان مین کیا پھونک دیا ہے اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب ایمۂ اربعہ کو دو چار باتین لعن طعن کی نہ سنادین عامل بالحدیث نہین کہلاتے غرض جو سب مین زیادہ طعان اور لعان ہو وہ بڑا اچھا مسلمان ہے خدا تعالی ایسے احمقونکے خیالی بلاء سے بچاوے اور انکے پھندے مین عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہین کہ یہ لوگ اس مسلک ضلالت پر اپنے تئین پیرو ہدایت کیونکر جانتے ہین حالانکہ ۵ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

گئین ہی کہ تو میری بتر گستانست ۔ اور ایہ سلف اور خلف کی شان مین وہ گستاخیان کرتے ہین کہ جنکا
حد و پایان نہین پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی اور رسول خدا ان لوگونسے خوش نہین ہین ورنہ انکے اطوار کی تو ضرور
اصلاح ہو جاتی اتحادی اعتقاد ہی کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ اونکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت نکرتے
اور اونکو برا نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہوگی پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث
شریف خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ یَلُوْنَهُمْ الخ و موافق آیہ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ
کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کیواسطے ہی اور اونھین کی تقلید مین راہ حق ہی ان تعصب کی باتونسے
تو علم دین ہزار ہا دن کوس دور ہی ہے اگر انکی کسی بات کا اعتقاد نہین پہلے تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگون مین
صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابون اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگونکا خیالی اور خود رائی مذہب ہی جو ہی
وہ مذبذب ہی اور ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلدین ائمہ ہین اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالف حدیث
اور پابند ہوا و ہوس ہین انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہی جھوٹی
باتون سے ان لوگونکو کچھ باک نہین دینی کی کتابونمین اسقدر حق کو چھپایا ہی کہ جسکا کچھ حد و پایان نہین
فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر مین تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا و
رسول کی محبت کا دم بھرتے ہین اور حقیقت مین خلوص دل سے اوسپر عمل نہین کرتے ہین ؎
قدم باید اندر طریقت نہ دم ۔ کہ بی اصل باشد دمی بی قدم ۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدان امام اعظم کے
حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ بموجب حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ یعنی پانی پاک ہی
نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملادے تو حدیث پر چلنے والے
اوسکو ناپاک نہین سمجھتے اور اوس سے وضو کرنا اور اوسکو پینا جائز جانتے ہین سو جواب اسکا دو طرح پر ہی ایک
اول یہ کہ یہ صراسر بہتان ہی حدیث پر چلنے والونکا یہ عقیدہ ہرگز نہین ہی بلکہ اونکا عقیدہ تو یہ ہی کہ پانی اگر
قلتین کی مقدار یعنی سوا چھہ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہی اور
اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول مین سوا چھہ من ہو تو جبتک کہ نجاست کے پڑنے سے اوسکا رنگ متغیر ہو جاوے
یا مزا نہ بگڑ جاوے یا بو نہ آنے لگے تب تک پاک ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث ہی الخ **اقول** مصنف

ابن ابی شیبہ مین ہے حدثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن
ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا ثم قال انزحوا
ما فیہا من الماء یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک زنگی چاہ زمزم مین گر پڑا پس مر گیا پس اوتارا
طرف اوسکے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی اور طحاوی
نے بھی اس حدیث کو ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہے پس
اگر مقدار قلتین نجس نہین ہوتا تو دونون صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اوس زمانہ
مین اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کی کسی نے پیش نہین کی پس اسپر اجماع
ہو گیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہے چنانچہ شرح مشکوۃ مین لکھا ہے قال ابن المدینی وھو
امام ائمۃ الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابۃ فان الزنجی وقع
فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بمحضر الصحابۃ ولم ینکر
منہم احد فیکون حدیث القلتین مخالفا للاجماع یعنی کہا ابن مدینی نے جو امام ہے حدیث کے
امام اور بخاری کے استاد ہین کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کے ہے اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم مین
گر پڑا تھا تو ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری مین دیا تھا اور کسی نے
اوسکا انکار نہین کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
زنگی کی ابن عباسؓ سے معلوم نہین ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی مین لگی ہوگی یا بوجہ
احتیاط نظافت کے کل پانی نکلوایا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہو گئی حالانکہ
اہل مکہ اوس سے خبردار نہوئے دونو نکے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ یہ قول
بالکل مدفوع ہے کہ اونکا نجانا دین خدا مین دلیل ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا اور ظاہر سوق عبارت
اور لفظ راوی سے کہ زنگی مر گیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے یہ حکم تھا نہ اور کسی
نجاست سے علاوہ اسکے اونکے نزدیک تو نجاست کی وجہ سے کنوئین کا پانی نکالنا نہین چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان مین قریب ڈیڑھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر نہ پانا جسنے

اہل قتعہ کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے نجاننے سے بہتر ہوگا اور نووی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر
ہونچی اور اہل بلکہ اوس سے جاہل رہے نہایت مستبعد ہے بعد ظاہر ہو جانے طرق حدیث کے اور معارض ہے
اوس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد سے کہا تھا کہ تم اخبار صحیحہ میں سے زیادہ جانتے ہو جب کوئی خبر صحیح ہو تو
مجھکو بتلا دینا تا کہ مین کسی کوفی یا بصری یا شامی سے جاکر تحقیق کر لون پس امام شافعی نے کیون
نہین کہا کہ اون لوگونکو کیسے یہ خبر پہونچ سکتی ہے کہ اہل حرمین اوس سے ناواقف ہون اور وجہ اسکی
یہ ہے کہ صحابہ اور شہرونمین خصوصًا عراق مین چلے گئے تھے کہا علامہ عجلی نے تاریخ اپنی مین کہ کوفہ مین
ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قرقیسیا مین چھ سو صحابہ جا بسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے جو قول
نقل کیا ہے کہ مرسل حدیث ہمارے یہان حجت ہے اس سے حنفیہ پر حصر نہین سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہے کہ
مرسل حدیث حجت ہوتی ہے چنانچہ شرح مسلم مین ہے فَذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ وَأَكْثَرُ
الْفُقَهَاءِ إِلَى جَوَازِ الِاحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا
اس طرف گئے ہین کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہے انتہی اور حدیث قلتین کو بعض نے اگر باعتبار
بعض اسناد کے صحیح کہدیا تو اس سے مطلقًا صحت کہان سے لازم آئی ضعف کی بہت وجوہ ہین متن اور
اسناد کے اضطراب سے بھی ضعف آجاتا ہے علی ہذا القیاس راویونکے مطعون ہونے اور اعضال اور تحریف
اور تدلیس اور شذوذ اور تصحیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہے فقط
اسناد کے جید ہونے سے کیا کام چلتا ہے جبتک یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہون باقی رہا عمل کرلینا ضعیف
حدیثون پر سو اہل حدیث عمل کرتے آئے ہین اونکے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہے دیکھو
ترمذی مین لکھا ہے کہ رد نکاح ابو العاص بن ربیع کی حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت ہے اوسکو محدثین ضعیف
کہتے ہین اور ابن عباس سے جو روایت ہے اوسکو اجود اسناد کہا ہے اور پھر یہ بھی لکھدیا ہے کہ عمل عمرو بن شعیب
کی حدیث پر ہے تو پس عجب تماشے کی بات ہے کہ خود تو جس حدیث پر چاہین عمل کرلین اور صحیح حدیث کو چھوڑدین
اور دوسرونپر اعتراض ہو سو۔ چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد محمد بن اسحق وغیرہ کی حدیث
مقبول نہین جب تک اونکے موافق مذہب کے روایت آتی ہے اوسکو قبول کر لیتے ہین اور دوسری

جب کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین بوجہ مخالفت مذہب اپنے کے تو اوسمین ضعیف بتلا دیتے ہین
اپنے آپ کتابین اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھدیا اوس سے سند پیش کر دیتے
ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہی گویا تمام مدار دین کا صحت اور ضعف روایت پر
قرار دیا ہی اور ائمہ کی تنقیح اور تلاش سب بر طاق رکھدی وہ جس حدیث سے چاہتے اخذ کرین اوسکو اپنی اصطلاح سے
باطل کر لیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لوحی من السماء ہی کوئی حق و باطل کا بتانے والا
نہین خصوصاً جہانکہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لامذہب دیکھا تو وہان وہ اونکا مذہب اختیار کیا
اور انمین مل جانے لگے اور اونکے ساتھ آپ بھی ائمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے جو جفا کرتے
ہو کہتے ہین بجا کرتے ہو کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ
تقلید صاحب معیار کے ضعیف حدیث پر عمل کر لین اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین
تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جاوین حال آنکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر و قاضی اسمعیل اور
ابوبکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری و عبد الحق اور داود اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہی
اور بنایہ مین لکھا ہی قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي حَدِيْثِ الْقُلَّتَيْنِ لِاَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمْ يَحُدَّ مِقْدَارَ الْقُلَّتَيْنِ یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ حجت اونکی حدیث قلتین مین نہین ہو سکتی
اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی سند مین بیان کی انتہی ترجمہ اور اسناد مین بھی
اضطراب اور متن مین اگر کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور کوئی چالیس غرب بیان کرتا ہی
پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین پھر بھی اسکو حجت
گردانا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کر لینا فقط خانہ ساز باتین ہین اور مقلدین کو بہکانے کی
گھاتین ہین وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے منقول ہی
اوسکی اسناد منقطع ہی اور راوی اوسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین اَخْبَرَنِیْ مُسْلِمُ
ابْنُ خَالِدِ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِاِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِيْ یعنی مجھکو مسلم بن خالد نے ابن جریج کی
حدیث سے خبر دی ایسی اسناد سے جو مجھکو یاد نہین انتہی اسکا جواب علامہ عینی نے یہ دیا ہی کہ اونکے اصحاب نے کہا ہی

یہ حدیث نہ اونکو یاد ہوئی اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ تقی الدین کتاب الامام میں لکھتے ہیں کہ اسمین دو علتین ہیں ایک یہ کہ جو
اسناد اونکو یاد ہے یعنی اوسکے رجال مجہول ہیں پس وہ منقطع ہوئی پس اوس سے حجت قائم نہیں ہو سکتی اور دوسری یہ کہ قول اونکا
جو حدیث میں قال الحجر کیا ہوا اوس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حالانکہ اونکا جزم نہیں ہے کہ روایت میں اوسکے
آنحضرت کا ہے اور میں کہتا ہوں کہ شیخ اونکے مسلم بن خالد کو ایک جماعت نے کہا وہ نہیں ہے بیہقی نے بھی کہا ہے ضعیف ہے کہنا
انتہی اب غور کیجیے کہ جس حدیث میں اتنی علتین پائی جائیں اوسکو حجت گرداننا کسیطرح ممکن نہیں خصوصا
حضرات ظاہریہ سے بہت بعید ہے ہان اگر تقلید کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہی ظاہر ہے کیسا ہی تقلید کا انکار کرین
مگر بغیر تقلید ہم دیکھتے ہین کہ کوئی بات نہین کہہ سکتے پس یہان تو اونھون نے صحیح حدیث جو پانی میں پیشاب
کرنے کی ممانعت ہے اور ہاتھ ڈالنے سے نہی فرمائی ہے اوسکو تو ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ
ہر پانی ٹھہرے ہوئے میں پیشاب کرنا اور ہاتھ ڈالنا منع ہے جب تک کہ اوسکو پانی جاری کا حکم حاصل نہو پھر
یہان تو صریح حدیثین بخاری اور مسلم کی سو جو تھین اونکو خود امام بخاری اور ابو داؤد کے استاد ابن مدینی
جو علل حدیث کی مہارت تام رکھتے ہین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین پھر بھی حضرات ظاہریہ نے فقط
بوجہ اصرار صاحب عبارۃ السبی تقلید جامد کو کام فرمایا ہے کہ صحیحین کی حدیثونکو بھی بالائے طاق رکھدیا اور
دہ دردہ جو معترض صاحب نے بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اوس سے اونھون نے رجوع کر لیا چنانچہ
فتح القدیر میں لکھا ہے قَالَ الْحَاكِمُ وَقَالَ اَبُو عِصْمَةَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يُوَقِّتُ فِي ذٰلِكَ
عَشَرَةً فِي عَشَرَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِ اَبِي حَنِيْفَةَ وَقَالَ لَا اُوَقِّتُ شَيْئًا یعنی کہا حاکم نے
کہا ابو عصمہ نے کہ امام محمد اسمین دہ دردہ کی مقدار معین کرتے تھے پھر اونھون نے امام ابو حنیفہ کے قول کی
طرف رجوع کیا اور کہا مین کوئی مقدار معین نہین کرتا انتہی پس امام صاحب تو اسیوجہ سے مقدار معین نہین کرتے
اور رائے مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین کیونکہ شرع مین کوئی مقدار معین نہین آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب
صحیح اور قوی ہے چنانچہ ابن ہمام اور شمس الائمہ وغیرہ نے تصریح کر دی ہے اور کرخی اور صاحب غایۃ البیان اور ینابیع
وغیرہم کا یہی مسلک مختار ہے پس حنفیہ سے دہ دردہ کی حدیث طلب کرنی غایت درجہ کی حماقت اور جہالت
ہے البتہ اگر حنفیہ بھی اس امر کا اشتہار دین کہ جو شخص خاص کر ظاہریہ مین کی حدیث کے سوائے اسناد و صحت

فتح القدیر

وجوہ سے صحت ثابت کریں یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ
انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک انکو زیبا ہی اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے
تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت بجمیع الوجوہ ثابت کر دیں اور وہ بیچارے کس شمار
مین ہین کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علماء امت ہو جائیں تو بھی صحت ثابت نہیں
کر سکتے اور حدیث الماء طهور لا ینجسه شیء کو اگر خاص بیر بضاعہ مین لیا جاے تو ظاہر ہی کہ
وہ پانی باغون مین جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جاے
تو یہ حدیث اون صحیحین کی حدیث سے جسمین پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی نہی وارد ہی منسوخ ہو جاوے گی
غرض حنفیہ پر اسمین کچھ بھی اعتراض نہین البتہ اعتراض اونپر ہی جو خلاف حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے قلہ کے معنی
متعین کر لیتے ہین اور اوسکو حدیث ٹھیراتے ہین پھر مزید براں مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود
ہو جاتے ہین یا اللہ مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہین کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف
کیا اور نہ مین کسیکو سلف اور خلف مین سے برا جانتا ہون حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ سے سب بزرگ
انکے برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہین ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہین **سے** دشنام اگر دہی مجھی دیگا تو رات اسنا
بگڑیگا کیا مرا تری ہو گی زبان خراب **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو ضعیف
کہتے ہین انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب عمل کے لائق ہین چنانچہ
عقود الجواہر المنیفہ فی ادلہ مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہی وفیما یروی عنه انه کان یقول ضعیف
الحدیث احب الی من آراء الرجال **اقول** سبحان اللہ واہ مولف صاحب کی عبارت دانی
اور سخن فہمی کا حال اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہو گیا سچ ہی **سے** اگرچہ تا زمانے حصول علم بی ہمت
تو بس ساری کتابین ایک جاہل ہو کے پیچھا تا + اس عبارت امام ابو حنیفہ کی عبارت سے استدلال ساتھ عمل کرنے حنفیہ کے
حدیث ضعیف پر مطلقا ہرگز ثابت نہین ہو سکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظواہریہ اور گروہ وہابیہ کے
قول کا رد نکلتا ہی کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہونے اپنے کے تعصبا اور طنزا امام صاحب اور مقلدین
عاملین بالرای اور اہل الرای کی شمار کرتے ہین سو اس عبارت مین امام صاحب کیطرف سے اوسکا جواب ہی کہ ہم

عامل بالحدیث ہو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھیو ہین کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو ہم اوسکو مقابلہ
آرا ہی رجال کے بہتر جانینگے اور مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض رای پر چلین ؎
ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا چنانچہ مولوی بدیع الزمان لامذہب بگر رکابی مذہب و غیر مقلد مگر معتقد
نواب صاحب بہوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور مین از راہ تعصب اور
نفسانیت کے جا بجا لکھا ہے کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ و نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور چھوڑ دیا ہے جا آخرہ
اسکے مصداق پورے پورے لامذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی دندان شکن
عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لامذہبونکے مکائد کی کھولدینگے ؎ مثل قریب جموٹ کہے ہم آشنا کر
جو راست راست بات ہو کہدین ہزار مین ۞ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ حدیث کی کتابونمین بہت سی حدیثین غیر
منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثونکو ہر شخص پہچان نہین سکتا اونکو پہچاننا اور اونکو سمجھنا مجتہدونکا
ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح پر ہے اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث کے سمجھنے کا قاعدہ سب قاعدون سے آسان ہے
اور اس قاعدے سے ہر ایک عالم بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثونکو سمجھ سکتا ہے الخ
اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہری کی لکھکر کفایت کی صاحب دراسات کا قول حنفیہ پر
ہرگز حجت نہین اونکی کتاب حنفیہ کے سراسر خلاف اور خالی از تعصب نہین حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہے اور دوسرا اوسکو رد کر دیتا ہے
تمام کتابونمین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہے کہ ابتک محققین مین اوسکا فیصلہ نہین ہوا اور کوئی
امر قرار نہین پایا جس سے اطمینان کلی ہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی ہین جنمین اختلاف ہے کوئی اونکو
منسوخ کہتا ہے اور کوئی اوسپر عمل کر لیتا ہے اسی گفتگو مین بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے
اور کوئی بات طے نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا قول کہین سے لکھ لیا ہے
کہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہے ہم کہتے ہین کہ زبان سے کہدینا بہت آسان
اختلافیات کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہے فقط ان دو قسمون پر حصر کرنا محض غلط اور خلاف تحقیق

عقل ہی البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہو اوسکے واسطے بیشک امورات یقینیہ چاہئیں مگر دین
فقط یقین پر ہی منحصر نہین اکثر احکام ظنی پر برابر عمل ہی خصوصاً حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہی قطعی
نہین ہوتی باانیہمہ تمام ظاہریہ بھی اوسپر عمل کرتے ہین اور صاحب دراسات کا قول نسخ قطعی کے
قاعدہ پر مبنی ہی پس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے اور اوسپر عمل نکرے
ہزارہا احکام ظنی شرع مین موجود ہین اونکا کوئی انکار نہین کرتا مگر تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ نے منسوخ
حدیثین اور آیتین دس پانچ عدد مین کیون منحصر کردین یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہی چنانچہ تفصیل اسکی
آگے بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہو الخ **اقول** یہ عجب کلام
مہمل ہی کیونکہ جب تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کردیا ہے پھر بھی کوئی
شخص محققین کا کلام نہین دیکھیگا اور ابتدائی اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث متعہ وغیرہ پر کاربند ہوگا وہ بیشک گنہگار ہی یہ عذر اوسکا شرع مین ہرگز مسموع نہوگا اوس سے
بلا دغدغہ بازپرس ہوگی کیونکہ ابتدائی اسلام مین لوگ معذور تھے اب کسیکا کچھ عذر نہین چل سکتا البتہ جو
منسوخ اختلافی ہی مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے کہ اوسمین یہ عذر بیجا ہی **قولہ** سوم صحیح صحیح غیر منسوخ
حدیثون کو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہونے سے منسوخ نہین کہتا
بلکہ اوسکے نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ دال ہین کوئی حدیث ہمکو ایسی بتلایئے کہ جسمین فقط
امام کے قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہین ہان جب صحابہ بخبر جس حدیث کی روایت
ہوگی اور اونکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کرکے اوس حدیث پر عمل
نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کرین اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کرین تو اوسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسرون کے زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر
اتقان مین ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہی اوسکے اول مین لفظ قال موجود ہی معترض صاحب نے
دھوکہ دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنا دیا اور اگر تسلیم کیا جاتا تو اونکا بھی یہی مسلک ہے تو ا
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض لوگون نے جو کئی سو آیتون کو منسوخ کہدیا اونکے دفع کیواسطے

یہ نئی پیش کی ہے اسکو معترض صاحب نے حدیث پر بھی قیاس کر لیا حالانکہ حدیث اور قرآن میں بہت فرق ہے
قرآن کی آیت میں تو بیشک یہ قاعدہ جو تفسیر اتقان میں لکھا ہے جاری ہو سکتا ہے اسلیے کہ قطعی کے منسوخ
ہونے کیواسطے قطعی ناسخ یا حکم قطعی رکھتا ہو جب نہ پایا جاویگا ہرگز آیت منسوخ نہیں ہو سکتی برخلاف
حدیث کے کہ اسمیں بوجہ ظنیت کے اسقدر تشدد کی ضرورت نہیں کیونکہ سوا احادیث متواتر کے سب احادیث
ظنی ہوتی ہیں خواہ بخاری کی ہوں یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں
کہ خبر احاد وہ ہے جس میں شروط متواتر کی نہ پائی جائیں خواہ راوی اسکا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور اختلاف
ہے حکم میں اسکے پس جسپر کہ جمہور مسلمان صحابہ اور تابعین سے اور بعد انکے محدثین و فقہا اور اصحاب
اصول ہیں وہ یہ ہے کہ خبر احاد ثقہ کی ایک حجت ہے حجتوں شرعیہ سے کہ عمل اوسپر لازم ہے اور فائدہ دیتی ہے
ظن کا اور نہیں فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اوسپر بسبب شرع کے معلوم کیا نہ عقل سے اور ایک
جماعت اس طرف گئی کہ عمل حدیث پر عقلاً واجب ہے اور جبائی معتزلی نے کہا کہ عمل نہیں واجب ہوتا
جبتک نہ دو آدمی روایت کریں اور بعض کہتے ہیں کہ عمل جب واجب ہے کہ چار شخص چار شخصوں سے
روایت کریں اور ایک جماعت اہل حدیث سے اسطرف گئی کہ وہ علم کو واجب کرتی ہے اور بعضے انمیں سے
کہتے ہیں کہ وہ علم ظاہر کو واجب کرتی ہے علم باطن کو واجب نہیں کرتی اور بعضے محدثین اسطرف گئے
کہ جو احادیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہیں وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور آحاد نہیں دیتی اور ہم اس قول کا
اور ایسے ابطال کو پہلی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کل اقوال سوای قول جمہور کے باطل ہیں لیکن
قول اس شخص کا جو علم کو واجب کہتا ہے تو وہ واسطے حس کے مکابرہ ہے اور کیونکر علم کا فائدہ دیگا حالانکہ
احتمال غلطی اور وہم اور جھوٹ وغیرہ کا اوسمیں راہ پانیوالا ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث احاد
خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہیں ہوتا لہذا اوسکے واسطے قرائن وغیرہ جبتک مؤید نہیں ہونگے
باوجود ہونے ناسخ کے عمل نہ کرینگے اور قرینہ ظاہر ہے جو کچھ بخاری اور مسلم میں غلو کیا ہے فقط انکی
تراش خراش ہے جمہور اسکے قائل نہیں **قال** امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر اول فعل کا

ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہے بلکہ وہ فعل اخیر ناسخ ہوتا ہے کہ جسمین صحابہ سے روایتین موجود ہین کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جنازے کے واسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپنے ترک کردیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپنے اوسکو ترک کردیا تو بیشک ہم بھی اوسکو ترک کردیتے اسیطرح اعتکاف اخیر فقط ایکبار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سابق نہین لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپنے دس دن کا اعتکاف ترک کردیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے پس جبتک صحابہ سے ہمکو ثابت نہوگا ہرگز اوس عمل کو ترک نہین کرسکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ کے خلاف حضرات ظاہریہ ہی اوسپر حدیث سمجھکر عمل کر لیتے ہین حنفیہ اسمین نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی طرف اس قاعدیکو خود ایجاد کرنا عین مغالطہ ہے حنفیہ اس قاعدہ کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف مین لکھا ہے وَاِنَّمَا یُوْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نہین لیا جاتا مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلعم کو انتہی پس ظاہریہ پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑھا کرین اور رمضان مین بیس روزکا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب حدیث مین بس خنہ پڑجائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر دوسرونکو الزام دیجیے ؎ چون نداری کمال فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری + **قال** نجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ بلا دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا نچاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بدون دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحب نے بیفائدہ آٹھہ جواب اونکا نام لیا اگر ایسے جواب اونکا نام بھی جواب ہے تو ہم بچاس جواب لکھدین مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کرینگے مگر عقلا خوب جانتے ہین کہ سب جواب کیک اور بادہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہین کہتے گو مخالفین اوسکو مانین کہ اونکے ماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر کچھہ حجت نہین گردانا اور نہ دین کو کسیکے ماننے

صلعم بخاری صفحہ ۲۶۹

نماننے پر موقوف رکھا ہی **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثونکو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونیکے
ظن سے یہ کہدیا کرتے ہین کہ خاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق
ماننے کے نہین ہی الخ **اقول** زرقانی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو
حدیث آحاد ظنی سے خاص نکرتے اور قرآن کے مخالف فہم اگر حدیث آحاد ہو تو اوسپر عمل نکرتے اور اگر
ظن سے مراد فقط ظن عقلی ہی تو حنفیہ کیسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بغیر حدیث دوسری
نہین کہتے بعد عصر کے نماز کو بوجہ ورود نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے
فقط رطب یابس جوابات جمع کردیے ہین اور کوئی اصطلاح نہین بیان کیا کہ فلان صورت مین حنفیہ
یون کہتے ہین جواب اونکے سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون حالانکہ حنفیہ ایسے
براحل دور ہین معترض صاحب نے ان جوابات مین مغالطہ کی خوب رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانے کہ حنفیہ کا
یہی مذہب ہوگا یہ محض افترا اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط تراشیدہ
خانہ ساز گفتگو ہی **قال** ہفتم جہان دو حدیثون مین آپسمین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور
دوسریکو منسوخ نکہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اونمین موافقت دینی چاہیے الخ **اقول** دو حدیثونمین
تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہی کسیکو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہر یہ کا اسمین محض دعوی ہی دعوی
ہی وہ مطلق تطبیق نہین جانتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اونکی نظر تو صرف الفاظ ہی پر ہی معنی اور مقصود سے
دشمن جانی ہین خصوصاً امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر تو ایسے گرتے ہین کہ پھر دایان بایان آگا پیچھا مطلق
نہین دیکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور اونھون نے اس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین یا ائمہ مجتہدین نے اس حدیث کے
کیا معنی لکھے ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہان اونکی نظر مین کیسے ہی دوسری
روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فوراً اوسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ ان
دو کے خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسیمین سمجھتے ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث
موافق ہوتی ہی تو اوسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط اونکی رائے ناقص ہی مین
مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف نہین اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہی تو یہ لوگ اوس حدیث کو ہرگز نہین مانتے

ہین اور اوسپر عمل کرنیوالے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اوسمین موافقت کرنی چاہیے محض زبانی دعوی ہی چنانچہ ان ہوسکو جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ حنفیہ نے کیونکر دو حدیث متعارض مین تطبیق دی ہی یا ظاہر ہے ان لوگونکو تو اتنی لیاقت اور استعداد کہان جو تطبیق دے سکین فقط اپنے خیال مین حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ سمجھ لیتے ہین اوسکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیالیہ انپر ایسی غالب آئی ہی کہ سوفسطائیہ کو بھی نصیب نہوئی ہوگی **قال** ہشتم سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین کل دس ہین الخ **اقول** یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو یہ سنیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ تینتالیس سور تو ہین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سور تو ہین ناسخ اور منسوخ دونون طرح کی آیتین پائی جاتی ہین اور چھہ سور تو ہین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتونمین کفار سے اعراض کرنیکا حکم ہی وہ سبھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کیطرف نسبت دیتے ہین چنانچہ تفصیل سب مذاہب کی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی پس معترض صاحب کا یہ کہنا کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل ہی اب حدیثونکو سمجھیے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل پائی جاتی ہی بجز اسکے کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامدکی ہی حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنے مین نزدیک محققین محدثین کے بالکل پایۂ اعتبار سے ساقط ہی موضوع مین تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثونکو بھی موضوع کا حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ مساہلہ کہ کل دس ہی مین حصر کر دیا خیر اونھون نے تو تلافی مافات کی مگر معترض صاحب کیون اونکے قدم بقدم چلے اب منسوخات سنیے بخاری شریف مین ہی قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

مسئلہ نسخ آیات

۹
بخاری
صفحہ ۹۶

جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی کہا حمیدی نے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول پہلے مرض کا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی اور لوگ پیچھے آپکے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین اخذ کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہی اور مسلم شریف مین ہی عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ابن مغفل رض سے روایت ہی کہا اونھون نے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتون کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا اونسے اور کتون سے کیا علاقہ پھر رخصت دی کتے شکاری اور ریوڑ کے کتے مین انتہی اور شرح مسلم نووی مین ہی ذَكَرَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ هٰذَا الْبَابِ الْاَحَادِيْثَ الْوَارِدَةَ بِالْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ثُمَّ عَقَّبَهَا بِالْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ بِتَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَكَاَنَّهٗ يُشِيْرُ اِلٰی اَنَّ الْوُضُوْءَ مَنْسُوْخٌ وَهٰذِهٖ عَادَةُ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ يَذْكُرُوْنَ الْاَحَادِيْثَ الَّتِیْ يَرَوْنَهَا مَنْسُوْخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُوْنَهَا بِالنَّاسِخِ یعنی امام مسلم رح نے وہ حدیثین ذکر کین جنمین مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے وضو وارد ہی پھر اوسکے پیچھے وہ حدیثین بیان کین جنمین ترک وضو مین وارد ہین پس گویا وہ اشارہ کرتے ہین طرف اسکے کہ وضو منسوخ ہی اور یہ عادت مسلم وغیرہ ایمہ حدیث کی ہی کہ ذکر منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہین اوسکے بعد ناسخ احادیث لاتے ہین انتہی غرض اس قسم کی بہت سی حدیثین منسوخ موجود ہین چنانچہ حضرت عائشہ رض اور داؤد ظاہری کے نزدیک جو انی مین بھی رضاع ثابت ہوجاتا ہی اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی یا ایک مورد مین خاص ہی اسی طرح لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ کے حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوای شافعیہ کے منسوخ ہی اسیطرح اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو جاتے رہنے کی حدیث جمہور کے نزدیک سوای حنابلہ کے منسوخ ہی اور بنایہ مین لکھا ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا رَكَعَ وَكُلَّمَا رَفَعَ ثُمَّ صَارَ اِلَی افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَتَرَكَ مَا سِوٰی ذٰلِكَ وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ

من الركوع فقال ما فان هذا شيء فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تركه
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے ہاتھونکو
رکوع کرتے اور جب سر اوٹھاتے پھر رجوع کیا آپ نے طرف شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ مین اور ماسوا اسکے کو
ترک کردیا اور ابن زبیر رض سے روایت ہے کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع مین اوٹھاتا تھا
پس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اوسکو انتہی
اور جو ابن جوزی نے ان دونون حدیثون مین کچھ کلام کیا ہے اوسکا بھی جواب بنایہ مین ہے قلت قوله
لا يعرفان اصلا لا يستلزم عدم معرفة اصحابنا هذا ودعوى النافي ليست
بحجة على المثبت واصحابنا ايضا ثقات لا يرضون الاحتجاج بما لم يثبت عندهم
صحته لان هذا امر الدين فالمسلم لا يستهزئ فيه ويؤيد ما روي من عدم
الرفع عند الركوع وعند الرفع منه ما رواه الطحاوي رح حديث ابن ابي داود قال انبانا
احمد بن عبد الله بن يونس قال حدثنا ابو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد
قال صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه الا في التكبيرة الاولى من الصلوة
قال الطحاوي فهذا ابن عمر قد رأى النبي صلى الله عليه وسلم يرفع ثم ترك هو الرفع
بعد النبي صلى الله عليه وسلم فلا يكون ذلك الا وقد ثبت عنده نسخ ما كان رأى
النبي صلى الله عليه وسلم فعله واسناد ما رواه الطحاوي صحيح واخرجه ايضا
ابن ابي شيبة في مصنفه حدثنا ابو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد قال
ما رأيت ابن عمر يرفع يديه الا في اول ما يفتتح یعنی مین کہتا ہون کہ قول ابن جوزی کا کہ
یہ دونون حدیثین نہین پہچانی جاتین نہین مستلزم ہے اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اونکو نہ پہچانین اور نفی
کرنیوالے کا دعوی ثابت کرنیوالے پر حجت نہین اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہین اوسکو حجت نہین گردانتے
جو اونکے نزدیک صحیح نہو اسلیے کہ یہ کام دین کا ہے پس مسلمان اسمین استہزا نہین کرتا اور تائید کرتی ہے حدیث
عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رض سے روایت کی ہے کہ کہا نماز پڑھی مین نے پیچھے ابن عمر رض کے

پس نہین اوٹھاتے تھے وہ ہاتھون اپنے کو مگر پہلی تکبیر مین نماز سے کہا امام طحاوی نے پس یہ ابن عمرؓ ہین انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے پھر انھون نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہوگا یہ مگر اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک منسوخ ہونا اس فعل کا ثابت ہو گیا ہوگا اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہی اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین بھی مجاہدؒ سے روایت کیا ہی کہا اونھون نے نہین دیکھا مینے ابن عمرؓ کو کہ اپنے ہاتھونکو اوٹھا ہون مگر وقت شروع انتہی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثین صحابہ سے مروی ہین فقط نسخ کی حدیثین لکھدی ہین اور دربارہ اخفای آمین کے کفایہ مین لکھا ہی مَذْهَبُنَا مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّأْمِيْنِ وَمَا تَرَكُوْهُ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ یعنی ہمارا مذہب مذہب عمرؓ اور علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کا ہی فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے آدمیون نے جہر آمین کو ترک کر دیا اور نہین ترک کیا اونھون نے مگر بوجہ علم ہونیکے اونکو ساتھ منسوخیت اوسکی کے انتہی اور حدیث مصراۃ کو بھی عقود الجواہر مین بدلائل عقلیہ نقلیہ منسوخ لکھا ہی اور نواب صاحب امیر بھوپال جو مولف صاحب کے پیشوایان مستندین سے ہین حصول المامول مین لکھتے ہین کہ جمہور اس طرف گئے ہین کہ فعل سنت سے قول کو منسوخ کرتا ہی جیسا کہ قول فعل کو منسوخ کر دیتا ہی اور یہ حدیث مین اکثر واقع ہی اور اسمین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچوین مرتبہ چوری لائے تو قتل کرو اوسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایسا چور لایا گیا اور آپنے اوسکو قتل نکیا پس یہ ترک کرنا آپکے قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا ثیب بہ ثیب کو درّے لگانا اور سنگسار کرنا ہی پھر رجم کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم نماز پڑھو جیسے مجکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپنے خلاف اوسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اوسکے کو جو کرتے تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث مین بکثرت ہی واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اوسکو اور اسکو منع کرنیوالا کوئی دلیل نہین رکھتا نہ عقل سے اور نہ شرع سے انتہی پس معترض صاحب

ناسخ منسوخ ہونا صلوٰۃ صلوٰۃ حصول وصول صفحہ ۴۴

دس مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ وہ منسوخ احادیث جنپر تمام امت کا اتفاق ہی کمتر ہین مگر مختلف فیہ
منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہو اوسپر آدمی عمل کیے جاے اسکا ثبوت کہین حدیث
اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچیے ورنہ ارتکاب
مشتبہات لازم آئیگا **قوله** نوین حدیث مسند امام احمد آہ **اقول** معترض صاحب نے افطار محجوم
کی ناسخ حدیث تو بیان کردی مگر حاجم کا افطار کہان سے منسوخ کرینگے **قوله** لیکن سوای ان حدیثون کے
جن جن اور حدیثونکو بعض علمانے منسوخ ٹہیرایا ہی الخ **اقول** کل ان حدیثونکو جو معترض صاحب
نے نقل کی ہین علما منسوخ نہین کہتے بلکہ اور حدیثین بھی جو ہمنے ابھی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے
ہین **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف
لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی آہ **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی اِنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا لِجُرْحٍ مَا بِمَأْبِضِہٖ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھڑے ہوکر پیشاب بسبب زخم گھٹنے اپنے کے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ مین ہی قَالَ اَبُو اللَّیْثِ رَخَّصَ
بَعْضُ النَّاسِ بِاَنْ یَّبُوْلَ قَائِمًا وَکَرِہَہٗ بَعْضُ النَّاسِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَّبِہٖ نَقُوْلُ یعنی کہا
ابو اللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اوسکو
بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسیکے قائل ہین انتہی پس قول عائشہ رض کا اسپر محمول ہی کہ بلا عذر نہین
چاہیے اسی طرح عمر رض کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہی کہ عرب کمر
کو درد کیواسطے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو بیٹھ کر پیشاب کرنے سے بہتر اور شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بیٹھنا یا کمر کا درد ہوگا جو آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تھی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اون دونون حدیثون حضرت
عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی مؤید روایت موجود ہی کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول
ہی کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اس قول کو

تسلیم کرلین کہ وہ کہتے ہین کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا رخصت ہی اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہی جاننا چاہئے
جمہور علما کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہی کہ اس طور مین اکثر چھینٹین پیشاب کی
پانونپر پڑجاتی ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت تھی ہان
جو ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بعذر تھا اور تقریر معترض صاحب سے مترشح ہوتا ہی کہ اونکو استادہ ہوکر
پیشاب کرنے مین سے رغبت زیادہ ہی کیا ہوا طہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہرگز
طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب مسلمان ہوئے ہین اور دل
مین ابھی خو بو باپ دادونکی سمائی ہی سچ ہی ع دہد ثمر زرگ و ریشۂ درخت خبر ٭ نہفتہای پدر از پسر شود پیدا ٭
قولہ مگر کتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہین ہوتا الخ **اقول** اسپر کوئی دلیل
حدیث اور قرآن سے پائی نہین جاتی کہ کتے کا چمڑا ابھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث مین ہر چمڑے کی
طہارت دباغت سے معلوم ہوتی ہی اور خنزیر کا چمڑا بوجہ وارد ہونے آیت کے اس سے مستثنی ہی اور کتے مین
نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہی کہ اوسکا چمڑا دباغت سے ناپاک رہتا ہی چنانچہ بیان اسکا
سترھوین مغالطہ کے جواب مین گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت
ہوسکے یہ لازم نہین آتا الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر
خلاف ہی کیونکہ اسی جواب مین ہمنے اونکی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز مین مقتدیونکو بیٹھنا جب امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پس
جیسے اوسمین یون نہین کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہی اسیطرح اسمین قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب
بھوپال کی عبارت جو ہمنے اسی جواب مین نقل کی ہی اوسکے بھی یہ قول مخالف ہی کیونکہ اونھون نے
کہا ہی کہ جمہور کا یہ مذہب ہی کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہوجاتا ہی علاوہ اسکے حدیث
تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے معلوم ہوتا ہی کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہی اور
اس سے دونون امر یعنی وجوب اور استحباب نہین پائے جاتے فقط ایک صورت لینی پڑیگی پس
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو نہین فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے مین تو کچھ کلام نرہا اب استحباب وضو کا اور حدیث سے ہوگا اسے کیونکر ہوسکتا ہے اسمین اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حال آنکہ بیشتر کے استحباب کے تو کوئی بھی قائل نہین اور نہ الفاظ سے نکلتا ہے اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہے اسپر کوئی دلیل نہین ہے نہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوئے پس جواز وضو کے منسوخ ہونے مین حدیث کے کلام نہین غرض حدیث کا جو حکم ہے وہ قطعاً منسوخ ہے اسیکا نام منسوخ قطعی ہے کچھ خاص تصریح قولی پر منسوخیت منحصر نہین ورنہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیونکو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہوجائیگا کیونکہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہین جسکے معترض صاحب قائل ہین بلکہ فقط فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیونکا کھڑا رہنا پایا گیا ہے اسی سے جمہور نسخ کے قائل ہوگئے ہین اور امام بخاری بھی اسی کے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ بیشتر ہم عبارت اونکی نقل کر چکے ہین شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہین دیکھا جو صاحب دراسات کی تقلید کی **قولہ** حدیث پنجم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے قوی ہے چنانچہ تحقیق اسکی سولھوین مغالطہ کے مسئلہ اول کے جواب مین خوب مفصل موجود ہے ملاحظہ فرمائیے **قولہ** لیکن مکہ مین نماز پڑھنی ہر وقت جائز ہے جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشے کی بات ہے کہ صحیحین وغیرہ کی حدیثین جنمین اوقات مکروہہ کی تصریح ہے اونکو تو ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث سے خاص کیا جاوے اور ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث کو اون حدیثون سے خاص نکیا جاوے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد اور رزین کو متواتر حدیثون پر ترجیح دیجاوے اور اونکو اس حدیث سے خاص کر لیا جاوے حال آنکہ یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہے وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُورٍ اِنْقِطَاعٌ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَأَبِي ذَرٍّ فَإِنَّهُ الَّذِي يَرْوِيهِ عَنْهُ وَضُعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلَى عَفْرَاءَ وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هٰذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ یعنی یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے انقطاع میان

مجاہد اور ابو ذر کی کیونکہ مجاہد ابو ذر سے روایت کرتے ہین اور ضعیف ہونا ابن مؤمل راوی کا اور
ضعیف ہونا مولی عفرا راوی کا اور اضطراب سند اوسکی کا بیہقی نے جو روایت کی اوسمین قیس
بن سعد کو درمیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوسکو درمیان سے اوڑا دیا انتہی
پس اس حدیث کو بوجہ ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور اون دونون حدیثونمین یون تطبیق دی جاے
کہ چونکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ سے بعض اوقات مین طواف اور نماز سے آدمیونکو منع کرتے تھے اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خاص خطاب کر کے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نکیا کرو
جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول مین اوقات مکروہہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور نہایت
ہٹ دھرمی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا ہے اور حسد نے تو بہتونکو اندھا کیا + یہی وجہ ملا علی قاری نے
مرقات مین لکھتے ہین اور ترمذی مین ہے وقد کرہ قوم من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ومن بعدہم الصلوۃ بمکۃ ایضا بعد العصر وبعد الصبح وبہ یقول سفیان الثوری
ومالک بن انس وبعض اہل الکوفۃ یعنی تحقیق مکروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اونکے ہین نماز پڑھنے کو مکہ مین بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور اسی کے
قائل ہین سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث دہم مسلم مین روایت ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا جمع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے اور مغرب اور
عشا کے مدینہ مین سوائے خوف اور سوائے مینہ کے الخ **اقول** ترمذی مین ہے جمیع ما فی
ہذا الکتاب من الحدیث ہو معمول بہ وبہ اخذ بعض اہل العلم ما خلا
حدیثین حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الظہر والعصر
بالمدینۃ والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا سفر ولا مطر وحدیث النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال اذا شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعۃ فاقتلوہ یعنی تمام
حدیثین جو اس کتاب مین ہین اونپر عمل ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو ما سوا دو حدیثونکے ایک تو
حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے
جب وہ شراب پیے پس درے لگاؤ اوسکے پس اگر پھر پیے چوتھی بار پس قتل کرو اوسکو انتہی اس عبارت
ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہین ہوا بلکہ اوسمین حنفیہ نے
جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانون پر فرض وقت مین کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین مین جو حدیث
عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ مینے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت مین دو نمازین
جمع کرتے سوای عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہوگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری
اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینی
چاہیے یہان اونکو کیا ہو گیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اور حدیث کی
وجہ سے کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونے کی بھی نہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد اسی کو کہتے ہین
خوار فضیحت دیگران را نصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل دینیہ مین خالی
خلوص اور دلسوزی سے نہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو روٹھونکا مذہب پایا چند روزہ شکل برای اکل کا
نقشہ نظر آیا ٥ بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا + جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا + اور ابن عباس رضی نے
جو اوسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری ہی کیونکہ
جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس ہو اسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی تا کہ لوگونکو معلوم ہو جاوے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اکٹھے باینطور کہ ایک کا
اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہی کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین
مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر کوئی کر لیگا تو کچھ
مضایقہ نہین غرض جمع صوری لینے مین خوب تطبیق ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسیکا بھی
مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد اور گمراہی کا اجتہاد ہی ٥ یہی اجتہاد آپکا گر رہے گا
تو دفتر ہدایت کا ابتر رہے گا + اور تفصیل اسکی ہمنے مسئلہ سہ طلاق کے جواب مین خوب بیان کر دی ہی

فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ حنفیہ کیے یہان اس قسم کی لفاظ پرستی جسکے معترض صاحب قائل ہین بیشک نہین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح خیر الزمانی کے مخالف پاتے ہین تو اوسمین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہی اسکا نام خواہ کوئی مخالفت رکھے یا موافقت اور ظاہر ہی کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور دوسرے الفاظ اور معنی پر غور نکریگا اوس شخص کی ہرگز مبصرین اور محققین سے نہین بن سکتی دونومین تخالف حقیقی ہی پس مجکو تعجب آتا ہی کہ اور حدیثونمین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حال آنکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف ہی اور یہان تطبیق کی کچھ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کہکے صحیح حدیثین اور آیت کی طرف خیال کرکے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے کہ اونکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرین فقط قاضی شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حال آنکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنیکا دعوی بھی کرتے ہین مگر درحقیقت نہ اونکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا اپنے خیال ہین جنکے معتقد ہین اونکی تقلید کسی حالت مین نہین چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا جانتے ہین ہان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانتے ہین لا مذہبونکی طرح ظاہری الفاظ کی پابندی نہین کرتے ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رہتی ہی **ع** چراغ لیکے جسے ڈھونڈتے ہین پروانے * ہمارے دل مین ہی وہ شمع انجمن مین نہین * **قولہ** جواب اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال ہین منسوخ نہین کیونکہ ان حدیثونمین اور عیاض بن حمار کی حدیث مین یون تطبیق ہو سکتی ہی آہ **اقول** انصاف کرنیکا مقام ہی کہ معترض صاحب چونکہ ابن جوزی اور نواب صاحب امیر بھوپال کی تقلید کرکے دس حدیثونمین نسخ کو حصر کر چکے ہین اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اوسپر عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کہا نہین ہی آسکے فرمانا بہشت کو اونکے ہدیہ سے منع کیا ہون اسکے کہ اسلام کی امید اور عدم امید سے

بحث نہیں مطلق حکم ہی فقط اپنی رای سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب سے بہت بعید ہی کہتے
کچھ ہین اور کرتے کچھ پس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہی **قولہ** کہا بعض علما نے یہ حدیث
منسوخ ہی آہ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہین اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے یا بجہالت غیر مسئلہ ہوا
لیٹا رہین لیگا تو کفارہ اوسپر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ سی و سوم کے جواب مین گذر چکی **قولہ**
جواب یہ کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضہ کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ افضل بات یہی ہی کہ جنبی رمضان مین
فجر سے پہلے پہلے نہا لے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہی
کہ روزہ اوسکا نہین ہوئیگا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہین یہ حدیث بیشک
منسوخ ہی صحیح بخاری اور مسلم مین عائشہ رضہ اور ام سلمہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
جنابت مین جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی پس یہ حدیث اور وہ
آیت ابوہریرہ رضہ کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابوہریرہ رضہ نے بھی جب اونکو عائشہ رضہ
اور ام سلمہ رضہ کی حدیث پونہچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام مین لکھا ہی قرایت کیا ابوہریرہ رضہ کی حدیث
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب یا ہی اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور ابوہریرہ رضہ نے اوس سے
جبکہ اونکو عائشہ رضہ اور ام سلمہ رضہ کی حدیث پونہچی رجوع کیا اور موافق فرمانے ان دونون صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی پس تعجب ہی کہ ابوہریرہ رضہ جو راوی اس حدیث کے ہین اونھون نے تو اس سے رجوع
کر لیا مگر معترض صاحب ابھی تک اوسکو بحال خود سمجھتے ہین شاید اسی عقل اور فہم کے اعتماد پر معترض
صاحب نے تقلید ائمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہی ہماری رای مین اونپر ائمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید ضرور
واجب ہی آیندہ اونکو اختیار ہی ع ہمارا کام سمجھانا ہی یارو ٭ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو **قولہ**
جواب یہ کہ حدیث ابن عباس رضہ کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورہ کے
دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی یہ نہین کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا ہی نچاہیے بلکہ روزہ
رکھنا عاشورہ کے دن کا مستحب ہی آہ **اقول** علما نے اس حدیث منسوخ سے روزۂ عاشورہ کے
مستحب ہونے پر اجماع نہین کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا استحباب پایا جاتا ہی

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشوریکا
مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہی بخاری میں ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُومُهُ
إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن عاشوریکا اور حکم کیا روزہ اوسکے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشوریکا اور
عبداللہ بن عمرؓ روزہ عاشوریکا نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ اونکے روزیکے ساتھ آجاے انتہی تو پہر
حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہی کہ روزہ عاشوریکا فرض تھا پھر اوسکو ترک
کر دینا صاف منسوخ ہونا اوسکا ہی غرض اس حکم کے منسوخ ہونے میں کلام نہیں چنانچہ دوسری
حدیث بخاری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى
فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ
شَاءَ أَفْطَرَ یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشوریکا یہانتک کہ رمضان کا روزہ
فرض ہوا پس فرمایا آپنے جو چاہے روزہ رکھے اوسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار دینا اسپر دال ہی کہ پہلا حکم آپنے منسوخ کر دیا مگر معترض صاحب خلاف
حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حدیث کو بحال سمجھتے ہیں اور پھر حدیث دانی اور عمل
بالحدیث کا دم بھرتے ہیں ؎ تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ هٰذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ
بَدِيعٌ ❊ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ ❊ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ ❊ **قولہ** جواب یہ ہے کہ
اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہیں ہوتا الخ **اقول** بخاری میں ہی
وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہیں عمل
کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول المامول من علم الاصول
میں لکھا ہی اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہ ہو تو منسوخ حدیث
کے ساتھ درجہ میں برابر تو ہو الخ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سوا اپنی کتب فقہا بصاحبہ

بخاری صفحہ ۲۶۸

بخاری صفحہ ۲۶۹

بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہیں ہوتی کہ اکثر اس کتاب مین اونھین کی کتابو نسے
حوالہ ہی کچھہ تو دال مین کالا ہی جان پڑتا ہی اور ہزارون معتبر کتابین متقدمین و متاخرین کی موجود ہین اور طرہ
کہ صرف نام کتاب کا لنبا چوڑا عربی عبارت مین لکھدیتے ہین اور کہین اوسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا
نام بھولے سے بھی نہین لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جان گئے کہ کتابین
اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئین خصوصاً جبسے کہ جناب علامہ
جلیل فہامہ نبیل مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی امام فریضہ الصوری و المعنوی نے اونکے اغلاط فاحشہ اور
مسائل مردودہ کا ابراز الغی مین اعلان کر دیا ہی اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کا رد لکھ رہے ہین اور
آیندہ بھی انکا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھول دینگے ہ تو ابھی اول ہی سے روتا ہی کیا ہ آگے آگے
دیکھئے تو ہوتا ہی کیا ہ خیر ہمکو اس سے کیا و لکل مبطل محق ہر زمانے مین من جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہی اور اوسی
کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲ مین اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی تو کر دی ہی معترض صاحب
قاعدہ اوسکا دیکھکر اعتراض تو کر دیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اوسمین ایسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ
نہین کہتے منسوخ لکھا ہی اور جب دونون حدیثین صحیح واقع ہوئی ہین تو پھر فقط اس وجہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث
ہی دوسری صحیح حدیث باوجود مساوات صحت کے منسوخ ہو عین بے انصافی اور تحکم ہی خدا اور رسول
کی طرف سے کچھہ اس امر کا فرق نہین کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے
ترجیح دیجاے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جاے اور باوجود صریح مخالفت و تصریح مضمون نسخ کے اسکو
ناسخ نہ کہا جاے ازبس جہالت و نادانی ہے جب دینیات مین ان لوگونکا یہ حال ہی تو دنیا معاملات کا کون
ٹھکانا ہ هر کہ با آخرت ندارد کار ہ کار دنیاش ہم تباہ شود ہ **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے
مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ صحیح بخاری مین بعض حدیثین ایسی ہین کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنیکے
نہین چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام مین لکھا ہی کہ بخاری شریف مین بعضی احادیث
ایسی ہین کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہین جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رضی سے جو امام بخاری
واسطے تفسیر آیت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کے لائے ہین اس سے جواز لواطت کا

نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہی **اقول** معترض صاحب کو اسوجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے

جواب مین دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھیرایا ہی اور احادیث ہدایہ کو

موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ دعوی نکرتے تو کچھہ بحث نہ تھی اسیوجہ سے اونھون نے اس کلیہ کی نقض

کرنے کو ایک صورت بیان کردی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انتصار الاسلام مین تصریح کر گئے کہ امام بخاری

اسکے ہرگز قائل نہین باقی رہا اس قول ابن عمر رض کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہی گو بظاہر خلاف ہی مگر بہتر

معلوم ہوتا ہی جبتک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اوسپر اوسکو حمل کرنا انسب اور اولی ہی ورنہ اسکا

یہ بھی جواب ہو سکتا ہی کہ امام بخاری کو اسکا علم نہو کہ ابن عمر رض کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہی یا ابن عمر رض

پہلے قائل جواز اوسکی کے ہوئے ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سنکر قائل حرمت

ہوگئے ہون کیونکہ اونسے دونون قسم کی روایت موجود ہی حدیث مرفوع جو اونسے حرمت لواطت مین

مروی ہی اوسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کردیا مگر اوسکے جواز کی صورت بھی تو اونسے

مروی ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَقَدْ ذَهَبَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ

التَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ إِلَى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَأَنَّ إِتْيَانَ الزَّوْجَةِ فِي دُبُرِهَا

حَرَامٌ وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ

ابْنِ مَاجِشُونَ أَنَّهُ يَجُوزُ ذَلِكَ حَكَاهُ عَنْهُمُ الْقُرْطُبِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ یعنی متقدمین اور متاخرین

صحابہ اور تابعین اور ائمہ اوس طرف گئے جو ہمنے تفسیر آیت مین ذکر کیا ہی اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہی

اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہی کہ زوجہ کی

لواطت جائز ہی حکایت کیا اسکو انسے قرطبی نے تفسیر مین کیا عجب ہی کہ اس روایت کے

موافق امام بخاری نے روایت کردی ہو اور مذہب اونکو معلوم نہو آخر علقمہ کا سماع

باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہی حالانکہ صحیح مذہب یہی ہی کہ سماع علقمہ کا ثابت ہی چنانچہ

مسلہ مصدرہ کے جواب مین اسکو ہم بیان کرچکے ہین باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی ہی

وہ قابل عمل ہی یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہی اوسمین تو منسوخ حدیثین بھی

تفسیر فتح البیان
جلد اول صفحہ ۲۰۰

موجود ہین اور عمل معترض صاحب بھی اپنے حسن ظن سے کر لینگے مسلمان کی تو یہ شان نہین حسن ظن
بارکھکے خود امام بخاری بھی قائل نہین حضرات ظاہریہ وسپر بھی عمل کر لیتے ہین دیکھو بخاری مین جاری
وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نَعَمْ ثُمَّ قَالَ وَاللهُ أَعْلَمُ یعنی حسن بصری کئی شخصون سے مرفوع روایت کرتے ہین کہ پچھنے لگانیوالا اور
پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہین ہوتا اور مجھسے عیاش نے کہا کہ ہمسے عبد الاعلی نے حدیث بیان کی
اونھون نے یونس سے اونھون نے حسن سے روایت مثل اسکے بیان کی کہا گیا اونسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت ہے کہا ہان پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اسکی بخاری ہی
مین ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ
صَائِمٌ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حال انکہ
آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اس حال مین کہ آپ روزہ سے تھے انتہی پس معلوم ہوا
کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہے اسیوجہ سے امام بخاری نے دونون حدیثونکو متصل بیان کیا ہے
جیساکہ عادت ائمہ حدیث کی ہے کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہین اور اسکے بعد ناسخ لاتے
ہین اور خود معترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تنویر سواد المطاعن نامی رسالے مین منسوخ حدیثون مین
شمار کیا ہے دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہے کہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ اونھون نے کہا
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان اپنے مین اس حال مین کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز
پڑھی اور پیچھے آپکے لوگون نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپ نے کہ بیٹھ جاؤ پس جب فارغ
ہوئے فرمایا امام اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اوسکی اقتدا کیجاے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو
اور جب وہ سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو
اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث ناسخ بخاری مین ہے
کہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوے پس اوس سے گر پڑے

گر پڑے تو آپکی ہی جانب چھل گیی پس ایک نماز بیٹھکر پڑھائی پس ہمنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب فارغ ہوئے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اوسکی اقتدا کیجاے جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر پڑھو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو تم بھی اوٹھو اور جب سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَہٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الحَمدُ کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو کہا حمید نے کہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول مرض سابق مین تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے آپکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ دونون حدیثین اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہین اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہین اگر اب بھی معترض صاحب مانین تو اسکا کچھ علاج نہین **ہ** ہر دم آزردگی غیر سبب بلا چہ علاج ہو اسیطرح صوم عاشورہ کی حدیث بخاری کی منسوخ ہی غرض بہت حدیثین بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہین مگر معترض صاحب ہی کہے جاینگے کہ ہر حدیث بخاری کی قابل عمل ہی غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے کچھہ صحیح حدیثون مین قباحت لازم نہین آتی صحیح ہونا اور شی ہی اور منسوخ ہونا اور امر ہی **قال** معترض صاحب اپنے مذہب حنفی کی کتابین بھی دیکھہ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نکرتے لیکن کیا کرین انہونے تو اپنی آنکھین اور نیز کان بند کرلیے ہین **س** آنکھین اگر بند ہی ہین تو پھر دن بھی رات ہی اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا ❊ برخلاف مذہب امام بخاری کے یہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفیہ ہی مین حلال ہی چنانچہ امام طحاوی رئیس حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہی لکھتا ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۰۶ مین ہی رَوَى اَصبَغُ بنُ الفَرَجِ عَن عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ القَاسِمِ قَالَ مَا اَدرَكتُ اَحَدًا اَقتَدِي بِهٖ فِي دِينِي يَشُكُّ فِي اَنَّهٗ حَلَالٌ يَعنِي وَطیَ المَرأَةِ فِي دُبُرِهَا ثُمَّ قَرَأَ نِسَاؤُكُم حَرثٌ لَّكُم ثُمَّ قَالَ فَاَيُّ شَيءٍ اَبيَنُ مِن هٰذَا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کی اونے عبدالرحمن ابن قاسم سے کہا اونے نہین پایا مینے کسیکو کہ اقتدا کرون مین ساتھہ اوسکے بیچ دین اپنے کے جو کہ شک کرے

بیچ اوسکے تحقیق وہ حلال ہے یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر پڑھی آیت عورتین تمھاری
کھیتی ہین تمھاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہے اس سے یہ صریح دلیل ہے اسپر حنفیہ کے نزدیک عورت کی
دبر مین وطی کرنی حلال ہے الخ ۱۲ **اقول** جب معترض صاحب سے بجواب صاحب انتصار الاسلام کے کچھ
نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونے کی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو
لکھتا ہے لکھنے لگے اگرچہ جواب ترکی بترکی وندان شکن اس بے ادبی اور بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا لیکن
داب تہذیب کے خلاف سمجھکر اوس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا ع کی کند بیہودگی در پاسخ جاہل عقیل ؎
تو میالا کام دندان گرچہ سگ پایت گزید اور سوای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا اتہام
کیا امام طحاوی حکایۃً اگر کسیکا قول اپنی کتاب مین بیان کردین تو اونکا قائل ہونا کہانسے سمجھا گیا ورنہ لازم
آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سب کے معترض صاحب بھی
قائل ہین اور قرآن اور حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال موجود ہین اونکو نقل کرنیوالے کا
مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ بھی
موجود ہے پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹھیرالینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل
کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا نہوئے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اوسی تفسیر فتح البیان کے صفحہ
مذکور مین لکھا ہے رُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ
وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ اَنَّہٗ یَجُوْزُ ذٰلِکَ یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رض اور
محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہے کہ وطی فی الدبر جائز ہے انتہی جس اسکو
صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہے اسیطرح حنفیہ شافعیہ اور
مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین
اونکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہے صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین سب کے
مذہب لکھے ہین یہ بھی لکھا ہے کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہے اسکی سند کیواسطے امام طحاوی کا نام

قول بھی نقل کیا ہی کہ اونھون نے امام مالک کے شاگرد عبدالرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہی چنانچہ
اوسکی پوری عبارت تفسیر مذکور کی نقل کیجاتی ہی وذکر ابن العربی ان ابن شعبان اسند جواز
ذلک الی زمرۃ کثیرۃ من الصحابۃ والتابعین والی مالک من روایات کثیرۃ فی کتاب جماع
النسوان واحکام القرآن قال الطحاوی روی اصبغ بن الفرج الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی نے
کہ ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کیطرف اور امام مالک کیطرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب
جماع النسوان و احکام القرآن مین نسبت کر دیا ہی کہا امام طحاوی نے کہ روایت کی اصبغ بن فرج نے الخ پس
اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان جہان اور دیگر اقوال نقل کیے ہین
وہان عبدالرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی نقل کیا ہی حالانکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب میں اسکو
تو علاوہ اگر فقط نقل سے کسیکا مذہب ہو جایا کرے تو صاحب فتح البیان اپنی تفسیر میں اس قول کو
نقل کرتے اور تقریب میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ
العتقی ابو عبد اللہ المصری الفقیہ صاحب مالک من کبار العاشرۃ یعنی عبدالرحمن بن
قاسم کی کنیت ابو عبداللہ فقیہ امام مالک کے شاگردون کا طبقہ عاشرہ سے ہین انتہی پس اس عبارت تقریب
سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن قاسم مالکی ہین حنفی نہین ہین اسکے معترض صاحب نے عوام حنفیہ
کو گمراہ کرنیکے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت مین ایک بڑی چالاکی اور کمال دیانتداری کی
عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے بیچ کی عبارت لکھدی فقط لا تقربوا الصلوۃ کو لیلیا وانتم
سکاریٰ کو چھوڑ دیا مگر ماہرین تفسیر اونکی دہوکے بازیان کب چھپ سکتی ہین ہم نے عبارت سابقہ
تو بیان کر دی اور عبارت لاحقہ یہ ہی وقد روی ساکرو الدار قطنی والخطیب البغدادی عن مالک
من طرق ما یقتضی اباحۃ ذلک وفی اسانیدہا ضعف وقد روی الطحاوی عن محمد بن
عبد اللہ بن عبد الحکم انہ سمع الشافعی یقول ما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
تحلیلہ ولا تحریمہ شیء والقیاس انہ حلال وقد اکذب ذلک ابو بکر الخطیب فقال
ابو الصباغ کان الربیع یحلف باللہ الذی لا الہ الا ہو لقد کذب ابن عبد الحکم علی

خیانت مؤلف ظفر مبین در عبارت تفسیر فتح البیان

الشافعی فی ذلک قال الشافعی نص علی تحریمه فی ستة کتب من کتبه یعنی اور تحقیق
حاکم اور دارقطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقوں کے ساتھ اوس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
الدبر کے حلال ہونے کو مقتضی ہے حال آنکہ اسکی اسناد میں ضعف ہے اور روایت کی امام طحاوی رحمة
اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھوں نے سنا امام شافعی رحمة اللہ علیہ کو کہ فرماتے
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت میں کوئی روایت صحیح وارد نہیں ہوئی اور
اور قیاس یہ ہے کہ وطی فی الدبر حلال ہو اور تحقیق روایت کیا اسکو ابوبکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ قسم
کھاتا تھا ربیع اوس اللہ کی کہ سوای اوسکے دوسرا کوئی معبود نہیں ہے ہر آئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ میں اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھ ہوں کتابوں میں اوسکی حرمت
تصریح کردی ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور وسی تفسیر فتح البیان میں بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہے
ولا یجوز لاحد ان یعمل علی اقوالهم یعنی اور جائز نہیں کسیکو ان لوگوں کے اقوال پر عمل کرے بس
سبب کسی سند یا نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اسکے جواز میں
بعض ضعیف راویوں کے قول پر عمل نکرنا چاہیے اب پھر کوئی جاہل اور آنکھوں کا اندھا بھی اس سے نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات قوله کا مضمون ناقل کا مذہب ہے اور حنفیہ اسکے قائل ہیں مگر معترض صاحب کی آنکھوں
کو خون فاسد تعصب کا دوڑ آیا اور نزلہ حسد کے گاڑھے دماغ میں نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور و
ظلمت میں امتیاز نہ رہا اور خود معترض صاحب سے ایسا اولٹ گیا کہ اونہیں یہ صادق آیا ع آنکھیں اگر بند ہیں
تو پھر دن بھی رات ہے وہ اسمیں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ＊ **قال** اور یہی باعث ہے کہ حنفیہ عورتوں کی
دبر میں وطی کرنیوالے پر حد کے قائل نہیں ہیں چنانچہ تنقیح شرح ہدایہ میں لکھا ہے الخ **اقول**
حد کا لازم نہونا اس امر کو مستلزم نہیں ہے کہ فعل حرام بھی نہو دیکھو بہت فعل حرام ہیں مگر حد نہیں ہے
چنانچہ پیشاب انسان کا پینا سب کے نزدیک حرام ہے مگر حد کسیکے نزدیک نہیں ہاں اگر شراب پیئگا تو
بیشک حد آجاویگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کسیکے نزدیک
آگ میں جلانا اور کسیکے نزدیک دیوار اوسپر گرا دینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گرا کر پتھر مارنا ہے

پس اگر اسمین حد لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی نہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر تعزیر لازم ہے بلکہ تعزیرًا مار ڈالنا بھی جائز ہے اور حد شرعی کہین شرع مین ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز نہین لکھا مگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھتے ہین پس لامحالہ اونکو اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور یہ نہ کہین کہ ہر بات بخاری کی قابل عمل ہے ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض اونپر جم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا ٥ چہ کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی • **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ بخاری اور مسلم کے برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہے چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین الخ **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہے اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ مِّنْ رِّجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِّنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ مِّنْ رِّجَالِ الْبُخَارِیِّ یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہے مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین اون رجال سے جنمین کلام کیا گیا ہے بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین لکھتے ہین فَاِنَّ الَّذِیْنَ اِنْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِہِمْ اَرْبَعَمِائَۃٍ وَّخَمْسَۃٌ وَّثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْہِمْ بِالضُّعْفِ نَحْوٌ مِّنْ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا وَّالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِہِمْ مُسْلِمٌ سِتُّمِائَۃٍ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْہِ مِنْہُمْ مِائَۃٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا عَلَی الضُّعْفِ کَذَا ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ اَلْفِیَّۃِ الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہے چار سو پینتیس آدمی ہین جو اونمین ضعیف راوی ہین وہ قریب اسی آدمیونکے ہین اور جن لوگونسے فقط امام مسلم نے روایت کی وہ چھہ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف اونمین سے ایک سو ساٹھہ شخص ہین دونے اوس سے اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار اکثر احادیث صحاح کے اور کتا[illegible] یادہ صحیح ہے اسپر اکثر نے اجماع کر لیا ہے اسکو ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث [illegible] سکی حدیثون سے گو وہ کیسے ہی صحیح ہون زیادہ صحیح قابل حجت ہے قابل تسلیم نہ [illegible] ہیں اسکی مسلہ چہاردہم کے جواب مین کہ چکی ابھی ہو

چاہیے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اوسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہریہ تو بخاری کے سامنے
قرآن کو بھی نہین مانتے ہین اور اوسکے مقابلہ مین نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہین سمجھتے جا بجا ہین
یہ انکی زیادتی ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یعنی تحقیق حق تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہین رکھتا **قولہ** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
دیا ہے کہ بخاری مین ہے کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر ذرا دھوپ مین رکھدیجیے تو درست ہے الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہین اسلیے اونکو شراب کے سرکہ مین کچھ بھی کلام
کرنا نہین چاہیے اور بلا چون وچرا تسلیم کرلینا مناسب ہے ورنہ اونکے قاعدہ کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہین اوسکو امام بخاری نے کیون درج کیا **قال**
لیکن اونھون نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابونکا تو کوئی باب بھی ایسا نہین ہے جو
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزارہا مسائل ہین جو امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمین اختلاف ہے
انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اوسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو
کیجیے کہ تمام کتابین اس سے پر ہین کہ امر حق چارون مذاہب مین دائر ہے اور ہر امام حق پر ہے اختلاف فروع کا
منافی حقیت کے نہین ہوسکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کیواسطے موجب رحمت ہے اور عمل آئمہ
کا موافق قرآن وحدیث کے ہے ہرگز مخالف نہین ہے معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابونکا کوئی
باب بھی ایسا نہین ہے جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور بیچ وپا در ہوا ہے اسواسطے کہ جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب مین جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اوسکا قابل عمل کے نہ تھا
اور اونکو حدیث کے خلاف جانتے تھے شرح وبسط کے ساتھ دیا ہے اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن و
حدیث سے بتلا دیا ہے کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہین ہین اگر ہے تو موافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
فروع کا منافی حقیت کے سمجھا جاوے تو مذہب اہلحدیث کا اختلاف اقوال ائمہ مجتہدین مین شک کیا جاوے

که سچا کسکو کہیں اور جھوٹا کسکو کہیں فقط بعینہ وہی تقریر معترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ کا آپس مین
اختلاف ہے انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو جھوٹا جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اسکے
رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے آپ معترض صاحب بلکہ
بوجھیے کیون ایسی تقریر لا یعنی اور ایراد ہیچمدانی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض الٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپ اوٹھاوے اور بجز سکوت خجالت کے کوئی جواب ہو سکا نہ آوے ع جان من خود
کردہ خود کردہ را درمان نیست * اور باقی اعتراضات معترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق مین لکھے
ہین سب مکر ہین دھوکا دینے اور کتاب بڑھانے کیواسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہے سبکا جواب
باصواب بتفصیل تمام قرآن اور حدیث سے اپنے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہین یہان حاجت مکرر جواب دینے کی
نہین ہے اگر تو نے جوابات حصہ اول کتاب ظفر مبین کے لکھے باقی معترض صاحب نے ضمن عبارات التماس مین
وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم بعد ختم جلد ثانی معاملات بلاغ المبین کے تالیف کیا جاویگا سو ہم منتظر ایفای عہد ہین
جسوقت حصہ دوم چھپکر پارسنکے ملاحظہ مین آویگا فوراً ادھر سے بھی جواب کافی اور اسکا نام
حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بیجا خلاف تہذیب اسمین انشاء اللہ
نہ پایا جائیگا بشرطیکہ اودھر سے بھی یہ امر ملحوظ خاطر رہے ع لا مذہبونکو دیتے
ہین ہم اشتہار آب * وہابیون کو کرتے ہین ہم ہوشیار
آب ہے سب و شتم اسکا مہذب جواب ہین *
ورنہ کرینگے ہم بھی وہی اختیار آب *
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ علی
سید المرسلین

خمیمۂ الفتح المبین
موسوم بتنبیہ الوہابیین

بعد حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی کے واضح ہو کہ جو حضرات غیر مقلدین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین ایمۂ دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سوا انکی محض نفسانیت اور منشای جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہین اور جو کچھ حضرات مجتہدین نے بیان کیا ہی وہ سب کتاب و سنت کے موافق ہی تعجب ہی کہ یہ لوگ خود اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ وہ خود کسقدر قرآن و حدیث کے مخالف عمل کرتے ہین اور ناحق عامل بالحدیث ہونیکا دم بھرتے ہین صرف انکا دعوا ہی دعوا ہی

عامل حدیث کے یہ بنے ہین برای نام — اور وہ نکو اہل رای یہ کہتے ہین بد الکلام
عامل حدیث کے ہین بلاشک مقلدین — اور ساتھ عقل و رای کے جی کرتے ہین کلام
لا نہ ہو نکو بہرہ نہین عقل و رای سے — ایسے بیوقوف جسکے یہ ہین سخن ہو کلام
داخل یہ آیۂ اُولُوا الاَلبَاب مین نہین — خارج ذوی العقول سے ہین مثل انعام ودوام
اکثر عمل ہی انکا احادیث کے خلاف — چند اسکے مسائل سنو تفصیل سے تمام

پہلا مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا مشروع نہین اور قیاس کو فعل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی جیسا کہ صفحہ ۱۷ ظفر المبین و صفحہ ۸ فتح مبین مصنفہ بدیع الزمان مین لکھا ہی حالانکہ قیاس ابلیس کا شرع کے مخالف تھا جسکے سبب سے سجدہ نکیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہای مجتہدین کے کہ اصول شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث لعنت و عتاب ہی ~~ بہین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا غرض قول غیر مقلدین کا مخالف اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَهَدَ وَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے اور قیاس اسکا صحیح ہو تو واسطے اسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے

پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا غلط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہی انتہی اور نیز قیاس کا سنت نبوی ہونا اس
صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ
اِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ اِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ
قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اَجْتَھِدُ بِرَأْیِیْ وَلَا اٰلُوْ فَضَرَبَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِیْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
بِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ یعنی معاذ بن جبل صحابی
فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا مجھسے کس طرح حکم کریگا تو
جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا مین نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب
اللہ مین اوسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اوسکا عرض کیا مین نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے فرمایا
اگر نپاوی تو جواب صریح اوسکا سنت رسول اللہ مین عرض کیا مین نے اوسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای
سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کرکے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہین قصور کرونگا
اوسمین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کرکے ہاتھ اپنا میرے سینہ پر تھپکا اور فرمایا شکر ہی
اللہ کا جسنے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اوس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کا روایت
کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوے
اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہین ہو سکتا یعنی اس طرح
کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہین کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام کے
ساتھ خاص ہوگیا **دوم** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اون مسائل
مین کہ جنکے جواب صریح اونکا قرآن و حدیث سے **سوم** یہ کہ جب نپایا مجتہدین نے جواب ہزارون
مسائل کا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اونھون نے اون مسائل کے جواب کو قرآن و حدیث و اجماع
امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ مین داخل اور لائق عمل کے ہین یعنی جبتک کہ ہمکو اونکا
مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر منسوخ و غیر معارض کے بغلبۂ ظن نہ معلوم ہو جاوے تو
وہ سب مسائل معمول بہ ہین اور کتب اصول مین مذکور ہی کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور
بھی آیہ کریمہ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ الآیۃ اور آیہ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ کو مفسرین نے

فوائد حدیث

واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن و حدیث کو کافر کہا ہی اور اسیطرح حال منکر
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی **دوسرا مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین
کہ ہم سوای قرآن و حدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا لَا تَجْتَمِعُ
اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی
پر نہوگا اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ
فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جدھر بہت لوگ ہین اونکی راہ پر چلو سو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانونکا
مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کرلو کہ حق انھین چار مین دائر ہی اور جو انسے نکلا وہ
دائرہ اہل سنت و جماعت سے باہر ہی اور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی وَلَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَۃَ
شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاهِلِیَّۃً یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہوکر مرگیا تو جاہلیت کی موت
مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ
نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانونکے
تو ہم اوسکو اوسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور ڈالدینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچا یہان
موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جو اس سے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین جس بات پر امت کا
اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہای
آیت کو حجت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی و نیز آیہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَی النَّاسِ اور آیت
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بھی اجماع کی حجت ہونے پر دلیل واضح ہی پس امور شرعیہ مین اجماع موجب قطعیت و یقین ہی
اور منکر اس حجت قطعی کا مثل روافض و معتزلہ کے ہی اور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف
ہی کذا فی کتب الاصول **تیسرا مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قرأت الحمد کے آمین پکار کر کہنی
چاہیے سو انھون نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد و مسند ابو داؤد

وطیالسی و مسند ابو یعلی و ترمذی و تہذیب الآثار و دارقطنی و معجم طبرانی و محلی شرح موطا و مستدرک میں
باسناد صحیح موجود ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہنچے تو آمین آہستہ
کہی انتہی اور نیز حفاظ نے کیا ہے اس حدیث کا جو صحیح ترمذی میں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل وابو داود
وطیالسی وابو یعلی نے اپنی مسانید میں اور طبرانی نے معجم میں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک
میں اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے اور اگر تجھے کچھ کلام ہو شعبہ میں کہ ایک راوی ہے اس حدیث کا تو دیکھ لے
عینی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونوں نے شعبہ کو امام المحدثین لکھا ہے چنانچہ وہ
عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی روایت ہے علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے
ہیں اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور پست
کیا اسکو اور علامہ ابو الحسن شارح ترمذی کی کتاب فوز الکرام میں ہے وَعَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ
کُہَیْلٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی روایت ہے شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں سلمہ
بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی میں نے
پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتھ اوسکے
آواز کو یعنی آمین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داود اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے
اور ذکر کیا اس حدیث کو ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور
امام احمد نے اپنی مسند میں اور بعض روایت میں جو بجای خَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ کے مَدَّ بِہَا صَوْتَہٗ آیا ہے سو
معنی اسکے محدثین نے اطال یعنی دراز کیا کے لکھے ہیں اور بعض محدثین نے مد سے مد عارضی جو اول کلمہ میں ہوتا ہے
یا آخر کلمہ میں مراد لیا ہے یعنی یہ مد مقابل حذف کے ہے نہ مقابل خفض کے بہرحال اس سے جہر نہیں ثابت ہوتا ہے ورنہ
امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح میں درج کرتے اور
اون احادیث سے جو اونکے مفید مطلب نہیں تعرض نہ کرتے یا اسمیں کوئی ایسی علت قادحہ تھی جسکے سبب سے

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ وارد ہے اسکو بھی اوسی پر قیاس کرنا چاہیے یا تبیین کا
المعنی ہو یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہے حالانکہ مد کے معنی اطالت کے ہین یا عدم اخفا کے
جیسا کہ مذکور ہو چکا اور اگر بالفرض معنی رفع کے بھی سہی تو مراد اوس سے اتنا بلند کیا کہ اول صف یا اوسکے پاس کے
آدمیون نے آمین سن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نماز سریہ مین بھی
قریب کے مقتدی امام کی قرارت سن لیتے ہین اور موید اسکی حدیث ابو ہریرہؓ ہے جو مروی ہے سنن ابو داؤد
مین اور نیز اسپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفای آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار
طبری روایت کرتے ہین ابو بکر بن عیاش سے وہ ابو سعید سے وہ ابو وائل سے کہا اونہون نے کہ نہ تھے عمرؓ اور
علیؓ جہر کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے **اور** ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین
کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ نہین بن پڑتا تو اوس حدیث کی اسناد مین خواہ نخواہ کوئی خدشہ
علت ضعف وغیرہ کا پیدا کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس
حدیث وائل مذکور خفض بہا مین بایطور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہے اور اوسنے اپنے والد سے
نہین سنا جیسا کہ تقریب مین ہے عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ الْجِيْمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوْفِيُّ
صَدُوْقٌ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيْهِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج
نہ رہی سو **جواب** اسکا کئی طرح سے ممکن ہے **اول** تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث
مرسل کے حجت ہے بشرطیکہ راوی اوسکے ثقہ اور عادل ہون جیسا کہ کہا ہے امام ابن ہمام نے کتاب التحریر کی
فصل کیفیت سند مین أَنَّ الْاِنْقِطَاعَ عِنْدَنَا دَاخِلٌ فِي الْاِرْسَالِ بَعْدَ عَدَالَةِ الرُّوَاةِ اور ظاہر ہے کہ
راوی اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین **دوسرا** جواب یہ ہے کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم
سماع علقمہ کے قائل ہو گئے ہین مگر یہ قول انکا جمہور علما کے خلاف ہے بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور
مقامات سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہے پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہوگی اونکے عدم اطلاع پر
یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہے نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین
ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَكَى الْعَسْكَرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ أَنَّهُ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ یعنی حکایت
کی عسکری نے ابن معین سے اس بات کی کہ کہا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھون نے بلوغ المرام
باب صفۃ الصلوۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ

لکھا ہی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتہ
پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتہ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ حدیث
متصل ہی مرسل اور منقطع نہیں اور واقف سنن ابوداؤد کو معلوم ہی کہ یہ حدیث ابوداؤد مین طریق علقمہ
عن ابیہ سے مروی ہی پس اس کلام سے واضح ہوگیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی ورنہ بموجب تحریر فقرہ سابقہ کے
یہان بھی حکم دیتے اوپر صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح غلط ہونے عبارت
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ شکوک
فاضل المعی جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
فرقہ وہابیہ کے تصنیف فرمایا ہی اور جوابات دندان شکن سے لاجواب ہونے سے مطاعن بیجا کو بیک قلم اوٹھا دیا ہی
ہان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو باجماع علماء تبیع محققین ثابت ہی جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع مین کتاب الحدود کے باب ماجاء فی المرأۃ
مین بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہی طریق علقمہ سے لکھتے ہین عَلْقَمَۃُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْہِ
وَھُوَ اَکْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
باپ سے نہین سنا ہی اور اسیطرح صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع مین
حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ کی اسناد مین عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلِ نِ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ
وارد ہی اور ظاہر ہی کہ امام مسلم اصول مین کوئی حدیث منقطع نہین لاتے ہین پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے ثابت ہی اور یہ حدیث متصل السند ہی اور اسمین لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہی
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزری و ابوالمحاسن شارح
ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ ہونے والد سے اور یہ حدیث
بھی اخفا کے مؤید ہی عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَۃَ بْنَ جُنْدُبٍ وَّعِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ تَذَاکَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّہٗ حَفِظَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکْتَتَیْنِ سَکْتَۃً اِذَا کَبَّرَ
وَسَکْتَۃً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَۃِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَحَفِظَ ذٰلِکَ سَمُرَۃُ وَاَنْکَرَ عَلَیْہِ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَکَتَبَا فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَکَانَ فِیْ کِتَابِہٖ اِلَیْہِمَا اَوْ فِیْ رَدِّہٖ اَنَّ سَمُرَۃَ قَدْ

اعتراف محققین کا سماع علقمہ از باپ

حفظ یعنی روایت ہی حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپسمین پس
حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتہ
بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ مین پس جواب لکھا اونہون نے دونونکو کہ تحقیق
سمرہ کا حفظ صحیح ہی اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہی سو فیصلہ کیا
اون دونونکا ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہی اور یہ حدیث ابوداؤد کی ہی اور ترمذی اور نسائی ابن ماجہ کی
کہا طیبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہی پہلا سکتہ سبحانک اللہم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کے واسطے ہی
کذا فی المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہی حدیث سکتہ کا پوچھا ہمنے
قتادہ سے وہ ایک راوی ہی اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جسوقت کہ
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جسوقت کہ فراغت پاوے تو قرارت سے پھر کہا
جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو ای بھائی غور کا مقام ہی کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہی
خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین پر
سکتہ کیا تو آمین آہستہ کہی جیساکہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْن یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہری ثابت ہو جاتی وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطای امام مالک کی ہی اور دلالت کرتی ہی اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین سواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہی آمین اگر امام جہر سے کہا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہی اور سوای اسکے قولوا کے معنی پکار کر کہو تم کے کہان آئے ہین بلکہ معنی کہو تم کے ثابت
ہوتا ہی اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہی کَمَا نَقَلَهٗ فِی الْبُخَارِیِّ قَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْنَ دُعَاءٌ تو دعا کو آہستہ
کہنا حکم قرآن شریف کا ہی جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

ثبوت آمین بالاخفا از حدیث سکتہ

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری ست او ر آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام نے بھی دعا کی تو
آہستہ کی اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا اور فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ
الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّسْمِيَةُ وَالتَّامِيْنُ كَمَا نَقَلَهٗ فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ یعنی چار ذکر امام
آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللھم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالاخفا کو ہمنے صفحہ
۳۴۲ سے صفحہ ۳۷۶ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہی پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ
او ر آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانوں نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلو نمین انصاف کرین کہ آمین
آہستہ کہنے مین خلوص اور عاجزی زیادہ ہی یا پکار کر کہنے مین افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق
کر دی کہ لڑکونکو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہین ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام
ہوتا ہی ع ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + کین رہ کہ تو میروی بترکستانست + **چوتھا مسالہ**
غیر مقلدین کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا چاہیے حالانکہ اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی ان احادیث
صحیحہ کا کہ جنسے رفع نکرنا ثابت ہوتا ہی عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ
صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ یعنی علقمہ سے
روایت ہی کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے کیا نہ پڑھاؤن تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھر پڑھی نماز پس نہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے۔ حدیث صحیح ترمذی کی ہی اور کہا
ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث براء بن عازب سے بھی آئی ہی اور یہ حدیث حسن ہی اور تسلیم او
قبول کیا ہی اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہی سفیان ثوریؒ اور
اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہؒ اور اونکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی مین اور ابو داؤد نے
تو باب منعقد کیا جداگانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز مین اول ہی مرتبہ ہی اور روایت کی علقمہ سے یہی
حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور براء بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ
رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی روایت ہی براء بن عازب سے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جسوقت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے قریب کانونکے پھر دوبارہ
نہ اوٹھاتے ساری نماز مین [illegible] انصاف [illegible] صحاح ستہ کی ہین اور

چوتھا مسالہ رفع یدین کا

یہ مقلدین عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہین اور وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کر کے تارک ہوتے
ہین ان دو حدیثون صحاح کے اور اگر اونکو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ
سے رفع یدین مین کئی طریق سے روایتین آئین سو جواب اوسکا یہ ہو کہ وہ منسوخ ہین چنانچہ عینی
شرح بخاری مین مرقوم ہو اِنَّہٗ کَانَ فِیْ بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ یعنی تھا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتداء
اسلام مین پھر منسوخ ہوگیا اور دلیل اوسکے نسخ پر یہ ہو اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ
فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ یعنی تحقیق عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کر دیا اسکو اور دوسری دلیل نسخ کی یہ ہو کہ جو روایت کی امام طحاویؒ نے سند صحیح کے ساتھ
حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاؤدَ قَالَ اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ
حُصَیْنٍ عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ
الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ کہا طحاویؒ نے روایت کی مجکو ابو داؤد نے اوسکو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
اوسکو ابو بکر بن عیاش نے اوسکو حصین نے اونے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے
پیچھے عبد اللہ بن عمرؓ کے سو نہ رفع یدین کیا اونھون نے مگر تکبیر اولی مین نماز کے کہا امام طحاویؒ نے کہ یہ
وہی ابن عمرؓ ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ترک کرنا اونکا دلیل نسخ کی ہی انتہی کلام العینی اور یہ ظاہر ہو کہ یہ لوگ حدیث کے پرکھنے والے
جو گزر گئے اور بمقابلہ تحقیق حدیث ان لوگون کے اسوقت کے علما کو کیا نسبت ہی ع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک ✦ اور بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار الحناطین مین ہو چکا ہی آخر کار
امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر مین و عقود الجواہر المنیفہ مین
ہو رَوَی الْحَارِثِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ زِیَادٍ الرَّازِیُّ حَدَّثَنَا
سُلَیْمَانُ بْنُ الشَّاذَکُوْنِیِّ سَمِعْتُ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اجْتَمَعَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ
فِیْ دَارِ الْحَنَّاطِیْنَ بِمَکَّۃَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَا بَالُکُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَکُمْ

فِي الصَّلوٰةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ لِأَجْلِ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ فَقَالَ كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ
عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ
وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ
يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلوٰةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أُحَدِّثُكَ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ وَتَقُوْلُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ كَانَ حَمَّادٌ أَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَكَانَ إِبْرَاهِيْمُ
أَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَإِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ
وَلَهُ فَضْلُ صُحْبَةٍ فَالْأَسْوَدُ لَهُ فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ الْأَوْزَاعِيُّ

یعنی حارثی نے اپنی مسند مین روایت کی کہ کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے
اور اونکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے
کہ ایک روز جمع ہوے امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دار حناطین کے سو کہا
امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع اور قومہ مین نماز کے
کہا امام ابوحنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہے
کہ حدیث کی مجکو زہری نے اوسکو سالم نے اوسکو اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے
پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو علقمہ اور اسود دونون نے
روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے
دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے کہ حدیث کی مین نے
تجکو زہری سے کہ وہ میرے استاذ ہین اونسے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو
حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو اسود اور علقمہ نے ان دونونکو عبد اللہ بن مسعود نے
پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے اور

علقمہ فقاہت مین عبد اللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اونکے فضل صحبت ہے
اور اسود کی تو بڑی بزرگی ہی اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہین اونکا کیا کہنا پس چپ ہو گئے
امام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابو حنیفہ حجت مین اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
اپنے رسالہ انصاف مین لکھا ہی اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسیطرح مرقوم ہی اور نیز معارض ہی حدیث رفع
یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے
حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابو داود نے
کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے
سفیان سے اونھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبد الرحمن بن اسود سے اونھون نے علقمہ سے
اونھون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اوٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو پہلی تکبیر مین پھر نہین اوٹھاتے تھے ساری نماز مین انتہی بعد اسکے لکھا ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى يَحْيَى قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ بِاِسْنَادِهٖ اور یہ حدیث بھی
معارض ہی وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمَا اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ یعنی کہا عبد اللہ بن مسعود نے
نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے سو اونھون نے رفع یدین نہین کیا
مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو اسناد ہین
بخاری اور مسلم کے كَمَا نَقَلَهٗ صَاحِبُ فَتْحِ الْقَدِيرِ اور دار قطنی مین یہ حدیث باین اسناد وارد
حَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْحَنَّاطُ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيسَى بْنِ
اَبِي حَيَّةَ قَالَا نَا اِسْحٰقُ بْنُ اَبِي اِسْرَائِيلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا
اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ التَّكْبِيرَةِ الْاُوْلٰى فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ اور بھی رفع یدین کو یہ حدیث معارض
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ

رَافِعِیْ اَیْدِیَنَا فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ
اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہی نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہمپر درانحالیکہ اوٹھائے ہوئے لیے تھے ہم ہاتھونکو نماز مین فرمایا کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہون مین تمکو کہ اپنے
ہاتھونکو اسطرح اوٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دُمین سرکش گھوڑونکی ہلتی ہین تسکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ
نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابوداؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ
استاد بخاری و مسلم نے اپنی مصنف مین اور محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر تخصیص
بلا مخصص ہی مقام غور ہی کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہو اور پھر دعوا یہ کہ ہم
عامل بالحدیث ہین واہ واہ سبحان اللہ اور بھی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے
ساتھ سند صحیح کے عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ
ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی اسود سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب کو کہ اوٹھاتے دونون ہاتھ
اپنے اول تکبیر مین پھر نہ اوٹھائے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بھی روایت
کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہ کہا اوسکے باپ نے کہ علی مرتضی نکرتے تھے رفع یدین مگر تکبیر
اولی مین پھر نکرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اور کہا نہین
جائز ہی یہ بات کہ علی مرتضی خلاف کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر بعد ہوجانے نسخ کے کما نقلہ
العینی فی شرح الہدایۃ اور بھی امام محمد روایت کرتے ہین ساتھ سند صحیح کے عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ
عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی عاصم بن کلیب
اپنے باپ سے روایت کرتے ہی کہ حضرت علی شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز مین اعادہ
اوسکا نہین کرتے تھے وقال ابن ابی شیبۃ عن مجاہد قال خدمت ابن عمر عشر سنین
فما رایتہ یرفع یدیہ [illegible] الا فی التکبیرۃ الاولی یعنی امام زیلعی فرماتے ہین
کہ کہا مجاہد نے [illegible] مین نے ابن عمر کی دس برس سو نہین دیکھا مین نے اونکو
رفع یدین کرتے ہوئے نماز مین [illegible] وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان العشرۃ
المبشرۃ ما کانوا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوۃ ذکرہ فی النہایۃ والکفایۃ
یعنی ابن عباس رض [illegible] عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے مگر شروع مین نماز کے اور

نور الانوار مین ہی و قد صح عن مجاهد انه قال صحبت ابن عمر رض عشر سنين فلم اره
يرفع يديه الا في تكبيرة الافتتاح فترك العمل به دليل على انتساخه يعني روايت
صحیح مجاہد سے یہہ ہی کہ فرمایا انھون نے کہ صحبت مین رہا مین ابن عمر رض کے دس برس تک سو نہین
دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے سوای تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
ہی اوسکے منسوخ ہونے پر و في النهاية عن عبد الله بن الزبير انه رأى رجلا يصلي في
المسجد الحرام و يرفع يديه عند الركوع و عند رفع الراس منه فقال لا تفعل
انه شيء قد تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ما فعله يعني نہایہ مین روایت
عبد اللہ بن زبیر مرقوم ہی کہ دیکھا اونھون نے ایک آدمی کو مسجد حرام مین نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین
کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا اونھون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا و عن عبد الله بن عباس رض قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم لا ترفع الايدي في شيء الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوة و في
العيدين و عند استلام الحجر و على الصفا والمروة و عند عرفات و عند جمع و
عند رمي الجمار يعني روايت ہی عبد اللہ بن عباس رض سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ کسی شی مین مگر سات جگہہ اول تکبیر تحریمہ مین دوم نماز
عیدین کی تکبیرون مین سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پنجم عرفات مین ششم
مزدلفہ مین ہفتم وقت کنکریان مارنے کے شیطان کو منا مین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ مین دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
کے لکھا ہی و لانه لما تعارضت روايتا فعله عليه السلام وجب المصير الى قوله
عليه السلام وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن عند
افتتاح الصلوة و قنوت الوتر و تكبير العيدين و عند استلام الحجر و عند
الصفا والمروة و عند الموقفين و عند الجمرتين اي الاولى والوسطى و ما
روي من الرفع محمول على الابتداء كذا نقل عن ابن الزبير يعني سبب دو حدیثون متعارض
ہونے مین تو ضرور ہوا رجوع کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہی

نور الانوار صفحہ ۱۸۱ مطبع مصطفائی نہایہ

لا یرفع الا یدی الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر ہی اوس فعل کی جو انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوائل مین کرتے تھے اخیر کو آپنے چھوڑ دیا کالاعتبار بالمنسوخ پس جب ان
احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک و شبہ نرہا تو عمل
مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہو کہ یہ
مذہب فقط امام اعظم رح کا ہی سو یہ بات محض غلط ہی اسواسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے
ہین کہ یہ مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلی کا
اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحق سبیعی کا اور خیثمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم
ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اونکے اصحاب کا انتہی کلام العینی **پانچوان مساله**
غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو انھون
نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاؤ انتہی
یہ آیت منع کرتی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزونکی غرض
ہی ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونون پر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور
چپ رہنا خاص نہین پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموما قرارت کے وقت یعنی
جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونون پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہے تو
حق تعالی کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا بہر نوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا
چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ رہو اور چونکہ امام سری اور
جہری دونون مین قرارت قرآن کرتا ہی تو لامحالہ مقتدیونکو دونون حالتون مین چپ رہنا ہوگا کما
قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْهُمَامِ فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ فَاِنَّ الْمَطْلُوْبَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَمْرَانِ الْاِسْتِمَاعُ
وَالْاِنْصَاتُ فَيُعْمَلُ بِكُلٍّ مِّنْهُمَا وَالْاَوَّلُ يَخُصُّ بِالْجَهْرِيَّةِ وَالثَّانِيْ لَا فَيَجْرِيْ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ
فَيَجِبُ السُّكُوْتُ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا اور یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے نازل ہوئی ہے یہی
قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عماد بن کثیر مین مرقوم ہی قال علی بن طلحۃ عن

ابن عباس قولہ واذا قرئ القرآن یعنی فی الصلوۃ المفروضۃ اور امام بغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذھب جماعۃ الی انھا فی القراءۃ فی الصلوۃ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہی کہ یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے ہی اور بعد اسکے مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا والاول اولی وھو انھا فی القراءۃ فی الصلوۃ اور زرقانی شرح موطا مین قاضی ابن عبد البر نے لکھا ہی اجمعوا علی انہ لم یرد بہ کل موضع یستمع فیہ القرآن وانما اراد الصلوۃ ویشھد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الامام واذا قرأ فانصتوا صححہ ابن حنبل فاین المذھب عن السنۃ وظاھر القرآن یعنی سب کا اتفاق ہی کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہی کہ جہان کہین قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اوس سے مراد ہی اور اسپر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ جانے کی ہی پس ان روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اوتری یہان مولف ... صاحب نے حسب عادت قدیمہ اپنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہی کہ خائنون کے بھی کان کاٹے ہین چنانچہ اوس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۰ مین تفسیر معالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر اس قول صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرارت نماز نازل ہوئی ہی) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول اول اولی ہی) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اور ادھر اودھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقہ لامذہب کے ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہین بیچارے عوام مقلدین جو انکے مکائد سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دھوکا کھا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرارت کرنے اور نماز مین باتین کرنے کی ممانعت مین نازل ہوئی ہی سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلا کے نہ پڑھنے اور باتین نکرنے کا کہان حکم ہی بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہی یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتہ خاص ہی اور چپ رہنا نماز سری و جہری دونون مین عام ... کلام الہی ہی اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدے سے بھرا ہوا ہی زائد اور بیکار نہین اور ہر لفظ ... اور حکم جداگانہ نکلتا ہی اس مقام مین مولف صاحب بلاغ المبین کے صفحہ (۱۶۰) مین ... معقول ... دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی ... اس آیت کی تفسیر ... لکھا ہی

جواب بتیسوین اعتراض مولف بلاغ مبین

جسکے رہو سوا ہی قرآن کے یہانسے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود امر بات سکے کہ قول معتبر و مستند معالم التنزیل و در منثور و تفسیر عما و غیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیت در بارۂ قرأت نماز کے اوتری اور لوگ امام کے پیچھے قرارت کرنے سے روکے گئے پھر یہ حضرت تفسیر حمانی سے کہ ایک غیر مشہور تفسیر نقل کرتے ہین کہ قرآن کی ممانعت نہین واہ ری جرات کہ قرآن پر بھی بے تحاشا حاشیہ چڑہانے لگے اور بے پرکی اوڑانے لگے اور دعوا یہ کہ ہم تو فقط قرآن و حدیث مانتے ہین دوسرونکے قول سے ہمکو کچھ غرض نہین چنانچہ اسی بنا پر مؤلف صاحبنے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہی کہ قول صحابی کا حجت نہین ہی بھائیو انصاف کا مقام ہی کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر حمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف ہی اور دوسری تفاسیر معتبرہ کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہی وہ قابل تسلیم ہو اور جو آیت کا اوس سے دیا جاوے نعوذ باللہ الکریم من ہذا الشر العظیم و الجہل الجسیم اور جو آیۂ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے یعنی پڑہو تم قرآن سے اوسقدر جو آسان ہو ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے قرارت کرے سو یہ نا غلط فہمی کا ہی اسواسطے کہ جب ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہو گیا کہ قرارت امام کی بعینہ مقتدی کی قرارت ہی تو پھر قرارت مکرر مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہی عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی حضرت جابر رض سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہی پس مقتدی بحکم آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے چپ بھی ہی اور آیت فَاقْرَؤُا کی تعمیل بھی اوس طریق پر کر رہا ہی جیسا کہ ثابت ہوا حدیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہی کہ جب دو باتونمین تعارض واقع ہو تو تا بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونونکو ساقط کردین اور علامۂ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ کو ایک جماعت صحابہ نے کہ اونمین سے جابر بن عبد اللہ و ابن عمر و ابو سعید خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس بن مالک رض ہین اور منع کیا ہی امام کے پیچھے قرارت کرنے سے اسی صحابہ نے کہ اونمین سے حضرت علی رض اور عبد اللہ بن عمر رض اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس ایسے ایسے صحابہ جلیل القدر کا بمنزلہ اجماع کے ہو گیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ اجماع ہی کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے امام کے پیچھے اور عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ دس صحابہ نبی صلی اللہ

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرارت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان بن عفانؓ و علی بن ابی طالبؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ ہین انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے امام کے مقتدی قرارت کرلیگا تو آیت اذا قرئ القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام فخرالدین رازی نے تفسیر مین جواب سکا لکھا ہے ولقائل ان یقول سکوت الامام اما ان یقول انہ من الواجبات او لیس من الواجبات والاول باطل بالاجماع والثانی یقتضی ان یجوز للامام ان لا یسکت فبتقدیر ان لا یسکت لو حصلت قراءۃ المأموم مع قراءۃ الامام وذلک یفضی الی ترک الاستماع والی ترک السکوت عند قراءۃ الامام وذلک علی خلاف النص یعنی جواب اسکا یہ ہے کہ سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہین واجب ہو یا غیر واجب اول باطل ہے بالاجماع [illegible] واجب ہونا [illegible] کہ امام [illegible] امام کے ساتھ قرارت کرنا لازم آیا اور [illegible] اور یہ خلاف ہو [illegible] الرازی [illegible] الواحدی [illegible] قرارت خلف الامام مین خلاف کیا ہے ان احادیث صحاح کے وعن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی احد منکم آنفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول ما لی انازع القرآن قال فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جھر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوات بالقراءۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمین آپ نے جہر سے قرارت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا ابھی کسی نے میرے ساتھ قرارت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ مین کہتا ہون کیون جھگڑا کیا جاتا ہے قرآن مین راوی کہتا ہے کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرارت کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری مین یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرارت کرنا مقتدیون کا ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرارت کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ یہ مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ و امام احمدؒ

وامام مالک و تمامی سلف وخلف کا اور ایک روایت ہی امام شافعیؒ سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور ابوداؤد نے بھی یہ روایت ابوہریرہؓ کی کئی سندون سے نقل کی ہی اور قول زہری کا بھی اوسمین لکھا ہی کہ
بازرہے لوگ قرارت سے نماز جہری مین اور بھی امام مالک نے موطا مین ساتھ اسی قول کے نقل کیا ہی کہ چھوڑ دیا
لوگون نے قرارت کرنا اوس دن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین مین سے کہے فانتھی الناس الخ یہ قول زہری کا
ہی مرفوع نہوا پس حدیث قابل حجت نہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتھ نہین ہی بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ ہی اور نیز ابن ماجہ و نسائی نے اس بات کا باب منعقد کیا ہی کہ مقتدی
کچھ نہ پڑھے اور اسکے اثبات مین یہ حدیثین لائے ہین عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہی ابی موسیٰ اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم چپ ہو وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابوہریرہؓ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسیواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ پیروی کرو تم اوسکی جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
جب وہ قرآن پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ دو سندونکے آس مقام پر مؤلف صاحب کا کذب
صریح اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ [illegible] المبین کے
صفحہ ۱۶۳ مین حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو ابوداؤد سے نقل کرکے لکھا ہی کہ یہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہی اور
ابو خالد مولای جعدہ بیٹا ہبیرہ مخزومی کا مجہول ہی تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی دلاوری جرأت
کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائین اور خاص منشا اس دروغگوئی کا یہی ہی کہ جب انھون نے دیکھا کہ یہی
اس حدیث کے صاف صاف حنفیونکے مدعا پر دلالت کرتے ہین اور کوئی جواب اسکا بن نہین پڑتا تو اس شخص نے
واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابو خالد کو یہان ظاہر کیا حالانکہ جو راوی
اس حدیث مین ہی وہ ابو خالد احمر ہی کہ نام اوسکا سلیمان بن حیان ہی یہ وہ شخص ہی کہ جس سے بخاری اور
مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر مین بجواب ابوداؤد لکھا ہی وَھٰذَا فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّ
اَبَا خَالِدٍ الْاَحْمَرَ ھٰذَا ھُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَیَّانَ وَھُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ احْتَجَّ بِہِمُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
وَمَعَ ھٰذَا لَمْ یَنْفَرِدْ بِھٰذِہِ الزِّیَادَةِ بَلْ تَابَعَہٗ عَلَیْہَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابوداؤد کے قول مین بحث ہی کیونکہ ابو خالد احمر یہ وہی سلیمان بن حیان ہی اور وہ ایسا ثقہ ہی کہ بخاری و

دروغگوئی مؤلف ظفر المبین

بلاغ حافظ منذری ۱۶۳ صفحہ

مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہی اور پھر وہ اس فقرہ کے بڑھانے مین اکیلا بھی نہین ہی بلکہ ابو سعید محمد بن سعد انصاری نے اوسکی متابعت کی ہی اور علامہ ماردینی نے جوہر النقی مین ابو خالد احمر کو ثقہ اور مستند ثابت کر کے لکھا ہی وَبِھٰذَا یَظْہَرُ اَنَّ ہٰذِہِ الزِّیَادَۃَ لَیْسَتْ مِنْ اَبِیْ خَالِدٍ کَمَا زَعَمَ اَبُوْ دَاؤُدَ یعنی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ وہ ابو خالد سے نہین ہی جیسا کہ ابو داؤد کو شبہہ ہوا اور موطا مین امام مالک نے ایک باب منعقد کیا اور فرمایا بَابُ مَا یَجِبُ مِنْ مُتَابَعَۃِ الْاِمَامِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ اب اس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ اگر مقتدی آمین جہر کہے اور امام سراً تو یہ بھی متابعت کے خلاف ہی پس مقتدی کو کسی نماز مین خواہ وہ سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے کچھ نہین پڑھنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آیۂ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ آہ کے مطلب کی خوب ہی توضیح ہو جاتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور موطا امام محمد مین ہی اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰی بْنُ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرارت مقتدی کی قرارت ہی اور نسائی نے نماز سری یعنی نماز ظہر و عصر مین بھی منع قرارت مین باب منعقد کیا ہی اور یہ حدیث لکھی ہی عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَہٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا یعنی روایت ہی عمران بن حصین سے کہا اونھون نے کہ نماز پڑھائی ظہر کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس پڑھی ایک شخص نے پیچھے آپکے سورۂ سبح اسم ربک الاعلی پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کہ کسنے پڑھی سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اوس شخص نے کہا کہ مین نے فرمایا آپنے تحقیق کہ جانا مین نے کہ بعض تمہارا خلجان مین ڈالتا ہی مجکو اور یہ حدیث صحیح مسلم مین بھی ہی اور بھی نسائی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا کہ اوسمین لفظ صَلَّی الظُّہْرَ وَالْعَصْرَ کا ہی اور جو حدیثین دربارۂ وجوب قرارت خلف الامام کے غیر مقلدین پیش کرتے ہین جیسے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی نماز اوسکی نہین ہوتی سو جواب اوسکا بچند وجوہ ہی اول تو یہ نفی نفی ذات نہین بلکہ نفی کمال کی ہی جیسا کہ کہا علامہ عینی نے کہ کمال نماز کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہی نہ یہ کہ عدم جواز نماز کا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خود قراءت کرنا ضرور نہین اور استدلال کیا ہمدیث جابرؓ سے کہ کہا اونھون نے کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد کے پڑھے تو نماز نہوگی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے کہ جابر بن عبد اللہ ایک صحابی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھون نے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ کا کہ یہ جب ہے کہ پڑھے اکیلا ہو تنہا ہو تھی اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے جو بڑے صحابی اور رعایت میں سنت نبوی کے تھے جب سوال ہوا کہ قراءت خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہین تو آپنے جواب دیا تَکْفِیْكَ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ یعنی تجکو امام کی قراءت کافی ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بھی جواب مین یہی فرمایا سَیَکْفِیْكَ ذٰلِكَ الْاِمَامُ یعنی اسکے واسطے امام کافی ہے غرض جس عقیدہ کو خاص کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قراءت امام کی اوسکو کافی ہے تو ان احادیث پیش کردہ غیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر او واضح ہوگیا اور زیادہ تر توضیح اس مطلب کی اقوال صحابہ سے بھی ہوگئی اب رہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ جسمین حکم قراءت فاتحہ کا مقتدی کے لیے بتصریح وارد ہے وہ یہ ہے عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَیْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّیْ اَرَاکُمْ تَقْرَؤُنَ وَرَاءَ اِمَامِکُمْ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِیْ وَاللّٰہِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِهَا یعنی عبادہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑھنا پس جب پھرے آپ تو فرمایا مین دیکھتا ہون کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو کہا عبادہ نے کہ کہا ہم لوگون نے ہان بخدا اے رسول اللہ آپنے فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورۂ فاتحہ کیونکہ بغیر اوسکے نماز نہین ہوتی انتہی واضح ہو کہ اس حدیث کو بہت سے علما نے صحیح بھی لکھا ہے اور بہتون نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زیلعی لکھتے ہین قَدْ ضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ وَجَمَاعَةٌ یعنی اس حدیث کو امام احمد حنبل اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور یحیی ابن معین لکھتے ہین کہ جملہ استثنائیہ اس حدیث کا صحیح نہین پس ایسی حالت اختلاف مین ہمکو تو بھی موافق اصول حدیث کے تحقیق کرکے عمل کرنا چاہیے پس اسکے طریق اسناد مین محمد بن اسحٰق بن یسار راوی واقع ہوا ہے سو خود یہ شخص مختلف فیہ ہے اور موافق اصول حدیث کے قابل سند نہین ہے کیونکہ یحیی قطان نے (کہ جنکو سارے ائمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہے) اور لکھا ہے کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اوسکو چھوڑ [illegible]

گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحٰق بڑا جھوٹا ہی اور اسیطرح سلیمان بن تیمی نے بھی اوسکو کذاب لکھا ہی اور امام
مالک نے اوسکو دجال کہا ہی کما فی میزان الاعتدال اور کہا دارقطنی نے کہ اوسکے ساتھ حجت پکڑنا نہین ہو سکتا اور
نسائی نے کہا لیس بالقوی نہین ہی مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکی جرح مفسر ہی اور یہ مسلم حدیث
سے ہی کہ جب کسی شخص کو چند آدمی ثقہ اور عادل کہین اور چند آدمی اوسکو ضعیف و ناقابل استناد جانتے
اور کوئی شخص عارف بالاسباب و مستند بوجہ تفصیلی ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا کما قال
الحافظ ابن حجر فی شرح نخبۃ الفکر والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ
ولکن محلہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبت
عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا یعنی کہا حافظ ابن حجر نے شرح
نخبۃ الفکر مین کہ جرح مقدم ہی تعدیل پر اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لیکن اس کا موقع یہ ہی کہ جب
وہ جرح مفسر ہو اوس شخص کی جو اسباب جرح کا پرکھنے والا ہی کیونکہ اگر مفسر نہوگا تو اوس شخص کے واسطے
مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہی اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہو جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو
اوس جرح کا بھی اعتبار نہوگا انتہی اور یہ مسلم ہی کہ یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا جاننے والا ہی چنانچہ
تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراھیم بن محمد التیمی ما رأیت اعلم بالرجال من یحیی القطان
یعنی کہا ابراہیم تیمی نے کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا جاننے والا نہین دیکھا اور نیز اوسی کتاب مین
ہی امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکھا اور یہ بھی مسلم ہی کہ کذاب کا لفظ جرح مفسر ہی پس محمد بن
اسحٰق لامحالہ ضعیف اور غیر معتبر ہوگا اور قطع نظر اسکے محمد بن اسحٰق کو تقریب مین مدلس بھی لکھا ہی اور مدلس ہونا
حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہی اور علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری لکھتے ہین وفی حدیث
عبادۃ محمد بن اسحٰق بن یسار وھو مدلس قال النووی لیس فیہ الا التدلیس اور یہ بھی
مسلم ہی کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہ سمجھی جاویگی اور یہ روایت جو محمد بن
اسحٰق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہی بلفظ عن مرقوم ہی پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت
نہ رہیگی چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہین المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع
المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث عنہ وقال
ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشیء یعنی مدلس جب بلفظ عن فلان روایت کرے تو اوسکی

حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل حجت نہوگی باوجود اسکے کہ محمد بن اسحٰق کو مالک نے جھوٹا کہا ہی اور امام احمد نے
ضعیف اور کہا کہ اوس سے حدیث کرنا صحیح نہین اور کہا ابوزرعہ رازی نے کہ اوسکی کسی بات کا اعتبار
نہین کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل عمل کے نرہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے
کہ امام کے پیچھے قرارت کرنیوالے کے حق مین کیا کیا سخت وعیدین وارد ہوئین چنانچہ کہا حضرت عمرؓ اور سعد بن
وقاصؓ نے کہ وہ صحابی عشرۂ مبشرہ سے قطعی جنتی ہین کہ پتھر بھرون مین اوسکے منہ مین جو الحمد پڑھے پیچھے
امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین اور بھی امام محمد نے اپنی موطا مین اور
کہا علقمہ نے کہ آگ بھری منہ مین بہتر ہی الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطای امام محمد مین ہی
اور فرمایا حضرت علیؓ نے کہ الحمد پڑھنا مقتدی کا دین کے خلاف ہی نقل کیا اس حدیث کو کفایہ مین اور
فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ مٹی بھری جاوے اوسکے منہ مین نقل کیا اسکو عینی نے اور فرمایا حضرت علیؓ نے
کہ جو کوئی پڑھے پیچھے امام کے وہ سنت پر نہین ہی روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار
مین مع سند صحیح کے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بلفظ فَقَدْ اَخْطَاَ الْفِطْرَۃَ اور عبدالرزاق
نے اپنی مصنف مین بلفظ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ اور بھی روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاذ بخاری
اور مسلم کے ہین اپنی مصنف مین ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہی اور سعد بن وقاصؓ کہ قطعی
جنتی ہین اور زید بن ثابت جو جمع کرنیوالے قرآن شریف کے ہین فرماتے ہین کہ جسنے پیچھے امام کے پڑھا نماز
اوسکی جائز نہین اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے کہ فاسد ہی نماز اوسکی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو
کفایہ مین اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاری رحؒ نے پس طالب کو اسقدر کافی ہی اور زیادہ بیان جو چاہو تو کتب
بسیطہ مین دیکھو چوتھا مسالہ غیر مقلدین نماز مین ناف سے اوپر ہاتھ باندھتے ہین بلکہ اکثر انمین سے
جو پکّے لامذہب جاہل ہین مثل عورتونکے سینہ پر ہاتھ باندھتے ہین اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتھ کی انگلیونکے
سرے بائین ہاتھ کی کہنی پر پہونچے ہین گویا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اکھاڑے مین خم ٹھوک کے ابھی کشتی لڑا چاہتے
ہین ابھی کیا رفتہ رفتہ یہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کرکے گلے پر ہاتھ باندھینگے غرض انھون نے دونون امرون
مین (یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے اور داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کے پونچے کو نہ پکڑنے مین) خلاف عمل
کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہی جسکو عالم ربانی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار مین
بایں اسناد روایت کیا ہی اَنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَمِدُ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلٰوةِ يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ تَعَالَى قَالَ مُحَمَّدٌ يَضَعُ
بَطْنَ كَفِّهِ الْأَيْمَنِ عَلَى رُسْغِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِي وَسْطِ الْكَفِّ یعنی خبر دی
ہمکو امام ابو حنیفہؒ نے حماد سے وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کرتے
تھے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے درانحالیکہ عاجزی کرتے تھے خاص اللہ ہی کے لیے کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ
اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے پونہچے پر نیچے ناف کے پس ہوتا پونہچا بائیں ہاتھ کا بیچوں بیچ میں اپنے ہاتھ
کی ہتھیلی کے اور علامہ محدث شارح بخاری ابو المحاسن رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوز الکرام میں بعد ذکر کرنے اس
حدیث کے لکھا ہے هٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ یعنی سند اس حدیث کی درست اور صحیح ہے اسمین کیا شک کہ جب حدیث کے
راوی مثل امام اعظم ابو حنیفہؒ کے کہ تبع تابعی ہیں اور امام بخاری اور امام مسلم تو انکے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور
مثل حماد اور ابراہیم نخعیؒ کے ہوں تو پھر اسناد میں اوس حدیث کے ہرگز کسیکو شبہ نہوگا دوسری حدیث
وہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہیں امام بخاری و مسلم کے اپنی مصنف میں
ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَأَلْتُهُ قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ
قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهِ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ یعنی خبر دی ہمکو یزید بن
ہارون نے کہا اونھوں نے خبر دی ہمکو حجاج بن حسان نے کہا اونھوں نے سنا ہے میں نے ابو مجلز سے
یا سوال کیا میں نے اونسے کہا میں نے کیونکر رکھے نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کو کہا [illegible] ہتھیلی داہنے
ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اور کردانے دونوں ہاتھوں کو نیچے ناف کے انتہی اور [illegible] شیخ
کے فوز الکرام میں مرقوم ہے هٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ اور تیسری حدیث وہ ہے جسکو امام احمد بن حنبل اپنی سند میں سے روا-
کرتے ہیں ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَسَدِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ
زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلٰوةِ
وَضْعُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی خبر دی ہمکو محمد بن سلیمان اسدی نے کہا اونھوں نے
خبر دی ہمکو یحییٰ بن ابی زائدہ نے کہا اونھوں نے خبر دی ہمکو عبد الرحمن بن اسحق نے وہ روایت کرتے ہیں زیاد بن زید
سوائی سے وہ روایت کرتے ہیں ابو جحیفہ سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے نماز کی
سنتوں میں سے ہے رکھنا ہاتھوں کا اوپر ہاتھوں کے نیچے ناف کے انتہی اور دارقطنی نے بھی مثل اسکے کسیقدر تغیر الفاظ
کے ساتھ اسمین تحت السرہ کی روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن کبیر میں مثل اسکے روایت کی ہے چوتھی حدیث وہ ہے جسکو امام

ابو داؤد اپنی سنن مین روایت کرتے ہین حدثنا محمد بن محبوب ثنا حفص بن غیاث عن عبد الرحمن بن اسحٰق عن زیاد بن زید عن ابی جحیفہ ان علیا رضی اللہ عنہ قال السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے کہا اونھون نے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحٰق سے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سے وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز مین ہاتھ پر ہاتھ کا رکھنا ہی نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی بائین ہاتھ کے پونچے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کی حدیثون مین گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہین کہ یہ حدیث موقوف ہی مروی ہی حضرت علی رض سے پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہین ہوتی سو جواب اسکا اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہی کہ جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقا بایطور کہے کہ السنۃ کذا یا ان من السنۃ کذا تو مراد اس سے سنت نبوی ہوتی ہی اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار مین اور علامہ بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندھی وغیرہ ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہین ان قول علی رضی اللہ عنہ ان من السنۃ ھذا اللفظ مما یدخل فی المرفوع عندھم وقال ابو عمر اذا اطلق الصحابی السنۃ فالمراد بہ سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تحقیق علی رض کا ان من السنۃ یہ لفظ داخل ہی مرفوع مین محدثین کے نزدیک اور فرمایا عبد البر نے تحقیق کہ جب صحابی اطلاق سنت کو مطلقا بولے تو مراد اوس سے سنت نبوی ہی اور ملا علی قاری نے کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فی شرح الموطا مین لکھا ہی الصحابی اذا قال السنۃ فیحمل علی سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اذا قال الصحابی امرنا بکذا او نھینا عن کذا او من السنۃ کذا فکلہ مرفوع علی المذھب الصحیح الذی قالہ الجماھیر من اصحاب الفنون یعنی جبکہ کہے صحابی امرنا بکذا یا نھینا عن کذا یا من السنۃ کذا ایسی ہر ایک ان تینون قسمون کے الفاظ سے حدیث مرفوع ہو مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہین تمام اکثر اصحاب فنون سے نہی اور ابن امیر الحاج نے کتاب حلیۃ المحلی و بغیۃ المہتدی میں اور شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تخریج احادیث الاختیار مین لکھا ہی مثل حدیث مذکور حضرت علی کے ابن بطہ نے بروایت ابی ہریرۃ حدیث روایت کی ہی اور بھی مثل اسکے جامع الاصول مین بروایت رزین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہی اور بھی علامہ

عینی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوَی ابنُ حَزمٍ مِّن حَدِیثِ اَنَسٍ مِّن اَخلَاقِ النُّبُوَّۃِ وَضعُ الیَمِینِ عَلَی الشِّمَالِ تَحتَ السُّرَّۃِ وَھٰذَا یَعضُدُ حَدِیثَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ یعنی روایت کی ابن حزم نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہی رکھنا داہنے ہاتھ کا بائین پر نیچے ناف کے آور یہ حدیث قوت دیتی ہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی **پانچوین** وہ حدیث ہی جسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہی حَدَّثَنَا وَکِیعٌ عَن مُّوسَی بنِ عُمَیرٍ عَن عَلقَمَۃَ ابنِ وَائِلِ بنِ حُجرٍ عَن اَبِیہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ رَأَیتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِینَہٗ عَلَی شِمَالِہٖ تَحتَ السُّرَّۃِ یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا اونھون نے دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتھ اپنا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامۂ محدث محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثُمَّ اطَّلَعنَا عَلَی حَدِیثٍ صَحِیحٍ بِحَمدِ اللّٰہِ وَھُوَ سَنَدُ المَذھَبِ وَمُؤَیِّدٌ لِحَدِیثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ وَھُوَ مَا اَخرَجَہُ ابنُ اَبِی شَیبَۃَ فِی مُصَنَّفِہٖ یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی اللہ تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی مذہب کی اور حدیث حضرت علیؓ کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین آور پھر بعد اسکے لکھا ہی وَھٰذَا حَدِیثٌ قَوِیٌّ مِّن حَیثُ السَّنَدِ پھر اونھون نے اس حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویونکی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث کو تفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش نہین منصف عامل بالحدیث کو اسیقدر کافی ہی **شعر**

یکحرف بس ست اگر شعور ست ٭ ورنہ چو چراغ پیش کور ست ٭ پس ثابت ہوگیا ان احادیث صحیحہ اور دلائل قویہ سے کہ زیر ناف ہاتھ باندھنا موافق طریقۂ مسنونہ کے ہی آور دربارۂ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث مین کسیکو خدشہ گذرے تو جواب باصواب اوسکا اثبات سماع علقمہ مین مع شواہد و اقوال ثقات محدثین کے بحث اخفای آمین مین دیکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین یہان حاجت اعادہ کی نہین آور اگر کسیکو اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب[1] الدُّرَّۃ فِی عَقدِ الاَیدِی تَحتَ السُّرَّۃِ مین ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث لمعی علامۂ لوذعی مولوی **وصی احمد** صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی اور بحث جرح و تعدیل رواۃ کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی **ساتوان رسالہ**

رسالہ ہفتم جمع بین الصلاتین کا

[1] الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ

یر مقلدین کہتے ہین کہ دو نمازونکا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حالانکہ یہ قول اونکا اس
دیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبد اللہ بن مسعود رضی نے فرمایا قسم ہی اوس ذات کی کہ
سوا اوسکے کوئی معبود نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر
لیکن دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور
عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا
روی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **آٹھوان مسألہ**
یر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی
س حدیث کا جو بخاری اور ابو داؤد مین آئی ہی اِنَّ اَبَا بَكْرَةَ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابو بکرہ پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے جسوقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابو بکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین ملجائین پس یہ بات
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے تو پھر ایسا
کریا نماز کا اعادہ مت کریا جلدی نکیا کر انتہی **نوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر مرد یا اوسکی
عورت مسلمان ہوکر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو
انھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی تحقیق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی اور
خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی مین موجود ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَّنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی
تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید
سے لوٹا دیا انتہی **دسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مطلقا مکروہ نہین
اس مسألہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ
سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ اَكْلُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ

وَالْحَمِیْرِ یعنی خالد بن ولید رضؔ سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے
اپنے کانون سے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہین انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس
حدیث کا جو ابوداود مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ
وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی گھوڑے اور خچر اور گدھے کے
گوشت کھانے سے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی **گیارہوان مسالہ غیر مقلدین**
کہتے ہین کہ بسم اللہ پکار کر کہنی نماز مین مکروہ نہین بلکہ حدیث سے ثابت ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین انس رضؔ کی روایت سے آئی ہی قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ
یَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی فرمایا انس رضؔ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے نماز پڑھی اور ابوبکر اور عمر رضؔ اور عثمان رضؔ کے پیچھے نماز پڑھی پس مین نے کسیکو اونمین سے بسم اللہ
پڑھتے ہوے نہین سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا
یعنی فرمایا انس رضؔ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضؔ اور عثمان رضؔ کے پیچھے
نماز پڑھی پس وہ شروع کیا کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قرات
مین اور نہ آخر قرارت مین انتہی **بارہوان مسالہ غیر مقلدین** کہتے ہین کہ تیمم مین فقط ایک ضرب
مُنہ اور ہاتھ کے لیے کافی ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو حاکم اور دارقطنی
نے روایت کی ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ
لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک ضرب ہی واسطے مُنہ کے
اور ایک ضرب ہی واسطے ہاتھونکے کہنیون تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو طبرانی او
مسند بزار مین روایت ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ

لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین
ایک ضرب واسطے مُنہ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی **تیرہوان مسالہ** غیر مقلدین
کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا
ہی اس حدیث کا جو ابوداؤد مین علی شرط الشیخین طاؤس کی روایت سے موجود ہی کہا اونھون نے سوال
کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا مین نے دیکھا کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین کہ انکو پڑھتا ہوا انتہی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے تھے چنانچہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَآخَرُونَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَمَالِكٌ وَأَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ أَنَّ اسْتِحْبَابَهُمَا يُؤَدِّي إِلَى
تَأْخِيرِ الْمَغْرِبِ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتونکو ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت
ہی اور حجت انکی یہ ہی کہ استحباب اسکا پہنچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہی
چودہوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کرتہ شلوار یا پیجامہ کے پہننا جائز ہی اور کوئی
جنایت اسمین نہین سو اس مسالہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم اور
ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہی سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ
الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ محرم کونسے کپڑے پہنے پس فرمایا آپ نے کہ نہ پہنے
کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پایجامہ انتہی **پندرہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ عورت حرہ بالغہ کو
بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین موجود ہی الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا
مِنْ وَلِيِّهَا یعنی عورت بلا شوہر والی زیادہ مالک ہی نکاح دینے کے ولی اپنے سے انتہی **سولھوان
مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ سوای نماز وتر کے اور نمازون مین بھی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی
جائز ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث صحیح کا جو عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت
ہی قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ إِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لَأَنَّهُ

حارب حیا من المشرکین قنت یدعو علیہم یعنی فرمایا اونھون نے ہرگز نہین قنوت پڑھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر مین مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جہاد کرتے تھے
قنوت پڑھا تا بددعا کرین اونپر انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہی
کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے
فرمایا جھوٹ کہتے ہین سوا اسکے نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بددعا کرتے تھے
قبیلون پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسیکے واسطے دعا کرتے یا بددعا کرتے
انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے
ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی آپ نے اور مین نے ابوبکر رض کے
پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اونھون نے اور مین نے عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور
مین نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی پھر
فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے آخر کہا حافظ نے سند اس
حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی **سترھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو مچھلی خود بخود مرجاے
اور اولٹی ہو جاوے تو اوسکا کھانا مکروہ نہین ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو ابوداؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما القی البحر او جزر عنہ فکلوہ وما مات فیہ فطفی فلا تاکلوا یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شی ڈالدے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو
اور جو چیز دریا مین مرجاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آجاوے پس مت کھاؤ تم اوسکو انتہی **اٹھارھوان**
مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کر کے پھر اوس سے واپس لینی جائز ہی سو
اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بیہقی اور دار قطنی اور مستدرک مین روایت
ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت الھبۃ لذی رحم محرم لم یرجع
فیہا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشدی جاوے

تو واپس نہ لیجاوے انتہی **انیسواں مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد کو مثل عورت کے تکبیر تحریمہ کے وقت مونڈھون تک اوٹھانا چاہیے کانون تک نچاہیے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم مین ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حِيَالَ اُذُنَيْهِ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھونکو جب نماز مین داخل ہوے تکبیر کہی اور کیا دونون ہاتھونکو مقابل کانونکے انتہی اسیطرح ابوداؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی نے روایت ہے اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہوجاتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مستدرک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی مین انس سے روایت ہے قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ الحدیث یعنی کہا اونھون نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکبیر کہی پس مقابل کیا اپنے دونون انگوٹھونکو دونون کانونکے انتہی اور کہا حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہے اور خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو ابوداؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء ابن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت تکبیر کہتے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے قریب لو کان کے ہوجاتے پھر رفع یدین نہین کرتے تھے انتہی **بیسواں مسالہ** غیر مقلد کہتے ہین کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین برابر کی سورتین نہ پڑھے بلکہ کم زیادہ پڑھے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم مین ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحديث یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے

(حاشیہ: ۱۹ نصب الرایہ جلد ... ؛ سنن ... ؛ عین ... ؛ ۲۰ مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۸۶)

بہ رکعت ہین انتہی **اکیسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد اگر اپنا آلۂ تناسل چھوے تو وضو ٹوٹجاتا ہی سوا اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ مین طلق بن علی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہا ایک مرد نے چھوا مین نے ذکر اپنا یا کہا جو مرد کہ چھوئے ذکر اپنا نماز مین تو کیا اوسپر وضو ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین وہ ایک ٹکڑا ہی جسم تیرے کا انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے بہتر ہی اور نزدیک امام بخاری کے بسرہ کی حدیث معلول ہی اور کہا امام طحاوی نے حدیث بسرہ کے متن اور اسناد مین اضطراب ہی اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا یہان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہان چلا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ مین مرد صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی **بائیسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث صحیح کا جو ابوداود اور نسائی وغیرہ مین حضرت جابر رض سے روایت ہی قَالَ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی کہا اونھون نے آخر دو امر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہی انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی محدث شرح مسلم مین کہتے ہین کہ اختلاف کیا ہی علمانے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اسطرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا چنانچہ خلفای راشدین حضرت ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن عباس اور ابوالدرداء اور ابوطلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے سی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر رض سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی **تیئسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کتے کا چمڑا دباغت دینے سے پاک نہین ہوتا سو اونھون

نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِھَابُ فَقَدْ طَھُرَ یعنی عبداللہ بن عباس رض سے روایت
ہے کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو وہ
پاک ہو جاتا ہے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو ترمذی مین ہے اَیُّمَا اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ
یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہو جائیگا انتہی ہر چند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت
قرآنی کے سور کا چمڑا بھی ناپاک ہے مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث
کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے اونکو ضرور سور کے چمڑے کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسیطرح امام
ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آویگی اور دفتر عمل بالحدیث کے خلاف
ہوگا کہ دارومدار اور عملدرامد ان غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہے جب ہمنے مطلق کھال کی طہارت بالدباغت مین حدیث
صحیح پیش کی تو اب ونکو چون و چرا کی جگہ باقی نرہی چوبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص درخت
پر سے میوہ چرا وے اوسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہے سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو
ابو داود مین رافع بن خدیج سے روایت ہے اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ
فِیْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع ہے پھل چرانے
مین انتہی اور ثمر اوس پھل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر
لکھے مین انتہی پچیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اوسمین دسوان حصہ
دینا نہین آتا سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داود اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ
اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا اَلْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس
شی مین جسکو ابر اور چشمون نے سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہے اور عثری وہ زمین ہے جسمین پانی دینے
کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجائے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے
اس حدیث کا جو مسلم مین ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْھَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشُوْرُ
وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین جسکو
نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہے اور جو زمین سانیہ سے سیراب کیجائے اوسمین بیسوان حصہ ہے

(اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے واسطے لے جاتے ہین) انتہی اور عبدالرزاق
نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونہون نے اوس چیز مین جو زمین اوگاوے
تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہے انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ابراہیم
نخعی سے روایت کی ہے پس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان
حصہ دینا لازم آتا ہے کیونکہ یہ احادیث عام ہین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین
پانچ وسق کا بیان ہے وہ زکوٰۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھی
چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہے بلکہ لفظ صدقے کا جو اوس حدیث مین موجود ہے اسی پر
دال ہے اسلیے کہ صدقہ زکوٰۃ مین بولتے ہین اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہے علاوہ اسکے عام کو خاص
پر ترجیح ہے اور بنایہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابوبکر بن عربی نے کہا ہے کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام
ابوحنیفہ کا ہے باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر باوجود صحیحین کی حدیث کو ترک کرکے صدقہ زکوٰۃ کی حدیث پر قیاس
کرنا کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہے **چھبیسوان مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ زیادہ عبادت
کرنی بدعت ہے اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقہ سنت ہے سو اونھون نے اس مسئلے مین
خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری مین عائشہؓ سے روایت ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونون قدم آپکے پس کہا جاتا آپسے پس کہتے
کیا مین بندہ شکر گذار نہون انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ترمذی مین مغیرہؓ سے روایت ہے قَالَ
صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتَّی انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آ[illegible] آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف
اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گ[illegible] لا نہون
انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو [illegible] نسائی مین
مغیرہؓ سے روایت ہے قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی [illegible]
قَدَمَاہُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ [illegible] تَاَخَّرَ

ہدایہ چھاپہ لکھنوی صفحہ ۱۳۳

مسئلہ [illegible]

۲۵ ترمذی صفحہ ۲۰۰

قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا او نھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک
کہ آماس کر گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ خدا ے تعالی نے آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہین فرمایا
کیا مین بندہ شکر گذار نہین ہون انتہی اور خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو نسائی مین ابو ہریرہ سے روایت ہے
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَتّٰى تَزْلَعَ قَدَمَاهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی ستائیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ وضو
مین گردن کا مسح کرنا مکروہ بلکہ بدعت ہے حالانکہ اونھون نے خلاف کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا اور چھوڑ دیا
عمل سنت کو چنانچہ تحفۃ الطلبہ مین مرقوم ہے رَوَى اَبُوْدَاوُدَ وَاَحْمَدُ مِنْ حَدِيْثِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ مَرَّةً وَّاحِدَةً حَتّٰى
بَلَغَ الْقَذَالَ یعنی روایت کی ابو داود اور احمد نے حدیث طلحہ بن مصرف سے اونھون نے اپنے باپ سے
اونھون نے اپنے دادا سے فرمایا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے سر کا ایکدفعہ
یہانتک کہ پہونچا مسح آپکا گدی پر اور شرح معانی الآثار مین ہے حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ
ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِهٖ حَتّٰى بَلَغَ
الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِهٖ یعنی مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سر کا یہانتک کہ پہونچا
مسح گدی پر اول گردن سے اور بھی دیلمی نے مسند الفردوس مین بروایت ابن عمر یہ حدیث لکھی ہے مَسْحُ
الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِّنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی مسح کرنا گردن کا پناہ اور باعث امن ہے طوق گردن سے
قیامت کے دن اور بھی تاریخ اصبہان مین ابو نعیم نے بروایت ابن عمر یہ حدیث نقل کی ہے اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عُنُقَهٗ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی تحقیق کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور مسح کرے اپنی گردن کا تو وہ محفوظ
رہا جائیگا طوق گردن کے عذاب سے روز قیامت مین اور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو باوجود
موضوع ہونے کے ضعیف الاسناد کہا ہے سو یہ منافی معمول بہ ہونے کے نہین ہے اسواسطے کہ فضائل اعمال مین
حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور یہ مسالہ متفق علیہ ہے اٹھائیسوان مسالہ غیر مقلدین بظاہر
اہل حدیث و اتباع سنت کا دم بھرتے ہین مگر بنظر حقیقت غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ حدیث سے اپنا عمل

نہین کرتے ہین بلکہ خدا اور رسول سے بھی نہین ڈرتے ہین ہان زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہو سو
گو ان نہین یہ وانت کھانے ہوئے تو ہین یہ کہنے سے ان بتون کو بھی نسبت ہو دور کی ہے - اور یہ نہین جانتے کہ تم
بتقلید نفس خبیث و باظہار دعوے عمل بالحدیث کے تقلید حضرات ایمہ مجتہدین اور طریقہ سلف صالحین کو چھوڑکر اور راہ
اخلاص سنت نبوی سے مونہ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑہے مین پڑے ہین اور کس نفسانیت کے کوچہ تنگ
مین اٹکے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اوٹھاتے ہین خصوصا حرمین شریفین مین تو غیر مقلدی کے اظہار سے
سزا پاتے ہین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے بنے جاتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات اور علامات کو بتایا چنانچہ بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین وارد ہو
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَ اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ یعنی ہونگے آخری زمانے مین
فریب کرنیوالے جھوٹے مکار لوگ لاوینگے تمھارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سنی ہونگی تم نے اور نہ تمھارے باپ دادون نے
سو بچاؤ تم اپنے تئین اونسے اور اونکو اپنے سے ایسا نہ ہو کہ کہین گمراہ نہ کر دین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالین تم کو
کہ عمل بالحدیث کے پردے مین علم والونکی صورت بنا کر فریب اور جھوٹ اور افترا پردازی سے اپنی طرف جھکاتے ہین اور
نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بلاتے ہین اور سلف صالحین اور اگلے بزرگان دین
کے عقائد اور طریقہ حقہ سے بہکاتے ہین اور ایمہ مجتہدین اور فقہاے متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو اون سے
بدعقیدہ کراتے ہین اسیواسطے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہو وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ
اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ علامات قیامت کے کہ اس امت کے پچھلے لوگ
اگلون کو برا کہینگے اور یہ بات ظاہر ہو کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین اور فقہاے متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ
نمونہ اوسکا کتاب ظفر مبین ہو کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہو اور تقلید کو شرک و حرام کہا ہو اور
مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو ضلالت و بدعت قرار دیا ہو نعوذ باللہ من ذٰلک جو چاہے اس مضمون کو کتاب مذکور
کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین دیکھ لیوے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصا
حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور اونکی کتاب قول الجمیل کو نہایت برا لکھا ہو اور اونپر طعن کیا ہو چنانچہ
یہ مضمون صفحہ ۳ و صفحہ ۲ سے ۳۲ تک موجود ہو اسیطرح کتاب اساۃ اللبیب مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۳ مین و کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۶۹ مین و کتاب انتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبر

دیگر صحابہ کو خاص لکھا ہی اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ
ثابت کیا ہی اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرایا ہی معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھکے برا کہنے والے
کلے بزرگان دین کو اور کیا ہونگے کہ صحابۂ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث بھی انھین غیر مقلدین کی شان
مین ہی قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ
يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ
مِنَ الرَّمِيَّةِ الْحَدِيثَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے مین ایک قوم
کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اونکے قال قال رسول اللہ یعنی بظاہر حدیث کے کلام ذکر کرینگے پڑھینگے قرآن کو نہ اتریگا
اونکے حلق سے نیچے یعنی اونکے دلون مین ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل نہ کرینگے بھاگینگے دین سے
جیسے تیر بھاگتا ہی کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی مین ہی وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى
مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ یعنی زبانین اونکی شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنی بظاہر نرمی و شیرین
کلامی سے لوگون کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل اونکے سختی و بیرحمی مین مثل بھیڑیون کے ہونگے کہ جب پورا قابو
پاجاتے ہین تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فروگذاشت نہین کرتے ہین اور پانچوین حدیث وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي وَصْفِ هٰذَا الْقَوْمِ مُشَمِّرُ الْإِزَارِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی علامت مشمر الازار
یعنی اون لوگون کے اونچے اونچے پائینچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا علامت
قوم لوطیہ ہی بس یہ دونون صفتین اکثر غیر مقلدین مین پائی جاتی ہین چھٹی حدیث کہ معجزہ پیغمبر کا ہی بارہ سو
برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا یعنی اے اللہ برکت دے ہمارے
ملک شام مین اور ملک یمن مین وہان کچھ نجد کے لوگ تھے سو اونھون نے عرض کیا وَفِي نَجْدِنَا یعنی ملک نجد کے
واسطے بھی دعا فرمائیے مگر آپنے پھر بھی دعای برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اونھون نے باصرار واسطے دعای برکت
نجد کے عرض کیا تو آپنے تیسری مرتبہ اوسکے حق مین فرمایا هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ
الشَّيْطَانِ یعنی ملک نجد مین زلزلے اور فتنے اوٹھینگے اور اوس سے نکلے گی امت شیطان کی سو موافق اس
خبر مخبر صادق کے گروہ وہابیہ نے جو پیرو عبد الوہاب کے ہین ۱۲۰۰ ہجری مین جب دیکھا کہ انتظام سلطنت روم
مین برہمی واقع ہی بصلاح و آمادگی محمد بن عبد الوہاب کے جانب حرمین چڑہائی کی اور ایک نیا مذہب ایزادی کا

اسلام کے پردے مین بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان عمل بالسنۃ کے تمام مقابر شہدا و مزارات اولیا کو منہدم کرکے مسلمانان اہل تقلید ساکنہ حرمین وغیرہا پر حکم جہاد کا دیدیا اور اونکے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز رکھا اور اونپر ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اونپر فتح پائی اور سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین اونکا بالکل استیصال کر دیا چنانچہ مختصر حال اس فتنہ خروج وہابیہ کا علامہ شامی نے رد المحتار حاشیہ درمختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے صفحہ ۳۰۹ مین اسطرح لکھا ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وعلمائہم حتی کسر اللہ تعالی شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین ومائتین والف انتہی یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے مین واقعہ گذرا کہ اتباع عبد الوہاب نے نجد سے خروج کرکے حرمین پر تغلب کیا اور اپنا انتساب مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاد اپنا یہ کہ مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی اونکے اعتقاد کے مخالف ہوتا اوسکو مشرک کہتے اور مباح کر دیا قتل اہل سنت کا اور اونکے علما کا یہانتک کہ توڑ دیا اللہ تعالی نے اونکی شوکت کو اور تباہ کر دیا اونکے شہرونکو اور فتح پائی اونپر لشکر اسلام نے سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین غرض آجکل کے غیر مقلد بھی اوسی گروہ وہابیہ مین داخل ہین اور اکثر عقائد اور مسائل مین اونہین کے پیرو اور معتقد ہین اور تمہید ہین سمجھا اونکی کتاب التوحید پر انکا عمل ہے جب بخیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان پر سختی شروع کیا اور لنک جا بجا نگرانی اور دستگیری ہونے لگے تب سے ان لوگون نے وہابی کا لقب بدل ڈالا اور اپنے تئین دوسرے القاب سے مثل محمدی یا عامل بالحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا اور کہتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہے تقلید ائمہ مجتہدین کی شرک و بدعت ہے ہمکو اس سے کچھ کام نہین پابندی مذہب سے آزادی ہے اسلام مین جس حدیث پر چاہین عمل کرلیوین حالانکہ یہ آزادی ان غیر مقلدین کی عین پابندی خواہش نفس کی ہے جسطرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث مین اپنا مطلب نکل آیا اوسکو اپنا معمول بہ ٹھیرا دیتے ہین اور ایک بازیچہ طفلان بنایا کبھی باتباع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی بموافق حنفیہ کے اوسیکو حلال کر لیا اور کبھی کسیکو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا کفار کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالی نے اس آیت مین اونکی خبر دی یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو کفار حلال کر لیتے ہین اور دوسرے سال اوسیکو حرام بنا دیتے ہین اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہین اور اسی سے تلفیق بالاتفاق

حال فتنہ وہابیہ بحوالہ حاشیہ شامی

حرام ہوگئی اسیواسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے منع وہم تلفیق کا ہو اس مقام پر یہ تقریر ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہی اور قابل تمسک اہل تقلید ہو بل یجب حتما ان یعین مذہبا من هذہ المذاهب اما مذهب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع واما مذهب مالك واما مذهب ابی حنیفة وغیرهم ولیس له ان یتحل من مذهب الشافعی فی البعض ما یهواه ومن مذهب غیرہ فی الباقی ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذلك لادی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصله یرجع الی نفی التکلیف لان مذهب الشافعی اذا اقتضی تحریم شیء ومذهب غیرہ اباحة ذلك الشیء بعینه او علی العکس فهو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرمة وذلك باطل بالاجماع لان حفظ الدین واجب وذلك ما یحصل الا بشکل واجب لان مقدمة الواجب واجب بالاجماع فثبت ان تقلید المذهب الواحد واجب لان مقدمة الواجب واجب یعنی اثبت ہوا کہ تقلید کا اختیار کرنا واجب ہو مذاہب اربعہ سے مثلا تقلید شافعی کی جمیع مسائل مین وعلی ہذا القیاس تقلید حنفی کی اور یہ کسیکو جائز نہین کہ بعض مسائل شافعیہ کو حسب خواہش نفس خود اختیار کرلے اور بعض مسائل حنفیہ کا اپنی مرضی کے موافق لیلیوے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہو جاوے تو تکلیف شرعی اوٹھہ جاوے مثلا مذہب شافعی مین ایک شی حرام ہو اور وہی شی مذہب حنفی مین حلال ہو یا بالعکس سو غیر مقلد کبھی اوسکو حلال کہتے ہین اور کبھی حرام پس حلت و حرمت متحقق نہوئی اور یہ بالاجماع باطل ہو اور وجہ یہ ہی اسواسطے کہ حفاظت و نگرانی دین کی واجب ہی اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہین ہوتی پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہی پس ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب واحد کی واجب ہی اور یہی مدعا ہی اور یہ ساتوین حدیث ہی ان لوگونکی عدم تقلید اور آزادگی خبر دیتی ہی اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہی عن عبد اللہ بن عمر قال النبی صلی اللہ علیه وسلم مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی هذہ مرۃ والی هذہ مرۃ رواہ مسلم یعنی مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل اوس بکری کی سی مثل ہی جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہی کبھی اس ریوڑ مین جا ملتی ہی اور کبھی اوس ریوڑ مین جا گھستی ہی پس یہ حال منافق کا ظاہر ہی کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہی کبھی کفر کی طرف پس یہ حال لامذہب غیر مقلد کا ہی وہ کمبخت نہ ادھر کا ہوا نہ ادھر کا اور آٹھوین حدیث کتاب مجمع الزوائد مین طبرانی سے باب تما جاء

الحدیث السابع

الحدیث الثامن

فی الکنٰی ابیغی مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہو قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ دجالون وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون او اکثر قلنا ما آیاتھم قال یاتونکم بسنۃ لم تکونوا علیھا لیغیروا بھا سنتکم ودینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوا وعادوا یعنی کہا اونھون نے قسم اللہ کی تحقیق سنا ہم نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے مین نکلینگے دجال اور قریب زمانہ دجال کے ایک جھوٹا فرقہ تیس یا زیادہ کا ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اوس فرقہ کذاب کی فرمایا کہ لاوینگے وہ یعنی سکھاینگے تمکو ایک نیا طریقہ کہ تم اوس طریق پر نہوگے اور اوسکو سنت کہکے تم لوگون کو دھوکا دینگے تاکہ بدل دین اوسکے سبب سے تمھاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہ جسپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس جب دیکھو تم اوس قوم کذاب کو تو دور رہو اونسے اور اونکو دین کا دشمن جانو اور اونسے عداوت رکھو انتہی پس اس حدیث سے لامذہبون کا حال صاف ظاہر ہو کہ نئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین اور طریق تقلید کو اونسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اونکو اہل الرائے بناتے ہین فقہ کا عقل کا ڈھکوسلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت وسست باتین سناتے ہین افسوس ہو ان لوگونکی سمجھ پر کہ حق تعالیٰ خود ارباب عقل ورای کی تعریف فرماتا ہو اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب یعنی وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وما یذکر الا اولوا الالباب یعنی نہین سمجھتے ہین مگر عقل والے انتہی اور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑتے ہین اور اہل الرائے سے بگڑتے ہین اور فقہا سے جھگڑتے ہین گویا اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلادت اور بے عقلی کا کرتے ہین اور طرہ یہ کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کو تو شرک و بدعت کہین اور خود محمد بن عبد الوہاب نجدی و ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی یمانی کی تقلید کرین سو یہ ہین باتین اہل حدیث کی سمجھے کیونکر اونکو بتاؤن مین جو تو نہین سمجھتا ہو فقہ کو تجھے کس طرح سے پڑھاؤن مین ۞ ۲۹ اونتیسوان مسالہ غیر مقلدین جو حرمین شریفین و دیگر بلاد عرب حجاز و شام و بیت المقدس و مسجد الحرام کے خاص و عام مقلدین کو مشرک و بدعتی کہتے ہین اور اونکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین جانتے ہین اور وہان کے طریقہ تقلید ائمہ اربعہ اور چار مصلون کی تعیین کو بدعت اور خلاف سنت بتاتے ہین سو اونھون نے (بسبب اس سوء ظن کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان بعض الظن اثم یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہو) خلاف کیا آیات قرآنی

مسالہ بست و نہم ... حقیقت ... قرآن و حدیث

واحادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اوسکے رسول مقبول نے اہالیان ان مقامات مقدسہ کی شان مین
کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اونکے پرہیزگار اور متقی ہونے اور قیامت تک اونکے طریق حق پر
رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہدے
اے محمد یہان کے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آویگا
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ
یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنْ اَوْلِيَاؤُهُ اِلَّا الْمُتَّقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک وہی ہین جو پرہیزگار ہین و
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ
وَسِتُّونَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهٖ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ
الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت
مکے مین درحالیکہ گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے سو آنحضرت کونچا دیتے تھے اون بتون کو لکڑی سے
جو ہاتھ مین آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل بھاگنے
والا ہے یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر گئے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوبِ وَ
الْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِي اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم و جفا ملک
شرقی مین ہے اور ایمان و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا اَلْاَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ
اَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام
مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب اونمین سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے قائم مقام کردیتا
ہے دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ
الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی خوشحالی ہے واسطے اہل شام کے
عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمٰن کے پھیلائے ہوئے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے
محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ
الْحَدِيْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہے کافرون کو جیسے بھٹی نکال پھینکتی ہے لوہے کی میل کو
یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہے اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يَعْبُدَهٗ

الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق شیطان نا امید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت
کرین لوگ اوسکی جزیرہ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَارِزُ اِلَی الْحِجَازِ كَمَا تَارِزُ الْحَيَّةُ
اِلٰی جُحْرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی تحقیق دین سمٹ آویگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہو اپنے
بل کی طرف اور بخاری مین بروایت ابوہریرہ یہ حدیث اسطرح ہو اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ
كَمَا تَارِزُ الْحَيَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا یعنی تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہو اپنے بل کیطرف
یہان سے معلوم ہوا کہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہو اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا
تو آخر سب ملکون کے ایماندار سمٹکر مدینے مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے
مسلمانون کو بسبب تقلید ائمہ اربعہ کے بددین اور مشرک اور بدعتی کہ بیٹھنا اور اونکے مسلک اور مذہب کو
خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہو کہ صریح آیات و احادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہو اللہ تعالی نے صحیح ارشاد
فرمایا كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہو کہ نکلتی ہو اونکے منہ سے
سب جھوٹ ہی جو کہتے مین اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابوہریرہ وارد ہو کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ
اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ یعنی جو کوئی مدینے کے رہنے والون سے برائی
کا قصد کریگا خدا اوسکو گلا ڈالیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہو اور سوا اسکے ثبوت اور بقاء دین محمدی کا حقیقت
مذہب مقلدین پر موقوف ہو کہ یہ دین خاتم النبیین انھین حضرات مقلدین کی بدولت ہمکو پہنچا اور معاذ اللہ
جب بزعم فاسد ان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک و بدعتی ٹھہر جاوین تو دین محمدی کیونکر قابل
اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نہ رہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ دین حق المبین قیامت تک
باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین
قائم رہنے والا ہی لیکن بہت لوگ اس بات کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین حدیث
وارد ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا يَزَالُ اَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى
تَقُوْمَ السَّاعَةُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہو جائیگی
اور فرمایا آنحضرت نے لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ
خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ
قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پہنچا سکیگا اونکو مخذل اور مخالف اونکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ وسی

حال پر ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا لَا یَزَالُ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ
ظَاھِرِیْنَ حَتّٰی یَاْتِیَھُمْ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ ظَاھِرُوْنَ یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب
رہیگا یہانتک کہ آویگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین
ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس اسکے یعنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہوجائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہون تو ہرگز نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہوجانا لازم آتا ہے حال آنکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہے اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَاَنَّھُمْ لَا
یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ضَلَالَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہٖ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا بسبب انبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اوس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ
وَالْعَامَّۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ یعنی لازم پکڑو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہے کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے
مقلدین ہین کہ تمام دنیا انھین لوگون سے بھری ہوئی ہے اور انھین مین لاکھون کروڑون اولیا و اقطاب
و ابدال و غوث ہوچکے اور اب بھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلیگا سو ہے شمار اونکا جو
کثرت سے گروہ دین ہون + اونکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون + تیسوان مسئلہ
ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہے
کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تا لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہوسکینگے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدۂ انعام نہ دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لاہوری مقتدای غیر مقلدین نے ایک ہزار روپے کا اشتہار اپنے پرچۂ اشاعۃ السنہ نمبر ۵
جلد ششم بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین اس مضمون کا دیا ہے کہ جو شخص اون اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقۂ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچۂ جامع الشواہد مطبوعۂ فیض محمدی لکھنؤ مین منسوب کیے ہین
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کردے تو ہزار روپے نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرس تازی ہے اور کیسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہے اور مجھے اس وعدۂ انعام کی فضول شیخی پر نہایت تعجب آتا ہے بادجودیکہ

پرچہ فتواے جامع الشواہد مین مفتی لدہیانے پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے مان لینے مین گنجایش انکار کی نہو ہر ایک عبارت کو بحوالہ ہندسہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف کتاب کے صاف صاف لکھدیا ہی اور اونہین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ کو بخوبی ثابت کردیا ہی پھر اب اون مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کسقدر تجاہل اور فریب دہی عوام ہی اور کتنی بڑی دہوکے بازی کا یہ کام ہی نعوذ باللہ کیا ناظرین اوس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھار سے (جو درحقیقت اونکے قائلین پر مینھ کی طرح موسلادھار لگاتار برستی ہی اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے ہین) یہ سمجھینگے کہ مفتی لدہیانے جن کتابون کا حوالہ اوس فتوے مین دیا ہی یہ کفریات اونمین نہین ہین اور ناحق اونکے مولفین کیطرف منسوب کردیے ہین نہین نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے کے سچے ہین تو پہلے اون کتابون کو کہ جنکا اوس پرچے مین حوالہ ہی بغور ملاحظہ فرمائین اگر اونکو وہان یہ کفریات نملین تو ہمارے پاس تشریف لائین اور اونکا ثبوت لین اسیواسطے ہمنے اوس فتوے کو اس کتاب مین بھی چھپوادیا ہی بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر اونکی عسرت پر ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح ممکن الوصول ہو تحصیل کرکے ہمکو دین ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نلین اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دہوکا دینے اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور شور سے بوعدہ انعام دس روپیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپواکر مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجۂ ذیل ہی ۔

اشتہار

مین مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان ملیہ وال اور جو اونکے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسائلے مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالہ ہو تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا **اوّلاً** رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانیکے **ثانیاً** آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا **ثالثاً** آنحضرت کا

نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا **۲۳ ۔** آن حضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا **۲۴ ۔**
آنحضرت یا باری تعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمۂ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا **۲۵ ۔ ۲۶ ۔** ظہر کا وقت
دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا **۲۷ ۔ ۲۸ ۔** عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی
ہونا **۲۹ ۔ ۳۰ ۔** قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا **تشریح** مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا
کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو
ملجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے **۳۱ ۔**
جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کرلے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن
یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا **۳۲ ۔** تجدید آب کنویں جو وقوع نجاست سے پلید ہو وہ در دہ کرنا **تنبیہ**
ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر
یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجائش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین - المشتہر

ابو سعید محمد حسین لاہوری [مہر: ابو سعید محمد حسین]

حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرۂ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی
و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمن و موطا للامام محمد و کتاب الحجج للامام محمد و کتاب
الآثار للامام محمد و عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح للشیخ الدہلوی
و مرقات شرح مشکوۃ لملا علی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و عمدۃ الرعایۃ
فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبد الحی اللکھنوی و صرح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبھلی وغیرہ
مین اچھی طرح ثابت ہو گئے ہین اور عموماً جا بجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین اور خصوصاً
اسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل دلائل کاملہ و اظہار الادلہ و عشرۂ کاملہ و عشرۂ مبشرہ و اشعار الاعلام
علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور و امرتسر و دہلی و لودھیانہ مین چھپکر تمام ملک
پنجاب و ہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
صواب پانے کے ایفاے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی نہ دیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
کا بالکل ابانی جمع خرچ تھا اور پھر اوسپر طرہ یہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ
سہ بارہ چھپوا کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا

مقلدین نے نہین دیا واہ رے تجاہل وصفائی کہ ساری دیگ ہضم ڈکار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا و
حال جواب پاکر کرجاتے ہین یہ کمال کیون نہو ع تخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو ٭ اب ہم تو پوچھتے
ہین جبکہ سوالات عشرۂ مشتہرہ درمیان مجتہدین ایمۂ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی ٹہیرے بلکہ
بعض انہین سے ایسے ہین کہ حضرات صحابہ مین جنکے باب مین حدیث اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ
اِھْتَدَیْتُمْ وارد ہے مختلف فیہ ہین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض
صحابہ خلف الامام قرات کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین
اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل
مختار حنفیہ کے ہین اون سب کے دلائل اور ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسالہ کسی مجتہد کا
خلاف قرآن وحدیث کے نہین ہے پھر آپکا ایسے مسائل اجتہادیہ ومختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث
صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالہ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح البطلان قطعی البدیہان
ہے اسکو ادنی علم والا بھی سمجھیگا کہ جن مسائل مین ایمۂ مجتہدین وعلمای محدثین کا سرے سے اختلاف
چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور ظن سے ترجیح دی ہو تو پھر اون
مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین (اختلاف مین اتفاق کیسا) بہلا
اہل سنت جماعت کے یہان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروطۂ فریب آمیز کو دخل کہان
حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین اللہ اللہ کہان یہ اہل سنت
وجماعت اور کہان یہ طریقۂ مبتدعہ کہ جس سے عبادات واعمال مروجۂ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور
پھر اوسپر انعام کا وعدہ دینا کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل اس عبث در عبث کا نتیجہ کیا بجز اسکے
کہ سائل کو خواص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دہوکا کہاوین اور اہل سنت کی کوئی غرض
دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک وغیر مسلوک ہے کہ صحیح لذاتہ وحسن لذاتہ بھی بدون شہادت
کسی قاعدۂ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق ویقینا توقع نجات کے
قابل نہین جبکے اصول ظنی اوسکے کل فروعات بھی ظنی ہین اور جسکے اصول یقینی اوسکے کل فروعات
بھی یقینی الحاصل اگر بطور جرح وتعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کسیکے معمول ؟
کی نسبت ہوا بھی ہو تو اوسکا کیا نتیجہ اور جسپر یہ دعوی بے معنی کہ اوسکی صحت مین کسیکو گفتگو نہو بغیر

گفتگو کے وجود صحت کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح وتعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہو جاوین اور عند اللہ ماجور ہو کر انعام اخروی پاوین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لاہی سے نیچریت کی طرف قدم بڑھاوین اور مزے اوڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعدہ انعام نہ طلب کرین ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ یا اساتذہ مین جنکو دعوی ہو اونپر واجب ہے کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ[۱۴] سوالات ذیل نمبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس[۲۰] روپیہ انعام لین اور اگر بیس[۲۰] سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع وقیاس فقہی کے صرف قرآن وحدیث سے ثابت کرکے پیش کرینگے تو اینجانب فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زرخالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی نکرینگے۔

سوالات مقلدین جواب طلب از غیر مقلدین

سوالات نمبر ا

اول[۱] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا دوم[۲] آنحضرت کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم[۳] آنحضرت کا نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا چہارم[۴] حدیث قراءت خلف الامام کا بعد نزول آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے مروی ہونا پنجم[۵] آنحضرت یا حق تعالی کا ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم[۶] کتاب وسنت سے قیاس واجماع کا حرام ہونا ہفتم[۷] تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرا دینا ہشتم[۸] ایمہ اربعہ شیخ الاسلام[۱] ابن تیمیہ[۲] و داؤد ظاہری[۳] و ابن حزم[۴] و قاضی[۵] شوکانی زیدی کی تقلید کرنا نہم[۹] بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر وعصر کو ایک ساتھ اور مغرب وعشا کو ایک ساتھ پڑھنا دہم[۱۰] احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوائے انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یازدہم[۱۱] اس زمانہ پرشور وفتن مین ہر شخص عامی کا قرآن وحدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اوسپر لوگون کو حکم دینا دوازدہم[۱۲] جو حدیثین امام اعظم کو بے شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پونہچی ہون اونکو بروایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا سیزدہم[۱۳] حاجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہاردہم[۱۴] علمای حرمین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک وبدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو موحد سمجھنا

سوالات نمبر ۲

اوّل کسی لامذہب کے جبے مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اوس جبے مین سوراخ بھی ہو اور اوسی سے اوس نے نمازین پڑھی ہین تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو دوم کسی شخص نے اپنے غلامون سے یہ کہا ھٰذَا حُرٌّ وَھٰذَا اَوْھٰذَا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا سوم سر منڈوانے یا ناخن ترشوانے یا زخم کا چھلکا اوتار دینے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہی یا نہین چہارم اندرون چشم و حاجب کا دھونا فرض ہی یا نہین پنجم جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہو جاوین دونون کا دھونا فرض ہی یا ایک تصریح نص ارشاد ہو ششم داخل برزت و ناف و سوراخ بند مین پانی پونچانا غسل مین ضرور ہی یا نہین ہفتم مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقای ختانین سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین یا کوئی اور شرط منصوص ہی ہشتم نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین اور اسیطرح وطی زن جنیہ اور جماع خنثی اور وطی بہیمہ و صغیرہ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہی یا نہین نہم قرارت انجیل کا حالت جنابت مین کیا حکم ہی دہم دباغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہو جاویگی یا نہین یازدہم کسقدر فصل و بعد سے تیمم جائز ہوگا دوازدہم عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہی یا نہین سیزدہم مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہی بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا تیمم کرے چہاردہم جسکو پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے پانزدہم عورت و مرد دونون توام پیدا ہوئے اونکے نکاح کی کیا صورت ہی شانزدہم کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی مین پاخانہ پھرے تو نہی اوسکی بغیر قیاس حدیث مَنْعُ الْبَوْلِ فِی الْمَاۤءِ الرَّاکِدِ کے ارشاد ہو ہفدہم جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہی یا نہین ہیجدہم جب آدمی سوتے سے جاگے اور بڑا مٹکا پانی کا زمین مین گڑا ہوا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہین تو وضو اور طہارت کیونکر کرے نوزدہم جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اوسکا جائز ہی یا نہین بستم جن گھڑون اور مٹکون کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہی استعمال اون برتنونکا جائز ہی یا نہین

تنبیہ حسب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے مین اسقدر مہلت دیجاتی ہی کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی خاطر خواہ مدد لین اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیۃ کریمہ کے مورد مین اونکو داخل ہونا پڑیگا اَمْ لَهُمْ شُرَكَاۤءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ط

ترجمہ کیا اونکے اور شریک ہین جو راہ نکالی ہی اونھون نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے

مسائلہ الثیسوان ان غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف ہین کہ بعضے مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ اونکے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع ہین کہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہی نظر بران ہم یہان صرف **فتوای جامع الشواہد** فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب عدہ سابقہ درج کیے دیتے ہین تا ناظرین کو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جاوے اور نیز ہر شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جاوے

اہل سنت جماعت سے خارج ہین غیر مقلدون کے اعمال اور عقائد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) علمای اہل سنت وجماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہی اہل سنت وجماعت مین یا خارج ہی انسے مثل اور فرقون ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بَیِّنُوْا بِالتَّفْصِیْلِ تُوْجَرُوْا یَوْمَ الْاٰخِرِ الْجَزِیْل

جواب سوال اول

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ائمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی وعرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرقون ضالہ رافضی وخارجی وغیرہما کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت وجماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب و ہندسہ صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

پہلے انکے عقائد سنیے

اول یہ کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہے **دوم** انبیاعلیہم السلام سے احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حال آنکہ انبیاعلیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین **سوم** یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲ و ۱۶ انتصار المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے کہ اونھون نے خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہے جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا **چہارم** کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سواے حدیث متواتر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سواے ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوئے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے **پنجم** اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہے جیسا کہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۴۴ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ مہدی معروف چھاونی ساکن مئومین موجود ہے **ششم** مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہے چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹ مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳ مین مرقوم ہے **ہفتم** کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ ملا معین سندی کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ اونکی محبت مین بدون ملاقات کے مرگئے ہین اور دنیا یا اونھون نے زمانہ امام کو تو بحکم خداے تعالیٰ قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہوکر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت عربی اوس کتاب کی یہ ہے مَنْ مَاتَ عَلَى الْحُبِّ الصَّادِقِ لِلْإِمَامِ الْعَصْرِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَلَمْ یُدْرِكْ اَوَانَهٗ اَذِنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَنْ یُحْیِیَهٗ فَیَفُوْزُ فَوْزًا عَظِیْمًا فِیْ حُضُوْرِهٖ وَ هٰذِهٖ رَجْعَتُهٗ فِیْ عَهْدِهٖ حالانکہ مسالۂ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہے چنانچہ امام نووی شارح مسلم لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رقاص کا ہے نہ اہل سنت کا شیعہ کہتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہین یعنی اونسے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت مین اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ مین مرقوم ہے حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہے کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہان مقرر ہین اور ہمارے یہان توسوائے پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثناعشریہ کے باب دہم مین لکھتے ہین۔ مذہب اہل سنت نیست کہ کسے را غیر نبی معصوم دانند انتہی نہم اوسی کتاب دراسات مین حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ کو بمقابلہ عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہے اور حدیث اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ سے جواز اقتدای شیخین کا قائل ہوا ہے اور وجوب و استحباب کو بالکل اوڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی یہ ہے وَالْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ مَوْضُوْعٌ وَّ اِلَّا لَکَانَ قَوْلُهٗ اِهْتَدَیْتُمْ فِیْهِ خَاصَّةً مِمَّا یَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ خَطَائِهِمْ وَالثَّانِیْ مِنْهُ جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا یَقْتَضِیْ عَدَمَ خَطَائِهِمَا باوجود یکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث اَصْحَابِیْ کی نسبت لکھا ہے کہ مِنْهُ مَشْهُوْرٌ وَّ قَدْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ بِاَسَانِیْدَ مُتَنَوِّعَةٍ یَرْتَقِیْ بِهَا اِلٰی دَرَجَةِ الْحَسَنِ اور دوسری حدیث اس موقع پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے مین نہین جانتا کہ زندگی میری کتنی ہے پس اقتدا کرو تم ابوبکر اور عمر کی افسوس کہ باوجود اقتضای صیغۂ امر کے جواز اقتدا لیا اور وجوب و استحباب بالکل چھوڑ دیا دہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۹ کتاب اعتصام السنہ مذکور مین مسطور ہے یازدہم چارون اماموں کے مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷۸ مین لکھا ہے اور مولوی

محمد یسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یزید اور رافضی پلید
اور شیطان و کافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب
ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۰ھ ہجری کے صفحہ ۱۰۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک
اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہی اور چارون امامون کے مصلون کو ضلالت اور
بدعت قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے نعوذ باللہ منہا **تنبیہ** مقام عبرت ہی اور کتنی بڑی جرأت
ہی کہ جب انھون نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دھڑک مشرک و کافر لکھدیا تو اب انکے
کفر و الحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشون اور بیخبرون کو اتنی
بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتدای عالمین
حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی
مقلدین امام شافعی رحمہ اللہ سے ہین اور داخل ہین زمرہ مقلدین شافعیہ مین جیساکہ زبدۃ المحدثین
عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی
بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہی وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَإِنَّهُ مَعْدُوْدٌ
فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمَنْ ذَكَرَهُ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ
إِنَّهُ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى إِدْخَالِ
الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهِ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهُ
انتہی یعنی جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلدین
شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی وہ امام تاج الدین سبکی
ہین اور اونھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہی امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام
شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ مذکور
ہونے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دے رہا ہی
اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے
دین مین چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ
کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور پھٹکار کرین ۔

دوازدہم جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اوس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحہ اول مین مندرج ہو حالانکہ صرف موصوف بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہوسکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہو اور یہ بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہو بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہو اور مصداق آیہ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال و ایتای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ و اداے صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ جملہ ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو **سیزدہم** اوسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہو اور ایمہ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہو اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھیرایا ہو اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَاءَنَا حالانکہ یہ آیتین یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیرائے جاوین اس سے بڑھکر تعصب در گمراہی کیا ہوگی ؎ ازبرون طعنہ زنی بر بایزید ✤ وز درونت ننگ مید ارد یزید ✤ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہو کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہین کہ وہ تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و اباحت مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہو پس درصورت اول مولوی صاحب کو ایمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک و کافر قرار دیے جاوین اور بصورت ثانی

لیعنی جیسا بیانکیا سو مردون نے جیسی خبر کہ ہم ہمالیون احمد مظفرین سونے چاندی کا قبر سکتا ہو اسکتا ہو ۱۱ ۱۲ ہاتھ حبیب سرکار حکم احد امرون سرکار یہ

اس امر کے مقلدین ایمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہو اور در صورت ثانی معاذ اللہ
صحابۂ کرام کا مشرک و کافر ہونا لازم آتا ہو کیونکہ اونھون نے لفظ اَنتِ طَالِقٌ ثَلاثاً سے طلقات
ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمر رض کا اتباع کیا ہو یا کافر ہونا خود بدولت اور اونکے اکابر کا مثل قاضی
شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہو اسواسطے کہ اونھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع
ہونے مین ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہو پس شق اول تو بدیہی البطلان ہو کہ
صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی اب اسکا
کیا جواب ہو کیون ایسی بات کیجیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے **چہاردہم** رسالۃ الاحتواء علی
مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ کانپور اوس مین لکھا ہو
کہ خدا عرش پر بیٹھا ہو اور عرش اوسکا مکان ہو اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے
قدم رکھنے کی جگہ ہو اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہو اور اوسکو فوقیت جہت کی ہو نہ فوقیت
رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہو اور اوترتا ہو ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے دہنا بایان
ہاتھ اور قدم اور ہتیلی اور اونگلیان اور دو آنکھین اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیف
ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اون
آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور
اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حالانکہ یہ مذہب فرقۂ مجسمہ و مشبہہ و جہلۂ حنابلہ
کا ہو اور مخالف ہو اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالۂ استیلاء
علی الاحتواء مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہو اور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم
بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہو ان دونون رسالون مین
مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہو اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہو کہ وہ حق تعالے
کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے
اور تاویل اور تغییر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین و مفتتنین فی الدین
کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہو فَاَمَّا الَّذِینَ فِی قُلُوبِہِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَہَ
مِنْہُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِہٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ یعنی جن لوگونکے دلون

کجی اور گمراہی ہی سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور واسطے چاہنے حقیقت اوسکی کے حالانکہ حقیقت اوسکی اللہ ہی جانتا ہی پس اس بارے مین مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہی کہ آیات واحادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی صاف اور واضح الدلالہ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہی اور بلا ضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو اون صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کر دین اور اوسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نہ کہین کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہی یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہی یا وجہ بمعنی ذات یا مُنہ کے ہی بلکہ اتنا کہنا کافی ہی کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہی اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہی کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زبان و جوارح و دیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہین حال آنکہ اللہ تعالی قدیم ہی اور ان چیزون سے منزہ اور پاک ہی اور اوسکا نہ منہ ہی اور نہ ہاتھ ہی اور نہ وہ چڑھتا ہی اور نہ اوترتا ہی اگرچہ بے کیف سہی فَافْهَمْ وَخُذْ هٰذَا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الظَّوَاهِرِيَّةِ وَالنُّذُرِ الْمُقَلِّدِيْنَ باندوہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمر رضہ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر رضہ کو نہایت بیباکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہی کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہی وَاَمَّا قَوْلُهٗ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فَلَيْسَ فِي الْبِدْعَةِ مَا يُمْدَحُ بَلْ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اِلَّا طَرِيْقَتَهُمُ الْمُوَافِقَةَ بِطَرِيْقَتِهٖ مِنْ جِهَادِ الْاَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَنَحْوِهَا وَمَعْلُوْمٌ مِّنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِخَلِيْفَةٍ رَاشِدٍ اَنْ يَّشْرَعَ طَرِيْقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ نَفْسَهُ الْخَلِيْفَةَ الرَّاشِدَ سَمّٰى مَا رَاٰهُ مِنْ تَجْمِيْعِ صَلَاتِهٖ لَيْلَ رَمَضَانَ بِدْعَةً وَلَمْ يَقُلْ اِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرت کے سمجھکر اوسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہی حال آنکہ قول و فعل صحابۂ کرام بھی سنت ہی

جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی ہی اور سوای اسکے اس میں رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہی کما ذکرہ السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اسمین تقلید خواہش نفسانی ہی نہ اتباع سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہی اور سنت قولی کو تو بباعث مشقت کے چھوڑ دینا ہی سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین آہ اور اوسپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی وفعلی دونون پر عمل کرتے ہین بدعتی اور تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین عامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے کی بات ہی جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجا لاتے ہین وہ بدعتی کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہی اور کیسا اولٹ پھیر ہی کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلد نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اوٹھایا لیکن ہر دو سنت کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ع سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن ✤ بازی اگرچہ پانہ سکا سر تو کھو سکا ✤ کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہی عشقباز ✤ ای روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا ✤ شانزدہم کتاب منہج المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی محمد حسین ساکن اچھرا ضلع مالوان کے صفحہ ۹۷ سے تا ۱۰۴ امین لکھا ہی کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے والا کافر اور مشرک ہی کہ اوسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک فی العبادۃ اور اسیطرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہی حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور نفسانیت سے بھرا ہی اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہی ہفدہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہی جو کوئی اذان مین وقت سننے اشہد ان محمداً رسول اللہ کے انگوٹھون کو چوم کے آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہی اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہی حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہی ہیجدہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ امین مرقوم ہی کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا

اور ادراک و سماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہو اور نیز واسطے دعاے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہین ہو
پس دعا کرنا ان سے لغو ہو انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہو **بست و دوم** اور اوسی
صفحہ ۱۲۵ مین لکھا ہی کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنۂ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہو
اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہو کہ خود حدیث صحاح کی
موجود ہو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ
وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ وسکی پرستش کرین اور بیان سے معلوم ہوا کہ وثن
صنم سے عام ہو کہ صورت و غیر صورت دونون پر بولا جاتا ہو اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہو اور مصنف ابو بکر بن شیبہ مین مروی ہو کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شریف کے پاس کہڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہو لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس
طرح بت پرست بتون کے آگے عرض حال کرتے مین اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
عداد اوثان مین داخل ہو جاویگی اور اجتناب اوس سے واجب ہوگا اسیواسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے
فرمایا ہے تو تا کی گور مردان را پرستی + بکرد کار مردان کن درستی + انتہت خُلَاصَةً مَا فِی
تَقْوِیَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ هٰذِهٖ مَهْلَكَةٌ مِّنَ الْاِضْلَالِ لِعَوَامِ الْمُقَلِّدِیْنَ اب ان غیر مقلدون کا کیا
کہنا کہ جسطرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر
قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہین اور یہ خبر نہین کہ خود حق تعالی مانعین
زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہو اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہوگئی مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سو اوسنے بیشک مجھپر ظلم کیا جب اللہ تعالی مطلق ظالمون کے حق مین ارشاد فرماتا ہو کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے
ملعون ہونگے **بست و سوم** ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس
میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت ہین چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر مورخہ ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی **بست وچہارم** اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضۂ توجہ خاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آئندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت مین اور خلاف حدیث وسنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار ورد بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت بڑا استدلال اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور اور فسادات پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت و شرک فی الدعا جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۸ مین لکھا ہی سچ پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جاے عبرت ہی کہ اس شخص نے تبقلید نفس پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہین کہ گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے **بست و پنجم** اوسی کتاب کے صفحہ ۳۲ مین لکھا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرتؐ سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی **بست و ششم** اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت متعلق کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ مین حضرت مولانا نظام الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہی کہ اونھون نے بسبب فرط محبت کے سکندرنامے مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہی ؎ چہ گویم کہ عیسے بموکب روان + بہار و پیش خضر و موسیٰ دوان + اور لکھا ہی کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبرونکی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہی حالانکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو مین ہونا پیغمبرونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی و نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہی اور احادیث

سے ثابت ہو کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھون نے
آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کرکے
ملاقات کی اور جبرئیل سدرۃ المنتہا تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے اسمین تو کوئی توہین پیغمبر کی
نہین نکلتی ہان البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہے اسمین کیا قباحت کہ خود
حق تعالی نے آپکو سارے پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بناکے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہے
کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
صاحب کی عقل کا قصور ہے اور دماغ مین اونکے اصل فتور ہے **بست و ہفتم** اوسی کتاب کے صفحہ
۵۴ سے صفحہ ۵۴ تک لکھا ہے کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہے مکھی سے لے انسان تک اور کافر سے
لے مسلمان تک اسمین کسیکی خصوصیت نہین ہے اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہے بلکہ
ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے اور الہام کسیکا خاصہ نہین انتہی کلامہ قولہ اب کیا پوچھنا ہے کہ مکھی مچھر
اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہو لاحول ولا
قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچاوے اور کسی مسلمان کو اونکے دام وسوسۂ شیطانی مین نہ پھنسائے
ظاہر ہے کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام امور خیر مین رحمن کی جانب سے
ہوتا ہے جیسا کہ علما نے بیان کیا ہے اَلْاِلْهَامُ اِلْقَاءُ مَعْنًى فِي الْقَلْبِ بِطَرِيقِ الْفَيْضِ مِنَ الْخَيْرِ بِخِلَافِ الْوَسْوَسَةِ
بست و ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھا ہے کہ سب افعال و اقوال آنحضرت
صلعم کے تشریعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہے ورنہ صحابہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہی خلاصۃ کلامہ بیان تو ملا قصوری آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہے اور اونکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہے اور آپکے بعض قول و فعل کو
خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہے اور باوصف اونہین کی امت مین ہوکر اونہین پر اعتراض جماتا ہے اور نسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہے معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا
اور دائرہ اسلام سے خارج کرکے بدلا اسکا قرار واقعی لیتا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالون کو

خوب سمجھلیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرتؐ کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال
و اقوال آپکے محمود اور مشروع ہین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہی سب صحابہ آپکے حکم کے تابع
اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور بمقتضائے
مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام مین امام مطلق اور پیشوائے برحق سمجھتے تھے
اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہی وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا یعنی نہین لائق ہی واسطے کسی مومن کے
اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ باطل گمراہ ہوگیا البتہ
پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہی اسی بنا پر
شیخ سعدیؒ و حضرت جامیؒ و حافظؒ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و عظمت و فقاہت متفق علیہ
زمانہ ہی کافر بنادیا اور اونپر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین
؎ زنہار از قرین بد زنہار ✤ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ ✤ اور جامی نے زلیخا مین ؎
شد از سبوحیان گردون صدا ده ✤ کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ✤ اور حافظ نے
دیوان مین ؎ چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت ✤ شیوهٔ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهَارُ داشت ✤ کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے
کیون کردیا سو اسواسطے کہ یہ آیتین حسب محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف بیان وارد
کیا ہی حال آنکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہین ہی کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی
یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہی ورنہ کبھی اسکو
آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی مین آیت سیاق
سے نکل گئی صرف منشای سوء فہمی ہی اور عقل کی کمی ہی کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ آیت اپنے
سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہی کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان
پر پہونچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہی

حکایۃً بطور تسبیح باری تعالیٰ کے بعینہ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہی کہ
آنحضرتؐ بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنّیِ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ الخ جو خاص حضرت ابراہیمؑ کے حق
مین وارد ہی نقلاً وحکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علیٰ ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارہ لطیف عارفانہ
و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون باریک سے
ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اوّل یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ اور بو
اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ مؤلفہ
قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۵ مین نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھدیا ہی
اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھدیا ہی کہ اسپر موحدین بے دھڑک
عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ متبع سنت اسپر انگھ بند کرکے عمل کرے اور
اپنی اولاد او رہی بیونکو پڑھاوے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث لفقہ الحدیث مطبوعہ مطبع صدیقی
لاہور کے صفحہ ۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے
دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوادیا غرض مطلب اسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا
یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین
یا ایک گھڑے مین اسقدر گو یا موت یا شراب کوئی نجس شے پڑجاوے جس سے اوسکا رنگ اور بو اور مزہ نہ
بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور منہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہی اوس سے وضو نماز درست
ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ
فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین منہ ڈالدے تو اوس برتن کو
سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا یہ جواب دین کہ بیان حدیث مین صرف کتے
کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد
ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ پانی مین پیشاب کرنا درست

نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی۔ دوم گو اور موت آدمی کا اور
لعاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید ہین اور
سواے انکے بول پسر شیر خوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتے کا اور گدہے اور گھوڑے اور خچر
اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چربی وخون و منی و
شراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۹ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۹
مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور لعاب ہی
کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض و نفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہی
اور اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی
پس جب ان سات چیزون مین نجاست و پلیدی کا حصر ہو گیا تو دیگر اشیاے مذکورہ کے پاک ہونے
مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کر دی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضہ ندیہ شرح عربی درر بہیہ
مطبوعہ کے صفحہ ۹ مین بھی نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا یَخْفٰی عَلَیْكَ اَنَّ الْاَصْلَ
فِی کُلِّ شَیْءٍ اَنَّہٗ طَاہِرٌ اور پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین دربارہ پاکی منی کے لکھتے ہین وَالْحَقُّ اَنَّ
الْاَصْلَ الطَّہَارَۃُ وَالدَّلِیْلُ عَلَی الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَۃِ فَنَحْنُ بَاقُوْنَ عَلَی الْاَصْلِ اور پھر صفحہ ۱۲ مین
دربارہ پاکی شراب و گوشت مردار و خون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ وَالدَّمِ
لَا یَدُلُّ عَلٰی نَجَاسَۃِ ذٰلِكَ فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِیْ دَلَّتْ عَلَیْہِ النُّصُوْصُ لَا یَلْزَمُ مِنْہُ
نَجَاسَتُہٗ بَلْ لَابُدَّ مِنْ دَلِیْلٍ اٰخَرَ عَلَیْہِ وَاِلَّا بَقِیَ عَلَی الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہَا مِنَ الطَّہَارَۃِ
فَمَنِ ادَّعٰی خِلَافَہٗ فَالدَّلِیْلُ عَلَیْہِ اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال
کے صفحہ ۳ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر
مسکرات وخون روان پاک ہی اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی
اوس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی۔ و شستن منی از براے استقذار بود درست نہ بنا بر نجاست و ہمچنین
نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست وہر نجس حرام ست وہر حرام نجس نیست
و کیست کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست و در نجاست سگ و لحم خوک خلاف ست وہر خون و اذی
نجس نیست و دم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی سوم اوسی طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۰ و ۸ مین اور فتح المغیث

کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین لکھا ہی کہ واجب نہین زکوٰۃ مگر اونٹ گائے بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوٰۃ
نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگا دیا ہی چنانچہ کتاب نہج القبول مطبوعہ مذکور
کے صفحہ ۳۰ مین اس مضمون کو لکھا ہی خلاصہ اسکا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کرورہا
روپے کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کرورہا روپے کے ہون اور سونے اور چاندی
کے زیور مین اگرچہ کرورہا روپے کا ہو زکوٰۃ نہین ہی تبھی جب لوگ یونہین زکوٰۃ کے ادا کرنے مین باوجود
فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارون اور لاکھون
روپے کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربا اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب تو مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگا دیا
کہ زکوٰۃ ان چیزون مین واجب نہین بہانہ بازون اور حیلہ سازونکو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا
بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ **چہارم** ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین اور بیچ مین رجعت کیا
ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع نہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے
شوہر کے) درست ہو جاویگی چنانچہ یہ مسئلہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۲۶ مین مرقوم ہی اور اسیطرح
صفحہ ۴۰ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقۂ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرا کے
پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا) حالانکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے
تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے
پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد
صاحب نے اپنی رائے سے حرام کر دیا **پنجم** مرد پر سونے کا زیور حرام ہی نہ اور چیزونکا چنانچہ یہ عبارت
طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۲۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۳۰ مین واقع ہی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی
ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کتنا ہو یا بہتیرا چاندی کی بالیان بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور
درست ہی ~~ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ~~ **ششم** اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶
مین لکھا ہی۔ اور کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی جامے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض
سر کا مسح نکرے تو پگڑی جامے پر مسح کرنا کافی ہی حالانکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

سلہ یعنی حق از حیلہ سازان [illegible]

سلہ یعنی [illegible]

ہفتم اوسی فتح المغیث کے صفحہ مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو
کچھ دخل نہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حال آنکہ یہ باطل ہی **ہشتم** اوسی کتاب کے
صفحہ مین مرقوم ہی کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی پس اس سے
معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہی **نہم** اوسی
کتاب کے صفحہ ۱ مین لکھا ہی کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کی تو وہ خلل امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے
ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہووے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے
وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان
نہ آویگا حال آنکہ یہ باطل ہی **دہم** اوسی کتاب کے صفحہ ۵ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوٰۃ بنی ہاشم اور اونکے
غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری
لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوٰۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہی **یازدہم**
اوسی کتاب کے صفحہ ۲ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی دودھ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز
ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودھ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
اوسکی چھاتیان پکڑے پس جب عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد **دوازدہم**
وضو مین بجائے پاؤن دھونے کے مسح فرض ہی چنانچہ فتاوائے ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد
مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش الہ آباد کے صفحہ ۲ مین مسطور ہی حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہی **سیزدہم**
پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہی چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷
مین تصریح اسکی موجود ہی اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت
ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی
سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول
انکے معاذ اللہ حضرت عمر بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے **چہاردہم** جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے
اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آدم
تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۴ مین موجود ہی **پانزدہم** تیرہ کے

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق
مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہی خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام وصحابہ کرام واولیاے عظام مثل حضرت غوث
اعظم وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہی معاذ اللہ **مسئلہ دہم** خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو
اور مان جدا جدا اوس سے اوسکے بھانجے کا نکاح درست ہی چنانچہ فتواے مُہری مولوی عبد القادر غیر مقلد
امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم ہی کہ جسپر اونکے اُستاذ مولوی نذیر حسین کی مُہر بھی ثبت ہی **مسئلہ یازدہم** پنیر شام کا
جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہی یا اور چیزین مثل جوتے کے جنمین سور کی چربی لگی پڑی مشتبہ
ہی جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھین تو آپ بلا دریافت کہاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتواے مہری
مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۰ مین مرقوم ہی اور اس
رسالہ مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علماے غیر مقلدین کی بھی مُہرین موجود ہین اور اسکے چھپوانے
مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب مین اس
امر کی تصریح کردی ہی اب جاے انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی
حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہی اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت
مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام وموجب ہدم اسلام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون
کو بمقابلۂ مقلدین کے از راہ تعصب جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونسے
ظہور مین آتے ہین بہر حال ؎ فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَتِلْكَ مُصِيبَةٌ + وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِي فَالْمُصِيبَةُ أَعْظَمُ

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد وعملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو
مساجد مین آنے دینا شرعًا ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہی کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم
ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالف ملت اہل سنت ہین اور مجالست ومخالطت اہل بدعت سے
شرعًا ممنوع ہی كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي
أَصْحَابِي فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارِي وَأَصْهَارِي وَأَنَّهُ سَيَجِيءُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْقُصُونَهُمْ
فَلَا تُوَاكِلُوهُمْ وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ وَلَا تُصَلُّوا مَعَهُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ انتہی

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس
گردانا اون لوگون کو انصار اور سسرال میری اور بیشک قریب ہی کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی
کہ محقر جانیگی اونکو سو کہانا پینا اور آپس مین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے
اور نہ اونکے جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ
کی تفسیر مین فرمایا ہی در حقائق تنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّحَ اِیْمَانَهٗ
وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا یُؤَانِسُ اِلَی الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُجَالِسُهٗ وَلَا یُؤَاکِلُهٗ وَلَا یُشَارِبُهٗ وَیُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهٖ
الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰی
مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْرَ اِیْمَانِهٖ مِنْ قَلْبِهٖ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد
وہم مجلس و ہم کاسہ وہم نوالہ باایشان نشود و ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آن
از وے بر گیرند انتہی اور طحاوی نے حاشیہ درمختار کی کتاب الذبائح مین فرمایا ہی وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ
النَّاجِیَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْیَوْمَ فِی الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِیُّوْنَ وَالْمَالِکِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّوْنَ
وَالْحَنْبَلِیُّوْنَ وَمَنْ کَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ
اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہی آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ
لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہو
سو وہ بدعتی اور دوزخی ہی اور یہی مضمون اور بہت سی کتب دینیہ مین موجود ہی ضرورةً اسی قدر قلیل پر اختصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰة کا مرتکب نہو اقتدا کرنا
جائز ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہی کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ
بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سواے اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا
جائز نہوئے جیسا کہ فتاواے عالمگیری و جامع الرموز مین مرقوم ہی اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِیِّ
فَلَا بَاسَ بِهٖ اِذَا لَمْ یَتَعَصَّبْ اَیْ لَمْ یُبْغِضْ لِلْحَنَفِیِّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین
بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض و عداوت نہ رکہتا ہو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے
پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین

بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامۂ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار مین لکھی ہی کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنہون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کر کے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا تپس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو جو حکم باغیون کا ہی وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا کَمَا فِی الْبَدَائِعِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی بُغَاۃٍ بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑہی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ حُکْمُ الْبُغَاۃِ وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی کُفْرِهِمْ یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علمای محدثین و فقہا کے حکم باغیون کا ہی اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہوئے (شامی صفحہ ۳۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پونہچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلاکر واسطے رفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۹۸ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھے سو وہ ایک فیصلۂ باہمی تھا نہ فتواے شرعی بچند وجہ اول یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ مداخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین دوم نہ اومین سوال علماے دین سے ہی نہ بحوالہ کتب دینیہ اوسکا جواب رقم ہی سوم اوسپر مواہیر اور دستخط کرنے والے سب علما نہین بلکہ اکثر طلبای مولوی نذیر حسین اور بعض عوام سکناے شہر مین گو اونکے نام بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی ہین اور ظاہر ہی کہ اس فتوے کو علمای اہل سنت نے بطیب خاطر منظور نہین کیا بلکہ بلحاظ حاکم اعلی کے اوسپر مُہرین کردین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نیم ترک چاندنی چوک نے باوجود طلبی مکرر تلہ کر کے اپنی مہر نکی اور یہ ظاہر ہی کہ اگر وہ فتوی ہوتا تو ان عوام کی مُہر اوسپر کیون ہوتی مگر غیر مقلدون نے اوسکو فتوی سمجھکر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دہوکے مین آجاوین اور بالفرض اگر یہ فتوی بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہی سب باطل ہوگئین کہ آخر اونکے مُنہ سے حق صادر ہو گیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رکھی

وهو المقصود والله سبحانه اعلم وعلمه اتم

العبد الراجی

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و دستخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هو الموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب - حررہ قاضی شیخ احمد عفا الله عنه

هو العلی

اصاب واجاد من اجاب وافاد والله سبحانه اعلم وعلمه اتم واحکم حررہ العبد الخامل محمد عادل عامله الله تعالی بفضله الشامل وجعله من الآمنین یوم الحزن والزلازل

هو الملهم

ایسا شخص گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہی اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے - کتبه الفقیر الی الله الغنی محمد علی عفی عنه

هو الموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل واحکام مخالف فرقۂ اہل سنت وجماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونہین سے بعض احکام اونکی بعضی کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ واحکام مبتدعہ بلاشبہہ قابل رد وانکار ہین کہ اونہین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق وابتداع اور عموما یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد وملتزم بلاشبہہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہی اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہی اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہی والله اعلم - کتبه محمد عبد الله الحسینی الواسطی البلگرامی عامله الله بلطفه العمیم السامی

فی الحقیقت اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی ہے جیسا مجیب صاحب نے جواب یا

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب — [مہر: محمد ظہور الاسلام] — صح الجواب — [مہر: فخر الحسن] — واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

هو الفتاح

فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر میں اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنۂ و فساد کے اونکو مساجد مین آنے نہ دینا بجا اور درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی

بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہون کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت وجماعت وسلف صالح کے ہون اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد مین مشرک و بدعتی سمجھتے ہون تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد مین آنے دینا جائز نہین۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ ابو الحسنات محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی۔ الفرنگی محلی

[مہر: ابو الحسنات محمد مہدی ۱۲۵۵]

مواہیر و دستخط علماء مقام لودہیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۴۰ سال یعنی ۱۲۵۴ھ سے ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجۂ فتوائے ہذا کے سوا انکی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے مولانا اسحق صاحب مرحوم برملا انکو ضال مضل وعظ مین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہر مین ایسا کہدیا ہے اسیطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہے جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑہنی ہے انکی امامت جائز نہین ہے تفصیل طول رکھتی ہے واللہ اعلم۔

[مہر: عبد الرحمن پانی]

چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیہ اہل بدع اور ہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی رحمۃ ربہ الہادی ابو البشیر عبد العلی القادری

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت وجماعت سے ہے آنسے مجالست کرنی ایسی ہے جیسے کہ اہل ہوا اور بدع سے امامت انکی جائز نہیں کیونکہ عقائد اور عملیات انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہیں - واللہ اعلم بالصواب

عبد الرحمن

ناسمہٗ سبحانہٗ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی جو شخص کہ کھائے لہسن کو پس نزدیک نہ پہنچے مسجد ہماری کے اور مؤطا امام محمد مین عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت مجذوبہ کو طواف کرنے سے مانع آئے - اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور لوگون کو ایذا ندے - اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہے کہ ایکدن ایک واعظ کو مسجد کوفے مین دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے - لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگون کو گناہون سے روکتا ہے - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے - اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب نے بہ تحت بیان آیہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذاے لسانی سے ہے اور اشباہ مین لکھا ہے کہ موذی کو مسجد مین آنے سے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو - **فائدہ** پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہے اہل مساجد مین انکے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خداے تعالی مفسدون کو دوست نہین رکھتا کما قال اللہ تعالی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۵ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

رقمہ

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی - المرقوم ۱۳۰۰ھ

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور ہین تو بدعتی ہونا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقلید اور سب اکثر سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے مین انکے احتیاط لازم ہے جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔

حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ   ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ   محمود حسن عفی عنہ   محمد محمود دیوبندی عفی عنہ

حامدًا و مصلیا فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہین اہل سنت وجماعت سے انکو اہل وجماعت مین سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہین مذاہب اربعہ مین اور جمیع اہل سنت حنفی ہین یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبون مین سے اس زمانے مین ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئین انمین سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہین بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالۂ روافض و خوارج و معتزلہ وجبریہ و قدریہ وغیرہم کے ہے قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المومنین اتباع الفرقة الناجیة المسماة باھل السنة والجماعة فان نصرة اللہ تعالی وحفظه و توفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وھذہ الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعة وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعة فی ذلک الزمان فھو من اھل البدعة والنار انتھی۔ و قال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمة الاربعة انتھی وقال فی الاشباہ والنظائر تحت القاعدة الاولی ما خالف للائمة الاربعة فھو مخالف للاجماع وان کان فیه خلاف غیرھم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف للائمة الاربعة انتھی قال الفاضل الجلیل الفقیه المحدث المفسر الشیخ ولی اللہ الدھلوی فی عقد الجید اعلم ان الاخذ بھذہ المذاھب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنھا کلھا مفسدة کبیرة قال رسول اللہ صلعم

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری فان اھل السنة قد افترق بعد القرون الثلثة والاربعة علی اربعة مذاھب ولم یبق مذھب فی فروع المسائل سوی ھذہ المذاھب الاربعة فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلہم وقد قال رسول اللہ صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالة وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا انتہی پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ائمۂ اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۰ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے۔ جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہوئے مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کرنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے اور انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہیے کیونکہ مجالست ومخالطت ومصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال الامام النووی فی شرح صحیح المسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسة الصالحین ومجانبة قرناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم الجلیس الصالح بحامل المسک والجلیس السوء بنافخ الکیر فیہ فضیلة مجالسة الصالحین واھل الخیر والمروءة ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسة اھل الشر واھل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرتہ وبطالتہ ونحو ذلک من الانواع المذمومة انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمة اللہ علیہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ دور شو از اختلاط یار بد + یار بد بدتر بود از مار بد + مار بد تنہا ہمین بر جان زند + یار بد بر جان و بر ایمان زند + نار خندان باغ را خندان کند + صحبت نیکان ترا نیکان کند + صحبت صالح ترا صالح کند +

صحبت طالح ترا طالح کند ۰ پس اہل سنت وجماعت کو فرقۂ ضالۂ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے
بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فروا من صحبتہم الکذوما تفرو امن الاسد کسواسطے کہ
صحبت کو بڑا اثر ہی حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین مین فرماتے ہین ع
نشین بابدان کہ صحبت بد ۰ گرچہ پاکی ترا پلید کند ۰ آفتابے بدین بزرگی را ۰ ذرۂ ابر ناپدید کند
جس حالت مین کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت و فرق ضالۂ ہوائیہ
مین ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبون کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز و نادرست ہوئی
اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے
کہ ان لامذہبون کو اپنی مساجد سے نکال دین اور ہرگز نہ آنے دین اسواسطے کہ انکے آنے سے
مسجدون مین شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہی قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ و قولہ
تعالیٰ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی وقت نماز کے لہسن پیاز
گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد مین آوے اوسے دخول
مساجد سے منع کرو عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلعم من اکل من هذه الشجرة
فلا یقربن مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواه مسلم وعن ابن عمران رسول اللہ صلعم
قال من اکل من هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواه [illegible] وعن عمر بن
الخطاب قال انکم ایها الناس تاکلون شجرتین لا اراهما الا خبیثتین هذا البصل والثوم
ولقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحهما من الرجل فی المسجد امر به فاخرج الی البقیع
فمن اکلهما فلیمتهما طبخا رواه مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلم باب نهی من اکل ثوما
او بصلا او کراثا او نحوها مما له رائحة کریهة عن حضور المسجد حتی یذهب ذلك الریح
واخراجه من المسجد قوله صلعم من اکل هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن المساجد هذا
تصریح بنهی من اکل الثوم ونحوه عن دخول کل مسجد وهذا مذهب العلماء کافة انتهی
پس یہ احادیث صحیحہ دال ہین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگون کو تکلیف و ایذا پہنچے اوسے
مسجد مین نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہو کہ لامذہبون کے مسجدون مین آنے سے شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا
ہی اور لوگ بے علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہین پس لازم و مناسب ہی

اہل سنت وجماعت کو کہ لامذہبون غیر مقلدون کو اپنی مسجدون مین نہ آنے دین اور ان مفسدون شریرون کو اپنی مساجد سے اخراج کرین اور نکالدین والسلام علی من اتبع الھدیٰ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ حررہ الفقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمۃ اللہ الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو النصر المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الدہلوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما

تحقیق مفتین در مسجد ہم موجب فتنہ ہست والفتنۃ اشد من القتل وال بر اخراج کردن این شرذمہ باطلہ ہویداست **اولا** این فرقہ ماولین متشابہات اند بلکہ مثل محکمات میدانند چنانچہ در رسالہ احتوی علی العرش استوی از نواب بہوپال موجود ست واینہمہ بران عقیدہ باوی متفق اند حالانکہ انصرام تام از متشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تاویلہ الا اللہ ثابت پس مورد من فسر القران برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ہمین شرذمہ مبطلہ اند **ثانیا** منکرین قیاس واجماع اند بنا ءً علیہ مجتہدین را بدمیگویند ومقلدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب اللہ ثابت ست بقولہ عزوجل فاعتبروا یا اولی الابصار وبحدیث نبوی نیز و ہو ہذا ما روی ان النبی صلعم حین بعث معاذًا الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال وبسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد قال اجتہد برائی فقال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ فان لم یکن القیاس حجۃ لانکر بل حمد اللہ علیہ **ثالثا** کتمان بطلان عقیدہ خود عند ظہور الحق بل یسکتون عند اہل الحق اذا غلبوا علیہم خذلہم اللہ تعالیٰ بقول حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم من سکت عن الحق فہو شیطان اخرس فثبت ان ہذا قوم لا یحصی قبائحہم وخیانتہم فی الدین فحسب علیہم ضرب النعل من اہل الحق واکمال الذین استقروا ہذہ الضابطۃ ان لا یدخلون ہذا القوم فی مساجدنا ولا یصحبہم ابدًا واللہ تعالیٰ علیہم بما کانوا یفعلون۔ فقط

کتبہ تراب اقدام اہل الاسلام عبد الضعیف المدعو محمد عبد السلام الکاشمیری وطنًا والحنفی مذہبًا والچشتی النظامی الفخری النیازی مشربًا الیہ غفر اللہ لہ فی حیاتہ ویدخلہ الجنۃ بعد مماتہ آمین

مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاونی

الجواب صحیح ھکذا فی کتب الفقہ والحدیث خادم شرع رسول اللہ قاضی حبیب اللہ اندوری

قاضی محمد ایت ضی خادم شرع رسول اللہ

الجواب صحیح خادم الطلبہ سید حسین علی

والمجیب مصیب خادم الطلبہ عبد الحمید

صح الجواب حافظ محمد حسین خان اندوری

لاریب فیہ احمد جان ولایتی اندوری

الامر کذالک محمد عیسے خان ساکن شہر اندور

اصاب من اجاب سید محمد یعقوب پنجابی اندوری

صح الجواب خادم العلماء عبد الواحد حال وارد شہر اندور

صح الجواب سید غیاث الدین ساکن مدن حال وارد اندور

فرقہ جدیدہ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت و سلف صالحین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت او اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقہ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہے اور اپنی مسجدون مین ہرگز آنے دینا نہیں چاہیے اور نماز اس فرقہ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیر خواہ مسلمین

محمد علاء الدین

قد اطلعت علی ھذا الجواب المسطور بتمام ما فیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا بالکتاب والسنۃ والدلائل قد جاء الحق وزھق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق المجیب المصیب واسألہ ان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب۔

حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ۔ فقط۔

مجیب قاضی اکرم

اعظم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول الصواب فی الی ما یشھد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ اولو الالباب بمقہ تراب اقدام اھل العلم اضعف عباد اللہ المنان محمد الملدعو بعبد الرحمن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قالہ المجیب المصیب حق سدید وبالحق محض عقید جزاہ اللہ خیر الجزاء عنا وعن المسلمین آمین یارب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین۔ سطرہ الراجی غفران اللہ المستعان محمد فضل الرحمن قاضی دار الفقراء اجین

جو عقائد غیر مقلدین کے اوسمین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدہ

اہل سنت وجماعت مین انکو مفسد دین جانکر انسے مخالطت نکرین۔ عاجز محمد عبد الرحمن اندوری

محمد عبد الرحمن صح الجواب شیخ آل احمد اصاب من اجاب فقیر عبد الله

مواہیر مشاہیر علمای دار الاسلام مصطفیٰ آباد عرف رامپور

بلا شبہہ یہ فرقۂ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اوراعمال کاسدہ مخالفہ فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالۂ رسائل اور فتاواے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہر اور اسکے حق مین یہی حکم ہر جو مجیب مصیب نے تحریر کیا۔ والله سبحانه الموفق
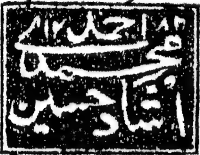
ارشاد حسین

هذا هو الحق عندی — الجواب هو الصواب — هذا هو الحق الصریح والصدق القراح

محمد عبد — سیف الدین — محمد کرم علی

الجواب صحیح والرای نجیح — الجواب حق — الجواب هو الصواب — لا شک فیه — ذلک کذلک

العبد — العبد — العبد — العبد — العبد

مولوی بلبل القلم خود — محمد یعقوب عفی عنه — سید حبیب احمد — محمود عالم عفی عنه — حضرت شاه عفی عنه

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہین ہر۔ رافضی ہو تو عجب نہین۔ یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہر والله اعلم۔

کتبہ سید عبد الحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندۂ رامپور۔

سید عبد الحق

فی الواقع عقیدہ اس فرقۂ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہر جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذلک فقد قال محالا

العبد

عابد حسن عفی عنه

۱۳۰۰ حنفی محمد عابد حسن

واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب مین علماے دین ہمارے جو کچھہ تحریر فرماتے مین درست ہے۔

ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ وعم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے مین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے سے

مقابلہ پر عمل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مخل اور انکے عقائد پر مکائد منجر بکفر و شرک و الحاد و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد و ھو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لا یتفوہ بذلك العقائد المذکورۃ الا من لہ ذھن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم کتبہ العبد الآثم ابو المجیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل و زمیل

اصاب من اجاب | الجواب صحیح والمجیب مصیب | ان ھذا الجواب صحیح

ھو الموفق	ھو المستعان	ھو الرحمن الرحیم
ان ھذا الجواب موافق للسنۃ والکتاب	فی الحقیقت یہ جواب باصواب عین مقلدین اور حق الیقین ہے	لا شك ان ھذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط
کتبہ العبد المذنب محمد عبد القادر	محمد عبد القادر	حررہ الاثیم محمد عبد الکریم

فتوای مفتیان حرمین شریفین بر رد کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

مؤلفہ محی الدین لاہوری نو مسلم کتاب فروش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبه نستعين حامدا لله تعالى ومصليا على نبيه وآله اجمعين - اما بعد فما قولكم دام فضلكم في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى لبسوا على الحق لاسيما الامام ابا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن والحديث وانما تلقى في جميع عمره الاسبعة عشر حديثا ويزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشنع عليه تشنيعا فاحشا وصنف في ذلك كتابا وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين وطبعه وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في كتب الحنفية وسطر ايضا في رقم مائة من الكتاب المسطور قائلا ان هذه المخالفة للقرآن والحديث وقال من قلد ابا حنيفة تقليدا شخصيا فهو مرتكب بالحرام او مشرك واستدل بقوله تعالى اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وقال كل ذلك مخالف للقرآن وللاحاديث الفلانية واعرض عن الاحاديث التي استدل الامام رحمه الله تعالى وارضاه - وهذا الرجل ان يضل الناس جهل بالفقه بقوله مسائل الفقه مردودة خصوصا مسائل الامام رحمه ويسمى كل من عمل بها من عوام الناس ويدعوهم ويرغبهم في العمل بالحديث مطلقا سواء كان ناسخا و... ضعيفا او موضوعا حتى ترك الناس العمل بالكتب المعتبرة كالهداية والنقاية والبحر والمنتقى والهندية والكنز وشروحه والدر وحواشيه ويخرج كل من عمل بهذه الكتب الجليلة المعظمة عن الاسلام ويلحقهم بالمشركين نعوذ بالله تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه فتونا ماجورين

الجواب

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ حكم هذا الرجل المتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساع في الارض بالفساد وقد زين له سوء عمله فهو واتباعه من حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخسرون ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون وقوله من قلد ابا حنيفة كان مشركا دليل على ... عن جماعة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا السواد الاعظم

فمن شتم يستحق النار وما يقوله فى حق الهداية التى هى هداية الى احكام الاسلام وفيما عطف عليها من المعتبرات
التى تشتم صدور اولى الاعلام هذه هفوة منه تنبئ عن زندقته نعوذ بالله تعالى منها وقد تقرر ان اهانة العلم و
العلماء كفر خصوصا التكلم بالفاحشة فى حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى ، وقد انعقد الاجماع خلفا عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة كما فى اذكار النووى حيث لم يوجد
بعد هذا التاريخ من استكمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فدون ذلك خرط القتاد لاسيما اقدمهم الامام
ابو حنيفة النعمان لا زالت سهلة على ضريحه الاقدس سحب الرحمة والرضوان كيف وقد ادرك جمعا
من الصحابة رضى الله تعالى عنهم وممن جزم بذلك الحافظ الذهبى والحافظ العسقلانى وغيرهما فشهد له النبى
صلعم بالخيرية لانه من التابعين بلا شبهة ولا مين ففى الحديث الشريف مرفوعا خير امتى القرن الذى بعثت فيهم
ثم الذى يلونهم الى اخره انتهى من جامع الحافظ السيوطى وروى الشيخان عن ابى هريرة والذى نفسى بيده
لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله رجل من فارس قال الحافظ السيوطى هذا الحديث الذى رواه الشيخان
اصل صحيح يعتمد عليه فى الاشارة لابى حنيفة وهو متفق على صحته ، وفى حاشية الشبرامسلى قال جزم شيخنا
يعنى الحافظ السيوطى من ان ابا حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء فارس
فى العلم مبلغه احد انتهى وقد تبعه كثير من ائمة الدين وكل منهم قر بفضله واثنى عليه على رؤس
الاشهاد بين المسلمين فقد روى عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار الى الصحابة رض ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابى حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط
انتهى ـ فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتباعد عن هذا الرجل الطاعن فى ائمة الدين
ويجب زجره الى المرتبة التى بها انتهى عن هذا العمل الفضيح ـ والكلام فى هذا المقام يطول فيما حررناه كفاية

عند ذوى الدين وارباب العقول والله يقول الحق وهو يهدى السبيل ـ
نمقه الفقير محمد امين بالى الحنفى مفتى المدينة المنورة عفى عنه

من ائمة الحنيفة فى مسجد خير البرية

المدرس بالحرم الشريف السوسى

الحمد لله وحده من مدا لكون ، استمد التوفيق والعون ، اشكر فى هذا الرجل انه ضال مضل وقوله المسطور
بدع وضلالة لا يقولها الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة وخصوصا فيه عن اتباع الكتب
المدونة فى المذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من الكتاب والسنة فهى عبارة عن شريعة رسول
الله صلى الله عليه وسلم الذى من خرج عنها كان محكوما بكفره فيلزم على قول هذا الضال ان السواد الاعظم

من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا علی الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء الكرام وعدد من الصلحاء الفخام الذين تفقت كلمة اهل السنة والجماعة على جلالتهم وعظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم في امر الدين كانوا مجتهدين ضالين ماتوا على البدعة والضلالة حاشا ثم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة من شذ شذ في النار رواه الترمذي وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار مجمع على ولاة الامور ما عند الله هم الا جور دع هذا الضال المضل شديد النكال واولى القتل. نسأل الله التوفيق والهداية لاقوم طريق والله سبحانه وتعالى اعلم امر برقمه خادم الشريعة والمنهاج عبد الرحمن ابن عبد الله سراج الحنفي مفتي مكة المكرمة كان الله لهما حامدا مصليا مسلما

محمد عبد الرحمن سراج

لا شك ان ذلك الرجل ضال مضل

محمد حسب الله

حامدا ومصليا ومسلما اصاب من اجاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب حرره محمد عبد الحق عفی عنہ

محمد عبد الحق

تقاریظ دلپذیر و عبارات بے نظیر مشتبہ بمواہیر و دستخط علمائے دار العلم والعمل فرنگی محل لکھنؤ

حامدا ومصليا ومسلما میں نے اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ جامع فضائل و فواضل مولوی منصور علیخان مرادآبادی کو جابجا دیکھا مؤلف ظفر مبین محی الدین نے جسقدر آئمین غلو کیا ہے اور حضرات آئمہ و اکابر دین پر طعن بیجا کیا ہے جس سے جملہ مقلدین و غیر مقلدین متنفر ہیں اور ربنا افتح بیننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين کی تلاوت کر رہے ہیں اور انکے ازالے کے واسطے یہ کتاب کافی ہے حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی
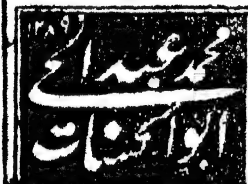
محمد عبد الحی ابو الحسنات ١٢٨٩

حامدا ومصليا - احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے جابجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت و جماعت مقلدین حنفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جواب اشارات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین کے لیے وافی ہیں - واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب - حررہ عبده الاسمی القلبی الاثیم خادم العلماء والفقراء ابو الحیا محمد عبد الحلیم عفا عنه الله الكريم بمقام فرنگی محل لکھنؤ - ٥ جمادی الاخری سنہ ١٣ ہجری

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

خاکسار نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور حسب عقائد اہل سنت و جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام ہم جانتے تھے یعنی معقولات میں یہ شخص بھی سیکڑوں میں ایک فرد ہو مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہو بڑی مشقت و محنت کی اللہ جزائے خیر دے اور کل اہل اسلام کو عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین فقط حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول عربی کیننگ کالج لکھنؤ

ذلک فضل اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل عالم باعمل مخزن محاسن خفی وجلی مولوی محمد منصور علی صاحب مرادآبادی ضاعف اللہ علمہ وعمرہ فیضہ کتاب لاجواب ہو بلکہ نیر ہدایت و صواب ہو فقیر حقیر نے جابجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے فیاض مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور جملہ ناظرین و سامعین کو فائدہ تام بخشے - حررہ محمد امان الحق تجاوز عن جرائمہ رب الفلق ابن الحاج محمد برہان الحق قدس سرہ

باسمہٖ سبحانہٗ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہے - الظفر المبین کا جواب لاجواب ہے - اسکے مصنف نے رد اعتراضات میں سعی بلیغ فرمائی ہے - اور تائید ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہے - اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے - اور معترض کو ہدایت کرے کہ آیندہ ایسے اعتراضات باطلہ سے بچا آمین - حررہ فخر الدین احمد عفا عنہ

ھو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہہ حسب التسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہے مضمون اسکا بلاشک ذریعہ تائید دین ہے مصنف کو خدائے تعالیٰ جزائے خیر دے کہ تصنیف ونکی فارق بین الباطل والحق للمتقین ہے حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ ابن مولانا ومرشدنا الحافظ المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم الآفاقی

ھو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الالباب ہے - ظفر مبین کا جواب لاجواب ہے - اسکے مصنف نے تردید اعتراضات بیجا میں کوشش بہت فرمائی ہے - بفضل ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہے - خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل و ثواب جمیل مرحمت فرمائے - اور معترض کو ایسے اعتراضات واہیات سے آیندہ بچائے آمین یا رب العالمین حررہ الراجی الی رحمۃ رب الخلق خادم العلماء اہل الحق المدعو بمحمد نعمان الحق غفر الغفار ذنوبہ وستر الستار عیوبہ ابن مولانا ومرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الفرنگی محلی ✣ ✣ ✣

فی الواقع این کتاب فتح المبین درردّ مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین عدیم البدل ست بلکہ حجت مقلدین
اہل سنت دستور العمل ست کہ از مطالعۂ آن در دام مکائد فرقۂ ظواہریہ نیایند و برجا و تقلید خود پا برجا مانند
مصنف عالی مقام درین کتاب ہدایت انتساب کاری کردہ کہ در دفع ہر اعتراض دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ
از قرآن و حدیث آوردہ کہ تا خصم نام نہاد عامل بالحدیث را از تسلیم آن چارہ نباشد و شیرانیکہ دفترشہا آتش
درہم باشد و اللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب - کتبہ ابو الحسنات محمد مہدی
عفا عنہ اللہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنگی محلی -

لا الہ الا ھو العلی الرب الحکیم

نحمدہ و نشکرہ علی ما اصطفی مولانا و مقتدانا نبینا المصطفی بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
بالفتح المبین علی الملحدین غیر المقلدین لمن ھو رسول من اللہ یتلو صحفا مطھرۃ فیہا کتب قیمۃ من
الطریقۃ الانیقۃ الحنیفۃ الحنیفیۃ القویمۃ والدین الثابت الی یوم الدین - یریدون ان یطفئوا
نور اللہ بافواھھم و یابی اللہ الا ان یتم نورہ و لو کرہ الکافرون - ان الدین عند اللہ الاسلام و من
یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھم فی الآخرۃ خاسرون - و نصلی و نسلم علیہ و علی
المحبوبین المنسوبین الیہ من آلہ البررۃ الفقہاء العرفاء - و صحبہ الخیرۃ الخلفاء الحنفاء و سائر الاخیار من
التابعین لھم باحسان - سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ھم للدین المتین اربعۃ ارکان - خصوصا
علی امامنا ابی حنیفۃ نوّر اللہ مرقدہ الحنفاء الخلفاء الاعلام - منہاج الملۃ سراج الامۃ اعظم ائمۃ الاسلام
اما بعد شفیق صدیق مظہر خلوص عمیق جوہر آئینۂ علوم گوہر خزینۂ فہوم فضائل و شمائل نشان مولوی محمد منصور علی خان
سنی المذہب حنفی المشرب مرادآبادی المقام لازال کاسمہ بعلمہ محمدا منصورا علیا علی الخصام نے اندنون بڑے اہتمام
کتاب نایاب مطبوع ارباب لباب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی - اور مقامات
چیدہ چیدہ سے ساعات عدیدہ مین اس خاکسار خادم صغار و کبار کے مطالعے مین در آئی - بملاحظہ تقریرات
سنجیدۂ جوابات پسندیدۂ کاسرۃ الاسنان کے ہفوات مطاعن پر ضغائن غیر مقلدین مجتہدین سے نسبت
ائمۂ دین خصوصا حضرات بابرکات حنفیۂ عالیشان کثرہم اللہ الرحمن معاشرہم فی کل مکان و زمان کے
ساتھ اسانید صحیحہ و عبارات فصیحہ کے سزاوار تحسین و ثناخوانی معانی و مبانی و بانی کی پائی سلمہ اللہ تعالیٰ
و ابقاہ و الی مدارج الکمال رقاہ و لم یجعل لہ فی الکونین ضیرا و جزاہ فی الدارین خیرا آمین فآمین رب العالمین

حررہ المفتقر الی المقتدر الیوم التقیہ حامل نعال العلماء الاعلام النعمانیہ و تبعیت شاہ ولی اللہ الاولیاء و الاصفیاء الجیلانیہ
ابو المکارم محمد اکرم الانصاری النظامی محتدا و اللکنوی الفرنگی محلی - اللہ تعالیٰ جزاہ اللہ بکرمہ یا اکرم

بکرمہ الکریم وجعلہ کما کان اہلہ من ورثۃ جنۃ النعیم بن مولانا الحافظ الحاج المولوی محمد نعیم دام بالفیض العمیم ۱۲۹۵ھ

حامدا ومصلیا ومسلما

مین تصدیق کرتا ہون کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بہت قلیل زمانے مین محققانہ جواب ظفر المبین کا دیا ہی اور مکائد غیر مقلدین کو بعبارات وتقاریر محققین ظاہر وہویدا کر دیا ہی جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ حررہ العاصی محمد عبد العزیز الفرنگی محلی غفر اللہ ذنوبہ

ہوالموفق

درحقیقت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری ومعنوی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے تالیف کیا دریا کو کوزے مین بھر دیا کتاب بے نظیر تحریر دلپذیر ہی خصوص فرق ضالہ کے حق مین بے نیام شمشیر ہی۔ راقم آثم نے جا بجا چند اقوال دیکھے صحیح ودرست پائے خداوند عالم مؤلف کو جزای خیر عطا کرے اور سائر مستفیدین ومسترشدین کو نفع بخشے۔ نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الفرنگی محلی

نحمدہ ونستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی۔ مدعا عتراضات الظفر المبین مین فتح کامل پائی۔ کیونکہ ایک تو اونمین تائید مذہب حق حنفی منظور ہی۔ اور الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہی۔ دوسرے اونکا نام نصرت سے مشتق ہی۔ اور الاسماء تنزل من السماء حق ہی۔ اللہ تعالی اونکو اجر عظیم عطا فرمائے اور معترض کو راہ صواب دکھائے۔ آمین ثم آمین

حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الذی اصطفی مولانا بالہدایۃ والملۃ الحنیفۃ۔ وہدی قلوبنا الی تقلید ہ فی الطریقۃ الشریفۃ۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام۔ وعلی آلہ واصحابہ المجتہدین ومشایخ الاسلام

اما بعد کیا ہم ہین کیا ہماری زبان ہی۔ کہان خداوند عالم کہان اوسکی شان ہی۔ کیونکر حرف شکر زبان پہ لاوین کہ پیشگاہ عزت مین بضاعت مزجات ہی۔ اپنے کو دیکھین یا اوسکو چھوٹا منہ بڑی بات ہی کیسی کیسی نعمتون سے ہر دم ہمکو سرفرازی ہی۔ کیسی ہماری تنگ چشمی اور کیسی اوسکی بے نیازی ہی۔ اس خاک کا سبد انسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا۔ ولقد کرمنا بنی آدم کے خلعت خاص سے سرفراز کیا۔ حق وباطل مین فرق دکھایا۔ جاء الحق وزہق الباطل کا مژدہ سنایا۔ کیونکر احاطۂ نیازمندی سے قدم باہر رکھین

اور کسطرح تقلید کو توڑ رہے سر عجز اوٹھائین - سکل وسکے احسانمند و ممنون ہین - اوسکے سامنے عاجز و نگون
ہین جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر اوٹھایا - ذلیل ہوا اور پچھتایا - چنانچہ سابق مین سرکشان خودبین و بدگویان
اسلاف متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کرکے اپنی لیاقت غیر معتبرہ کو ظاہر کیا - بزعم خود
مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا - جہال ناقص الیقین کو سبز باغ دکھایا حضرات اکابر کو اپنی بد تہذیبی سے
نشانہ تیر ملامت بنایا - من عمل صالحا پر طعن و لعان کیا - تیرھوین صدی مین لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا
کے مضمون کو بیان کیا - چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسی
ولکل دجال عیسی - بعونہ تعالی عزشانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد ذوالایادی مولوی
محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے کس متانت و دیانت سے جواب دیا ہے - اور کیسے عمدہ طرز سے
مہذبانہ دلائل پیش کرکے خصم کو قائل کیا ہے - ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین
تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکش وہابیون نے گردن جھکائی - حق تو یہ ہے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تفسیر
کبیر ہے - کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہے - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہے - اور ہر لفظ اوسکا منکرین کے لیے
شعلہ جانسوز ہے - کتاب کیا ہے دستور العمل اہل سنت ہے کہ ہر ہر نقطہ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہے
حق تعالی اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدونکے تعصب
نفسانیت کو دور کرے - آمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغنا محمد عبد المجید
غفر اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الحیاء محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الفرنگی محلی

عبد المجید ابو الغنا محمد

هو الحکیم العلیم

حامدًا لله المجید الحمید وصلیا ومسلما علی رسوله الوحید - واله الکرماء - واصحابه الرحماء
ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین - من الائمة والمجتهدین - سیما امامنا الاعظم - ومقتدانا
المکرم - قطب دائرة الشریعة والاحکام - ناظم نظام الملة والاسلام - سیدنا ابی حنیفة وصاحبیه
واتباعه المتقین - جزاهم الله عنی وعن سائر المسلمین - خیر الجزاء - الی یوم البقاء - اما بعد
یہ عجالہ نافعہ رد غیر مقلدین مین ایک بہادر منصور ہے - ہر جملہ اسکا جملہ مخالفین پر منصور ہے - کیونکر نہو کہ یہ فاضل
نحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہے
برگزیدہ تصنیف ہے جسقدر بہ تعمق نظر فقیر سراپا التقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے مملو زوائد سے خالی پائی
مضامین اسکے نہایت نفیس - عبارت اسکی بدرجہا سلیس - ہر سطر گویا شطر ہدایت ہے - ہر برہان قاطع
ضلالت ہے - خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے - اور بحرمت آنحضرت علیہ الصلوۃ

والتحیۃ مخالفین کو راہ راست پر لاوے۔ اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ برحمتک
یا ارحم الراحمین۔ حررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید
غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برھان الطریقۃ مولانا الحافظ
محمد عبد الحلیم مد ظلہ الظلیل وفیضہ العمیم۔ الفرنجی محلی اللکنوی

هو العلیم الحکیم

للہ در المجیب حیث اتی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمۃ سماء مرۃ وبتوضیح اخری
فی دفع شبھۃ خلجت بقلوبھم ورودھا علی مخالفۃ اقوال المقلدین الحدیث والاخبار الصحیحۃ
المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیث صارت تلک الشبہہ ھباء منثورا من غیر تعصب واعتساف
بل بنظر الانصاف بالفاظ عذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بھذا فمن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور
ولو علی طور سینا وعین الرضی عن کل عیب کلیلۃ ٭ ولکن عین السخط تبدی المساویا ٭

حررہ العبد الآثم محمد انور علی ــــ محشی کتب صرف ونحو ومعقول ومنقول
عفا اللہ الولی المراد آبادی ــــ مطبوعہ ومصنف انوار الحواشی شرح نفیسی

المجیب مصیب فیما اجاب فالہ درہ فیما اجتہد واصاب

نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی ــــ مدرس مدرسۂ جونپور دام مجدہ وبرادر زادۂ
المدعو بمحمد عباس علی ــــ حضرت مولانا موصوف الصدر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیداست کہ در دار کون وفساد امری بزرگتر از صلاح دین خواستن و باحقاق حق پرخاستن نبود و ہست آنکہ بخشایش
ایزدی و توفیق ازلی بجز کسانیکہ جمیلہ پیشان ہمہ سعادت ست و زیور پیرایۂ آنہا تمام کرامت بایں دولت سر عظمی
پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین نصیر الایمہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیۂ کبری
ارزانی داشتند و اعلام نصرتش بنیروی بازوی ان حزب اللہ ھم الغالبون بر افراشتند سکہ کرامتش بچہرہ
تحقیق جاری و نقد وقت مخالفان ہمہ وقف کساد بازاری بتسوید این جواب لاجواب کہ سواد و بیاضش عین
صدق و صواب ست حروف ومعانیش مقاصد دقیقہ و اسرار مشکل حضرات سلف را فتح باب لفظ لفظش صورت
جان معنی حکمیہ زرد ورق ورقش آئینہ ایست پیکر تائید نفوس قدسیہ روبرو وجہے را کہ بتفسیر کریمہ ان اللہ لایھدی
کید الخائنین تشویش بود بتصدیق معنی یحق الحق و یبطل الباطل ولو کرہ المجرمون لبس ونمیش
سپید پشت انشراحی بہ المیثاقی بدست آمد و پای حقیقت بر صراط مستقیم باثورہ ثبات یافت تقریریش چنان نقش

تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطربانہ زبان بہ تحسین نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ
چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خریدار اگر بجادۂ تسلیم و تقلید قدم نہ نہد بجا رود سر شید
سعادت طلبان موافق را از ضغطۂ تردد در رستگاری رسید و بحقائق و دقائق کامگاری مگر محرومان مخالف
رانیز بتفضیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت
و توفیق ندامت متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و من لم یشکر الناس
لم یشکر اللہ از انجا کہ از کلمۂ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و استشہاد بحکم ولا تکتموا الشہادۃ
و من یکتمہا فقد اثم قلبہ امریست ممنوع میگوید سراپا معائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و
مجتمعۂ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم و ماویش صحیح براہینش قوی جوابش
مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم -
وعلمہ اتم - العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

ھو العلیم الحکیم

الحق کہ این نسخہ نسخہ ایست پر تاثیر کہ در دفع مواد فاسدۂ مس قلب منکران تقلید بمنزلۂ اکسیر مصنف
علامہ انتصار الحق کہ خودش نیز اسم بامسمی منصور است بر دہفوات و خرافات پوچ و با در ہوای مؤلف
ظفر مبین علم خامۂ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدۂ حسد لامذہبان
کور باطن خاک مذلت انباشت جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخریٰ وشکر
سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق واہتداء الوریٰ -
نمقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد فاروقی الحقیر - +

حامداً ومصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب و نعت سید الابرار و آلہ الاطہار و صحابہ الاخیار کے
اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو
جو غور سے دیکھا تو جوابات مجیب مصیب کو مزیل اعتراضات و دافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے

پایا اللہ تعالیٰ جزائے خیر مجیب لبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین گمراہ راست
تقلید سلف صالحین کی دکھاوے - حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ

ھو عالم الغیب

اسمین کچھ شک نہین کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے فقہائے مجتہدین خصوصاً

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیا ہی اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیا ہی سلف صالحین
اور حضرات ایمۂ دین پر جو کچھ اسنے اپنی خباثت اور جہالت سے مطاعن و اعتراضات کیے ہین
اور اپنے زعم فاسد اور عقیدہ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر بیجا
خود میان مٹھو بنکر ٹین ٹین کی ہی اور عمل بالحدیث کا مدعی ہی یہ سب مکر و فریب کے رنگ سے
دین کے پردے مین دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ
علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکے دھوکے بازیون
کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن سے خوب ہی اونکی خبر لی - اب اونکو
اور اونکے تابعین کو چون و چرا کی جا نہ رہی خیریت اونکی اسی مین ہی کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھی راہ
اختیار کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اصلی تردید
مین قلم اوٹھائینگے تو بالفعل ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم
اوٹھائینگے پھر تو شبدیز قلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملائینگے
اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر مچلکہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے -

وما علینا الا البلاغ - حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی
محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی -

هو الفارق بین الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جماعت
ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکر نہون کہ اسکے ہر ہر مسائلے کا مضمون
موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہی جو جواب ہی بلا تعصب و اعتساف ہی سچ پوچھیے تو
واسطے فتحیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار
ہی اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہی اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا
تو کیا کہنا کہ اوسکے ہر ہر مسائلے مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہی کہ مدعیان عمل بالحدیث
کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہی اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الرائے
کے جانین اور بدل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصًا اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق
پر آئین لا مذہبی کو چھوڑ کر مقلد بنجائین حق تعالی اس فرقۂ ظواہریہ پر مقلدین اہل باطن کا
پرتو ڈالے - اور انکو راہ راست تقلید پر لگا کر آزادی کی دلدل سے نکالے - آمین ثم آمین

یارب العالمین - حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر -

تقاریر مثبتۂ دستخط و مواهیر علمائے نحریر و فضلائے مشاہیر شہر کانپور

هو الفتاح العلیم

الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ و نصر عبدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اس کتاب لاجواب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو خاکسار نے دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و صحت سے لکھا شاہد مقصود کو لآلی متلالی نصوص آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا جلوہ دکھایا + دفع جدال و الزام الد الخصام بوجہ احسن کیا + جواب باصواب دندان شکن دیا - دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینۂ حق نما بنایا صیقل براہین قطعیہ سے زنگ تعصب کو مٹایا + فی الواقع یہ قول منصور ہے + اسمین کلام حق مسطور ہے - حق سبحانہ و تعالیٰ اسکے مؤلف علام فطین فہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بے نظیر متکلم نحریر والا مناقب مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الہادی کو جزائے خیر عطا فرماوے اور آفات و[illegible] زمین سے بچاوے جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ منصورا و کان سعیہ مشکورا

کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانفوری

هو الملهم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور اوسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان مین فتح المبین کا ڈنکا بجا لامذہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے ذرا بھی چون و چرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر منہ کی کھائیگا - حق تعالیٰ اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر و منصور رکھے اور ان لامذہبون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے - آمین یارب العالمین - حررہ العبد المذنب محمد یعقوب تجاوز عنہ علام الغیوب - مہتمم کمیٹی تجارت کانپور
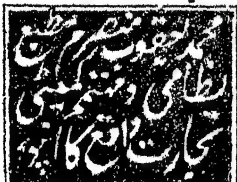
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً للہ علی آلائہ و مصلیا و مسلماً علی افضل رسلہ و خاتم انبیائہ بعد ازین نہفتہ مباد کہ درین وقت
کساد بازار علم بعضے از کم مایگان جہالت نشان حرفے چند از ترجمۂ اردوے مشکوٰۃ شریف وغیر آن
دریافتہ خود را در عداد علما گرفتہ اند و طعن و تشنیع بر اکابر مجتہدین و سب و شتم علماے ربانیین را
ذریعۂ شہرت خود فہمیدہ درین راہ پرخار کورانہ رفتہ اند و از جہل مرکب و سوء ادب کہ در جبلت این
طائفہ مخمرست علم بعض احادیث را محیط جملہ احادیث دانستہ اگر کدامی مسائل فقہی را خلاف حدیثے
در نظر خود مے پندارند علی الاطلاق مخالف کتاب و سنت انگاشتہ بر مجتہدان دین زبان سب و شتم
می کشایند از انجملہ شخصے ست کہ کتابے در ہمچنین طعن و تشنیع ائمۂ دین موسوم بالظفر المبین فی
مغالطات المقلدین بمعرض تحریر در آوردہ بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید و از کمال تعصب و
نفسانیت بمخالفت حدیث نبوی لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا
البذی مبالات نکردہ خود را از کجا تا کجا رسانید اگرچہ این ہمہ گمرہی و بے راہ روی او بہر تغلیط عوام
و بغرض انحراف جماعتے از تقلید مجتہدان بود لیکن ازان جہت کہ خداے تعالیٰ براے ہر مبطلے
محقی و براے ہر شوریدہ سرے سر کوبے مقرر فرمودہ ست وحید عصر عالم معنیض حاضر و بادی
مولوی محمد منصور علی خان مرادآبادی جعلہ اللہ مؤیداً بالایادی و کاسمہ منصوراً علی الاعادی کمر
ہمت بر رد ہفوات او بربستہ رشتۂ تالیف این کتاب رشادت نصاب را با نامل تحقیق بر کشود و بمصقل
قلم ہدایت رقم زنگ تلمیع و رنگ ترصیع از آئینۂ الحق یعلو ولا یعلیٰ بر زدود قصار کیدہ فی
نحرہ و امن المومنون من ضرہ و شرہ بارک اللہ فی علم ہذا المؤلف و عیشتہ و ذات
یدہ و ایدہ بتحقیق الحقائق فی رد الباطل و طردہ ہذا
و انا العبد الراجی شفاعۃ النبی الامی التہامی محمد عبد اللہ بن الحاج
السید آل احمد الحسینی الواسطی البلگرامی رزقہما اللہ التعلیم المقیم و جعل

الحسینی ۱۲۸۳
محمد عبد اللہ

هو الحق المبین

اما بعد الحمد لخالق الکل والصلوٰۃ علی افضل الرسل و علی آلہ و اصحابہ ہداۃ السبل
اس احقر خادم الطلبہ نے ان ایام مین جو کتاب فتح المبین جواب ظفر مبین کے متعدد مقامات کو دیکھا تو
فی الحقیقت یہ کتاب لاجواب سراسر صواب ہے۔ مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب ہے
پسندیدۂ اولی الالباب ہے۔ قابل ہدیۂ اصحاب ہے۔ رعایت قواعد اصول و فروع مین دلیل نایاب ہے

نظر عاقل مین مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم وسباب ہی جسکے نزدیک ایمہ ہدی کو برا کہنا ثواب ہی قابل عتاب اور مستحق عقاب ہی۔ کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل معقود علیہ بالانامل ہر گزیدہ اقران فخر زمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی سلمہ ربہ العلی ہی۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے اسکے مقابل کو عناد اور تعصب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الٰہی بخش مدرس مدرسہ فیض عام کانپور

هو الملهم للصواب

مین نے اس کتاب کو جابجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ دندان شکن جواب دیا ہی اسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہی کہ ایسے غیر مہذب فرقے کے مقابلے مین مصنف علام نے تہذیب ومتانت کو نہایت دخل دیا ہی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا

کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الخفی والجلی۔ فقط۔

تقاریظ بلاغت مضمون وتقاریر فصاحت مشحون علمائے بریلی وبدایون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ مین اختلاف ایمہ صحابہ وعلما کا موجب رحمت حق سبحانہ کا ٹھیرا دیا گیا ہی اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت وحرمت وغیرہ مین بخوبی ہویدا ہی پس منجملہ ایمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے کیجاویگی موجب نجات ہی اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال وحرام کو بدل دینا اور برائے نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر گمراہی ہی کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلم جمہور ایمہ دین ہی اوسکا انکار کرنا وسوسۂ شیاطین پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث واقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کردی ہی خاصکر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی فتح المبین ہی جابجا میرے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف پایا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور گمراہون کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی۔ عفی عنہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہی اور ادلۂ سمعیہ و قیاسیہ
مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید آور کیون نہو مصنف کتاب
مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی حفظہ اللہ تعالےٰ عن شرور الاعادی سے مین
خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہین ایام تحصیل
مین بھی جب اس بندۂ ہیچمیرز ہیچمدان ناکارۂ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے آور اپنے حسن اعتقاد
سے بعزیمت استفادہ بہنگام انتصاب بندہ بمدرسی اول مرادآباد بعض کتب معقول و منقول
بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اونکی ناصیۂ حال سے ظاہر و نور سلامت
اونکی پیشانی پر تابان و درخشان تھا اور طبیعت گونہ سیالہ و وقادہ و قوتِ مدرکہ جیدہ و نقادہ
تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل بر اجوبۂ دندان شکن تصنیف
ہو گئی ہین بندہ کو مزید حاجت کچھہ تحریر کی نہین ہی تاہم اسقدر برادران اہل سلام کی خدمت مین
التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصًا
رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابوحنیفہ کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد
اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ مصابیح
و ترمذی یا اونکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ مذہب شافعی و مالک وغیرہما ہین
اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصود بغور و فکر جانٔص
انتقال کرنا اونکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھہ مناسبت بلکہ اجنبیت محضہ
علاوہ ازان وان الشیاطین لیوحون الی اولیآئہم جو کچھہ اونمین کسیقدر اہل علم بھی تھے
وہ اسقدر غبار تعصب و نفسانیت مین آلودہ اور بحجر کینہ و خلاف و کدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق
کہ موارد انصاف و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے بمراحل بعید آسیر یہ اور باعث جراءت و جسارت
کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ مثل شرح عینی و صنعانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوٰۃ از جانب
حنفیہ و معانی آثار طحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و مسانید امام و دیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کمیاب
یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے ان اذہان قاصرین مین یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک
حنفی مبنی بر محض درائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحہ نبویہ ہی اور اگر کہین کوئی حدیث مطابق
بھی اونکے آ گئی تو وہ ضعیف ہی کیونکہ صحاح و حسان تو محصور انھین صحاح ستہ مین ہین اور اسیوجہ سے

انکا اصحاب الرائے نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس وشبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کر دیا ہی مگر اسوقت اوس سے قطع نظر کرکے صرف بقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسائلہ خلافیہ وغیر خلافیہ مین نصوص قرآنی واحادیث
بکمال صحت وقوت متن وسند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر ظواہر احادیث وآثار ہی بمذہب امام الائمہ اکثر مسائل مین ادل دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی
کی ظاہر اخبار وآثار کے ساتھ خیر اس سب سے درگذریے تو جسطرح ہم عامیان بے دست وپا کو مسائل
اجتہادیۂ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی چارہ نہین ہی اسیطرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان
ایک پلّے کا بنظر امعانی وعمیق در جملہ نصوص متعلقہ مسائل با مراعات جمیع اطراف وجوانب مراتب
ومدارج از روے یقین وجزم ومراتب مختلفۂ ظن واسناد ومتن از روے رجال واضطراب
ودلالت واقتضا وصراحت واشارت وغیر ذلک حصۂ اونھین ائمہ مجتہدین بالخصوص ربعۂ متناسبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین بکمال فراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب وقلت آرا واختلاف وقدسیت وملکیت نفوس
وآلاف برکات وانوار قرب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادۂ تائید وتفضیل دین محمدی اونکی
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمایئے
کہ کتاب صحیح بخاری جو درباب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدود ہی اوسکے رجال احادیث مین
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دارقطنی وغیرہ مشہور ومشہود ہان یہ کہیے کہ رجحان اونمین
بجانب توثیق وتعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید بھی ملجاوے
تو عمل اوسپر اوسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی ونقلی
راجح یا مساوی موجود نہو ناسخ ومنسوخ کے علم کی کیفیت کہ جسقدر اہتمام واعتنائے شان اس
بارے مین بلکہ عامۂ ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغۂ جلیلہ وجہود جمیلۂ جزیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہین اوسکا عشر عشیر بھی دوسری شے مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے
نسخ تلاوت ونسخ حکم وغیرہ کی باتمام تفصیل بحث وتفتیش کی گئی ہی تاہم باختلافات تعداد منسوخات
وتعیین ناسخ ومنسوخ مین بکثرت واقع ہوئے وہ کسیقدر مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تواریخ ارشاد کا علم تو اور چیز ہی شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم

اور اگرچہ علم ہوا بھی تو اکثر بطرق ضعیفہ ہان البتہ وہ زمانہ قرب عہد کسیقدر صالح وسزاوار تنقیح وتنقید
تھا جس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون وطمانینت حاصل
ہو جائے اگرچہ بطور قطع وجزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے
مقامات تو شاید کچھ نکل بھی آئین اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہین ہو مگر معارض نقلی کے
مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ متعذر ہو کہ غالبًا یہ اونھین نقادین سلف مجتہدین
کا حصہ تھا اسوقت مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماورائے
امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر باتم طریق حاوی وقابض ہونا اوسکا محال عادی
نظر آتا ہو اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہو کہ جو مشاہدۂ عین شریعت غرائے حنیفہ سے
اصول شرعیۂ مقررہ کے اکناہ وحقائق بنمط سرایت وحلول فی مواد الشریعۃ معلوم کرکے اوسکے
انہار وبحور کے سیلان وروانگی باحاطۂ اشکال واعماق مجاری کے طرق ومناہج پر وقوف
کلی حاصل کیا جاتا ہو جو مخصوص موہوب وبخین ارباب اجتہاد ومکاشفان شریعت کے ساتھ تھا
یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس نمط روانگی وطرز سیلان وجریان کے مخالف نہو چنانچہ موضوعیت
حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہو مگر تدقیق
نظر وتعمق فکر اس باب کی جو اون ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسمین سے
حصۂ یسیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی
کی یہ ہو کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص ومفسر ومحکم یا اشارت ودلالت واقتضا یا عموم
واطلاق یا خصوص وتقیید کسی آیت کریمہ کی معارض ومنافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی
یہ ہو کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین دفتین بخاری یا مسلم
مکتوب ومسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجال صحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور
علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون مگر وہ حدیث اونکی قوت ضبط وعدالت سے واصل بدرجۂ
صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اوسوقت ہو سکتی ہو کہ قوت دلالت ومزید صراحت وقطعیت
مدلول مین صحیح سے بغایت اقوی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہو کہ مضمون خبر کی وہ حدیث
معارض واقع ہو کہ گو بوجہ رواۃ ساقلہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوسمین ضعف
ناشی ہوا ہو مگر زمانہ مجتہد مستدل تک کے رواۃ مین ضعف اصلا نہوا ور وہ استدلال اوسکا ہمہ
وجوہ تام ہوا ور شاید کہ اکثر احادیث حنفیہ مین اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقۂ زمانہ ما بعد الا ئمہ

طاری ہوگئی ہوگی جس سے مسائل امام مین کچھ اختلال نہین ہوسکتا جیساکہ شیخ عبدالحق بھی شرح
سفرالسعادت مین تحریر فرماتے ہین بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف
کہتے ہین نہ بروات مابعد و نہ بروات ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے
معارضات کا علم بدون احاطہ و تعمق کامل جمیع احادیث مرویہ صحاح و سنن و مسانید و مستدرکات
و مصنفات و معاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے
نہین ہوسکتا جنمین سے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جاے
معاینہ صورت چہ جاے عبور و مطالعہ کابائی احاطہ و استیعاب در اوسپر غور کامل تو اور چیز ہی علاوہ ازان اسباب
مہیا بھی ہو تو حصر جمیع کتب اوس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو
حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لایشذ عنہ شئی مکتوب و مدون
ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہی محتمل ہی کہ مثلا امام کو وہ حدیث پہنچی ہو جو انمین غیر مدون ہی پھر ہماری عقل
بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلہ مقدمہ کر دینے پر کسطرح قادر ہوسکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی اور ایک
قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال و تعامل و عملدرآمد صحابہ یا مذہب
راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق اجرای احکام و حدود با عدم علم
خلفای راشدین ہو یا باوجود اہم فرائض عامہ و احکام ضروریہ کے غیر مشہور و مستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور
سوا اسکے اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو
اور ایک قسم یہ ہی کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسۂ ظاہرۂ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سب معارضات
اور ہر معارضے کے جمیع انحاء و اصناف کا احاطۂ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ اسوقت
یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہوسکتا ہی پھر یہ سب اس تقدیر پہ ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علی معناہ
غیر محتمل تاویل و تخصیص ہو اور غالبا اگر احادیث معارضہ و مخالفہ حنفیہ کہین نکل بھی آئین تو تاویلات
کثیرہ و معانی جمہ کے محتمل اور تخصیصات بسیار و احتمالات بیشمار او نمین راہ پائے ہوئے کہ اگر مضامین
محتملہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منجبر الکسر متعددۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کر کے
معمول بہ ہون تو اسکا نام مخالفت کوئی رکھ سکتا ہی بلکہ اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف والا کثرۃ
الطرق باوجود قطعی الدلالۃ ہونے کے بنظر تطبیق بین الحدیثین معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے
جائین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت ظاہر بعروض ضرورت کہہ سکتے ہو
یہ کل مضمون عجالۃ الوقت بالبداہتہ بر بنای لزوم عقلی و نقلی تقلید بہ کیفیکہ باشد متعلق بجمیع مسائل قیاسیہ

واجتہادیۂ غیر قیاسیہ بطور احسان و تبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کرکے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق و تنقیح با انصاف کو بعد مطالعہ مؤطای محمد و معانی آثار طحاوی و کتاب الآثار امام محمد و مسانید امام اعظم و مرقات و لمعات و فتح البیان و مواہب الرحمن و برہان و عقود الجواہر و شرح عینی بر بخاری و ہدایہ و شرح سفر السعادۃ بر بخاری و فتح القدیر و شرح عینی بر معانی الآثار و ادلہ کاملہ و دیگر مؤیدات حنفیہ کے یہ امر واضح و ہویدا و بدیہ النصب العین مثل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ ادلۂ سمعیہ و احادیث و نصوص بجانب حنفیہ نہایت صریح و قوی و صحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ و غیر خلافیہ پر موجود ہیں بلکہ بمعاینہ فتح القدیر ہی عجب نہیں کہ بعد عبور و استیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک لخت بے ساختہ برعکس مشہور یہ کہہ اوٹھے کہ امام شافعی اصحاب الرای میں سے ہیں اور امام ابو حنیفہ رح اصحاب ظواہر میں سے جیسا کہ شیخ عبد الحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہیں بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ دربارۂ اتباع حدیث ضعیف و مرسل و منقطع وغیرہ و ترک قیاس بمقابلۂ ہر قسم حدیث و اقوال صحابہ و تقلید صحابی و تابعی مشہور الافتا بزمانۂ صحابہ مطالعہ کیے جائیں تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہریہ کہہ دینا کچھ بعید نہو گا باقی تحقیق و تفصیل عامۂ مسائل حنفیہ بر بنای نصوص و اخبار و آثار و سنن و احادیث ہمارے حاشیۂ شرح وقایہ موسوم بسعی الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اوسکے مقدمے و شرح مسند امام بروایت حصکفی مسمی بہ تنسیق النظام فی مسند الامام میں مذکور ہیں جسکو منظور وسطمح نظر ہو اونکا مطالعہ کرے

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ القوی المتین المدعو بمحمد حسن عفا اللہ عنہ و اجناہ فی السر و العلن السنبھلی مسکنا الاسرائیلی نسبا و الحنفی مذہبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدک اللہ یا من عمت نعماؤہ وخصت آلاؤہ - وجودہ واجب قدیم و صلوۃ و سلاما علی خاتم الانبیاء و آلہ الاصفیاء و صحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ العظیم وبعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن صحیح و قیم لا صنفہ العالم الا مجد الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن علی المرادابادی رحمہ الرب الرحمن الرحیم و انی لقد شفتہ مقاما بعد مقام من اولہ و وسطہ والختام فوجدتہ موافقا للسنۃ والکتاب الکریم ولا شک فی ان مصنفہ اید الحنفیۃ عموما و روح روح ابی حنیفۃ خصوصا جزاہ اللہ تعالی و ایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین بیوم عظیم و ثبتنا علی ملۃ حنیفیۃ ونصرنا علی اعداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم - وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی الخاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ المحسن الرحیم و مستمد کرمہ و لطفہ العمیم ابو بکر علی و بحب اللہ الشہیر علی محمد محمود اللہ شاہ القادری

المستمی لنظامی المداقی کان للهادی الباقی العزیز الحکیم بن سیدی لولد مولائی الماجد-
ذی العز والجاه الحافظ علی سلمه الله الحاج الرئیس القادری المجیدی الصدیقی المحمدی الارشدی
البدایونی سلمه الله تعالی وابقاه وزادہ فضله الجسیم- یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادیین
والمائة الثالثة بعد الالف من ہجرة رسول الثقلین صلی الله
تعالی علیه وعلی اله واصحابه وسلم احسن التسلیم

عبده اعجاز احمد نوشه
مذاقی تہجو پوری عفی عنه

هذا التحریر صحیح خادم القوم السید
عبد الحمید نقوی برکاتی مطیع احمد بدایونی

غضب ہی جودت طبع مصنف ✣ لکھون کیا مدحت سحر البیانی ✣ جو ہوتی نیلگون ورقون پہ تحریر ✣
تو کہتا مین کتاب آسمانی ✣ سبحان الله مضامین ہین یا گلدستۂ ریاحین- طبع کی روانی ہی یا جادو
بیانی- جو مضمون ہی یکتا ہی- جو طرز ہی وہ نرالا ہی- ہر جواب لاجواب- ہر اعتراض زبان عدو پر مقراض-
تحقیق وتدقیق مصنف علام قابل داد- جسمین طعن وتشنیع کا پورا پورا انسداد اُنکی
یہ اعجاز بیانی اہل خرد کے واسطے بہار ہو کج فہمون کے حق مین کھٹکتا ہوا خار ہو

حامدًا ومصلیا- فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہی- جو اسکے مطالب حقہ کو نمانے وہ دونون
جہان مین خراب ہی- یہ تحقیق وتدقیق جن پڑہا ابو حنیفہ کو فی صوفی کی کرامت ہی
جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی بیان در پردہ اور وہان ظاہر اشاعت ہے فقط

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم- حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی وحمایت دین ونصرت مذہب
مقلدین کا دل وجان سے شاکر ہون- خواہ غائب ہون خواہ حاضر ہون- اُن غیر مقلدون کی
طرف سے خصوصًا منجانب مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین ہی جو زبان درازیان
اور دریدہ دہنیان نسبت ائمۂ مجتہدین اور علماے مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا
جواب باصواب بدلائل احادیث وقرآن کے اس کتاب مین مذکور ہی اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت متانت
کے ساتھ بحوالہ کتاب وسنت مسطور ہی مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی
ادا فرمایا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھون مین
ہدایت کا نور آیا اُن لامذہبون کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہین ہی انمین سے دشمن مقلد تو
دشمن دین ہی بلکہ ایسے دشمنون کا دوست بھی مصداق بئس القرین ہی مسلمانون کی صورت
مقلدون سے کدورت لاحول ولاقوة جہان تقلید کو چھوڑ الا مذہب ہو گئے- ادہر سکے نہ اودہر کے

درمیان مین مذبذب ہوگئے پھر جو اس تذبذب سے نکلے تو خاصے آزاد بنکر نیچریت مین کامل ہوئے
پرانے فیشن کو چھوڑکر نئی روشنی والون مین شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیٹ اسلام کے نیچری
ہین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن وطعن کی
بوچھار ہے حضرات صوفیہ پر زٹل قافیون کی بھرمار ہے یہ تو خیال وامکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہے
کہ مصادیق وافراد اس معنی کے علیگڈھ ودہلی ولکھنؤ وحیدرآباد ومدراس وکلکتہ وعظیم آباد وغیرہ
مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ آوے اللھم انصر من نصر دین
محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم واخذل من خذلہم - امین یا رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی
ھذا النبی المجتبی والحبیب المرتجی والہ واصحابہ اھل التقی والنقی وعلماء امتہ
ومجتہدی ملتہ والمقلدین لہم باحسان دائما ابدا حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی
رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم پر قرآن عظیم وذکر حکیم نازل
فرمایا تبیانا لکل شیء جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہے مگر اوسکی ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہے اور
ہر بطن کے لیے ایک اہل وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العلمون ○
کہاوتین کہ ہم توسبکی لیے بیان کرتے ہین پر اونکی سمجھ اونھین کو ہے جو علم والے ہین الرحمن فسئل بہ خبیرا
اہل خبرت سے سوال ضرور ہے ہر فہم قاصر اوسکے ادراک سے معذور ہے فاسئلوا اھل الذکر
ان کنتم لا تعلمون ○ ذکر والون سے پوچھو اگر تمھین خبر نہو وکل العلم فی القرآن
لکن تقاصر عنہ افہام الرجال اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شیء
ہے حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ
فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤن مین تم مین کسیکو اپنے تخت
پر تکیہ لگائے کہ آئے اوسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا ہے یا نکرنے کو تو بولے مین
نہین جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اوسکی پیروی کی رواہ احمد وابو داؤد والترمذی
وابن ماجہ والبیہقی فی دلائل النبوۃ عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے
ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مین دیا گیا
قرآن اور اوسکے ساتھ اوسکا مثل یعنی حدیث الحدیث اخرجہ الدارمی وابو داؤد وابن ماجہ

عن المقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ
فرماتے ہین انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القران فخذوھم بالسنن فان اصحاب
السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع اے عزیز اسی گمراہی کی شامت
ہے کہ وہ پیٹ بھر ابنگر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے جب اوسے حدیث پہونچے کہتا ہے ہم یہ حکم
قرآن مین نہین پاتے قاتلھم اللہ انی یؤفکون ○ جان اے برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذاً باللہ حضرت
حق سبحانہ و تعالی کا یہ ارشاد ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا جو تمھین
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی
تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا و بیضا سے نقاب و حجاب کو اوٹھایا
فصلی اللہ تعالی وسلم علیہ وعلی الہ قدر رجاھہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ یہانتک
تو صحابۂ کرام و فحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ایسا نفرماتے
تو ان ارکین ملت و اساطین شریعت کا ذہن ثاقب فکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست
رہجاتا اسلیے ارشاد ہوا یعلمھم الکتاب والحکمۃ یہ نبی اونھین کتاب و حکمت سکھاتا ہے صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی
غیر فقہا و صحابۂ کرام کے حق مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ و فقہا کے سامنے لہذا امام
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ اجلۂ ایمۂ محدثین و شیوخ بخاری و مسلم سے ہین ارشاد فرماتے
ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر مجتہدون کو امام عبد الرحمن
بن مہدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ
تعالی علیہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث تابعین مین کچھ لوگون کو اونکے خلاف
پر حدیثین پہونچتین تو فرماتے ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہمین یہ حدیثین
معلوم ہین مگر عمل تو انکے خلاف پر ہو چکا ہے محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اونکے بھائی کہتے
لو لم تقض بحدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ مین نے لوگون کو اسپر نہ پایا کل ذلک نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ
لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اوسکے وجوب مین کسیطرح کا کلام نرہا اور کیونکر نہوگی حالانکہ

ہر شخص جمیع ادلۂ شرع وحفظ آیات واحادیث و احکام و غور کامل و فحص بالغ و تامل صادق و مراعات وجہ ترجیح و تطبیق و دفع تعارض و تمییز ناسخ و منسوخ و علم اقسام نظم و معنی و مواضع اجماع وانواع حدیث و نقد رجال وادراک مورد و مقتضی و اسباب نزول و طرق تعلیل سے متصف نہ ہو سپر غیر مجتہد کو قدرت میسر ہو کیا یہ مرضی ہو کہ ان مدہوشون کی طرح ہر جاہل بے تمیز خر بے لجام و شتر بے مہار کر دیا جائے آہ عزیزو تم کیا اور تمھاری بساط کتنی بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سنے لم تجدوا ماءً کے معنی پانی حقیقۃً نپانا سمجھکر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت ندی وہ نہایا اور انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اونھون نے اوسے قتل کرڈالا اللہ اونھین قتل کرے کیون نہ پوچھا جب نجانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما انصفہ تیرا ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا اور رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین نہ اوسکے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھون کے سمجھانے کو اوترا ہے ای غافلو اگر یہی بات ہو تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کہ رواہ البخاری وللامام احمد محض عبث و تحصیل حاصل و تشبیہ بالہزل تھا نہین نہین جبرًا ماننا پڑیگا کہ بیشک خدا اور رسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہے اور بیشک اوسکے لیے علم غزیر و سامان کثیر درکار ہے لہذا حضرت حق تعالی و تقدس کی رحمت عامہ و رافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے نہایت و فور متوجہ ہے ان اکابر دین و عمائد یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کر دیا حکم احکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش ہمت پر اوٹھایا فجزاھم اللہ عن الاسلام خیر جزاء ومناھم بکل سرور یوم الرؤیۃ واللقاء آمین۔ اب جسطرح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذًا باللہ کچھ قرآن سے جدا نہ تھی بلکہ اوسی کے مکنونات و مغیبات کو منصۂ ظہور پر لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح و مقبول ٹھہرا اسیطرح ان آیات امت و خدام شریعت مظاہر علیہ انما انا بکر رسول الواللہ علیکم کے ارشادات بھی مُظہر احکام خدا اور رسول ہین نہ مثبت والعیاذ باللہ تعالی تو انھین سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن و حدیث پر حرف رکھنا ہے علی الخصوص حضرات مطہرہ ائمۂ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ انھین جو حسن قبول

وتلقی امت بالاقتداء بہرہ وافی ملا وہ اونپر ایک خاص فضل الٰہی تھا یہانتک کہ صدہا سال سے
فرقۂ ناجیۂ اہل سنت انھین کے اتباع مین منحصر اور انھین کے اتباع پر مقتصر رہا کما اثر العلامۃ الطحطاوی
فی حاشیۃ الدر محروم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم دہ بے برکت بے سعادت خودی
پسند بے قید وبند جو ان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد وطینت فساد ادنیٰ تشنیع
کرکے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خباثت کرے یہ سب ائمۂ رشد وہدیٰ ہین اور ان سب کے پیرو
سالکان راہ خدا جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء علماے دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات
ائمۂ مجتہدین اماتنا اللہ علے حبہم واتباعہم بالیقین تمام اولیاے باقیین سے افضل و
اکمل ہین قال سیدی عبد الوھاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالی فاعتقادنا ان کابر
الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء
بیقین پھر انسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہے قال ربنا تبارک
وتعالی فیما یروی عنہ نبیہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم من عادی لی ولیا
اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اوس سے
لڑائی کا اعلان کر دونگا۔ اُف ری ہمت ان لوگون کی اور بل بے جگرے ان بہادرون
کے جو خدا سے خم ٹھوک کر لڑنے کو طیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع
اولیائک آمین اللہ تعالی اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزای خیر کرامت
فرمائے کہ اونھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور صدور منکرین
کو زیادت غیظ وشقا بخشی فرحم اللہ من شفی واشتفی واغنی وتغنی والسلام
علی من اتبع الھدیٰ۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ الکل
علیہ عبد المصطفے احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی
اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر آلہ وبمثلہ لکل مؤمن و
مؤمنۃ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

عبارات ثبتہ مواہیر و دستخط علماے دیوبند و سہارنپور ومنگلور

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد وصلوٰۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندہ نے اکثر مقامات
سے دیکھا حق یہ ہے کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہے اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا

بہرحال مضمون اسکا ردہفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے
کافی ہی اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی -

ہم سب سکین دیوبند جناب مولانا
مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان
ہین اور مہر اسی پر کرتے ہین - فقط

حامدا ومصلیا - مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ
نے جوابات مین طریق انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف مطاعن کو ظاہر کردیا ہی اور حق کو
باطل سے جدا فرمادیا - جزاہ اللہ عنا خیر الجزا اس فرقے نے ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو
مثل آجکل کے نیم ملاؤن خطرۂ ایمان کے گردانا ہی بلکہ اونسے بھی کم کہ اونکی تقلید چھوڑ کر انکی پیروی
اختیار کی ہی استاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری
رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن اونھون نے فقہا کی ذیل مین کہین بھی اپنے استاد
کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم وفضل کے اس قابل نہوئے کہ اونکا
فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین نام لیا جاوے تو اور کس شمار مین ہین پس اصل یہ ہی کہ جسکو
نور عقل وفہم سے ازل مین نصیب نہین ملا وہ مجتہدین کے مقام کو
کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور - فقط

الحمد سہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✤ آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید ✤ کتاب ظفر المبین ایک
زمانے مین نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اوسکے دیکھے گئے بجز طعن وتشنیع ایمۂ
سلف کے اوسکے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا واقعی جہانتک مؤلف صاحب کی
زبان نے یاوری کی اوسیقدر اپنے مقصد کے ادا کرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من
شرور انفسنا مگر بحمد اللہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہی کہ جسکا جواب نظر نہین آتا - اللہ تعالیٰ
مصنف علام کو جزای خیر عطا فرمائے اور اس نسخے کو مقبول خاص وعام کرے
حررہ خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

تقاریظ مثبتہ مواہیر ودستخط علماے کاملین شہر مراد آباد وعلیگڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ

محمد الذی قال من یرد الله خیرا یفقهه فی الدین اما بعد فقد طالعت هذا الکتاب
المسمّی بفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیه فوجدته حقا
صریحا وصدقا نصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمه الله تعالی
مسلک ارباب التحقیق وابطل مکائدهم ومطاعنهم بتقریر انیق علی الاصول الراسخة
للامام الفهام القمقام الذی هو سراج لامة نبی اخر الزمان الشیخ المشهور
بابی حنیفة نعمان۔ جزاه الله عنا وعن جمیع المسلمین۔ حرره
العبد المفتقر الی رحمة الله الغنی ابو المکارم المدعو محمد قاسم علی المرادابادی

حامدا ومصلیا ومسلما بندۂ نحیف نے کتاب فتح المبین کو چند جا سے بامعان نظر وغور
کامل دیکھا تو الفاظ وعبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلی درجے کے نہایت ثبوت
پائے تحقیق تو یہ ہے کہ یہ کتاب اپنی نوع مین لاجواب ہے مسائل فقہیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا
الف الف صلوٰۃ وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہے اور ہر ہر مسائلے کا ماخذ کتاب وسنت سے
خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہے کہ باوجود اس امر کے کہ فی زماننا
ہذا مناظرات باہمی تعصب وتعند سے کم خالی ہوتے ہین۔ فریقین کی تحریرات مین افراط وتفریط
تک نوبت پہونچ جاتی ہے مگر مؤلف کتاب موصوف عالم نبیہ ومحدث فقیہ مولانا مولوی محمد منصور علی
خان صاحب جعل الله سعیه مشکورا ولازال هو کاسمه مظفرا ومنصورا کا کمال
انصاف ہے اور غایت تہذیب کہ باینہمہ گستاخی وشوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب وعناد سے
مالامال ہے اور بہ نشۂ تعصب اوس شخص نے سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق مین زبان درازی
کرکے اپنے کو فوارۂ لعنت بنایا ہے۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے
نہین دیا اور بحکم ارشاد ہدایت بنیاد واذا مروا باللغو مروا کراما کے عمل کیا اور بطور جزاء
سیئة سیئة مثلها کے بھی اونکے حق مین لکھنے وکہنے سے اپنی زبان وقلم کو روکا بالجملہ
کتاب ازجملۂ مغتنمات ہے وداخل باقیات الصالحات۔ الله تعالی مؤلف کتاب کو جزائے خیر
اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے۔ کتبه بقلمه خادم الطلبة
احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامروہی غفر الله له ولوالدیه جمیعا۔ فقط

عبد الغنی — خادم حسن — خلیل الله — الجواب صحیح — محمد حسن

حامداً ومصلیاً۔ فی الواقع یہ کتاب لاجواب ردمتین فتح مبین ہو۔ کتبہ احقر الورایا اسمٰعیل یحییٰ عفراللہ لہ ولوالدیہ

حامداً ومصلیاً۔ امابعد فانی نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ تذکرۃ لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی للاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب الصواب وطوبی لاولی الالباب وواویلا لمن لم یتخذہ خلیلا وواحسرتا لمن لم یجد منہ سبیلا ویجزی اللہ عن المصنفہ جزاءاً موفوراً ویجعل سعیہ مشکوراً سقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبد الحق صانہ الحق۔ فقط

فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہٗ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خانصاحب دام فیوضہم غیرمقلدون کے ردمین ایسی تالیف ہوئی ہو کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی خوبی سے دیکھنے مین نہین آئی افراط وتفریط سے خالی ہو حق والضاف سے مالامال ہو عمدہ بات اس کتاب مین یہ ہو کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کوبھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال طرفداری کی ہو یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہو۔ کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی طریقہ ہو اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفااللہ عنہ۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ھذا السفر السامی بل البحر الطامی فوجدتہ محتویاً علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ ومشتملا علی ماھو کاف لدفع اوھام الزائغین وشاف لاثبات ماھو الحق المبین جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل آمالہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء
مدرس مدرسہ علیگڈھ از ارشد تلامذۂ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم

عبارات مستندہ مثبتہ مواھیر دستخط علمای اعلام وفضلای کرام شہر رامپور

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعۃ کے اوسکو صحیح پایا فی الواقع مصنف کتاب نے بکمال کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم غوی اور معاند غبی کو گنجایش افترا

وتکلم بیجا باقی نرہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔ فقط۔ العبد الراقم

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ فقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے۔ تحقیق اوسکی قرین حق گوئی وانصاف ہے۔ اور مضمون اوسکا دور از اعتساف ہے۔ نمقہ العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ عفی عنہ ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله الذی خلق الانسان وهداه واوضح له بينات من الفرقان والهدی وجعل مساعيهم فی اخذ ناصيتهم اليه شتی فيوفق من يشاء لما يحبه ويرضی فيعطيه الفهم والزكا والفقه فی الدين والتقی ويشرح صدره وييسره لليسری ويضل من شاء ان يهوی ويذله فی الدنيا ويخزيه فی الاخری فيجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد فی السماء وييسره للعسری والصلوة والسلام علی خير البرية والوری افضل من اوحی اليهم ربهم وعلمهم شديد القوی من اطاعه فقد اطاع الله ونجی ومن عصاه فقد تاه وهوی وضل وغوی۔ وآله واصحابه الذين هم شموس براقع الترفع والعلا واقمار ظلام الاحوی ونجوم الدجی وعلی من تبعهم باحسان المكدی من المجتهدين وائمة الدين الذين لهم الدرجات العلی آتاهم ربهم من لدنه ذكری لاسيما الاربعة الذين فاح من انوار رياضهم القدس نفحات الانس والرضا فعطر مشام العالم وعرف عرفهم وشذی وظهر انوار مقباس حقائقهم وتجلی فضاء فضاء الخلق الی المنتهی وابرزوا كنوز الدقائق الاسنی فلاح فلاح العالمين واسنی فمن امن بهم بان قلدهم باعيانهم فقد استمسك بالعروة الوثقی ومن ظلم واطغی فاعرض عنهم وابی فلعله باخع نفسه علی آثار من تبع هواه بما سعی ومقتهم فی الاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم فی الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا **وبعد** فان عادة الله قد جرت وسنة الله قد مضت فی حفظ دينه وشرع امينه فی كل زمان ومكان من بدء طلوع ذكائه

الی الآن ان یبعث المحق علی عقبی المبطل الزائق لیقذف الحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق کما قال العلامة ابن عابدین علی قول الدر "ولا یخلوا الوجود عمن یمیز هذا حقیقة لا ظناً جزم بذلک آخذا مما رواه البخاری من قوله صلی الله علیه وسلم لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق وذلک لانه سبحانه وتعالی محافظ لما اوحی الی عبده ما اوحی وهو متم نوره ولو کره الکافرون کرهاً فما اراد احد ممن مضی ان یطفی نوره الا وقد اذله الله واخزی وما نهض فرهم التی تریدان یلبس الحق بالباطل الا ونکسه الله واذری فکانها کلمة سبقت من ربنا الذی له الاسماء الحسنیٰ علی تصدیق القول الدائر والمثل السائر لکل فرعون موسیٰ فلذا بُعث هذا الحبر النبیل والبحر الوبیل المحرز قصبات السبق علی اقرانه واشباهه فی کل فن یحوی المحسود البالغ من کل علم اقصی الذری اعنی المولوی منصور علیخان المراد آبادی صاحب هذا الکتاب المتین المسمیٰ بالفتح المبین لارغام قدوة المضلین وزبدة المفسدین من الفرقة النجدیة المفتنة الحادثة الشائعة الذائعة فی زماننا شیوع الشعی وذیوع الذوی ولقد راینا کتابه هذا وخطابه الالهی مع ذلک الکفل الاعزل الغمر القدم المافون الخب الاعشیٰ فوجدناه قد اتی فی مباحثه ببیان شاف وبرهان کاف وتبیان اوفی فلله دره حیث سلک مسلک الاقتصاد فی اماطة الاذی عن طریق الحق وسبیل سویٰ فمن صدق به وارتضیٰ وسلمه وتصدیٰ فقد اذعن للحق المتلقی واهتدی وتقلص عن شرب اللظیٰ واتقی وصدق بالحسنیٰ واما من استکبر واستغنی وادبر وتولی وسعی فی خلافه وتلهی فقد اعتدی وطغیٰ وتعدی وعتیٰ وکذب بالحسنیٰ یبعث یوم الرجعیٰ فی طائفة ودعهم الله وقلی ویحشر فی زمرة من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الآخرة اعمیٰ وفقنا الله سبحانه وتعالی وسائر اخواننا لما ینال به القربیٰ من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نهی وصلی الله علی سیدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعین ابداً ابداً۔

مہر: ۱۲۹۶ — محمد سراج الدین ابو النصر[?]

مہر: ۱۲۸۵ محمد عبد القادر — ۱۲۹۹ محمد حسن — ۱۲۸۱ محمد حسین — جوگوہر بن علی — ۱۲۹۹ حامد حسین

باسمہ سبحانہ		حامداً ومصلیا
ان ھذا الجواب حق صحیح صریح والمجیب نجیح فقط	ابو النعمان محی الدین محمد عجاز حسین مجددی عفی عنہ و عن والدیہ المسلمین سنہ ۱۲۹۹ ہجری	اصاب من اجاب فجزاہ اللہ خیر الجزاء عنی و عن سائر النظراء
حبیب اللہ عفی عنہ محمد عنایت اللہ		علی خان عفی عنہ سنہ ۱۲ محمد ذکریا

تقاریر مستندہ و عبارات مصدقہ علمای مشاہیر و فضلای نحریر شہر دہلی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ المجتبین و اصحابہ المنتخبین واتباعہ المنتصبین وانصارہ المجتہدین اما بعد فیقول الصدیقی السنی الحنفی محمد شاہ اوصلہ اللہ سبحانہ وتعالی شانہ الی ما یرضاہ لما کان نظام الانام باحکام الاحکام وکان احکام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثۃ الانبیاء کما فی حدیث رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی وکان حکم الانبیاء والمرسلین ان من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم وغیرہ من المحدثین وکان حکم الزمان ان الزمان السابق خیر من اللاحق بحکم حدیث خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث متفق علیہ حتی صار ترجمتہ ہکذا کل یوم بد تر بحکم حدیث قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یاتی علیکم الزمان الا الذی بعدہ شر منہ حتی تلقوا ربکم رواہ البخاری حتی کان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنیا بالدین والدجاجلۃ الکذاب فیخترعون فی صور المشائخ والعلماء مسائل فاسدۃ وعقائد باطلۃ کما فی مجمع البحار فی بحث الدال بحکم حدیث فانہ قال علیہ السلام یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتہم احلی من السکر وقلوبہم قلوب الذیاب رواہ الترمذی وقال علیہ السلام یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بالاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال السلف وعادۃ الجہلۃ
اغترارہم بالامور المحدثۃ واسراعہم الی قبول الاقوال الباطلۃ عند العلماء
العظام والفضلاء الکرام کما صرح بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صدر
الصحیح لما تخوفنا من عواقب الشرور واغترار الجہلۃ بمحدثات الامور واسراعہم
الی اعتقاد خطاء المخطئین والاقوال الساقطۃ عند العلماء رأینا الکشف عن فساد
قولہ ورد مقالتہ بقدر ما یلیق بہا من الرد اجدی علی الانام واحمد للعاقبۃ ان شاء
اللہ تعالیٰ انتہی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیما وحدیثا مشمرین
لنصرۃ الدین والشرع المتین بالقدح والجرح والرد بالجد علی اہل البدع والاہواء و
اہل الزیغ والاغواء بالدلائل الواضحۃ والبراہین الساطعۃ من الادلۃ الاربعۃ
الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس کالائمۃ الاربعۃ فلم یزالوا ہکذا وہکذا
حتی قام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول سالک مسالک المتقدمین
ہالک اساس المبتدعین المولوی محمد منصور علیخان المراد آبادی ادامہ اللہ ذو المنن
والایادی بانہ صنف فی کشف مکائد غیر المقلدین فسماہ بالفتح المبین فی کشف مکائد
غیر المقلدین فلما رأیتہ فی المواضع المتفرقۃ والمقامات
المتشعرۃ فوجدتہ کتابا مستطابا جعل اللہ تعالیٰ سعی مصنفہ
وصعیتہ سعیا مشکورا واجرا موفورا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ اما بعد میں نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا
بہت عمدہ کتاب ہے اور خوب جواب باصواب ہے کیوں نہو بحکم یعرف الرجال بالاقوال مولانا
مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد و لیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مؤلف ظفر مبین پیشوائے
غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد ہری چند جاٹ (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا
تہا اور جسکو سوائے اردو کتابیں دیکھنے کے اور کچھ لیاقت نہیں نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ اوسکے
دلائل سے واقف [illegible] اہادیث میں اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دغابازی وحیلہ سازی
بلکہ محض بے ا[illegible] جاننے کو آندھی) قابل جواب ولائق خطاب نہ تہا مگر بحکم
سے چو با سفلہ بوی [illegible] * فزون گردش کبر و گردن کشی * مصنف موصوف نے
اس کتاب میں اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کردی ورنہ اوسکے

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے اللہ اللہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو (کہ جنکی عبد اللہ بن مبارک وکیع یحیی بن معین وغیرہم ائمۂ حدیث مدح فرمائین اور جنکے وفور علم وکثرت قبول پر اونکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جسنے تیرھوین صدی مین سینگ نکالے اور جنکا طریقہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنا ہے یعنی عمل بالحدیث کے پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلا عذر ایک ہی وقت مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوٰۃ نہ دینا چاندی کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنا حضرت علی وعباس وفاطمہ زہرا رضؓ وابوبکر صدیق رضؓ کو مصداق سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیاے کرام وصحابۂ عظام کو جو شب بھر یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا انبیا علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلك من القبائح التی لا یحسن ذکرھا فی ھذا المقام) برا کہے اور ائمۂ کرام اور اونکے اتباع کو (کہ جنھون نے کمال محنت وعرق ریزی سے قرآن واحادیث واقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو مشرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن واحادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کرکے دین مین فتور نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اوڑائین) مشرک وتارک احادیث وقرآن قرار دیوین اور اپنی اس ہواے الحادی ونفس الدخالی کو عمل بالحدیث بناوین چہ خوب ؎ از صحن خانہ تا لب بام از ان من ✣ وز سقف خانہ تا بہ ثریا از ان تو ✣ کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالك وابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منا فی شئ رواہ ابو داؤد یعنی انس سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اونکی باتین اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھین گے لیکن اونکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا یہانتک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائینگے اور کسی بات مین میرے نہونگے۔ خیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون۔

حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی ۔ مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو کیا + لکھون مین نعت کیا میرا ہی رتبا +

امابعد یہ خاکسار ابوادریس محمد عبدالرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنپوری بھائی مسلمانون کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہی کہ یہ فتنہ لامذہبون نے جو چند سال سے اوٹھایا ہی یہ پھر اوس فتنے کا ہی کہ جسمین حضرت عثمان رض شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم مین جا سکے اوس فتنے کا سردار نومسلم عبداللہ بن سبا یہودی تھا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تھا پس اس فتنے کے سردار لالہ انت رام صاحبزادے لالہ کوٹی مل کے مع اپنی قوم کے خاص اسواسطے مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانون مین فتنہ ڈالین عبداللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت کی اوٹ رکھکر مسلمانون کو حضرت عثمان رض سے بغض کیا اور سبکو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل ورلائق خلافت کے حضرت علی رض تھے نہ کہ حضرت عثمان رض اِن لالہ صاحب نے بھی عمل بالحدیث کے پردے مین فقہ اور فقہا سے مسلمانون کو بدظن کراکے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ چھوڑ کر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اوسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب کے اوس یہودی کے دہوکے مین آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان رض کی خلافت انصار اور مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی رض نے بھی خود اونسے بیعت کرلی پھر ہم کیون اس یہودی کے بہکانے مین آوین ایسے ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا آج کل کے تو نہین زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہا امت مین چلے آتے ہین بلکہ زمانہ حضرت صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تھے وہ داخل شورہ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم بحکم وشاورھم فی الامر کے اونھین سے مشورہ لیتے تھے اُردو سیر کی کتابون مین اگر ملاخطہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب اور جنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم مشورہ فقہاے صحابہ سے لیتے تھے یا سفہاے صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان رض کے فضائل جو دربار نبوت سے عطا ہوئے تھے فراموش کرکے کالعدم کردیے تھے ویسے ہی اس ہند و قوم نومسلم نے معنی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھ بھالکر بُھلا دیے تھا قال اللہ تعالیٰ فما لھولاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا وقال رسول اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے بعض اچھے اچھے لوگ مسلمانون مین سے مکر و فریب کرکے اپنے ساتھ کرلیے تھے

ویساہی اس قوم ہنود نے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض طین سے ہے اور درحقیقت وہ مقلد مال وجاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگا لیا اور جیسے اوس قوم ہنود نے مسلم نے ایکدم سے مسلمانون کو عقائد کفریہ ہنودیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے کو جاری کیا - اور بعض اونکے اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل بیت کی فرض ہے حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہے سو وہ اوسنے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علی رض نے قتل کروایا اونھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہ کو طالب قصاصِ خونِ خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت شاہ ولایت کا ناک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے اونھون نے قصہ ہی پورا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰ ایساہی اس قوم ہنود نے مسلم نے عقائد ہنودیہ کفریہ ایکدم سے مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے دلون سے شان و وقعت دین اسلام اوٹھانی شروع کی بعض اسپر تجویز ہوئے کہ اونھون نے مسلمانون کے دلون سے شان فقاہت کہ عبارت سمجھ کامل سے ہے اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلے درجے کے صحابہ اور تابعین تھے اوٹھا دی یہانتک کہ تراویح بیس رکعت کی کہ سنتِ فاروقی ہے اور شرق سے غرب تک تمام مسلمانون کی معمول بہ ہے بعض اہل اسلام کے دلون سے اوٹھا دی کہ اونھون نے اوسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رفض کا پہن لیا بعض نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف کردا کر فقط ترجمہ قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا کہ تحصیل علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہوگئے ہم تمکو فقط قرآن شریف کے معانی بتاتے ہین کہ اوس سے قیامت مین پوچھ ہے اور مضمون یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَیُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا کو قطعًا فراموش کیا بعض نے انہین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اُولُوالعزم علمای امت کی مذمت (جیسے ایمہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونھون نے جہد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان و مال کو سب قربان کیا اور اونکی کارگذاریان جناب باری عزّ اسمہ مین مشکور ہوئین اور وہ مقبول کافۂ امام وجاہ اہل اسلام ہوئے) اس نہج سے کرنی اور لکھنی شروع کی کہ اونھون نے اپنے قیاس سے مخالفت کی حدیثِ رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ امام ابو

ایک کتاب مسمی بہ ظفر المبین لالہ ہرسکہ چند بن دیوانچند صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش
سے لکھوا کر اپنے نام سے چھپائی اوسمین لکھا ہو کہ امام اعظم نے سو مسائلے حدیث صحیح کے مخالف
لکھے اور یہ نہ سمجھا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زمانہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کرورون
فضلا و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہو حتی کہ اوس جماعت نومسلم کے پیشواؤن نے بھی اونکی
تقلید اپنی بڑی عزت سمجھکر سے قبول کی ہو لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین
بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہو
اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکر اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب المعیار نے قال
اِمَامُنَا وَسَیِّدُنَا الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب
کی بہت تعریف لکھی ہو امیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہو کہ امام صاحب کے جنازے
پر پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور چارسو تینتالیس فقہای محدثین مقلدین کے محاسن
اور مناقب اوسی کتاب مین اونھون نے لکھے ہین اور اونھون نے اپنی کتاب تقصار مین تمام
اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نومسلم اگر اونکو دیکھکر
ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھولجاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھکر دیا تھا
کہ آپ مقلد ہین یا نہین اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھون نے جواب
اوسکا اپنی مہر سے مزین کر کے مجھے دیا کہ ہان مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد
ہون وہ میرے پاس موجود ہو لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو مسائلے
مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤن کی مہرین اوس
کتاب پر کرالینی تھین کہ اونکا بھی مافی الضمیر معلوم ہوجاتا اور عقیدہ دلی ظہور مین آتا اب
معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضایقہ نہین
ع نہین ہو معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہو * ہوا ایسے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا * اور
لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سرفرقہ علمای امت پر صدہا عیب لگائے یہ نہ سمجھا کہ عنایات
الہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہو جیسا کہ
شروع مین تھا ظاہر ہو کہ یہان حنفی مذہب کے علما بڑی دل مین دیکھو تو کیسی انکی عزت ہین
لا مذہبی کی خاک اوڑاتے ہین اور انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجتک جواب اوسکا نصیب نہین ہوا
اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہے اس فرقے کی سخت جان
ہے کہ نہین نکلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو منہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو
چند در چند ہوئے ملاحظے مین گذرے ہی ہونگے اب فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہے قبول کیجیے
خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے ندینا آپنے بردھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہے دلیرانہ جبین بر جبین نہ لانا میدان
استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا سے جا سکتا کوئی اوس بت خود کام تک نہین ✤ جاوے
اگر تو کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھکے بھیج ✤ گرچہ دعا سلام نہو
کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستہ سے نقل کرکے بڑی امید سے تحفۃ اس
فرقہ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگہ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
وہ گالیان مجھے لکھین کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اونکی تحریر سے
قطعًا معلوم ہوگیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہے مگر خرچی پر چلانا خوب ہے ایسا ہی جواب اس کتاب
کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت مین یہ کتاب
اس فرقہ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دور زمانے کا آخر ہے اہل مجلس اوٹھے جاتے ہین
جلسہ درہم برہم ہو چلا شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہے باد مخالف کے جھونکے از حد چل رہے
ہین اوسمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسیکو کچھ بن نہ آتی
تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا منہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقہ ناعاقبت اندیش نے وہ
تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہوگئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہر کی نگاہ
سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہوگئی حمایت و نصرت بھی کوچ کر گئی حسد کا
بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہین سکتا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ الغرض یہ
ایسی کتاب ہے کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہے کتاب ہے نور کہ خشندہ
ذکائے ✤ کہ ذرہ ذرہ ازو بہرہ ضیائے ✤ ز غلاق جہان عرض من اینست ✤ دہد فتح المبین
راہ لقائے ✤ مصنف را دہد روزی فراوان ✤ ز راحت
رنج بیجان ہم رضائے ✤ خدا منصور دارد دشمنانش ✤ بر اعدایش بود
نازل بلائے ✤ بقلب منکر تقلید ان ✤ ز نا نیر کلامش دو جائے ✤ بحق احمد و اصحاب و آلش ✤ بود مقبول یارب این دعائے ✤

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام بیلی بھیت

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ حبیبہ محمد صاحب القرآن صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم الی ماتعاقب الملوان + ووفقنا لتقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان - بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر ضعف اسلام ہے کہ دینداری براے نام ہے اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی ہے جدہر دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہے علم و عمل نایاب ہے جہالت کا ہر طرف فتح باب ہے تشنیع وطعن کا بازار گرم ہے نہ کسیکو خدا کا خوف ہے نہ رسول سے شرم عجب دور ہے طرفہ طور ہے زمانۂ خیر القرون ثلاثہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذر گئے اور اس درمیان مین لاکھون علماے معتبرین اور اولیاے کاملین پیدا ہوئے اور سبھون نے اتفاق کیا کہ دین حق ان چارون مذاہب مین منحصر ہے چنانچہ کوئی حنفی تو کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسیطرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید مین مرتبۂ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرہوین صدی مین کہ اشر القرون ہے چند سال سے فرقۂ وہابیہ نجدیہ سے ایک نیا پانچوان طریقہ نکالا ہے کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین حضرات ایمہ اربعہ اور انکے مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اونکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے ہین انکے کذب و افتراسے شریعت مین فساد کے رخنے پڑگئے اور لوگون کے دلون مین عقائد فاسدہ انکے گھر گئے بے شبہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انھین کذابون اور مفتریون کے حق مین مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون فرمایا چنانچہ مصدق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب لباب موسوم لظفر مبین نتیجۂ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین اور مفسد بالیقین ہے دیکھنے مین آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصًا عوام حنفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہاے سلف پر لعن طعن کے آوازے آتے تھے جہلا لامذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا بیان کیا خوب مضمون ہے حسب حال انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر مقلد ہین بلاشک گمراہ		کہتے ہین ایمہ کو برا شام و پگاہ	

غرضکہ جب اس فساد کو ہمارے مولانائے فاضل جلیل علامہ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ مین نیزۂ قلم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین کا نتیجہ پایا حتی کہ مولانا منصور نے تمام عالم مین فتح ونصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد خرافات ظفر المبین مین بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفۃ والبلاء۔ حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وصی احمد الحنفی السورتی

بحمدہ و نستعینہ۔ مین نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو فتحیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہر سب قوی اور صحیح اور محتج بہ ہین اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ دربارۂ قمع اور قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب نظر نہین پڑی اللہ تعالی اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزائے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف السورتی

تقاریر بے نظیر و تقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور وامرتسر مع دستخط و مواہیر

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال للاستعجال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی، وبراہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی، لِلّٰہ در قد حقق المصنف المولوی محمد منصور علی خان المرادآبادی سلمہ اللہ ذو الایادی ردا اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث والسمین، والمہین والمتین، وتمسکہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی الضلالۃ اصلا، ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہداۃ الشریعۃ الغراء، جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الآخرۃ والاولی نمقہ فقیر غلام محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب روضۃ الادباء

باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ اند از مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق و تدقیق دادہ اند و دلائل حنفیہ را بر اقوال ظاہریہ کہ از کوچہ تحقیق محض نابلند اند بزبانی رد فرمودہ اند

حررہ خادم شریعت رسول اللہ + خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً - اما بعد فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین یوم الاحد ۲۵ ربیع الاول کو میرے پاس پہنچی اور دوسرے روز بباعث عجلت وقت کے واپس دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہیں ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے میں آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے اسلیے میری رائے ناقص میں یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہریہ کے لیے جواب کافی ہے - حررہ الفقیر البگوی غلام محمد امام مسجد بادشاہی لاہور

حامداً ومصلیاً - اما بعد فقد رأیت هذا الکتاب من اولہ الی اخرہ فوجدتہ مطابقاً بالقرآن والحدیث والاجماع والقیاس - سعی المصنف فیہ سعیاً کثیراً و ادی حق الترد تحدیثاً وتفسیراً جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء - فقیر محمد الحنفی الجہلمی ثم اللاہوری

باسمہ سبحانہ - نظرت فی هذا الکتاب المستطاب فوجدتہ مطابقاً لاهل السنۃ و الجماعۃ جعل اللہ سعی المصنف عندہ ماجوراً وعند الناس مشکوراً - العبد الاثیم فقیر برهان الدین ولد مولوی عبد الرحیم -

حامداً ومصلیاً ومسلماً - کتاب لاجواب کاسر رؤس ملفقین مسمی بفتح المبین جو ماشاء اللہ چشم بد دور اسم بامسمی ہے مجموعہ مفتریات اعداے دین ہدا ہم اللہ القوی المتین جسکا نام سراج مظفر المبین ہے میری نظر سے گذری اور میں نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب لامذہبوں کے فرقہ طاغیہ باغیہ گندم نما جو فروش کی قلعی کھولتی ہے اور حق نمائی میں آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہے اعداے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع و قمع میں سیف صارم کا کام دیتی ہے خداوند تعالے عز اسمہ حضرت مصنف علام کو جزاے خیر عطا فرماوے کہ اتباع شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا + اشیاع عدو مبین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا پھوڑا + واہ واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے + اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر ڈنڈناتے ہوئے دل کھولکر بے دھڑک یہ کہیں جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاہ اور بیچارے لامذہب بحر ندامت و دریاے خجالت اپنے کیے سے منفعل ہو کر کہیں یالیتنی کنت ترابا ہ اگر اب بھی لامذہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور بہتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیوۂ فاسدہ ہر بار نہ آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب ہے ع جواب جاہلان باشد خموشی ✥ ھ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✥ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✥ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

حررہ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القادری مفتی و مدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر

تقاریظ قبتۂ مواہیر و دستخط علمای مشاہیر آراو ہوگلی و کلکتہ ✥

الحمد للہ الذی لولاہ ما اہتدینا ✥ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ارسل لیہ انا فتحنا لک فتحا مبینا ✥ وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم مقتدانا ✥ وعلی الائمۃ المجتہدین ہم وسیلتنا فی القرب والاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمۃ للعالمین ٥ امابعد میگوید کمینۂ امت کمترین اہل سنت بندۂ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجالہ الکرام - الآروی وطنا والحنفی مذہبا والحدقی مشربا والصدیقی العلوی نسبا وبواسطہ و بواسطتین الحقی تلمذا والمکی اصلا والمدنی مدفنا ان شاء اللہ تعالی کہ چون زمزمۂ قبول اسلام مولوی محی الدین وامثال ایشان بگوشم رسید بادای شکر باری تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین ہنگام کساد بازاری اہل اسلام بحدیست تا ہم مردمان در زمرۂ اسلام داخل میشوند و بجماعت مؤمنین رغبت میکنند در مسرت و شکرانہ بودم کہ ناگاہ اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مؤلفۂ ایشان گردید سر تا قدم متبدل برنج شدہ و زمانے متحیر ماندم کہ الٰہی این چہ معاملہ است آیا این نو مسلمان در پردۂ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام ارادہ کردہ یا چہ مطلوب ایشانست آخر کار دانستم کہ مولوی صاحب گو ہر چند باسلام گرویدہ اند لکن ہنوز ادب کہ سر آمد اخلاق ایمان ست از کسے نیاموختہ اند بل بگوش جان نہ شنیدہ اند ھ

حافظا علم ادب ورز کہ در حضرت شاہ ❀ ہر کرا نیست ادب قابل صحبت نبود ✥

نتیجۂ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آنرا دیدہ از جادۂ ادب پا بیرون نہادہ و یا اگر او خود مؤدب ست از مقلد این کتاب و مؤلف آن بجنگ در پیوست کم کسی ست کہ از دیدن این کتاب نتیجۂ بد نہ برداشتہ باشد جمیع معاندین دین را دستاویز نیست خوش و یلے ادیان رامسکے است خوب و در حق حنفیان تبرائیست کہ بران جا بنا زہیا و جنگ کردن ضرورت افتادہ ست خلاصہ آنکہ مؤلف رسالہ عجب شور و فساد در دین متین انداختہ کہ در اخوان دین افتراق و تباغض بحدے پدید آگردیدہ کہ قابل بیان نیست دانستہ بودم کہ اسلام آوردن اغیار موجب موافقت و تحابب با خود ہا خواہد شد بخلاف آن ذریعۂ تفارق و وسیلۂ تباغض فیما بین گشت

ے تو برائے وصل کردن آمدی ÷ نی برائے فصل کردن آمدی ÷ نعوذ باللہ من ذلک
تالیف این کتاب بلائیست ومطالعۂ آن ابتلائے پروردگار عالم مومنین را ازان دور تر دارد
واز فضل خود ایشان را مؤدّب سازد ے از خدا خواہیم توفیق ادب ÷ بے ادب محروم شد
از فضل رب ÷ بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ÷ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ÷ وہر چند این فقیر
ازین وادی درگذشتہ است کہ میانِ غوغائے طلبہ در آید و بمیدان لا و نعم و جنگ و جدال با منکرین
پردازد دوستان تکلیف این معنی بسیار میدہند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ است کہ آواز این
اشرار نیز در انجا بسمع ما نمی رسد لکن شخصے این کتاب را پیش من دفعۃً آوردہ خواندن گرفت پس
در دل من چنان ریختند کہ نزدم و نزد احبابم بفضلہ تعالیٰ اکثر کتب حدیث موجود است جوابے
کافی تحریر کنم و مؤلف این کتاب را احادیث متمسک حنفیان کہ ہنوز آنرا نشنیدہ تبلیغ کنم کہ مسائلہ
حنفیان نہ آنچنانست کہ کدامی مسالہ را حدیثے نباشد بلکہ بر ہر مسالۂ حنفیان و دیگر ائمہ حدیثی است
ثابت و آیتی است محکم کسے آنرا مے فہمد و کسے بے ادب آنرا بگوش ہم نمے آرد و ہمدرین تردد و جمع
کتب و استنباط بودم کہ ناگاہ رسالۂ جواب در ردّ این کتاب مسمی بفتح المبین نزدم رسید اکثر جاہای
آنرا دیدم جوابے شافی دریافتم پروردگار در اعانت مؤلفش بموجب وَاللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ
مَا کَانَ فِی عَوْنِ اَخِیْہِ باشد۔ بر تمام اہل اسلام عموماً و بر حنفیان خصوصاً ادائے شکر مؤلف
ضرور است کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند انچہ من مے نوشتمے بطرزِ دیگر میشدے لکن این کتاب ہم
قابل استناد و لائق اعتماد است اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند و از مطالعۂ ظفر المبین
احتراز فرمایند فقط کتبہ المسکین خادم الحدیث والرجال۔
محمد علی اکرم تغمدہ اللہ واساتذہ ووالدیہ برحمتہ ومغفرتہ

الحمد للہ الذی کفی وحدہ ÷ والصلوۃ والسلام علی نبیہ الامی الذی لا نبی بعدہ ÷
وعلی آلہ الطیبین ÷ واصحابہ الطاہرین ÷ وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المقتدین
کلہم اجمعین ÷ اما بعد فقد اطلعت ما حررہ من المضامین ÷ فی ہذا الکتاب الفتح المبین ÷
فی کشف مکائد غیر المقلدین ÷ فی جواب الظفر المبین ÷ فی رد مغالطات المقلدین ÷
فوجدتہ احسن التصنیفات للمصنفین ÷ واجمل التالیفات للمؤلفین ÷ وحسبتہ
حاویا علی تحقیقات المذاہب ÷ وجامعا علی تدقیقات المارب ÷ ورأیتہ موافقا
لما ہو فی الشریعۃ لاہل السنۃ والجماعۃ منصوصا علیہ ÷ فینبغی لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة الیه، فهذا بفضله تعالیٰ لقلع ضلالة الاشقیاء کاف، ولنفع هدایة الاتقیاء واف، فلاشک ان المؤلف قد اجاد فیما افاد، وسلک سبیل السداد والرشاد، وکلما اجاب، فاصاب، فکان سعیه مشکورا، فلذلک صار کاسمه علی المخالفین منصورا، فمخالفوه اللامذهبون فی کل وادٍ یهیمون، لما لم یبق لهم من الجواب، فبغیظهم یموتون، فیا ایها اللامذهبون موتوا بغیظکم، ولا تلوموا غیرکم، فانکم مفسدون فی الارض لا مصلحون، لم تقولون ما لا تعلمون، فتوبوا الی بارئکم، واستغفروه من ذنوبکم، فتنجوا، والا فتهلکوا، لان الشریعة عبارة عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهی فیها قد انحصرت، وان هذه المذاهب قد دونت، وقواعدها قد ضبطت، واصولها بالنصوص قد انطبقت، وبفضله تعالیٰ احکامها فی کل البلاد جرت، وفروعها فی جمیع الجهات انتشرت، فبحار هدایتها فی قلوب المسلمین تموّجت، ودررها المکنونة فی صدور المومنین قد استقرت، فنفوس المقلدین بضوئها انجلت، ورأت بها ما رأت، وحصلت بها ما حصلت وعرفت بها ما عرفت، فلذلک تری ان الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فیها قد اجتمعت، لان الشریعة من غیر هذه المذاهب فی الدنیا ما وجدت، وطاعة احکام الشریعة الناس قد فرضت، فان لم تحتسب هذه المذاهب الاربعة للشریعة معتبرة فالشریعة عن الدنیا عدمت، لان ما سواها من المذاهب لیست کمثلها فی ضبط القواعد والاصول، وفی ربط العلة والمعلول، بل کلها قد اندرست، وفی بعض کتبها التی بقیت اقوال المعاندین فیها قد دخلت، فتغیرت ما تغیرت، فکیف تکون هی الشریعة التی من الشارع شرعت، فما عثرت احکامها المنتشرة فیها وما حسبت، فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحکام للشریعة قد بقیت لانها من التغیرات قد حفظت، لما من الدلائل التی قد ذکرت، والاختلافات التی بین المذاهب نظرت، فهی رحمة للعالمین من خالق الثقلین خلقت، فمن کان خارجاً عن المذاهب الاربعة فی هذا الزمان، فهو من اهل البدعة والنار ومتبع الشیطان، کیف لا وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله لا یجمع امتی او قال امة محمد علی الضلالة وید الله علی [illegible]

اللہ تعالیٰ من یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیراً ٥
فکما یجب علینا الایمان والتصدیق بکل ما جاءت بہ الرسل وان لم نفہم حکمتہ
فکذلک یجب علینا الایمان والتصدیق بکلام الائمۃ الاربعۃ وان لم یفہم علتہ۔ فان قلت
ہذا شرک قلت لا۔ لانہم کانوا من اولی الامر واہل الذکر المعروفین المقبولین وقد
اوجب اللہ تعالیٰ علینا اتباعہم بقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
فان اللہ تعالیٰ قد عطف اولی الامر منکم علی الرسول والمعطوف والمعطوف علیہ فی
الحکم مساویان۔ فاین الشرک فی ہذا الکلام مقیم۔ ان ہذا الا یفہمک السقیم۔
وامرنا ان نسأل عنہم عما لا نعلم بقولہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ و
ہدانا ان نرد المسائل الیہم ونثق باستنباطہم بقولہ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ
مِنْہُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ۔ واخبرنا بان الائمۃ منا یہدوننا بقولہ وجعلنا منہم
ائمۃ یہدون بامرنا۔ فکیف لا یجب اتباعہم علینا۔ وکما لا یجوز لنا الطعن فیما جاء
بہ الانبیاء مع اختلاف شرائعہم۔ ولذلک لا یجوز الطعن فیما استنبطہ الائمۃ المجتہدون
بطریق الاجتہاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتہم لانہم ما استدلوا و
ما استنبطوا الا بالحدیث ومن الحدیث وبالقرآن ومن القرآن۔ اما ان لم یجدوا
فیہما وفی قضیۃ الصحابۃ رضی عنہم الرب المستعان۔ حکماً من الاحکام اور کنا
من الارکان۔ فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلۃ والبرہان۔ فصار ہذا القیاس اصلاً
رابعاً لنا بنص الحدیث والقرآن۔ اما القرآن - فاعتبروا یا اولی الابصار- وغیر ذلک
من الآیات التی الفتہا فی کتابی تذکرۃ المذاہب لمطالعۃ الاخوان۔ واما الحدیث
فعن ابن عباسؓ قال اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت
ان تحج وانہا ماتت فقال النبی صلعم لو کان علیہا دین اکنت قاضیہ قال نعم
قال فاقض دین اللہ فہو احق بالقضاء اخرجہ البخاری- وعن ابن مسعود
ما راٰہ المؤمنون حسناً فہو عند اللہ حسن وغیر ذلک من الاحادیث التی جمعتہا
فی التذکرۃ فارجعوا الیہا ان شئتم یا ایہا الخلان۔ فہذہ الائمۃ الاربعۃ ہم
العلماء الذین قیل فی شانہم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ فاولئک ہم
الامناء للشارع علی شریعتہ من بعدہ فلا اعتراض علیہم فیما بینوہ للخلق واستنبطوہ

من الشريعة لا سيما الامام الاعظم رح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه من اجل الائمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضى الله عنهم اجمعين، وكيف يجوز لامثالنا الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه وفضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ائمة الهدى المقبولين، بفهمه السقيم، وبعناده الذى بقلبه المقيم، بل يجب على كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا، الم تر كيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم فى استنباط احكام الشريعة الغراء، وانضباط اركان الطريقة البيضاء، واماطة الاذى وسبيل لمعرفة العليا، الم تر كيف استحكم به الشرع المبين، واهتدى به الخلائق كلهم اجمعين، فانه بوبه مبوبا، وفصله مفصلا، وهذبه مهذبا، ورتبه مرتبا، ونقحه تنقيحا، وعلله تعليلا، وميزه تمييزا، ويسره تيسيرا، الم تعرف مثله من الائمة فى الدنيا، فلا تجد نظيره فيها، فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنس فضله واعمل بقوله تعالى، ولا تنسوا الفضل بينكم، واذا عرفت انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم، فظهر من هنا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة من الكتاب والسنة واقضية الصحابة رض فهو كافر، لانه انكر الشريعة وكل من انكر الشريعة فهو كافر فمنكر المسائل كافر، وكذلك من لعن او طعن فى الامام الهمام فهو ليس بمؤمن، لانه طعن او لعن المومن الذى اكمل المومنين، واجلهم واحسنهم فى الدين، وكل من طعن او لعن المومن فهو ليس بمؤمن، فطاعن الامام او لاعنه وفاحشه ليس بمؤمن، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذى كذا فى التيسير، وايضا قال لا يرمى رجل رجلا بالفسق والكفر الا ردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك - اخرجه البخارى، وكذلك من سب الامام فهو فاسق، لانه سب المسلم، وكل من سب المسلم فهو فاسق، فمن سب الامام فهو فاسق، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سباب المسلم فسوق

وقتالہ کفر اخرجہ الخمسۃ کذا فی التیسیر، وقد قال اللہ تعالیٰ والذین یوذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا، وکذلک من ضار الامام فھو ملعون لانہ ضار مؤمنا وکل من ضار مؤمنا فھو ملعون فمن ضار الامام فلا شک انہ ملعون، کیف لا وقد قال رسول اللہ صلعم ملعون من ضار مومنا اومکر بہ اخرجہ الترمذی کذا فی التیسیر، وقد قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وکذلک من لم یوقر الامام فھو خارج عن اھل الاسلام، لانہ لم یوقر کبیرنا الامام الھمام وکل من لم یوقر کبیرنا فھو لیس من اھل الاسلام فمن لم یوقر الامام فھو لیس من اھل الاسلام، کیف لا وقد قال النبی صلعم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا اخرجہ الترمذی، فلذلک ورع الامام الشافعی رح عند زیارۃ قبرہ فی البغداد، فارضاھما اللہ تعالیٰ عن العباد، وھکذا کلھا فی کتابی التذکرہ، فما یقال لھدی چند بن دیوان چند المؤلف لظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین، الذی اسلم حدیثا عالمسلمین، کما اسلم عبداللہ بن سبا حدیثا عالمومنین، فاستفت عن نفسک، ولا تستفت عن غیرک، فھو کفایۃ لک، الم ترکیف ھذی بتشنیعۃ الامام فیہ فقال تارۃ ان الامام ما اتفق من احادیث الرسول الا سبعۃ عشر حدیثا، وشنع علیہ تشنیعا فاحشا، تقلیدا للمتاخرین المتعصبین المعاندین، ویا عجبا مع ذلک ینکر التقلید لامام المجتھدین، وقال تارۃ ان الامام قد خالف الحدیث والقرآن فی مسائل فلان وفلان وعدھا بالبیان، واحتج علیہ بالاحادیث التی وافقت لما تھواہ نفسہ من الصحاح، واعرض عما استدل بھا الامام المصاحب للفلاح تنفیرا للمقلدین الصالحین، عن عمل الفقہ للائمۃ المجتھدین المقبولین، وقال تارۃ ان الامام قد خالف فی ھذہ المسائل الفلانیۃ حدیث الصحیحین، لیعلم الحمقاء والسفھاء ان الصحیحین قد کانا قبل الامام ارضاہ اللہ تعالیٰ عن جمیع المومنین المقلدین فلعلہ لا یعلم ھو نفسہ ولا مقلدہ بقفی اللام ان صاحبی الصحاح بالنسبۃ الی الامام کطالب لعلم، لا بل کآحاد الرعیۃ من السلطان الاعظم، کیف لا وقد قال الامام سفیان الثوری رح انما بمقابلۃ الی حنیفۃ کالعصفور عند الباز، وایضا قال مخاطبا لابی حنیفۃ رح انت سید العلماء، الا تعلم ان المسلم الشافعی

تلمیذ البخاری - والبخاری تلمیذ للامام احمد بن حنبل رح - واحمد تلمیذ للامام
الشافعی رح - والشافعی تلمیذ للامام محمد رح - ومحمد تلمیذ للامام الاعظم رحمهم
الله تعالی کلهم اجمعین - فاعرف مدارکهم ومدارجهم، واحفظ مراتبهم بدرجاتهم
فلا تقل ان ادلة الامام ضعیفة، ولا با درایته بالفاظ قبیحة، تقلید المتعصبین فتحشر
مع الخاسرین، اما الصحاح وان کانت اصح الکتب بالنسبة الی ما بعدها، لکنها لا
عبرة لها بمقابلة الاحادیث التی استدل بها الامام الهمام قبلها، لکونه اقربهم
الی الرسول، ولذلک تلقت الامة الاستدلال بالقبول، فلا ینبغی لاحد ان
یطعن فی الامام الهمام بروایات الصحاح التی بعد المائتین وثلثة مائة دونت
ولا شک ان فیها اقوال المعاندین المتعصبین والمنافقین قد دخلت، ولذلک قال ابن حجر
فی نخبة الفکر ان الخبر اما یکون له طرق بلا عدد معین او مع عدد حصر بما فوق
الاثنین او بهما او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی بشروطه
والثانی هو المشهور والثالث العزیز ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمه والرابع
الغریب وکلها سوی الاول آحاد فیها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی
البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ، الا تعلمون ان اسمعیل بن علیة الذی قال
للقرآن مخلوق واهلک بحکمه تلمیذه الخلیفة المامون خلقا کثیرا وجما غفیرا
وابوبکر بن شیبة الذی وضع فی کتابه بابا للرد علی الامام ابی حنیفة واخوه عثمان بن
شیبة وغیرهم الرواة للبخاری قد کانوا متعصبین ومنکرین علی الامام الهمام
فالحقیقة او الصداقة من الرواة النازلین من الامام بالتعصب او بتداول الزمان و
الایام قد فقدت، لان الآیة السابقون السابقون اولئک المقربون الخ والاحادیث
خیر القرون قرنی - الی - ثم یجئ قوم تسبق شهادة احدهم یمینه ویمینه شهادته اخرجه
البخاری، وفی روایة اوصیکم باصحابی - الی - ثم یفشوا الکذب - وفی روایة ثم تظهر
الکذب وغیر ذلک التی فی التذکرة کتبت - فی فقدانها قد سبقت، بل علی کذب
الرواة النازلین قد شهدت، فاین الاعتماد علی جمیع روایات الصحاح وکیف یرد
بها الاحادیث التی استدل بها الامام المصاحب للصحابة، ولا شک ان اعتبار الروایات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الی الرسول صلی الله علیه وسلم -

مع قوة عدالتهم وایمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من الله تعالی ولاشک انه قد ثبت ان الامام الاعظم التابعی اقربهم سندًا الی الرسول صلعم۔ واقدمهم تدوینا للمذهب۔ واکملهم ایمانا۔ واجملهم اسلاما۔ واعلمهم علما۔ وافضلهم فضلا۔ واورعهم ورعًا۔ واحسنهم دینًا۔ فانصف فی قلبک۔ واستفت عن نفسک۔ اتعرف مثله فی هذه الامور المتعرفة من رواة الصحاح الناز لین عنه فی الدرجة البعیدة التی قد شهدت بکذبه الاحادیث المذکورة۔ فینبغی لنا العمل بالاحادیث التی استدل بها الامام۔ ولو ضعفها المتأخرون تقلیدا لاکثر المعاندین لذلک الامام الهمام۔ او لرؤیتهم التغیرات فیها لبعد الزمان وتداول الایام۔ ولو لم یوجدن کلها فی الصحاح۔ لما قال صاحبوها ترکنا الاکثر من الاحادیث الصحاح۔ فتامل فی هذا الکلام فانه ادق الدقائق۔ واحسن الحقائق۔ قد زلت فیه اقدام اکثر الخلائق۔ ولقد نبهتکم علیه یا ایها الاخوان۔ بنصرة الله المستعان فان خضتم وتدبرتم ایها الخلان۔ فتجدوا کلها فی کتب اهل الکشف والعرفان والله اعلم بالصدق والصواب۔ والیه المرجع والمآب۔ هذا ما کتبه الحقیر الفقیر المفتقر الی ربه الکبیر۔ خادم المقلدین محمد عبد القادر۔ عفرله ولوالدیه رب العالمین۔ المدرس الاول للمدرسة المحسنیة فی بلدة الهجلی صانها عن الآفات هو العلی۔

باسمه سبحانه۔ فما کتب مولانا المنصور علی۔ من الدلیل والبرهان الجلی۔ کاف لجواب غیر المقلدین۔ الذین رأیهم غیر متین۔ وینبغی ان یقال انه ذو الفقار علی لقطع براهین البثانیه۔ وما حرلاد لتهم الواهیه۔ وجعل الله المنصور منصورا علی المفسدین۔ بمقتضی اقوال القائلین۔ لکل من اسمه نصیب۔ وهذا شئ لیس بعجیب۔ الراقم غلام سلمانی العباسی عفا الله عنه وعن والدیه سوم مدرس مدرسه محسنیه هوگلی

نحمده ونستعینه۔ اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة علی صحة التقلید ووجوبه احتیاطا لسد باب الفساد فی الارکان الاسلامیة۔ وتالیفا لقلوب المسلمین فی الامور الشرعیة۔ فلاشک ان القول ببطلانه قول یجذب

بناء الاصول الاسلامیہ + ویفرق بین صلحاء الامۃ المصطفویہ + قد اجاد مصنف
هذا الکتاب فی رد اعتراضات المبطلین الساعین فی ارض اللہ بالفساد فی الدنیا والدین
والمریدین باطفاء نور اللہ الساطع فی اقطار العالم کالشمس فی ضحو النہار بالافتراء علی
سادات الایمۃ المرحومین فجزاہ اللہ تعالیٰ عن المسلمین خیر الجزاء
فی الدنیا والآخرۃ امین + هذبہ وصححہ عبد العلی الاسلام آبادی عفی عنہ

للہ در المجیب الفاضل اللبیب + قد اجاد فی جواب غیر المقلدین المفسدین + لا دنیا لہم
ولا دین ۔ وبئس القوم قد ظہروا فی زماننا ۔ وہم یشتمون ایمۃ دیننا ۔ ویقولون ان
الایمۃ المجتہدین ۔ قد اہدموا بناء الاسلام والدین + بآراءہم الباطلۃ + واقیستہم
الفاسدۃ + واظہروا طریقا خلاف الحدیث والمثانی ۔ واضل الناس ولا مثلہم
فیہ ثان ۔ والمقلدون سلکوا طریقا غیر حق ۔ وانہم علی الباطل ونحن علی الحق +
لانا نعمل بالقرآن وحدیث خیر البریہ + وہم یعملون بآراء ابی حنیفۃ + ہیہات
ہیہات ہذا لرکاکۃ رایہم ۔ ومن قلۃ بضاعتہم ۔ اما فہموا ان الایمۃ رکن الاسلام
وما کان غرضہم انہدام بناء الاسلام والانعدام ۔ وقد ادرک امامنا الاعظم صحابا
عدۃ + ولیس فی ذلک شئ من الریب والشبہہ ۔ وقد بلغ فی العلم والعمل درجۃ
القصوی + واجتہد من القرآن والحدیث من المبتدأ الی المنتہی ۔ والاستنباط
والقیاس کلہ مستنبط من کلام اللہ ۔ ومن حدیث خیر البریہ ۔ وکان فی خیر القرون
الامام ابو حنیفہ رح ۔ وفی الزہد والورع کان عدیم المثال بلا شک وشبہۃ + وکیف
یکون اتباع الایمۃ من ضلال + من غیر قیل وقال + لان المقلدین اتبعوا اولی الامر
منہم + وما اخذوا سبیل الشر والکید مثلہم + الا ایہا الاخوان ان کیدہم ککید
الشیطان + لا ینبغی للعاقل ان یقع فی شرکہم ۔ لانہ ما نجی کل من وقع فی فخہم +
واما رأیتم انہم سلکوا طریق التلہی الحرام + واخذوا طریق الفجرۃ اللئام + ففی حین
من الاحیان یاخذون دلائل الروافض والمعتزلۃ ۔ ویلزمون حنفیۃ من براہینہم
الباطلۃ ۔ وربما یستدلون بدلائل الشافعیہ ۔ لیغلبوا علی المقلدین لابی حنیفۃ
فظہر الآن ان غیر المقلدین ۔ رایہم غیر متین + وہم مضل ومضل ۔ وما سلموا
من الخلل والزلل ۔ فنعم ما قال القائل المرء یقیس علی نفسہ ۔ فنسبوا الضلال

الی الحنفی دون غیرہ ۔ للہ در المصنف ۔ لا فض فوہ فانہ کلما اجاب ۔ قد اصاب واجاد بما اراد ۔ فہذا نعم الکتاب ۔ وحسن الخطاب ۔ لمطالعۃ اولی الالباب ۔ نمقہ محمد راشد اول مدرس مدرسۂ عربیۂ محسنیۂ ہوگلی ۔

ہیہات ہیہات ان متوہمۃ الزمان قد زوروا القول تزویرا ۔ وضلوا واضلوا کثیرا ۔ وعتوا عتوا کبیرا ۔ مع انہم لا یفقہون الا قلیلا ۔ وتاہبوا لہدم دعائم الدین ۔ وتمموا لاستیصال قوائم الیقین ۔ فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون ۔ وتشبثوا بدلائل رکیکۃ ۔ وتمسکوا ببراہین ضعیفۃ ۔ فمثلہم کمثل العنکبوت ۔ وان اوہن البیوت لبیت العنکبوت ۔ وعموا وصموا عن حجج بینۃ ۔ وعمہوا وغووا عن فجاج واضحۃ ۔ فہو کنوا مثل عمیاء ۔ وخبطوا خبط عشواء ۔ ان اولیاؤہم الا الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات ۔ فیا لیت شعری کیف تبادروا الی التشنیع والطعن علی الامام الہمام القمقام ۔ اسوۃ الائمۃ الکرام ۔ قدوۃ الانام ۔ نبراس الملۃ الحنفیۃ البیضاء ۔ ذی الاخلاق السنیۃ والسناء ۔ قامع البدعۃ ۔ محی السنۃ ۔ سراج الامۃ المنورۃ ۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وسلم ۔ للہ در المجیب ما اجود ما اجاب ۔ لقد جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ۔ اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ۔ بحرمۃ الثقلین الشریفین المعظمین حبیبک ورسولک خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اجمعین ۔ آمین ثم آمین ۔ نمقہ اکبر علی عفی عنہ مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ

من طعن علی الائمۃ سیما علی الامام الہمام مقتدی الائمۃ العظام ۔ المحیی لشریعۃ خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم السلام اماما وسیدنا ومولانا الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی فمثلہ کمثل کلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ۔ فللہ در المجیب العالم النحریر حیث افصح بسوط الجواب غایۃ الافصاح ۔ وشعلہ عن النار ۔ من اجاب فقد اصاب ۔ اللہم لا تجعلنا مع القوم الظلمین ادخلنا فی عبادک الصالحین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

لقد جاد المجیب بتحریر فیما افاد، واتی بما یفحم من اراد فی الارض الفساد، وبالغ فی اشاعة تحریر واحیاء الدین، وسعی سعیا کاملا فی ازالة الشکوک عن قلوب المفسدین، فیجعل الله سعیه الجمیل مشکورا، وابقی ذکرہ فی بطون الصحائف مرقوما ومسطورا، وھدی جماعة المخاصمین الی سبیل الرشاد، وصانھم عما یقتضیه البغی والعناد، انه ھو الموفق والمعین، فی کل ساعة وحین، وصلی الله علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین، حررہ العبد الاواہ،

محمد محمود اسمه غفر الله ذنوبه مدرس مدرسه عالیه کلکته

محمد محمود

تقاریظ مثبته وتخط ومواہیر علمای مشاہیر حیدرآباد دکن و مدراس

آنچه اجوبه در کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مولوی صاحب جامع معقول و منقول کشاف دقائق فروع واصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمه الله تعالیٰ وابقاہ مرقوم فرمودند صحیح وخلاف آن باطل جزاہ الله عنا خیر الجزاء باید که جمیع مسلمانان بران عمل لازم وواجب دانند اگر نام این کتاب دافع التلبیس یا ہدایة المضلین نہادہ شود بجاست۔

عنایت علی

محمد صاحب المجاہدی مفتی محب الدین خان

بسم الله الرحمن الرحیم وقد رأیت ھذا الکتاب کله من اوله الی آخرہ وجدته صحیحا کامل الجواب لاریب فیه وختمت علیه علی صحته اعنی کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین لمولانا اولانا الفضل والکمال مولوی محمد منصور علی صاحب جزاہ الله تعالیٰ عنا وعن جمیع المقلدین لمذھب امام ابی حنیفة رضی الله عنه خیر الجزاء، وانا الفقیر الضعیف حامل نعال العلماء العاملین الصوفیین الکاملین، محمد اکبر علی عفا الله عنه، فقط

الاحقر [illegible] غفر له

الله محمد رسول الله

المعتصم بفضل الملک الغنی خادم شرع نبی [illegible]

محمد علی

جناب مولوی محمد اکبر خان ناظر ادبیات الملک [illegible] المحدثین فقیه

قد اصاب من اجاب

محمد ابو سعید ۱۲۹۱

خلف الرشید دولت مولوی محمد اکبر خان

باسمه العلی الاعلی

کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب دامت برکاتہم ابتدا سے تین سو چھتیس صفحہ مطبوعہ تک ملاحظے میں آئی۔ الحق یہ کتاب دلائل قویہ و [illegible]

سے نظفر و منصور ہے اور شک شبہہ و اعتراض
سے دور ہے جزی اللہ سبحانہ عنا المؤلف الفاضل
خیر الجزا — مرقومہ ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳ ہجری
حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ المنان طرازش خان

محمود بن قاضی الملک
بدر الدولہ کان اللہ لہما

الجواب صحیح والمجیب مصیب
احمد بن قاضی الملک

سبحان اللہ اس کتاب کے دیکھنے سے
جلا جمیع تقصیر قلب حاصل ہوتا ہے

محمد اکرام

واقعی یہ جواب لاجواب
باصواب ہے۔ محمد عبد الکریم
عفی عنہ و عن اسلافہ

قد اصاب من
اجاب۔ محمد
شہاب الدین عفی عنہ

ابو الحامد سلطان محمود
مصطفی بن مولانا غلام قادر
الفاروقی عفی عنہما و
عن اسلافہما۔

صح الجواب
سید علی رضا البعین
کان اللہ لہ۔

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے صحیح ہے۔ علی موسی رضا عفی عنہ۔

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از تازہ اختراعات ناظم نکتہ دان شاعر فصیح اللسان کاشف مکائد
لامذہبان دافع مطاعن وہابیان جناب فقط فتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

حد کیونکر دو جہاں میں ہو قلیل و خوار لامذہب
ہیں جگر سوختہ ہو کے نا سے بیزار لامذہب
مذمت کرتے ہیں ہر دم یہ تقلید ائمہ کی
نگوں ہو ... سے پھرتے ہیں سر پہ بار لامذہب

بُرا کہتے اماموں کو ہیں یہ بدکار لامذہب
خصوصاً ہیں انہیں انکار امام اعظم کے مذہب سے
مقلد کے ہیں دلسے درپے آزار لامذہب
فقیہوں کی برائی کر کے بہکاتے ہیں لوگوں کو

نکالا ہے نیا اک بانی نجوان لامذہبی مذہب
مگر سب شیخ نجدی کے ہیں پیرو کار لامذہب
بدی پر ان کی ... اماموں کی نہیں کرتے ہیں لیکن
بلا شک ہیں شیاطین کے رفیق و یار لامذہب

چکھادین ہم مزا انکو ذرا سیاست ہیہ کا
جہان مین جمع وہی ملعون ہین بدکردار لامذہب

سزا دیکر بتادین معنی وہابیت انکو
تو ہم بھی صاف کہدینگے ہین اہل النار لامذہب

شر انکے آب گل مین ہی بھی بھی نکے دلمین ہے
مگر کہتے ہین گرم افساد کا بازار لامذہب

جہان دیکھو منہ آتے ہین جاہل ہر مقلد کے
مقابل اہل مذہب کے گئے ہین ہار لامذہب

عجیب یہ فرقہ وہابیہ ہے فتنہ دوران
اگرچہ لڑنے آوین باندھکر ہتھیار لامذہب

انھون نے شہر دہلی مین بہت اسباب سر او پا ہی
شراب شرک و بدعت سے ہین خود سرشار لامذہب

مقلد گلشن دین نبی کے ہین گل تازہ
کہ مکہ مین مقلد ہین بلا انکار لامذہب

بیٹھین ایسے یہ کعبے مین کہ دم ہو ناک مین انکا
کہین سنتے نہون باتین پس دیوار لامذہب

گریبان کھولکر پھرتے ہین یہ صورت حبشی کی
رکابی مذہب اور مطلب کے ہین بس یار لامذہب

خوشامد کا ہمیں اور دروغ گوئیونکا انکا مذہب ہے
ہین شر مین بھی شرار الناس کے سردار لامذہب

ہی عامل بالحدیث انکا لقب لیکن حقیقت مین
سمجھتے ہی نہین قرآن کے بھی اسرار لامذہب

نہین یہ مانتے قرآن کی آیات صریحہ کو
سمجھتے ہین صلوٰۃ اور صوم کو دشوار لامذہب

نہین یہ مانتے ہین منقطع موقوف و مرسل کو
ہمارے سامنے آوین اگر اکبار لامذہب

تبرا کرتے ہین مثل روافض یہ مقلد پہ
کرین جا کر کسی عالم سے استفسار لامذہب

تعصب سے یہ اندھے امر حق کو حق نہین کہتے
کبھی ہرگز نہونگے راستی اور ہموار لامذہب

جہان جاتے ہین وان کرتے ہین برپا اک نیا فتنہ
مگر کھاتے ہین ذک ہر یک سے ہزارون بار لامذہب

مقلد ہمسری کو نہین کرتے رہتے ہین انھین چھیڑ کے
جہان دیکھو وہان لڑنے کو ہین تیار لامذہب

یہ کیا ہونگے مقابل معرکہ آرائی مین ہم سے
اوتارے جائینگے اگر ورزجہنا یار لامذہب

گل تقلید انکی آنکھون مین کانٹا سا چبھتا ہے
مگر باغ شریعت مین ہوئے ہین خار لامذہب

تقیہ مثل شیعہ انکے مذہب مین بھی جائز ہے
عقائد گر وہان اپنے کرین اظہار لامذہب

ہین سادات انہین اکثر ہین فتنہ دہ انکی طینت مین
بہاڑی مین بنائین اپنا گھر کہسار لامذہب

یہ سب دنیا کے بندے ہین خلوص بندگی کیسا
کہ ہین کھانے کمانے مین بڑے ہشیار لامذہب

بدی کا خون سودا وہی بھرا ہوا انکی رگ رگ مین
نہ عالم ہین نہ عامل بلکہ ہین مکار لامذہب

نہین تصدیق ہے انکے دلون مین نور ایمانی
حدیث شیعون کا بھی کرتے ہین صریح انکار لامذہب

رد وہ ہین تو ہین مصداق یہ قاموا کسالی کے
نہین حجیت کے قائل کہتے ہین آثار لامذہب

بزرگان سلف پر یہ ہمیشہ طعن کرتے ہین
اوٹھائینگے بہت ذلت سر دربار لامذہب

اگر کہتے ہین وہ ناری مقلد کو تعصب سے
نہونگے خواب غفلت سے کبھی بیدار لامذہب

زبان اور دلمین انکے نام کو صلا نہین اصلاح
فساد اور شیطنت کا کرتے ہین ہر کار لامذہب

کبھی بازی نہین پائی انھون نے بحث مذہب مین
اگرچہ ہو ادھر ایک اور ادھر ہون ہزار لامذہب

ولیکن اہل تقلید انکو دم بھر مین بھگا دیوین
نہ ٹھہرین نو کدم بھاگین وہ مثل سگار لامذہب

کہا کرتے ہین یہ تقلید کو سب شرک اور بدعت
نہین دیکھینگے ہرگز خلد کا گلزار لامذہب

مقلد سے یہان لڑتے ہین اور تکرار کرتے ہین
بلا شک ہین فریبی جعلی و مکار لامذہب

مسلمانو بچو ہردم تم انکے فتنہ و شر سے
بجا ہے گر کہو ہین سید الاشرار لامذہب

جہان کھانیکو دیکھا روٹیونکی سی یہ کہتے ہین
جدھر دیکھو ادھر ہین بندۂ زردار لامذہب

بظاہر خیر کا دم بھرتے ہین یہ جو فی الباطن
مگر ظاہر مین لگتے ہین بڑے ابرار لامذہب

یہ کیا جانین حدیثونکے دقائق اور حقائق کو
اگرچہ حسب ظاہر کرتے ہین اقرار لامذہب

فرائض بھی نقلا کرتے ہین اور تارک ہین سنت کے
زرو امد کو ہین کہتے نراہد و بیگار لامذہب

رسالہ ہی جو اک اظہار حق رکھا ہی نام اوسکا

مصنف اور سکا ہی اک رند وبد اطوار لامذہب
کیا بہتان رسول اللہ پر بھی سید شرک لامذہب
کہ قبر شیخ نجدی کے ہیں حج و زوار لامذہب
وہی یہ کام کرتے ہیں جو کچھ انکا جی چاہے
کہ اپنے گھر میں بن بیٹھے ہیں خود مختار لامذہب
کبائر ہوں بلا سے انکی لیکن ہیں جہاں مولد
کریں خود اپنی بے دینی پر استغفار لامذہب
بجا ہی جیسے اس فتح المبین کی فتح کا ڈنکا
جو دیکھیں یا سنیں یہ چھپ رہے اشعار لامذہب
مقلد ہونگے اس تاریخ سے خنداں مثال گل

خلاف نص سور کی چربی کو لکھا حلال آہ
کہ ہو وہ بے ادب بے دین نا ہنجار لامذہب
کہے جو یا رسول اللہ یہ مشرک اسکو کہتے ہیں
ہوئے ہیں نفس امارہ کے خدمتگار لامذہب
گنوار اکثر ہیں انمیں کہتے ہیں شبکات کو مسکات
وہاں کرتے ہیں بیجا بحث و تکرار لامذہب
بحق احمد مرسل مقلد تکلم سب عین
ہزیمت پاتے ہیں ہر دم ہر دم گفتار لامذہب
ہوئی فتح المبین سے صاف ظاہر انکی بے دینی
ولیکن جل کے کھائینگے دلوں میں خار لامذہب

ہوا ہمکو یہ ثابت کھاتے ہیں سور دار لامذہب
زیارت سے حرم احمد مصطفی کے منع کرتے ہیں
پہنتے ہیں مگر خود شرک کا زنار لامذہب
کریں حرمت کی حلت اور حلت کی کریں حرمت
کہ ہیں ڈھیلے جلاہے تیلی و سنبھیا لامذہب
دعا کر اے مقلد حق تعالے سے یہی ہر دم
رہے باقی نہ کوئی نام کو زنہار لامذہب
کباب آسا جلیں یہ آتش بغض و عداوت میں
مسلمان نام کے ہیں پر نہیں دیندار لامذہب
مقلد لے اوڑا کے پاؤں اور سر کو وہابی کے
لکھی تاریخ اسکی - ہیں بڑے مکار لامذہب

ایضاً نتیجہ ریز قلم بلاغت رقم سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان فخر دین بو حنیفہ
گروہے زناقص خیالان ارذل
زتحقیق و تدقیق فکر مصنف

کہ کامل بشرع آمدہ بلکہ اکمل
بنام ایزد این نسخہ تصنیف گشتہ
دقائق شدہ آسان مسائل شدہ حل
جوابات دندان شکن شد مدلل

شدہ معترض بروی از راہ بہتان
پے رد لامذہبان مضلل
بتاریخ آن زد رقم کلک لائق

تواریخ — طبع

از تازہ فکر علامہ افاضت مآب مولانا محمد منصور علی خانصاحب مصنف ہذا الکتاب عم فیضہم

نَحْمَدُ رَبَّنَا وَ نُصَلِّی عَلٰی
قَدْ طُبِعَتْ نُسْخَةُ فَتْحٍ مُبِیْن
فِیْهِ فِقْهٌ وَ حَدِیْثٌ وَ آیٌ
اَیَّدَنَا اللّٰهُ عَلَی الْمُفْسِدِیْن

سَیِّدِنَا الْخَاتَمِ لِلْمُرْسَلِیْن
لِلْحَنَفِیِّیْنَ بَدَتْ نُصْرَةٌ
رُدٌّ عَلٰی مَذْهَبِ لَامَذْهَبِیْن
جَاءَ مِنَ الْمُصْحَفِ تَارِیْخُهٗ

نَحْنُ نَجِدُ الْاٰنَ لِرَدِّ الظَّفَر
اِنَّ لَهُمْ ذٰلِكَ حَبْلٌ مَتِیْن
قَدْ حَصَلَ الْفَتْحُ لَنَا بِالْجِدَال
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا

از نتائج فکر علامہ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید آنز علمای دار العلم والعمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخہ مطبوع شد
ز تصنیف تحریر حبر ادیب

بطبع غریب و بصنع عجیب
باوصاف ہر علم و فن متصف

بود نام نامیش فتح المبین
مفسر محدث فقیہ و ادیب

ادیب آنکہ منصور شد بر حریف
بقول عرب انّ حبیب یصیب
ہر آنکس کہ خواند بصدق این کتاب
رقم زد با قوی دلائل مجیب
کسانیکہ تقلید برہم زنند
تو گوئی کہ آمد قیامت قریب
ظفر یاب کن اہلِ تقلید را
ز قرآن معجز نماے غریب

حریفی کہ با تند ہر میت غیب
قلم تند بر دشمنان یک قلم
ہر آئینہ گردد بہ سنت مصیب
زہے آب و رنگِ مضامین او
تو گئی لہم من عذابٍ مُّہین
شد آنکس کہ بیمار از مذہبے
الٰہی بحق رسولِ حبیب
ندا از لب ہاتف آمد حبیب

بہر کیب ... سعد انچہ مقسوم ست
قلم را علم کرد چون آن لبیب
جوابات سرکوب دندان شکن
ز باغ سخن مید ہد نفح طیب
با آخر زبان شد بپا فتنہا +
ندا از اطلاعے ندا ورا طبیب
چو تاریخ نصرت قرین خواستم
کہ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَتْحٌ قَرِيبٌ

ایضًا از نتائج فکر جناب التنبیہ والتبکیت المحدث المولوی محمد احمد حسن صاحب امروہی مدرس مدرسہ سنبہل

ذرا انصاف کی آنکھون سے اہل ایمان دیکھو
ہر اک بات اسکی ردو جرح کیا دلکشا عمدہ
... الہیٰ ... جو ... سکا ہر جید ہو
خفی کیا دلکشا عمدہ جلی کیا دلکشا عمدہ
جو پیدا سال چھپنے کا لب ہاتف سے یون نکلا

کتاب ... سے لکھی کیا دلکشا عمدہ
کتابت حسن خوبی کی نہج والی ہی نہیں تک
اور اسکی لوح و پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ
ضمیمے کو جو دیکھا خصم منکر بیج بول اٹھا
کتابِ دافعِ الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ
من تصنیف سید آوضحی کیا دلکشا عمدہ

جو ... ہے ... سنتے ... دلائل سے
کہ خط اس خوشخط نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
ہر اسکا نسخ و نستعلیق سے ... شستہ
کہ حق بات اسمین ظاہر ہوئی کیا دلکشا عمدہ
جو کاٹو سر و ہابی کا تماشا ہر اہی تن میں

ایضًا از بندہ اثیم محمد عبد الحکیم عفا عنہ اللہ الکریم بحرمۃ نبیہ الرحیم

فتح المبین کی طبع نے کس دھوم دام سے
اس کی بشارت طبع نے اوسکو جھکا دیا
الزامی اجوبہ سے مصنف نے یک قلم
ہر مسئلے کا شرع سے ماخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو بیکا اوکھاڑ کر
میدانِ صفحہ تیغ زبان سے کھا دیا
اتباع شیخ نجد نے کہائی ہے کیا شکست

سارے جہان مین فتح کا ڈنکا بجا دیا
لا مذہبوں مین اس سے پڑی یاہی کھلبلی
جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا
سارے معاملاتِ نہان کردیے عیان
تقلیدِ حق کو دلمین ہر اک کے جما دیا
پھر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقابلہ
بائی سراخیالِ ظفر کو بھلا دیا

لا مذہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
وہابیوں کو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب انکے داؤ گھات کا خاکا اوڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
الدم مین سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا
اس معرکے مین ہارے دلیلیں انکی ہار کے

فوج عدو کو ہند سے رکنے تک ہٹا دیا
اب ہمکو ان مخالفوں سے خوف کچھ نہین
للکار کر شکست کو انکی سُنا دیا

تا یون سے خنگِ خامہ کی میدانِ جنگ مین
اللہ نے تو فتح کا تمغا دلا دیا
تھی فکرِ سال غیب سے آواز آگئی

ہان نقش ہاے ہر اک کے مٹا دیا
ڈنکے کی چوٹ مینے تو اسکو نظم مین
فتح المبین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا
۱۳۰۱ھ

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت وجہ تحریر و ذو قافیتین و تجنیس

تا گل این نسخہ نصرت شگفت
زد دلم از جوشش منصور باد

مے وزد از مذہب منصور باد
مصرع سالش زدہ کلکم رقم

سر زدہ بہر امر حق از حرف ساد
نصرت حق جامی منصور باد
۱۳۰۱ھ

اشتہار
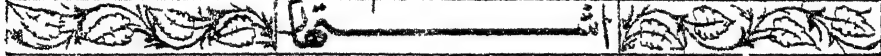
مقلدین ملت حنیفہ و متبعین سنت شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لا مذہبان پنجاب منحرف جادۂ صواب طاعن ایمہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین ایسے سخت الفاظ خلاف تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کا سواد اعظم جوش مین آیا اور تقلید مذہب معین مین ہوا نفس کی آزادی نے قدم جمایا تو ناچار واسطے دفع فساد دین و رفع عناد منکرین کے عالم باعمل فاضل بے بدل جناب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی شاگرد رشید علامۂ وحید جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان شایستہ انصافانہ بغیر تعصب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اوٹھایا اور حنفیہ کے ہر مسئلے کا ماخذ کتاب و سنت بتایا بعد سکے ۔ بندہ اثیم محمد عبد الحکیم عفی عنہ نے اس کتاب کو ماہ سنہ (۱۲۸۴) سے دو ورق ٹیٹل کے مطبع نجم العلوم فرنگی محل مین باجرت سنگ چھپوا کر واسطے تصدیق و اعتبار کے جابجا بلاد ہندوستان و حرمین شریفین مین علماے نامی کے پاس بھیجا باوجود اس مستعدی و سرگرمی کے دو برس کا زمانہ اسیر مہرین کرانے اور تقریظین لکھوانے مین گذرا ضمیمہ کا تا تمامی مع فہرست ولی ایک مدت تک مطابع دیگر مین چھپتا رہا اب بفضلہ تعالی بصرف زر کثیر باینہمہ تاخیر اس مجموعہ کی تکمیل ہوگئی اور بنظر تقویت دین و منفعت مقلدین قیمت اسکی مع محصول (عہ) رکھی گئی اور چونکہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب موصوف سے بطریق ہبہ حاصل کیا گیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین اور بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے حسب قانون ایکٹ (۲۵) سنہ ۱۸۶۷ع ماخوذ ہو کر نفع کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون مقامات مندرجۂ آخر کتاب سے منگوالین —
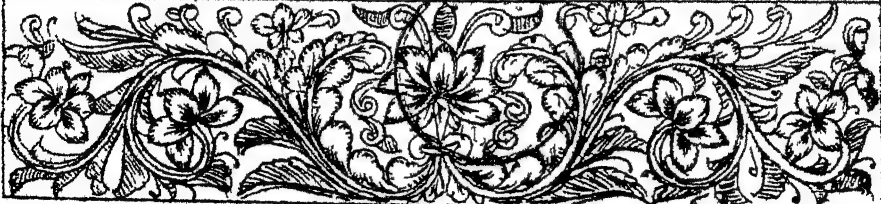
جدول مزیل اغلاط فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بہ تنبیہ الوہابین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	نکر	نگر	۴۳	۱	لین	سے	۶۵	۴	بلانا	پلانا
۱۳	۱۵	یجری	یتحری	۴۷	۴	امامہ	اسامہ	۶۶	۱۷	ید أ	ید اً
״	۱۶	یکذب	یکذِب	۵۵	۲	ادسکا اونکو	اونکا اوسکو	۶۸	۱۸	کان عطل	کان اُعطل
״	۱۷	چھوٹ	جھوٹ	۵۶	۳ تا ۴	[illegible]	دو برس اور ... [illegible]	״	״	الی من	الی آمن
۱۴	۱	قال قال	قال					״	۱۹	اگر موقوف کردون مین	موقوف کرنا میرا
״	۴	کہا اونھون نے	+								
״	۲۰	ترمذی	ترمذی کی	״	۱۲	اجلت	الجلت	״	״	تو اچھا جانتا ہون	اچھا ہم جیسے نزدیک
۱۶	۹	یا صحیح	صحیح	۵۷	۱۳	الملعے	المعنے				
۱۸	۱۳	کی	کی ہی	״	۱۴	نخصیصہا	تخصیصہا	۶۹	۱۳	ایسے	ایسے ہی
״	۲۱	افتہ	افقہ	״	۱۶	العلماءُ	العلماءِ	۷۰	۱۹	فسوق	فسوخ
۱۹	۱۰	کہ	کہ فقاہت	״	۱۸	الاکثرُ	الاکثرِ	۷۱	۸	ثنیا	الثنیا
״	۱۱	بات کے	+	״	״	اکثرُ	اکثرِ	۷۴	۴	ضروری	ضرور
۲۱	״	اور اور	اور	۵۸	۱	طرف	کے ساتھ	״	۹	کہ	ایسا
۳۱	۳	الصباغۃ	الصیاغۃ	״	۲ و ۳	یعنی منافقی	سے لیے گئے	۷۷	۱۷	ولائل	دلائل
״	۸	منہا	فیہا	״	۶	پس	ہی پس	۷۸	۲۰	پیسہ	اور
۳۲	۳	اوس سے	فیہ	״	۸	اشنین	اثنین	״	۲۱	اسکے اوسکو	اوسکو
״	۶	او	اور	״	۱۳	۲۸	۳۸	۸۰	۴	آپنے	اپنے
״	۷	مذہب	مذہبہ	۵۹	۲	لیے	سے	۸۱	۳	مین	سنے
״	۱۵	باپندی	پابندی	״	۸	اشکدہ	اشدہ	۸۲	۹	ملخص	+
۳۴	۱	واجب	واجب علی الاطلاق	״	۱۱	اشغدہ	اشُدہ	۸۳	۷	مُحرم	محترم
״	״	کہ	+	۶۰	۱۹	پھر	پس	۸۴	۱۷	تنتقع	ینتقع
۳۸	۳	او	اور	۶۱	۱۲	ادخفتنکم	ادخلتکم	״	۱۸	العُقود	العَقود
۳۹	۳	الذبن	الذین	۶۴	۱۰	جاہر	جا ہر	״	۲۱	للاصطیا	للاصطیاد
۴۱	۸	موجو	موجود	״	۲۱	ہی	بھی	۸۵	۱۴	تحقیقا	تحقیقاً
۴۲	۱۸	اکا	انکا	۶۵	۱	بھی	+	״	״	رخص	رُخِص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۸	المتلیف	المتلف	۱۹	۱۱	ویحل	یحل	۱۵۳	۱۵	الآثار	معانی الآثار
۸۸	۱	لمال	کمال	〃	〃	شہاب	شؤب	۱۵۴	۵	ہم	+
〃	۴	نقاہت	کمال			الطلاء	الطلاءِ	۱۵۵	۹	حدیت	حدیث
〃	۱۰	مانتے تو	مانتے جناب من	۱۱۹	۱۸	یہ	+	〃	۱۰	تعلیہ	شبیہ
۹۱	۱	تنزیہیہ	تنزیہ	〃	۹	کا ہر	کا	〃	۱۸	ادن	اوس
۹۲	۹	التفضیل	التفصیل	۱۲۳	۲۱	کہڑاے	کہڑے	〃	۲۱	حدیث	حدیث
〃	۲۱	آکثر	واکثر	۱۲۴	۷	قبلہا	قبلہما	〃	〃	ہو	ہی
۹۵	۱۹	قحما	قحما	〃	〃	〃	〃	۱۵۶	۱۷	ندر	نذر
۹۶	۴	اوس	اوس سے	۱۲۵	۶	اشلۂ	اشلۃ	۱۵۸	۹	سکے	+
〃	۱۶	دیوے	لیوے	〃	۱۱	تذعوا	تدّعوا	۱۵۹	۱	ہیں	اسی
〃	۱۹	سے	نے	〃	۱۶	لا تتزکوا	لا تتروکوا	〃	۹	ہرروز	ہرروزہ
۹۷	۱	ردکرنا	ردکرے	۱۳۰	۲	نقل	نفل	۱۶۰	۷	مرویۃ	مرویہ
〃	۵	الکافی بالکافی	الکافی بالکافی	۱۳۵	۲	ایسے شیخ	ایسا شیخ جسکا	〃	۱۴	وہ	اور وہ
〃	۱۴	یا بعد	اور بعد	۱۳۶	۸	ابو الزنا	ابو الزناد	۱۶۱	۱	تغریب	تغریب
۹۸	۱۱	تو	+	۱۳۷	۱۴	لا یکبر	لا یکبر	〃	۲۰	جزا	جز
۹۹	۵	المجنون	المجنون	۱۴۰	۱۴	مطق	مطلق	۱۶۳	۵	فعل	قیل
۱۰۱	۱۴	کہ	+	۱۴۱	۴	جو	جنھوں نے	۱۶۸	۱۰	کہ	+
۱۰۲	۶	جو	+	〃	۱۵	ذلک لا	ذلک لما	〃	۱۸	ایجاب کے	کے
〃	〃	آئی ہی	+	〃	۱۶	کانت	کانت	۱۷۱	۹	منک	منک
〃	۷	جو نماز فجر	نماز فجر کے	۱۴۳	۴	صاحب	+	۱۷۲	۱۵	الشہات	الشبہات
		بین آئی کر	عدم جواز میں	۱۴۵	۱	فاذعوا	واذعوا	〃	۱۹	اسکو	اسکو
〃	۱۶	لکنّھا	لکنّما	۱۴۹	۱۳	کو	کا	۱۷۳	۷	کونک	کوتک
۱۰۳	۱	ہو	ہو تو	۱۵۰	۱۲	میں ہو اسطے	ہی واسطے	۱۷۸	۱	ابن	بن
〃	۲	ہوتی	ہوئی	۱۵۱	۹	کا	کے	۱۸۲	۲	جبت	حجت
۱۰۷	۴	او	اور	〃	۲۰	پڑھی	پڑھتی	۱۸۳	۵	کھلیان	کھلیان سے
〃	۱۹	معر	عصیر	۱۵۲	۱۳	النخعی	النخعی	۱۸۸	۱۱	اغسلہ	اغسلہ
۱۰۹	۱۰	یدل	یدل	〃	۲۰	کیا	کہا	〃	۱۳	الغلام	الغلام ف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	بھی	+	۲۰۸	۱۰	اعطیتکما	اعطیتاکما	۲۵۸	۱۲	الاظھر	الاطھر
۱۹۲	۳	او	اور	۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھوں	۲۵۹	۴	حصہ	درجے
〃	۱۴	گی	کی	۲۱۲	〃	قدمت	قنت	۲۶۵	۲۰	بلاواسطہ	بلاواسطہ
〃	۱۵	ہر	تھی	۲۱۳	۱	غبا	غبار	۲۷۰	۱	بمعنی	معنی
۱۹۳	۲	ہوجانے	ہوجائے	۲۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]ان سے	〃	۹	جب	اوسوقت
〃	۵	ہنرلے	ہنرلے	〃	۱۵	در	کیونکہ	〃	[illegible]	اوسکے	اوسکو
〃	۱۹	جب	جب تک	〃	۱۶	قبل	بعد	〃	[illegible]	تقدرہ	تقدیرہ
۱۹۶	۱۲	اسی	اس	۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتا کہ	۲۷۲	۵	کہ	+
۱۹۸	۴	تلفی	تلقی	〃	۵	[illegible]	خوو[illegible]	〃	۱۵	بھی	+
〃	۹	کرادتے	کرادیتے	۲۲۰	۷	لم	تو	۲۷۳	۱	لینا	لیا
〃	۱۴	نقصدن	نقصان	۲۲۵	۲	[illegible]	[illegible]	۲۷۴	۱۳	معنی	معنی کبھی
〃	۱۹	حرم	حرام	۲۲۶	۱۶	افضل	افضل	۲۷۵	۲	مین	سے
۱۹۹	۱۶	استفصت	استقصت	۲۲۷	۱۰	چیر	چیز	۲۷۶	۳	مگر	لیکن
〃	۲۱	انما	إنما	۲۲۸	۶	لفدرہ	لذیری	۲۷۷	۱۲	عجرۃ	عجرد
								〃	۱۳	عجرۃ	عجرد
۳۰	۲۰	تو	+	۲۳۲	۱	من	من	〃	۱۶	عجرہ	عجرد
۲۰۱	۲۱	فرمایا	فرمایا	〃	۱۳	بکلمۃ	بکلمۃ	〃	۱۸	〃	〃
۲۰۲	۲	ہاتھ	ہاتھ	۲۳۴	۸	نیتم	لیتم	۲۸۰	۱۲	اللہ	اللہ
〃	۵	ادعی	ادعی	〃	۹	بنت	نیت	〃	〃	یجتنبی	یجتنی
〃	۶	صاجب	صاحب	〃	۱۰	کہ میرور	کہ میراروزہ	〃	〃	ویجتنبہ	ویحسہ
〃	۱۷	نیس	تیس	۲۳۵	〃	جبیب	جیسے	〃	۱۳	فقط	چند
۲۰۴	۶	تگ	تک	۲۳۷	۴	اینا	اپنا	۲۸۱	۱۱	سے	سے ساتھ ان اشیاء کے
〃	۱۲	یعلس	یجلس	۲۴۰	۲۱	اعلب	اغلب	〃	۱۴	〃	〃
								〃	۲۱	نووی	نووی نے
۲۰۶	۵	فال	قال	۲۴۴	۱۹	حدیث سے	سے حدیث میں	۲۸۲	۶	الحسینی بن	الحسینی بن
〃	۲۱	پوچھی	پوچھا	۲۴۵	۱۶	فاذ	فاذا	〃	۸	الحمصی	الحمصی
۲۰۸	[illegible]	من انّ	منہ إنّ	۲۴۹	۱	کی	سے	۲۸۳	۲	الاسودی	الاسوادی
〃	۱۱	علیاء	علیہ	〃	۱۹	اوس	اون احادیث کی	〃	۱۲	غیر	غیرہ
〃	۱۲	المتصدق	المتصدق	۲۵۸	۵	فیسمع	فیسمع	۲۸۴	۵	عجرۃ	عجرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۷	عجزہ	عجز
〃	۱۵	یحیی بن	یحیی بن
۲۸۶	۲	مثلَ	مثلُ
〃	۲۱	الصغیر	الصفیر
۲۸۷	۱	الحکم	اورحکم
〃	۳	ابورویہ	ابوروبہ
〃	۴	النحری	النحوی
〃	〃	سفیان	شہاب بن سفیان
〃	۵	السبعی	الشعبی
〃	۶	ابی	ابوالمخارق ابو
〃	〃	علی	عدی
〃	۸	علی	اورعلی
〃	〃	الزواد	الزراد
〃	〃	عمر	عمرو
〃	〃	بن عبید اللہ	+
〃	۱۰	محارذ	محارب
〃	۱۱	بن ابی طالب	[illegible]
۲۸۷	۱۱	مسلم	[illegible]
〃	۱۲	فحول	مخول
〃	۱۳	المحلی	البجلی
〃	۱۴	الشیم	الہیثم
〃	۱۵	الکندری	الکندی
〃	۱۶	ابی الجہیم	ابوبکر بن الجہم
〃	〃	ابوسباب	ابوجناب
〃	〃	ابوالسوادی	ابوالسوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۷	۱۷	ابوالغفور	ابویعفور
۲۹۱	۷	فمن	فان
۲۹۲	۲۰	ابنُہ	ابنِہ
۲۹۴	۶	کثیرۃٍ	کثیرۃً
〃	〃	بناء کثیرٍ	بناء کثیرۃ
〃	۸	[illegible]	[illegible]
۲۹۶	۱	شعر	اس مضمون کا شعر
〃	〃	کہ تیری	تیری
〃	۱۶	حدیث	حدیث سے
〃	۱۷	اورجلال الدنیا	جلال الدین سیوطی
۲۹۸	۱	فانّ	انّ
۲۹۹	۱۴	ازدواج قربت کرتے	باندھتے تمتند
〃	۱۷	قابل	قابل
۳۰۱	۱۳	تو	طو
۳۰۲	۸	امرأۃً	امرأۃُ
۳۰۳	۲۱	موسون	مومنو
۳۰۴	۱۰	ہوتی	کرتے
۳۰۵	۱	ایکَ	ایکِ
〃	۳	فاعطنیہا	فاعطنیہا
۳۰۷	۴	استنکعدَ	استُبعِدَ
۳۱۲	۱۹	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ کے
۳۱۳	۲	اعلام	علم
۳۱۶	۲	کہا	+
〃	۷	کہا	کہ
۳۱۷	〃	خفتہ	فقیہ
۳۲۴	۵	البسۃ لان فیہا	بسرۃ لان فیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۷	علمہ	علقمہ
۳۲۹	۱۳	اگر	کہ
〃	〃	تو	مگر
۳۳۰	۹	تو	سو
۳۳۱	۱۰	استنکرَ	استنکرِ
۳۳۲	۱۵	خویس	خویش
۳۳۳	۱۶	تو	اور
۳۳۴	۵	ضمرۃ	صلرۃ
〃	〃	معوّذ	معوِّذ
〃	۱۱	ضمرہ	صبرہ
〃	۱۸	البخاری	+
۳۳۴	〃	مابۃ	ماجۃ
〃	۱۹	والترمذی	والبخاری والترمذی
۳۳۶	۹	سوئے	سوئے کروٹ پر
〃	۱۳	وہ	وہ کروٹ پر
۳۳۷	۱	الحذّادِ	الحذّاءِ
〃	۴	ثلثا	ثُلُثیٰ
〃	۵	الحذّاد	الحذّاءِ
〃	۱۳	حداد	حذاء
〃	۱۷	〃	〃
۳۴۰	۱	موزہ	میوہ
۳۴۲	۱۰	مراد	مروی
〃	۱۶	ییبست	یبسَت
۳۴۴	۱	العشاءِ	العشاءَ
۳۴۹	۹	برّ	بُرّ
۳۵۰	۷	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی	۴۰۶	۳	مُبَتَّینا	مُبَیِّنا	۴۲۰	۹	النلحو	النحو
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک	״	״	مفسّرا	مفسّرا	۴۲۱	۸	بھاگین گے	نکل جائین گے
۳۵۲	۵	ستم	ثم الذین	۴۰۷	۱۱	بلفظ	بلفظ	״	۹	بھاگتا	نکل جاتا
۳۵۳	۲۰	وجہ سے	وجہ سے بھی	۴۰۸	۱۷	الاسلامیِ	الاسلامیُ	۴۲۲	۱۰	حنابلہ	ایسے ہی
۳۵۵	۱	کسی	اوسی	۴۰۹	۱۲	اَنَّ	اِنَّ	۴۲۳	۱۷	او	اور
״	״	بوجہ	تو بوجہ	״	״	״	״	۴۲۴	۸	جبیر	جبیر
״	״	ضعیف	ضعف	״	۱۵	اعلم	اسم	״	برحاشیہ	حقیقت	حقیت
״	۴	سب پر	سب	״	۱۷	بھگینا	بُھینا	۴۲۵	۵	اِنَّ	اَنَّ
۳۶۰	۱۷	جس	اوس	״	۱۹	״	״	۴۲۶	۱۹	الغَرب	العَرب
۳۶۳	۱	نالاحر نالاخرِ	نالاحرِ فالاحرُ	״	۲۰	مذہیب	مذہب	۴۲۸	۵	اوش	اوس
۳۶۴	۱۵	تَظْهَرُ	تُظْهِرُ	״	۲۳	رزبن	رزین	۴۲۹	۲۲	ابانی	زبانی
۳۷۶	۴	کرتے	کرتے ہین	۴۱۱	۹	فَذَکَرَ	فَذُکِّرَ	۴۳۰	۸	سے ثابت	+
۳۸۱	۱۲	جائل	جاہل	۴۱۲	۲۳	التتم	التیمّم	״	۲۲	وصول	اصول
۳۸۲	۱۴	الضُّعُف	الضِّعْف	۴۱۳	۲۱	نمازوجین	نمازون	۴۳۱	۱۷	جمع	جمع حقیقی
۳۸۶	۲۳	مفسرنانے	مفسرین نے	۴۱۴	״	مستدررک	مستدرک	۴۳۳	۲۲	او	اور
۳۸۷	۱۳	پوچھا	ہر	۴۱۵	۱۱	النسن	النس	״	۲۳	اوکے	اوسکے
۳۸۸	۳	اخفا	اخفی	۴۱۶	۱	لوتجاتا	لوٹجاتا	۴۳۶	۸	شائیشہ	شائستہ
״	۱۸	ابولیلی	ابویعلی	״	۴	د	وہ مگر	۴۳۹	۱۱	الممکنات	الممکنات
״	״	صبرانی	طبرانی	״	۲۳	[illegible]	[illegible]	۴۴۰	۳	پرُھا	پڑھنا
۳۸۹	۲۲	باپ سے	باپ سے سنا ہو					۴۴۳	۱	والہام	والالہام
۳۹۳	۱۱	مجاھدِ	مجاھدِ	۴۱۷	۱۰	جگ	جگہ	۴۴۷	۸	جاتی	جاتی جاتی
״	۲۱	الرازیِ	الرازیُ	״	۱۲	خدیجہ	خدیج	۴۵۷	۲۱	ان	ان کی
״	۲۲	الشاذکونیِ	الشاذکونیُ	״	״	کقول	یقول	۴۵۸	۱۸	یحاصل	یحامل
״	۲۳	الخناطین	الحناطین	״	۱۳	چورائے	چورائے	۴۵۹	۲	تفروا	تفرقون
۳۹۵	۷	صلّ	صلّی	״	۱۵	لکھے ہین	لکھے ہین	״	۱۶	دیکھا	دیکھما
۳۹۷	״	اَنہ	اِنہ	۴۱۹	۱۲	ابنِ	ابنُ	״	״	البقیہ	البقیع
۴۰۶	۳	صول	اصول	۴۲۰	۹	بباکلو	ببالکم	״	۱۷	المسلم	المسلم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۷	کل	اکل	۴۶۵	۱۲	العمل	بہا	۴۶۷	۶	ﷲ	اللہ
[illegible]	۱۹	ھذہ	علی ھذہ	〃	۱۳	تالفقہ	الفقہ	〃	۸	لمریق	طریق
[illegible]	〃	یدحاون	یدحلوا	〃	۱۴	القاس	الناس	۴۷۱	۲	یحتایا	یپتایا
[illegible]	[illegible]	یساحد	ساحدھم	〃	۱۸	فدونا	افتونا	۴۷۳	۲۱	مرل	مزیل
[illegible]	[illegible]	ولایحی	ولایصاحبوا	〃	۲۰	قلوندا	تدربا	۴۸۷	۱۸	الکل	المتوکل
[illegible]	۲۲	الیہ	+	〃	۲۱	ھدا	ھدا	۴۸۹	۱	خیرا	فحیا
۴۶۱	۱۲	الی	التی	〃	〃	ساء	ساع	۴۹۰	۴	ستعی	سیتقی
۴۶۲	۱	کہ	+	〃	۲۲	اتیاعہ	اتباعہ	〃	〃	للاستقامۃ	الاستقامۃ
۴۶۵	۸	فاجشا	فاحشا	〃	۲۳	الھم	انھم	۴۹۳	۱	سبحانہ	سبحانہ
〃	۴	المعلدین	المقلدین	۴۶۶	۱۲	ناء	ابنا	۴۹۵	۱۶	نفس	نغص
〃	۹	الحنلفیۃ	الحنفیۃ	〃	۱۷	فیما	وفیما	〃	۲۰	سیئون	سیئوں
〃	۱۰	المخالفۃ	المحالفۃ	〃	۲۱	المسورۃ	المشہورۃ	۴۹۶	۱۹	سفہاے	غیر فقہاے
〃	〃	شحصیا	+	〃	۲۲	نقولھا	لیقولھا	تمت			

تنبیہ متعلق بر تغلیط معترض۔ ناظرین اہل علم کو تو حال جہالت و بے علمی مؤلف ظفر مبین کا معلوم ہی کہ اس شخص کو سوا‌ے اردو کتابین دیکھنے کے عربی و فارسی دانی کی بالکل لیاقت نہین بلکہ اردو بھی ٹھیک نہین اسپر یہ دعوی کہ ہم فقہ و حدیث بھی جانتے ہین بھلا اس بات کو یار لوگ کب مانتے ہین جسکو صحیح لفظ تک بولنا نہین آتا وہ معنی کی غلطی کو کب سمجھیگا چنانچہ یہی ایک نمونہ او سکا ہی کہ جب لفظ (عقود و فسوق) کا صفحہ ۱۷ سطر ۸ ظفر مبین مطبوع سابق ۱۲۹۵ھ مین چھپگیا تو ہمکو گمان ہوا کہ یہ غلطی سہواً ہو گئی ہی کہ اس کتاب کے غلطنامہ مین بھی صحت او سکی رہگئی لیکن جب پھر دوبارہ ۱۲۹۸ھ مین یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی قافت سے صفحہ ۲۶۳ سطر ۱۲ مین بدستور سابق رہگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلطنامہ مین بھی صحت او سکی نہین کی صحت کیا خاک کرتے کہ مؤلف کے صاحب کو تو یہ لفظ اسیطرح غلط یاد تھا اور اسیقدر آپکا مبلغ استعداد تھا پس ہمنے بھی اس کتاب کے صفحہ ۷ سطر ۱۹ مین بحکم النقل کالاصل تحت عبارت قال بعینہ اوسی لفظ غلط کو لکھوا دیا لیکن اس کتاب کے غلطنامہ مین تصحیح او سکی بجای معجمہ کر دی ہی خیر یہ تو آپکی نثر کا حال تھا اب انکی نظم کا کمال سنیے کہ ملکۂ زباندانی و موزونیت طبع تو خاک نہین شعر کہنے کو آدھی ور نظم پر جان دیتے ہین بلکہ در حقیقت اس فن کی جان لیتے ہین چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ مین یہ مصرعہ آپکا **ع** ثواب سو شہیدون کا نہین مفت ✦ کسقدر غلط ہی کہ باوجود جائز رکھنے اضافت ناجائز لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) مہمل اور بیکار رہا جاتا ہی اور اگر ثواب بقطع اضافت پڑھین تو ناموزونی مصرعہ کا کچھ علاج نہین **ع** جز اینکہ لعنہ زند خلق خندہا اطفال ✦ لاحول و لاقوۃ ایسی شاعری اور شعرگوئی پر ہزارون بار نفرین اور لاکھون بار پھٹکار ہے بلکہ اسمین اپنی حماقت و رجہالت کا اظہار ہے

تمت

اعلان

چونکہ اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ
تنبیہ الوہابیین کی تالیف و طبع کرانے مین زر کثیر صرف ہوا ہی و نیز
حق تصنیف اسکا مصنف صاحب سے بطریق ہبہ بالعوض لیکر مطبع نجم العلوم
واقع فرنگی محل لکھنؤ مین محفوظ رکھا گیا ہی لہذا کوئی صاحب بدون
اجازت مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین
اور بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے قانونًا ماخوذ ہوکر نفع
کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین - ہان جسقدر نسخے مطلوب
ہون وہ روپیہ قیمت مفصلہ بھیجکر مقامات مذکورہ ذیل سے
منگوالین — قیمت فی جلد (عہ ۱۲/) محصول ڈاک (۲/)

لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ
چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الواحد خانصاحب
تاجر کتب